آئینہ جواہر

نسخۂ نایاب علم جواہرات جسمیں جواہرات کے متعلق نئے نئے
معلومات دریافت کردہ محققین یوروپ و ماہرین زمانہ قدیم درج
ہیں انکے ابتدائی حالات خواص و ماہیت کیمیائی ترکیبیں بمقامات
پیدائش و حالات برآمدگی کان کنی انکی کاٹ جلا و دستکاری
اور مول تول کے قاعدے عیب و نقص کھرے کھوٹے کی
شناخت عجیب و غریب تواریخی حالات عجوبہ خواص سحری وافعال
طبی وغیرہ بیادگار اقدس سر جنیو مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر
جی سی ایس آئی مرحوم و بنام نامی مہاراجہ ادہیراج
سری مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب بہادر والئے

جموں و کشمیر

مصنفہ پنڈت امرناتھ تحصیلدار ساکن وزیر آباد

بار اول ۱۹۱۳ء میں باخذ حقوق مصنف
خادم التعلیم پنجاب سٹیم پریس لاہور میں باہتمام منشی ... پرنٹر طبع ہوئی۔

PREFACE AND DEDICATION.

(1) It may, I fear, be considered presumption on my part to offer to the public a book, dealing with objects, not within easy reach, even of the most wealthy classes of India, but this is no reason why the history of these rare products of nature, which lie hidden in recesses deep and dark, should not be brought to light and the accounts of their mysterious formation and origin unveiled, and placed within easy reach of the reading public. I am constrained to mention, with regret, that our Urdu Literature, the primary and chief medium of spreading knowledge among general classes of India, will be searched in vain for any work grappling with this novel and useful subject, practically or academically. So for I think, there exists no treatise dealing Scientifically with these mineral products which are valued and sought after by the rich and poor alike; a book which would shew the origin of gems, their formation in the womb and bowels of the earth, how they are mined and taken out by the hand of man, polished and brought out of their rough state, and the mode of detecting their flaws and defects, and estimating their value. I found several very useful works in English by eminent authors, embodying the latest discoveries about precious stones, and was tempted to decorate and enrich our vernacular with a book on gems, taking material from these works as well as from other valuable sources.

As the narration of gems would naturally introduce Mineralogy and Chemistry with a galaxy of difficult terms, hard and dry subjects for the general reader, I have done my best to simplyfy the terms to make my book easy to understand and of general interest. It is Literary so far as it treats of the subject in Urdu, it is Scientific, because Science is its main object, and I venture to think, it is the only book of its kind in all Oriental Literature.

(2) The poverty of phrases in the Urdu language was of course a stumbling block in the way of my reproducing English researches. Not less was the confusion and disorder in arrangement of topics and unsystematic handling of the subject, which met me in some of the works I consulted and to which I am in a large measure indebted. But a persevering attempt, I felt confident, would surmount all these difficulties and obstacles, while the keen interest I felt in the subject was a stimulas of sufficient strength to make me overcome these discouragements, and to urge me forward to the completion of my task, and to the attainment of a goal, long glitteirng before my eyes and beckoning me onwards, thus enabling me to carry out a well matured plan of composing and arranging my book on the best lines possible.

(3) Seeing that a Scientific treatise, shewing practical ways of knowing gems, their defects and values was greatly wanted, it was my aim to express my thoughts on the subject. My personal knowledge and the outcome of study of Scientific works on the gems in the form of a book which besides being a Scientific treatise would be a sort of practical guide for those who take an interest in testing the value of gems, which at the same time be an interesting study for general reader.

(4) To attain my object thoroughly, I laid under contribution standard references in English, of eminent authors, and had recourse to such other reliable sources, for example experiences of expert native jewellers, as could materially help me in composing the new guide book. I also consulted some Sanskrit and Persian books devoted to the subject, and though their astrological and medical portions relating to marvelous and medical properties of gems, are not believed according to the new lights, yet it was my earnest endeavour to profit by these ancient authorities. One of several efforts besides terminology, was to maintain a sequence and to present to the readers the subject, as one continuous whole, and I am happy to think that I have acquired a measure of success and have fulfilled the wishes of **His Highness Maharaja Ranbir Singh Bahadur G. C. S. I.,** the late renowned ruler of **Jammu and Kashmir** and the great patron of Oriental Languages, in whose service I translated several scientific and historical works into the Vernacular and whose beneficient example of spreading knowledge. I have diligently attempted to follow, by devoting my leisure hours to the service of my country.

I therefore dedicate the book to the blessed memory of **His Highness Maharaja Ranbir Singh Bahadur** and respectfully present it to his noble successor **His Highness Maharaja Partab Singh Bahadur, the present august ruler of Jammu and Kashmir,** whose principal point of attention is the spread of knowledge and improvement of Education, hoping that His Highness will approve and patronize the work.

AMAR NATH TAHSILDAR.

Resident of Wazirabad.

Tourmaline
Amethyst
Turquoise
Blue Diamond
Ruby
Peridot
Yellow Diamond
Beryl
Blue Topaz
Jargoon
Chrysoberyl
Bloodstone
Alexandrite
Brazilian Topaz
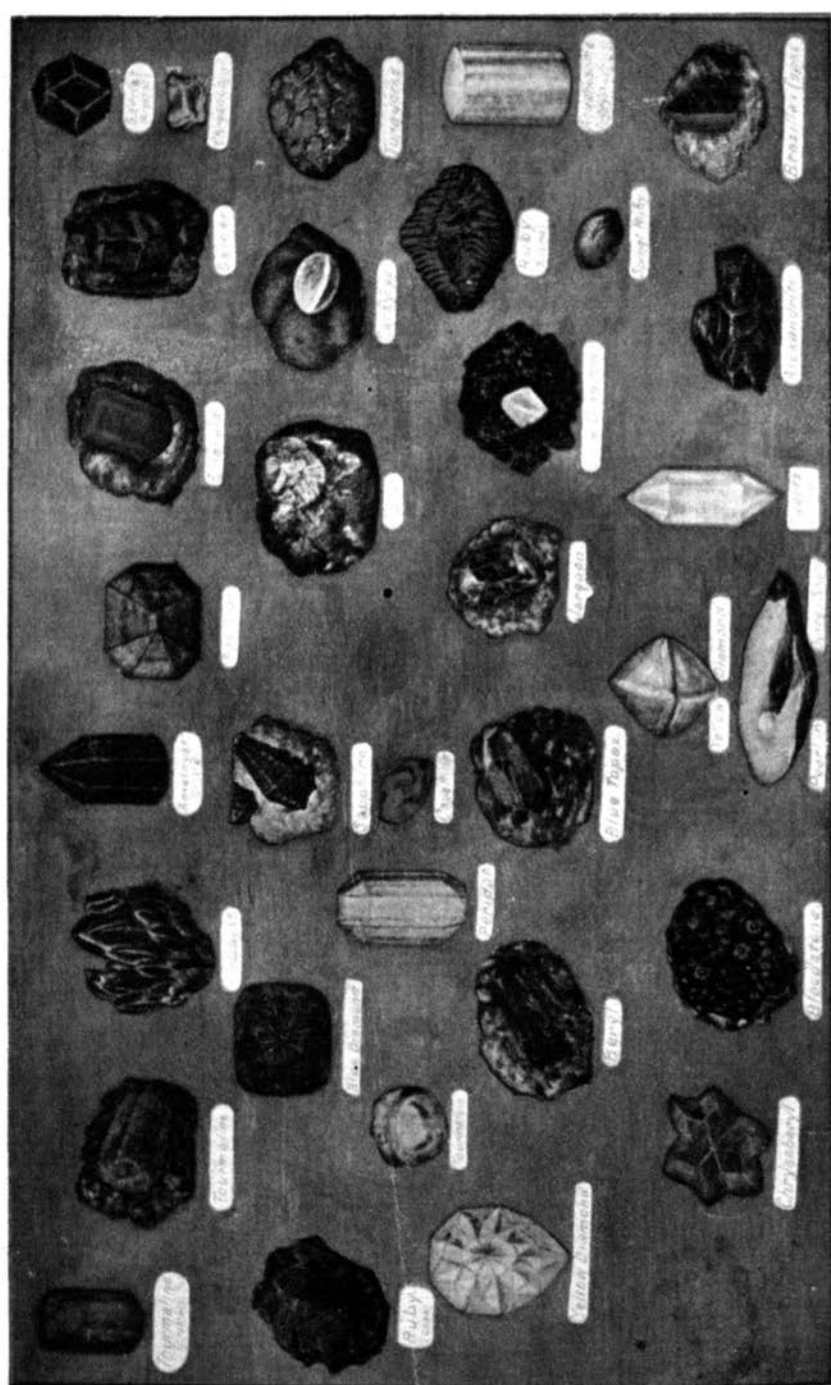
ترتیب و تقسیم مضامین

اس کتاب کی ترتیب اس طرح پر ہے کہ اسکو جواہرات کی جماعت بندی کے لحاظ سے چار باب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چونکہ جواہرات کی تین اقسام یا جماعتیں ہیں یعنی قسم اول۔ دوم۔ سوم۔ اسلیے ہر ایک جماعت کے جواہرات کیلیے ایک ایک باب رکھا گیا ہے یعنی باب۔ دوم۔ سوم۔ چہارم اور ابتدائی میں باب اول ہر سہ اقسام کے تمہیدی عام حالات ظاہر کرنے کیلیے قایم کیا گیا ہے۔ ہر ایک باب میں کئی ایک فصلیں ہیں۔ جن کی تعداد اُن جواہرات کی تعداد کے مطابق ہے۔ جو کہ ہر ایک جماعت میں داخل ہیں یعنی ہر ایک جواہر کے بیان کیلیے ایک علیحدہ فصل ہے۔ ہر ایک جواہر کے متعلقہ حالات کے بیان کا ترتیب اور سلسلہ قریبا یکساں رکھا گیا ہے۔ اُن کے مختلف مدارج کو ترتیب ذیل سے بیان کیا ہے:۔

(۱) تعریف و اقسام (۲) خواص و ماہیت (۳) مقامات پیدایش حالات کان کنی وغیرہ (۴) کاٹنا و جلا دینا وغیرہ صنعت (۵) قیمت و شناخت کرنا۔ کھوٹا کھرا پہچاننا (۶) عجیبہ خواص سحری و فواید طبی (۷) مشہور و معروف جواہر۔ پس فہرست مضامین کتاب ہذا حسب ذیل ہے۔

باب اول

دیباچہ

آنچہ نگارد ز پئے ایں رقم | بر سر ہر نامہ دبیر قلم
حمد خدا ایست کہ از کلکِ کن | بر ورقِ باد نوید سخن
چوں رقم او بود ایں تازہ حرف | جز بہ ثنائش نتواں کرد صرف
لیک ثنایش ز بیاں برتر است | ہر چہ زباں گوید ازاں برتر است

نطق و ثنائش چہ تمنا است ایں
عقل و تمنائش چہ سودا است ایں

کیا غریب اور کیا امیر بادشاہ ہو یا گدا۔ کوئی بشر ایسا نہیں۔ جس کو جواہرات کی تمنا نہ ہو۔ اُمرا اور سلاطین کے ہاں تو یہ خوشنما پتھر عام پائے جاتے ہیں۔ فاقہ مستوں کو جانے دو۔ متوسط حال کے۔ آدمی بھی ان سے خالی نہیں رہتے۔ یاقوت و الماس نہیں۔ تو دو چار موتی مونگے ہی ہونگے۔ مگر کچھ نہ کچھ ہوگا ضرور۔ لیکن کیا افسوس کا مقام ہے کہ اب تک کوئی کتاب ہمارے ملک میں ایسی نہیں پائی گئی۔ کہ جس کے ذریعہ سب لوگ ماہیت جواہرات سے واقفیت پیدا کر سکیں۔ کیا ہمارے لئے شرم کا موقعہ نہیں۔ کہ گو ڈھیروں جواہرات موجود ہوں۔ قسم قسم کے قیمتی پتھروں سے خزائن و دفائن معمور ہوں۔ مگر یہ خبر بھی نہ ہو۔ کہ یہ چیزیں کہاں پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکر بنیں۔ اُن کے فوائد کیا ہیں؟ شناخت کیا ہے۔ مول تول کیا ہے۔ اُنکی ماہیت کس طرح جانیں۔ کھوٹا کھرا کس طرح پہچانیں؟ آخر اس لاعلمی کی وجہ؟ یہی ہے کہ ہمیں اہل ملک

سنسکرت میں۔ گو اور علوم و فنون کی طرح۔ اِس علم کا بھی ذخیرہ تھا مگر کیا حاصل۔ اب
آں قدح بشکست و آں ساقی نماند۔ نہ وہ سنسکرت کے عالم و فاضل ہی رہ گئے۔
اور نہ وہ کتب خانے۔ اپنی چیز ایسی اوپری معلوم ہونے لگی۔ کہ گویا اس سے کچھ واسطہ
ہی نہ تھا۔ اب تو ملکی زبان اُردو ہے سو بس۔ جو کچھ اس میں نہ ہو۔ گویا ہے ہی نہیں
اور سچ تو یہ ہے۔ کہ جب تک اس زبان میں کوئی علم نہ ہو۔ ممکن نہیں۔ کہ اس سے ہر
حیثیت و لیاقت کے آدمی مستفید ہو سکیں۔ پس ہمارا مدار اب تک اسی پر ہے۔ کہ
جہاں کسی جواہر کے شناخت کی ضرورت پڑی مبصروں اور جوہریوں کی تلاش شروع
ہوئی۔ اور لطف یہ کہ اِن مبصر یا جواہر شناسوں کے پاس بھی کوئی ایسی علمی کتاب نہیں
جس سے وہ استناد کر سکیں۔ صرف تجربہ پر مدار ہے۔ اور سینہ بسینہ یہ علم چلا آتا ہے
جب یہ صورت ہو تو ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ زبانی داخلہ قابل اعتبار ہے۔ کیا یہ ممکن
نہیں۔ کہ ایک کم علم جوہری گو تجربہ کار ہی کہلائے۔ غلطی کر جانے سے ہزاروں لاکھوں کا
نقصان کر دے۔ کیونکہ اس کا مدار صرف شنید ہی پر ہے۔ کسی علمی کتاب پر مبنی نہیں۔
یورپ میں ہر فن کا کمال کیوں ہے؟ اسلئے کہ جو چیز نظر آئی۔ اُسکی وہ چھان بین کی۔ کہ
کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ اور مشاہدہ اور تجربہ کیا۔ جبتک ضبط تحریر میں نہ لائے۔ دم نہ لیا۔
رفتہ رفتہ ہر فن و علم کی ہزاروں کتابیں طیار ہو گئیں۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ جو چیز
تمام دنیا سے مشکل نہ ملے گی۔ وہ یورپ سے بآسانی میسر آئے۔ کوئی علم کوئی فن ایسا نہیں
جو یورپ سے نہ مل سکے۔

یورپ کے ہنرمندوں کی تصدیق میں ہمارے ملک کے اُلوالعزم نوجوانوں نے بھی بہت
جد و جہد کی ہے۔ اور اہل ہمت نے بہت کچھ کر بھی دکھایا۔ لیکن ہنوز دلی دور ہے ایک کم
بضاعت ذی علم گو ملک کا کیسا ہی خیر خواہ کیوں نہ ہو۔ وہ زبانی جمع خرچ کے سوا سے ملک
کے واسطے کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر ایک رئیس یا والی ملک کے اشارہ سے بہت کچھ ہو سکتا

ہے۔ بے مایہ۔ ذی علم۔ اگر دل و جان سے ملک پر فدا ہو۔ تو وہ سوا اسکے کہ اپنی
گراں بہا وقت کو لوگوں کے خیالات درست کرنے میں صرف کردے۔ اور اخباروں
میں واویلا کر کے اپنے بھائیوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرے۔ اور کیا کر سکتا ہے
اور یہ بھی جب ہی کہ معاش کا ذریعہ اُسکے واسطے موجود ہو۔ ورنہ اسکی کوشش سے
خاک بھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مانا کہ اس نے جوں توں کر کے کسی کتاب کا ترجمہ کر بھی
دیا۔ اب اُسکی اشاعت ہو۔ تو کیونکر؟ ٹکا پاس نہیں۔ چھپوائی کے ہزاروں
مصارف ادا ہوں تو کیسے؟ لیکن والی ملک کا اگر بہتری ملک کے واسطے ذرا سا
بھی خیال ہو۔ تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اگر والیانِ ملک و رؤسا، قدردانانِ ہند اپنی
ہمت سے کام لیں۔ اور ملک کی بُری حالت پر نظرِ رحم سے دیکھیں۔ تو دیکھیں ملک کیونکر
نمایاں ترقی نہیں کرتا۔ اور یورپ کی ہمسری کا دم نہیں بھرتا۔

گذشتہ چند صدیوں کا حال تاریخ سے دیکھو۔ یورپ کی حالت کیسی تھی۔ اور ذرا اور پیچھے
ہٹ کر ہندوستان کے عروج کے زمانہ پر بھی نظر ڈال جاؤ۔ کہ کونسی چیز تھی جو یہاں موجود
نہ تھی۔ اِس انقلاب کا باعث خود ہی ذہن میں آجاویگا۔ کہ ہند کی پائمالیوں اور اہلِ ملک
کی غفلتوں نے اُسے وہ روز بد دکھایا۔ اُدھر اہلِ یورپ کی کوششوں نے اُسے
وہ عروج بخشا۔ کہ آج تمام دنیا میں اس کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اگرچہ ہمارے ملک کی یہ
حالتیں سخت افسوس کے قابل ہیں۔ مگر ہماری وہ مایوسی بھی دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔
جو کچھ عرصے تھی۔ جہاں شکایت ہے۔ وہاں شکریہ بھی کرنا چاہئے۔ کہ اب ہمارے ہاں کم و
بیش علوم و فنون کا چرچا ہو چلا ہے عجب نہیں کہ یہی صورت رہے۔ تو کسی دن کو یہ خراب
آباد ہندوستان پھر وہی ہندوستان جنت نشان بن جاوے۔ جو کبھی تھا۔

دیکھئے اُردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب نہ تھی کہ جس سے ہیں جواہرات جیسے
عام و خاص پسند چیز کی ماہیت کما حقہ معلوم ہو سکے۔ غریبوں کا تو کیا ذکر کسی راجہ نواب کے

کتب خانہ میں بھی ممکن نہیں کہ کوئی جامع کتاب اس فن کی اپنی ملکی زبان میں موجود ہو۔
کسی کے ہاں اگر ہوگا بھی تو وہی مغربی زبانوں کا ذخیرہ ہوگا جس سے تمام ملک فائدہ
نہیں اُٹھا سکتا۔ ریاست جموں و کشمیر کیلئے سابق فرمانروائے مہاراج ادہیراج۔
سکندر شوکت جمشید صولت حاتم دوراں نوشیرواں زماں سری حضور مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب
بہادر جی۔سی۔ ایس۔ آئی مرحوم نے جنکے اعلیٰ خیالات علم دوستی نے ہزاروں فائدے
اشاعت علوم و فنوں سے ملک کو پہونچائے ایک بھاری محکمہ ترجمہ واسطے ترقی علوم شرقی
جاری کر رکھا تھا۔ اعلیٰ تصنیفات علوم اور فنون مثلاً فلسفی طب۔ موسیقی۔ لغات۔ آئین
ملک وغیرہ زبان فارسی۔ عربی۔ سنسکرت۔ انگریزی سے ترجمہ و تالیف ہوکر اُردو ہندی
بھاشہ میں طیار ہوئیں۔ جنکے لئے ہر گوشۂ ہند سے بڑے بڑے لایق عالم فاضل
جمع تھے۔ اور دیوان جوالا سہائے صاحب اور دیوان انَنت رام صاحب
جیسے مدبرین وزرائے تھے گویا نورتن تھے۔ جنھوں نے دربار اکبر کا نمونہ بنا
رکھا تھا۔ بندہ کو بھی اس زمانہ میں دربار دربار کے زیر سایہ ہونے کا شرف حاصل تھا
حسب الارشاد سرکار والا کئی کتب علوم و فنوں کا مینے ترجمہ کیا۔

مہاراجہ صاحب کو مثل دیگر علوم علم جواہر کا بھی بڑا شوق تھا۔ بڑے لائق جواہری دربار میں تھے
اور علم جواہر کی چھان بین ہوتی رہتی تھی۔ اور اُنکی خواہش تھی۔ کہ اس علم کی کوئی جامع کتاب
اُردو طیار ہو۔ اسلئے بندہ کو اس مضمون میں علمی کتب کی تلاش شروع ہوئی۔ چنانچہ زبان
انگریزی میں ایسی دلچسپ نئی معلومات و تحقیقات دیکھیں۔ کہ مجھ کو مہاراجہ صاحب مرحوم
کی دلی خواہش کے پورا کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جو نیز باعث فائدہ ملک و ترقی زبان
دیسی تھا۔ اس لئے مینے کمر ہمت کس کر اس کتاب کی تصنیف شروع کی۔ اور مختلف
انگریزی رسالوں اور سائنس کی نئی نئی اعلیٰ تصنیفات اور نیز سنسکرت اور فارسی
کتب سے کارآمد مضامین انتخاب کرکے اس کتاب میں لکھے۔ اور اس امر کی کوشش کی

کہ انکو ایک سلسلۂ ترتیب میں رکھا جاوے۔ اور ہر ایک جواہر کے متعلقہ جملہ
مدارات ضروری کا بیان مفصل و مکمل طور پر لکھا جاوے۔

نئے معلومات سائنس نے جو ایک فائدہ علم جواہر کو پہونچایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اسکے
ذریعہ طریق شناخت جواہر کے لئے عمدہ مستند قاعدے معلوم ہوتے ہیں۔ جہاں پہلے صرف
شنید و آنکھ کی پرکھ اور جوہریوں کے زبانی جمع خرچ پر مدار تھا۔ جسمیں غلطی ہو جانے کا بہت
احتمال تھا۔ اب اصول سائنس کے مطابق زیادہ مستحکم معیار رکھی گئی ہے۔ جسمیں غلطی
کا خطرہ کم ہو گیا ہے۔ ہر ایک جواہر کی ماہیت یعنی شکل۔ صلابت۔ وزن مخصوص۔ طاقت
انعکاس۔ چمک وغیرہ خواص باطنی کی پوری تشریح کی گئی ہے۔ جسکے ذریعہ ہر ایک
جواہر دوسرے جواہر خصوصاً مصنوعی و نقلی سے بخوبی تمیز ہو سکتا ہے۔ علاوہ اسکے
نئے معلومات نے ہر ایک جواہر کے حالات پیدائش و ساخت مرکبات کیمیائی۔
مقامات پیدائش۔ و حالات برآمدگی و نیز کاٹ وغیرہ دستکاری کے طریق۔ مول تول
کی شناخت وغیرہ نہایت پوست کندہ طور پر ظاہر کئے ہیں۔ جو بہ تشریح اسی کتاب
میں درج کئے گئے ہیں۔ پس ہر ایک جواہر کی تشریح مکمل کے لئے فصل ہائے ذیل
رکھی گئی ہیں۔

فصل اوّل۔ عام تمہید تعریف و اقسام جواہر۔ رواج و استعمال بہ زمانۂ قدیم۔

فصل دوم۔ ماہیت۔ شکل۔ صلابت۔ چمک دمک۔ رنگ۔ طاقت انعکاس
مرکبات کیمیائی یعنی اجزا و عناصر جن سے وہ ترکیب پاکر بنتے ہیں۔ جو علوم
معدنیات و کیمسٹری نے ظاہر کئے ہیں۔ اور جو ایک پختہ ذریعہ شناخت
جواہر ہیں۔

فصل سوم۔ حالات و مقامات پیدائش۔ اجزا و عناصر کس طرح دور دراز کانوں
اور غاروں کی تاریکی میں کیمیائی ترکیب پاکر چمکیلے جواہر بن جاتے ہیں ہر ایک

ملک کے مقامات پیدائش کی تشریح اور وہاں کے دلچسپ حالات کان کنی جو نئی معلومات و تجسس اہل یورپ سے واضح طور پر دریافت ہوئی ہیں۔

فصل چہارم۔ کاٹ۔ جلا۔ جڑت۔ کندن وغیرہ دستکاری۔ یعنی سنگ تراشوں اور جڑیوں کی کاریگری کے اصول اور نمونے۔ زمانۂ قدیم وحال و مشرقی و مغربی کاریگروں کی دستکاری کا مقابلہ۔

فصل پنجم۔ جواہرات کی شناخت۔ مول تول۔ تجارت۔ اصلی رنگ کے پرکھ کے قاعدے۔ جعلی نقلی کی شناخت۔ جواہر کے عیب و داغ رگ وریشہ کی تمیز۔ ان کی قیمت جانچنے کے انداز سے تجربات جوہریان ہند و علمائے یورپ کی نئی معلومات سے اخذ کئے گئے ہیں۔

فصل ششم۔ خواص سحری وکرامات و فوائد طبی۔ جواہر کے عجیب وغریب یمن وبرکات کی طاقتیں۔ ان برکات کے حصول کے لئے اُنکے پہننے کی مختلف ترکیبیں خاص مبارک دن و مہورت۔ سعد ونحس جواہر اُنکا استعمال بطور ادویات۔ اِنکے کشتہ بنانیکی ترکیبیں سنسکرت کے منتروجیوتش شاستر وقرابادین وغیرہ کتب طبی سے اخذ کی گئی ہیں۔

فصل ہفتم۔ مشہور ومعروف جواہر۔ بڑے بڑے مشہور زمانہ جواہر کے تاریخی دلچسپ حالات خصوصاً مشہور ومعروف ہیروں کی داستانیں نہایت پیچیدہ اور مرغوب ہیں۔ جنکے لئے بڑی بڑی انگریزی تصنیفات موجود ہیں۔ جن سے یہ حالات اخذ کئے گئے ہیں۔

اس ترتیب سے نو جواہر درجہ اول یعنی **نورتن** اور ۲۶ درجہ دوم یعنی **اُپ رتن** کے حالات لکھے گئے ہیں۔ اور چونکہ اِن کے بیانات میں کچھ حصہ علم معدنیات اور کیمسٹری کا بھی آتا ہے۔ جن کی اصطلاحیں نہایت مشکل ہیں۔ اس لئے عام فہم بنانے

گے لئے ان دقیق مضامین کو سہل عبارت میں مشرح وواضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔
اور شرح میں باب اول اسی غرض کے لئے لکھا گیا ہے۔ بعض جگہ خاکہ جات ونقشے ونیز
جواہرات کی تصویریں بھی دی گئی ہیں مجھے اِس کتاب کے واسطے زیادہ تعریف کی کچھ ضرورت نہیں
میری محنت کا اندازہ اِس کے مطالعہ پر منحصر ہے جو میں یقین کرتا ہوں۔ کہ منصف مزاج
ناظرین کو اس سے انکار نہ ہو سکے گا کہ یہ تمام کام کیا ضروری اور مشکل تھا۔ جس ملک کے
واسطے میں نے سب تکلیف اُٹھائی ہے۔ اس سے کبھی امید نہیں کہ وہ میری محنت
کی داد نہ دے۔ خیر کچھ اجارہ تو ہے ہی نہیں۔ اہل مُلک دیکھیں اور مناسب رائے قائم
کریں۔ مجھکو اپنی شبانہ روز محنت کا اجر یہی بہت ہے۔ کہ مینے ایک نادر علمی مضمون
میں ایک کتاب لکھی اور ملک کی خیر خواہی میں اپنا وقت صرف کرنے کا فخر پایا۔ سہو
خطا لازمۂ انسانیت ہے۔ جس سے کسی کو گریز نہیں۔ اور میں تو ہیچمداں ہوں۔
مجھے اس کا کچھ خیال بھی نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں
کہ لائق آدمی میری نیت کو دیکھیں گے۔ اور لفظی غلطیوں کے معائنہ سے میری
مخالفت نہ کرینگے بلکہ اصلاح سے میری حوصلہ افزائی کا باعث ہونگے۔

اگر میں غلطی پر نہیں۔ تو اس کتاب کا نام **آئینۂ جواہر** ایک موزوں نام ہوگا۔ اور چونکہ
یہ بیادگار اقدس و بنام نامی سری حضور مہاراجہ راجگان **سری** مہاراجہ
زنبیر سنگھ صاحب بہادر مرحوم تصنیف کی گئی ہے۔ اس لئے
بحضور سری سرکار والا مہاراجہ ادھیراج سری مہاراجہ **پرتاب سنگھ**
صاحب بہادر بالقابہ والی جموں وکشمیر۔ جنکے عہد بابرکت میں بہ حسن
انتظام رائے بہادر دیوان **امیر ناتھ صاحب** مدار المہام
محکمۂ تعلیم وفنون کا ستارہ اور بھی اوج پر ہے۔ اور ملک ترقیات میں
گوے سبقت لے جا رہا ہے۔ پیش کی جاتی ہے۔ اور میں یہ لکھکر

عجیب ہوتا ہوں۔

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

پنڈت امرناتھ تحصیلدار۔ساکن وزیرآباد

Precious stones in General

جواہرات کا بیان

لفظ جواہر سے وہ بیش قیمت پتھر مراد ہیں جو عام پتھروں سے افضل ہوں اور سختی چمک دمک۔ رنگ۔ خوشنمائی میں دل پسند اور قیمتی ہوں۔

علم الجواہر وہ علم ہے جسکے ذریعہ جواہرات کے خواص و اوصاف اُنکی زشتی و خوبی کی شناخت ہو۔ اُن کی قیمت وغیرہ مشخص کیجائے اور اُن کے پیدا ہونیکے موقعے معلوم ہوں۔ اِس علم کیواسطے علوم ریاضی طبعی کیمیائی۔ معدنیات اور علم جغرافیہ کی مہارت لازمی امر ہے ؛

جواہرات بلحاظ اپنے خواص و اوصاف کے تین اقسام پر منقسم ہیں:۔

(۱) جواہرات قسم اول جن کا ہندی نام نورتن ہے۔ عربی میں جواہر تسعہ کہلاتے ہیں ؛

(۲) جواہرات قسم دوم جو سنسکرت میں اوپرتن کہلاتے ہیں ؛

(۳) جواہرات قسم سویم۔ قسم اول کے جواہر وہ ہیں جو چمک دمک رنگ

ڈھنگ اور باقی خواص واوصاف میں اقسام مؤخرالذکر سے اعلےٰ ہوں - اور نورتن انکو اسواسطے کہا گیا ہے - کہ یہ تعداد میں نَو ہیں - غلطی سے اِنکو "شرقی پتھر" بھی کہدیتے ہیں - اِن کے نام یہ ہیں :-

الماس - یاقوت - نیلم - زمرد - پُکھراج - مروارید - مرجان - لہسنیا - گومیدک

جواہرات قسم دوم میں بھی خواص تو وہی ہوتے ہیں جو قسم اول میں ہیں مگر بہ نسبت اُس کے کم درجہ کے ہوتے ہیں - اور نیز قسم دوم کے جواہر بمقابلہ جواہرات قسم اول ایسے نایاب نہیں ہوتے - کتب سنسکرت میں اِن کی تعداد چودہ بیان کی گئی ہے - الا کتب انگریزی سے علاوہ بریں سولہ طرح کے اور جواہرات دریافت ہوئے پس ان ملا کر قسم دویم کے جواہرات تیس طرح کے ہیں - اِن کے نام یہ ہیں :-

زبرجد - لعل رمانی - کارندم - سنگھائے ستارہ - کارکیتک - پیک - فیروزہ - عقیق - کالسڈونی - رودرالکھ - سنگ سلیمانی - سنگ یشم - اوپل - اسفرٹ - سنگ ستارہ - حجر لدم - سنگ موچہ - بھیکھم - ترمری - کہربا - حجر القمر - پریڈیٹ - سنگ سم - سیلے جاسٹ - رونیک - اوت پل - گندشیشہ - پینڈ - یعنے سنگ سیماک - سیسہ یعنی سنگ موش اور نیلا نگ ❖

قسم سویم میں وہ پتھر داخل ہیں - جو باافراط مل سکتے ہیں - اور اُن سے عام اشیا مثلاً ظروف اور اوزار وغیرہ بنائے جاتے ہیں - یہ قسم تین حصوں پر منقسم ہے - اول جو کتب انگریزی و دیگر وسائل معتبر سے معلوم ہوئے - دویم جن کا ماخذ فارسی کی کتابیں ہیں - سویم جو لائق اور تجربہ کار دیسی جوہریوں سے دریافت ہوئے - پس اس قسم کے پتھروں کی تعداد قریباً ۸۰ ہے ❖

ہندوستان کے جوہری کُلّھُم ۸۴ طرح کے پتھروں کو جواہر کے نام سے موسوم کرکے اُن کی تین قسمیں قایم کرتے ہیں - قسم اول نورتن - قسم دویم اُس سے کم درجہ کے

دیگر جواہرات جو زیورات میں مُتوّن ہوتے ہیں۔ اور قسم سوئم وہ جن سے ظروف وغیرہ عام اشیاء بنائی جاتی ہیں۔ یہ متذکرہ بالا جماعت بندی قدرتی نہیں۔ خیالی اور بناوٹی ہے۔ ہر ایک قسم دوئم کے بعض جواہر کسی خاص وصف کے لحاظ پر مثلاً رنگت یا کثرت رواج سے جواہر قسم اول پر بھی قدر و قیمت میں فوقیت لیجاتے ہیں اور برخلاف اس کے قسم اوّل کا کوئی پتھر ناقص ہونے کے باعث قسم دوئم کے جواہر سے بھی کم قدر سمجھا جاتا ہے۔ قس اعلےٰ ہذا ؂

جواہرات یعنی نورتن کے نام تیرہ زبانوں میں لکھے جاتے ہیں

اردو یا فارسی	سنسکرت بحروف فارسی	سنسکرت بحروف ناگری	پنجابی	سراندیپی	چینی	زبان برہما	مصری و بغدادی	انگریزی English	لاطینی Latin	فرانسیسی French	جرمنی German	اٹلی Italian	اسپانیش Spanish
الماس	ہیرک		ہیرا	بجرم	چونیاک	چین	الماس	ڈایامنڈ Diamond	اڈامس Adamas	ڈایامنٹ Diamant	ڈایامنٹ Diamant	ڈایامنٹ Diamante	ڈایامنٹ Diamante
یاقوت	مانک پدم راگ		لال یا مانک	مانیکم	[illegible]	بدمیسا یا چونی	لعل	روبی Ruby	کاربن کلس Carbunclus	روبس Rubis	روبن Rubin	روبینو Rubino	
نیلم یا یاقوت کبود	نیل سوری رتن		نیلم	نیلم	چانگ یا ساپک	نیلا	یاقوت ازرق	سیفائر Sapphire	سیفارس Sapphirus	سیفر Sapphir	سیفر Sapphir	زیفرو Zaffiro	زیفرو Zafiro
زمرد	مرکت اشم گربھ		پنا	پچی	لوک سیاک	سیا	حجر الحیا	ایمرلڈ Emerald	سمارگدس Smaragdus	ایمی رالوڈ Emeraude	سمارگدی Smaragd	سمرالڈو Smeraldo	ایمی سالڈا Esmeralda

جواہرات درجہ دوم یعنے اوپ رتن کے نام چھ زبانوں میں

نمبر	اردو	سنسکرت	انگریزی	فرانسیسی	جرمنی	اٹلی
۱	زبرجد	پاری بھدر	Aquamarine or Beryl ایکوامرین یا بیرل	Aquamarine or Beryl ایکوامرین یا بیرل	Aquamarin or Beryll ایکوامرین یا بیرل	Aquamarina or Berillo ایکوامرینا یا بیرلو
۲	فیروزہ	پیروز-پیرج	Turquoise ٹرکوائس	Turquoise ٹرکوائس	Turkio ٹرکیو	Turchina ٹرکینا
۳	عقیق		Agate. اگیٹ	Agathe اگیتھ	Achat اکیٹ	Qurzougits کورزوگیٹس
۴	کالسڈونی		Chalcedony کالسڈونے	Calcedoine کالسڈوائن	Calcedon کالسڈن	Calcedonia کالسڈونیو
۵	رودراکھ	رودراکھ	Carnelion کارنیلین	Sardoine ساردائن	Karneol کارنیول	Corniola کارنیولا
۶	بھیکم	بھیکم	Qurtz or Rock Crystal کوارٹز یا راک کرسٹل	Quartz کوارٹز	Quarz کوارز	Quarzo کوارزو
۷	سنگ یشم		Jasper جیسپر	Jaspe جیسپ	Jaspis جیسپس	Diaspro ڈایسپرو
۸	سنگ سلیمانی	بالنک	Onyse آنکس	Onyse انکس	Onyse انکس	Onice اونس
۹	سنگ ستارہ	سورنا گجی	Chrysopruse کرسوپرس	Chrysopruse کرس او پریس	Chrysoprus کریس اوپرس	Crisoprasio کرس اوپریسیو
۱۰	سنگ دو دریا		Opal اوپل	Opal اوپل	Opal اوپل	Opalo Girasole Scintilasa اوپلو
۱۱	اینتھیسٹ	تسم عقیق	Amethyst یے تھسٹ	Amethyste ایمےتھسٹ	Amethyst ایمےتھسٹ	Ametiste ایمےٹسٹ
۱۲	حجر الدم	جیوتی رسر	[illegible] stone بلاڈ سٹون	Jespe Sanu[illegible] جیسپ سینگون	Jaspis جیسپس	Elitropia ایلی ٹروپیا

فصل دوم

The use of gems in bygones times

زمانۂ قدیم میں جواہرات کے استعمال کا بیان

کئی ثبوت اور دلائل سے تحقیق ہوا ہے کہ زمانۂ سلف میں متقدمین کو جواہرات کے خواص نیک و بد اچھی طرح سے معلوم تھی۔ اور وہ لوگ اسکی قدر و قیمت کیا کرتے تھے چنانچہ زمانۂ قدیم میں کئی ایک مشہور و معروف مصنفوں کی تصنیفات میں ان کا ذکر ملنا اس امر کا شاہد ہے۔ ہندوستان میں ہمیشہ سب ممالک سے زیادہ ان کا چرچا ہوتا رہا۔ کیونکہ سب سے پہلے اس ملک میں سے یہ جواہرات دریافت ہوئے۔ چنانچہ مطالعہ پرانوں اور شاستروں کے یہ ثابت ہوا ہے۔ قدیم پرانوں اور شاستروں میں ان کا ذکر دیکھنے سے پایا جاتا ہے۔ کہ ہندوستان میں تاریخی زمانہ سے ہزارہا سال پہلے بھی یہ جواہرات مروج تھے۔ اور ان کے علاوہ کئی اور ان سے بھی زیادہ قیمتی رتنوں کا ذکر کتب سنسکرت میں درج ہے۔ مثلاً ایک پوران میں لکھا ہے۔ کہ" راجہ اندرسین نے شیوجی مہاراج کی پرستش کرکے ایک رتن چنتامنی نام حاصل کیا جس کے ساتھ لوہا تانبا وغیرہ دھاتیں لگ کر سونا بن جاتی ہیں" اسی طرح کوستومنی نامہ جواہر کا ذکر آیا ہے کہ آفتاب نے یہ رتن اوگرسین کو بخشا ہے۔ ایک پوران میں لکھا ہے کہ" راجہ رجی نے اپنی سلطنت بیٹوں کو سپرد کرکے جنگل کی راہ لی۔ وہاں ایک تکیہ میں گورکھہ نامی ایک عابد ریاضت الٰہی میں مشغول تھے۔ راجہ کو دیکھکر اُس نے فرائض مہمان نوازی بجالائے۔ اور راجہ کی معہ تمام فوج دعوت کی اور خود عبادت میں محو ہوگئے۔ اور برآمد حاجات سے دُعا مانگی۔ کہ کل جلوس سلطانی کی دعوت کے لئے سامان مہیا ہو۔ اُسکی

(۱) جواہرات کا ذکر پرانوں میں

(۲) کوستومنی

دعا مستجاب ہوئی۔ اور کرشن جی نے خود ظاہر ہو کر عابد کو ایک جواہر چنتامنی دیا۔ اور کہا کہ جو سامان اس جواہر سے مانگیگا مہیا ہو جاویگا۔ اسی طرح اُس جواہر کے یُمن سے عمدہ مکانات اور طرح طرح کے کھانے عابد کو حاصل ہوئے۔ بادشاہ نے اس قلیل عرصہ میں اس قدر بھاری سر انجام دیکھکر نہایت تعجب سے باعث دریافت کیا۔ اور جب اُسے معلوم ہوا کہ یہ سب سامان ایک جواہر کے باعث ہے۔ تو اُس نے عابد سے یہ عجیب و غریب جواہر طلب کیا۔ لیکن اُس نے دینے سے انکار کیا۔ راجہ نے نہایت غصہ اور غضب سے اپنی فوج کو حکم دیا کہ عابد سے یہ جواہر زبردستی چھین لیں۔ جب سپاہ جنگ کے لئے آمادہ ہوئی۔ تو جواہر کے یُمن سے ہزارہا مسلح جوان نکلنے شروع ہوئے۔ جنہوں نے دشمنوں کی سب سپاہ کو ہزیمت دیکر خاک میں ملا دیا۔ اسی طرح شاستروں میں جواہرات کی بابت کئی طرح کے عجیب و غریب بیانات درج ہیں۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ ہندوستان میں زمانۂ شجاعت سے بھی پیشتر کے جواہرات مروج چلے آتے ہیں۔ دیگر ممالک مشرقی میں بھی اگرچہ زمانۂ قدیم میں جواہرات مستعمل تھے لیکن اُن ملکوں کے باشندے ان کی قدر و قیمت اور ماہیت سے بالکل ناواقف تھے۔ صرف ان کی چمک۔ خوشنمائی۔ شفافیت اور خوش رنگت پر انہیں عزیز جانتے ہیں۔ اور اسی باعث پشت در پشت رکھتے تھے۔ سلیمانؑ کے وقت لوگ اپنے فخر و عزت کے لئے جواہرات رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ نوحؑ کی کشتی میں جواہرات کی چمک کے سوا اور کوئی روشنی نہ تھی۔ اور ابراہیمؑ نے اپنی مستورات کو ایسے قیدخانہ میں مقید کیا تھا جس میں کوئی بیرونی روشنی داخل نہ ہو سکتی تھی۔ اور اُجالے کی غرض سے اُس میں جواہرات رکھے ہوئے تھے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ممالک مشرقی میں مدت سے جواہرات کا رواج چلا آتا ہے۔ ممالک مغربی میں بھی اگرچہ زمانۂ قدیم سے جواہرات مروج چلے آتے ہیں لیکن نہایت قدیم زمانہ میں جہاں بڑی تعداد کے جواہرات نہ تھے۔ کیونکہ اس وقت ان ممالک میں بھی جواہرات کی بڑی

بڑی کانیں دریافت نہ ہوئی تھیں جو جواہرات وہاں جاتے ہندوستان اور دیگر ممالک
شرقی سے بھیجے جاتے تھے۔ لیکن چونکہ راجگان ہند بڑی مقدار کے تمک اپنی حدود
سے باہر جانے دیتے تھے۔ اس لئے ممالک مغربی کے متقدمین کو صرف قلیل المقدار
دانے ہی نصیب ہوتے تھے۔ مصر میں کئی ایک جواہرات درجہ دوم زمانہ سلف سے
رائج چلے آتے ہیں۔ چنانچہ حکمار فیلو Philo اور سیپچوگینٹ Septuagint
لکھتے ہیں۔ کہ " اعلیٰ پادری کا لباس جواہرات سے مرتبن ہوتا تھا۔ ممالک شرقیہ سے
اہل فینی شیا Phoenicians دیگر شئے تجارت کے ساتھ بیش قیمت جواہرات
بھی ممالک مغربیہ میں لاتے تھے۔ یہ تجارت ہومر Homer کے زمانہ میں رائج
تھی۔ چنانچہ ہومر کی غزلیات میں ان جواہرات کا ذکر ملنا اس امر کا شاہد ہے۔ لیکن انکا
نام اور تعریفات اُن میں بالکل نہیں پائی جاتی۔ جوب نامی شاعر سنگ سلیمانی۔ نیلم۔
مرجان۔ مروارید۔ یاقوت اور پکھراج کا ذکر کرتا ہے۔ عبرانی زبان میں جو ان پتھروں
کے نام مقرر ہیں۔ اُن سے پایا جاتا ہے کہ وہ زبانِ مصری سے اخذ کئے گئے ہیں لیکن
اہل مصر بھی علم معدنیات میں چنداں ماہر نہ تھے۔ انکی کتابوں میں صرف ان کے نام اور
تھوڑی سی تعریفات ہی درج ہیں۔ سن عیسوی سے چھ یا سات سو سال پیشتر یونانیوں
کو ان جواہرات سے کچھ واقفیت ہوئی اور حکامِ وقت بیش قیمت پتھروں کو اپنی انگوٹھیوں
میں پہننے لگے۔ پانچویں صدی کے آغاز تک یونانیوں نے علم جواہرات میں چنداں ترقی
نمایاں نہ کی۔ ان کی نسبت اُن کے وہی خیالات تھے جو آجکل کئی ضعیف الاعتقاد
لوگوں کے ہیں چنانچہ اُنومیکریٹس Onomacritus نامی پادری نے
۵۰۰ سال قبل از سنہ عیسوی جواہرات کے خواص بالقوہ کی بابت بہت کچھ لکھا ہے
وہ بلور کی نسبت لکھتا ہے کہ " جو شخص روشن شفاف بلور اپنے ہاتھ میں لیکر بتکدہ
میں جائے تو یقیناً اُس کی دعا مستجاب ہوگی اور اگر اسے چوب خشک پر رکھکر شعاع

آفتاب میں رکھا جاوے ۔

تو اس کے منہ سے وہاں پہلے دھوآں پھر آگ اور آخر روشن شعلہ نمودار ہوگا۔" اس شعلہ کو متقدمین نائرہ مقدس Holy flame کہتے تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اس کے ذریعہ دیوتاؤں کو قربانی باسانی پہنچ سکتی ہے۔ اس زمانۂ سلف کے بعد یونانیوں میں علم جواہرات نے فروغ پایا۔ چنانچہ ہیروڈوٹس Herodotus افلاطون۔ ارسطاطالیس۔ تھیوفریسٹس۔ جو فی زمانہ بڑے حقاق و دقاق علما گذرے ہیں۔ علم جواہرات میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ سکندر اعظم کے وقت تو جواہرات کی بہت ہی کثرت ہوگئی۔ اور انگشتریوں اور دیگر زیورات کے علاوہ جواہرات کئی اور اشیا میں بھی مزین ہونے لگے۔ اہل روما جبکہ ایشیا اور افریقہ کے بہت سے خزائن پر قابض ہو گئے تو کئی قسم کے جواہرات دستیاب ہونے سے انہیں اس علم میں بہت کچھ تجربہ ہوگیا۔ اس وقت اسے علم کے بڑے محقق پلائینی Pliny صاحب تھے انہوں نے اس علم کی بابت کئی ایک ابتدائی حالات لکھے ہیں۔ اسوقت شہر روم میں جواہرات کثرت سے پہنے جاتے تھے۔ چنانچہ ایک معتبر روایت ہے۔ کہ کیلی گولا Caligola نے اپنے جہاز میں بے تعداد جواہرات خوبصورتی کے لئے جڑوائے ہوئے تھے۔ اور اسکی عورت پالینا Lollia Paulina نے ایک عام ضیافت پر ساڑھے ۳۳ لاکھ روپیہ قیمتی کے جواہر زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ شاہ ٹامس اے بکیٹ Thomas a Beket نے ایک جام نقرئی بنوایا جس پر کئی ایک جواہرات مزین تھے۔ اور اس پر لکھا ہوا تھا کہ "خوشی سے پیو اس[1] جام کو" بعدہٗ جواہرات

[1] ان انگریزی الفاظ کا ترجمہ ہے Venum lumi libe aim gaudiis and sobru estate. T B.

مقدس تصاویر کے چوکھٹوں اور عبادت گاہوں میں جڑے جانے لگے۔ شاہ کانسٹنٹائین Constantine جس طلائی ارابہ پر سوار ہو کر روم میں داخل ہوا وہ جواہرات سے جگمگاتا تھا اور اسی بادشاہ کے وقت سے جواہرات تاج میں جڑے جانے لگے۔ چودھویں صدی میں اہل ہسپانیہ اور اٹلی جواہرات کو بافراط پہننے کے باعث مشہور ہوئے۔ فرینکس اول کے عہد سے لوئس سیزدہم شاہ فرانس کے عہد تک صرف مروارید یا دیگر رنگ دار جواہرات کے پہننے کا ہی رواج تھا۔ میریا تھیرسا Maria Theresa شاہ آسٹریلیا کی وفات کے بعد الماس کے پہننے کا رواج شروع ہوا۔ ہنری چہارم اور لوئس سیزدہم کے عہد میں جواہرات کا بڑا چرچا تھا۔ لیکن لوئس چہاردہم کے عہد میں ان کی بے رواجی ہوگئی۔ اور ۱۷۹۵ء کے انقلاب زمانہ نے وہ نیرنگی دکھائی کہ ان کا رہا سہا شوق بھی دور کر دیا۔ اوائل میں لوگ جواہرات پر بھی تھا۔ بارہ رسولوں کیلئے بارہ جواہر مقرر تھے +

فصل سوم

Origin of Gems

جواہرات کی پیدایش

جس شخص کو علمی باتوں کی جستجو نہیں وہ گل ہے جس میں بو نہیں۔ معشوق ہے جس میں کچھ ادائی نہیں۔ عورت ہے جس میں حسن اور پارسائی نہیں۔ نل ہے جس میں سرو نہیں۔ چراغ ہے جس میں نور نہیں۔ انسان اگر خود پسندی کو چھوڑے کاہلی سے منہ موڑے اور جناب باری عزاسمہ کی صناعیوں پر نظر ڈالے تو ممکن نہیں۔ کہ اسکی صنعت کاملہ اور قدرت بالغہ پر عش عش نہ کر جائے۔ کمال افسوس کی بات۔ کہ جن

اشیاء کو ہم ہر روز دیکھتے ہیں جو ہر روز ہمارے برتنے میں آتی ہیں اُن کی نسبت یہہ
ہی معلوم نہو - کہ یہ کیونکر بنی ؟ کہاں کہاں پیدا ہوتیں اور کس طرح ہم تک پہنچیں ؟
اہل یورپ کو دیکھئے کہ انہوں نے علم و ہنر میں کہانتک ترقی پائی - اس کا باعث
ہی کیا ؟ یہی کہ جو چیز اُن کی نظر چڑھی اُس کی چھان بین کی کہ جب تک اُس کی
ماہیت کما حقہٗ دریافت دکرلی دم نہ لیا - ہمارے دیسی بھائی نہ جانے کیسی خواب
خرگوش میں مست ہیں کہ کروٹ تک نہیں بدلتے - بعض حضرات کا مقولہ ہے - کہ
زیادہ پڑھنے سے انسان پاگل ہوجاتا ہے - علاوہ بریں ضعفِ دماغ کا دھڑکا اور
فقدان بصارت کا کھٹکا ہے - لغرض محال یہ مصیبت بھی جھیلی تو فایدہ ؟ جغرافیہ
طبعی پڑھا تو کرۂ باد سے کیا خاک نفع ہوگا - پہاڑوں کی تحقیقات سے کیا پتھر ملیگا -
جواہرات کا علم کیا موتی ہونگے رول دیگا - بڑی خرابی کی بات یہ ہے کہ عمدہ عمدہ
علوم وفنون کی کتابیں ہماری مشرقی زبان میں ہیں معدوم - کبریت احمر کا حکم رکھتی ہیں
اگر بڑی جستجو سے کسی کتاب میں کوئی مضمون مفید مطلب ملا بھی تو وہ اس قابل نہیں
ہوتا کہ اس زمانۂ علم وفضل میں من کل الوجوہ برہان قاطع ہو - اگرچہ ایک وہ وقت تھا -
کہ ہندوستان کشورِ تہذیب میں کوس لمن الملک بجاتا تھا - اور علم وفضل میں اسکا
طوطی بولتا تھا - لیکن اب وہ وقت نہیں رہا - ہند کے علم وفضل کا پھولا پھلا چمن اُداس
ہوگیا - اولوالعزمی کی ہری بھری شاخیں ایک ہی جھوکے میں ٹمٹ پڑیں - اہل ہند میں
نہ وہ جوش نہ وہ خروش رہا - جسے دیکھو بادۂ غفلت کے نشہ میں مسرور ہے - کسی
کو یہ ہمت نہیں پڑتی کہ جو جو معلومات گوناگون و تجربہ و تحقیقات بوقلمون ہمارے
آباؤ اجداد نے بڑی بڑی جان نثاریوں سے حاصل کی ہیں انہیں تقویت دیں - گو
ہندوستان کے ہی شمس لیاقت سے اور ملکوں نے نور اقتباس کیا لیکن وہاں کے
باشندوں نے اپنی بحرِ مواج طبع کی لہراؤں سے اُس کو وہ ترقی دی کہ ہر ایک امرکی

ماہیت کماحقہ کو بخوبی ہو گئی۔ اور جس بات کی تحقیقات کی۔ اُس کو دلائل عقلیہ سے
ثابت ہی کر دیا جواہرات کی پیدائش اور دیگر عجیب و غریب بیانات کو بھی دیکھو۔ اگرچہ
ہماری دیسی کتابوں میں بھی بہت سے بیانات ان کی بابت لکھے ہیں۔ لیکن اب
علمائے متاخرین نے اپنی شمشیر لیاقت سے جو جوہر دکھائے ہیں۔ اور مثل علوم متعارفہ
اِن مثلوں کو آئین من الامس کردیا ہے۔ اُن کے آگے پرانے خیالات مات ہیں۔
اس لئے ہم پہلے وہ بیانات جو جواہرات کی پیدائش کی بابت کتب اہل ہنود و اہل
اسلام میں دیکھے گئے ہیں۔ درج کر کے بعدہٗ وہ تحقیقات و معلومات جو یورپ کے حقّاق
و دقاق عالموں نے اس بارہ میں کئے ہیں۔ ہدیۂ ناظرین کرینگے۔

اہل ہنود جن میں جواہرات کا آوائل میں بڑا چرچا تھا۔ جواہرات کی پیدائش
اس طور بیان کرتے ہیں۔ کہ" زمانۂ قدیم میں ایک بڑا طاقتور راکھس بالاسور نامی
گذرا ہے۔ جس نے اپنے زور بازو سے اِندر اور دیگر دیوتاؤں کو مغلوب کر لیا تھا۔
جب دیوتاؤں کو یقین ہوا۔ کہ یہ حریف نامغلوب ہے۔ تو اُنہوں نے اُس سے استدعا
کی کہ تو ہمارے جگ میں قربانی کا حیوان ہو۔ اُس نے منظور کیا۔ اور اُن کے جگ
میں مارا گیا۔ اس کارِ نیک میں کام آنے سے اُس کے اعضا۔ باعث پیدائش جواہرات
ہوئے۔ یعنے اُسکے اعضا تمام آسمان میں بکھرے اور جہاں کہیں زمین پر گرے۔ وہاں
اُن کے ثمن سے جواہرات کی کانیں پیدا ہو گئیں۔ چنانچہ جہاں اُسکی ہڈیاں گریں وہاں
الماس پیدا ہوئے۔ آفتاب نے اُس کا خون کھینچ لیا۔ اور راون شاہ لنکا نے اُس کو
سرandیپ کے ایک دریا میں اس خون کو گرانے کیلئے مجبور کیا۔ تو اُس نے اُسی ندیا
مذکور میں گرا دیا۔ اسیواسطے اس ندیا کا نام راون گنگا پڑا۔ اور خون کی برکت سے
اُس میں کئی قسم کے جواہر پیدا ہوئے۔ چنانچہ آجتک سرandیپ پیدائش جواہرات
کے مقامات میں ممتاز ہونے کا دم بھرتا ہے۔ راکھس مذبوح کے دانت سمندر

میں گرے۔ اور باعث پیدائش مروارید ہوئے۔ شیش ناگ سانپ نے اسکی انتڑیاں لیکر کنکن وغیرہ ممالک میں پھینک دیئے۔ جن سے مرجان پیدا ہوئے۔ اور اس سانپ کے منہ سے گرڑ کے ڈر کے باعث راکھس کا پتا سمندر کے کناروں پر گرا۔ جہاں کہ زمرد کی کانیں پیدا ہوئیں۔ گرڑ اس گرے ہوئے پتے کو چونچ میں لیکر اڑا۔ یہی باعث ہے کہ زمرد کی شکل جانور مذکور کے گلے کی مانند ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں سراندیپ میں گریں۔ اور اس سے وہاں نیلم پیدا ہوئے۔ اور کوہ ہمالہ میں راکھس مذکور کا چمڑا گرا۔ جس کے باعث وہاں پکھراج پیدا ہوئے۔ اسی طرح اس راکھس کے اعضا سے دیگر جواہرات پیدا ہوئے"۔

علمائے فارس جواہرات کی پیدائش اس طرح لکھتے ہیں "کہ زمین کے باریک کنکر جب مدت تک اکٹھے رہتے ہیں تو ان میں آگ۔ پانی وغیرہ عناصر دخل پذیر ہو جاتے ہیں۔ اور انہی چاروں مادوں یعنے حرارت۔ برودت۔ رطوبت۔ یبوست۔ میں سے کسی ایک کی زیادتی کے باعث پتھروں کے رنگ میں اختلاف ہوتا ہے۔ چنانچہ جن پتھروں میں برودت اور رطوبت زیادہ ہو۔ ان کا رنگ سفید اور جنمیں یہ دونوں مادے کم ہوں ان کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ جن میں حرارت اور یبوست زیادہ ہوتی ہے ان کا رنگ سرخ۔ اور جن میں یہ کم ہوں ان کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ جن پتھروں میں رطوبت کی حرارت زیادہ ہو وہ سیاہ رنگ اور گرم ہوتے ہیں۔ اور جن میں ان دونوں مادوں کا مقدار کم ہو ان کا لاجوردی رنگ ہوتا ہے۔ اور جن میں رطوبت اور حرارت کی مقدار مساوی ہو ان کا رنگ سرخی مائل بسفید ہوتا ہے۔ اور جن میں ان دونوں مادوں کی مقدار غیر مساوی ہو وہ رنگ اور ماہیت میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں یعنے جن میں حرارت زیادہ ہو وہ زیادہ سخت اور سیاہ اور جن میں رطوبت زیادہ ہو۔ وہ زیادہ سفید اور نرم

ہوتے ہیں۔ قس علی ہذا۔

(۵) پیدائش جواہر از روئے تحقیقات علمائے یورپ

اسی طرح دیگر مشرقی علما، جواہرات کی پیدایش کے بارہ میں کئی عجیب و غریب بیانات لکھتے ہیں لیکن علمائے یورپ جو معقول پسند ہیں اور منقولات کے قائل نہیں ان باتوں کو ڈھکوسلا سمجھتے ہیں۔ اور علت سے معلول ثابت کر کے ان کی اصلیت یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ "علما و حکما کی تحقیق انیق سے یہ امر تو پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ کل دنیاوی اشیاء میں قوت جاذبہ ہے۔ اور اسی طاقت کے اثر سے کل اشیاء پیدا ہوئیں۔ یعنے جب دو یا زیادہ عناصر اس قوت کے ذریعہ ایک دوسرے سے خلط ملط ہوتی ہیں تو ان سے کوئی شے جو ان سے ماہیت میں مختلف ہوتی ہے بن جاتی ہے۔ یہی حال جواہرات کا سمجھ لو۔ انکی پیدایش بھی انہیں عناصر کے باہم ترکیب پانے کے باعث ہوتی ہے جن سے دنیا کی اور اشیاء پیدا ہوتی ہیں۔ کوئلہ۔ پھٹکری۔ سوہاگہ۔ نوشادر۔ گندھک چونا۔ اور دیگر القلین وغیرہ جنکو ہم ہر روز برتتے ہیں۔ کیمیائی ترکیب پاکر اور قلمیں بندھکر یہ خوشنما پتھر بن جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ کئی طرح کے اجزا مائیہ و ابخرہ ارضی اور مختلف اقسام کے گیس لئے ہوائیں مثلاً آکسیجن۔ نائیٹروجن وغیرہ مخلوط ہوتی ہیں۔ بعض حضرات کو استعجاب ہوگا کہ کس طرح یہ مادی جو بادی النظر میں ایسے قبیح شکل اور بھدے سے ہیں ایسے خوش رنگ اور آبدار جواہر بنجاتے ہیں۔ لیکن اگر ذرا بھی خوض کیا جاوے تو معقول جواب ملجاویگا۔ قاعدہ ہے کہ ہر شے ڈلی بندھکر نہایت چمکیلی اور آبدار ہو جاتی ہے۔ دیکھو شیرا جس سے مصری بنتی ہے پہلے کیسا میلا اور ناپاک نظر آتا ہے جب اسکی ڈلیاں بندھتی ہیں تو کیسی شفاف اور چمکیلی ہو جاتی ہیں۔ اسی کو کیمیائی استحالہ کہتے ہیں یعنی عناصر کا ترکیب کیمیائی سے شکل بدل کر کچھ کا کچھ ہو جانا۔ یہی قاعدہ جواہرات پر عمل کرتا ہے۔ انکے رنگہائے

گوناگون والوان بوقلموں - کسی طرح چمک دمک بھی انہی عناصر کی ترکیب کے باعث ہوتے ہیں - کوئی سرخ ہے - کوئی سبز کوئی سفید اور کوئی نیلا - غرض جس جس خاصیت کا مادہ جواہر میں مرکب ہوا - اسی کے مطابق جواہر کا رنگ ہوگیا - اللہ اللہ قادرِ مطلق کی کیا کیا صناعیاں ہیں کہ حکما اسکی کُنہ خواص کے ادراک میں عاجز ہیں اور اُس کی قدرت کاملہ کے عشر عشیر کو نہیں پہنچ سکتی ؛

یہ جواہرات متذکرہ بالا طریق سے کئی سنسان میدانوں اور کوہسار کی تاریک غاروں میں پیدا ہوتے ہیں - جواہرات نباتات کی طرح کسی خاص منطقہ یا ملک میں محدود نہیں ہوتے - بلکہ ہر جگہ ایک میز پائی جاسکتی ہیں - صرف لحاظ یہ ہے کہ جن سلسلہ کوہستان کی بناوٹ کیمیائی عمدہ ہوں ان میں دوسروں کی نسبت یہ قیمتی پیدائش زیادہ ہوتی ہے - سب سے زیادہ قیمتی پتھر ایسے کوہستان میں پائے جاتے ہیں جو بہت پرانے ہوں - اور جن میں گرینائیٹ (Granite) (ایک قسم سنگ مرمر) گنیس (Gneis) - سنگ سماق - مکا سلیٹ (Micaslate) اور کوارٹز (Quartz) وغیرہ قسم کے چٹان ہوں - اور یہی باعث ہے کہ ہندوستان - برازیل - سراندیپ اور برہما میں دیگر ممالک کی نسبت زیادہ قیمتی پتھر پائے جاتے ہیں - متقدمین کا خیال تھا کہ جس جگہ سے اجزء ارضی زیادہ متصاعد ہوں وہاں جواہر زیادہ پیدا ہوتے ہیں - اور چونکہ یہ بخارات منطقہ محرقہ میں زیادہ اُٹھتے ہیں - اس لئے یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ جن ممالک میں آفتاب کی حرارت بشدت ہوتی ہے - وہاں یہ قیمتی پیدائش زیادہ ہوتی ہے - جواہرات کے مقامات پیدائش دو طرح کے ہیں - یعنی یا تو یہ پہاڑی ہیں یا میدانی - اگر یہ اسی مقام میں سے دستیاب ہوں جہاں کہ یہ پیدا ہوئے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ یہ طبقہ اولین یا جائے مولود میں پائے گئے ہیں - اکثر جواہر اپنی اصلی جائے پیدائش سے بہ کر دور دراز ممالک میں چلے جاتے ہیں -

اور دریاؤں کی تہ یا اُن میدانوں میں پائے جاتے ہیں جو اُس کی گذرگاہ میں واقع ہوتے ہیں۔ ایسے جواہر کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وطن غیر با مقام وقتی میں پائے گئے ہیں۔ اکثر اعلےٰ قسم کے جواہر ایسے ہی مقام میں ملتے ہیں۔ بڑی بڑی بارشیں اور سیلاب انہیں اپنی اصلی جائے پیدائش سے بہاکر کہیں کا کہیں لیجاتے ہیں۔ اور یہ اپنی صلابت کی برکت سے اتنے مرحلے طے کرنیکے بعد بھی اپنی وہ ہی معدنی ہیئت قایم رکھتے ہیں۔ سراندیپ۔ ہندوستان۔ برازیل۔ آسٹریلیا۔ کیلیفورنیا۔ کوہ یورال سائبیریا۔ اور جنوبی افریقہ میں ایسے ہی مقامہ وقتی میں پائے جاتے ہیں ؛

اگرچہ ہر ایک جواہر کے مقامات پیدائش کا مفصل بیان اسی جواہر کے بیان میں لکھا جاویگا۔ یہاں اُن واقعات اور حالات کا جو ان بڑے بڑے مقامات سے تعلق ہیں۔ جو پیدائش جواہرات کے لیئے نامزد عالم ہیں مجملاً بیان کیا جاتا ہے ؛

سب مقامات میں سے جو پیدائش جواہرات کے لیئے مشہور ہیں ہندوستان اول درجہ پر گنا جاتا ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے یہاں سے ہی ان کی کانیں دریافت ہوئیں اور ان کے استعمال کا رواج بھی یہاں سے ہی نکلا۔ اس ملک میں بڑے نامی مقامات پیدائش جواہرات یہ ہیں۔ مشرقی و مغربی گھاٹ۔ گوداوری۔ سندھ۔ اور گولکنڈہ کے اردگرد کے اضلاع۔ زمانۂ سلف میں اگرچہ ہندوستان کے جوہری شاستروں کے بموجب جواہرات کی جان پہچان کرنے اور مول تول جانچتے لیکن حال کے جوہریان کا علم کتب فارسی اور ذاتی تجربہ پر مبنی ہے۔ اس لئے جواہرات کے جو نام یہ بتلاتے ہیں اُن کا ماخذ بھی یہی کتب علوم شرقیہ ہیں۔ ہندوستانی جوہری ہر ایک جواہر کو عموماً سنگ بولتے ہیں۔ اور ۸۴ تک اُن کو معلوم ہیں اور اسی قدر اقسام ہمایوں بادشاہ نے جمع کئے۔ جن کو شاہجہان نے روضۂ تاج محل میں مزین کیا۔ حال میں جواہرات کی تجارت گاہ امرتسر۔ لاہور۔ بمبئی۔ مدراس۔ کلکتہ۔ دہلی۔ لکھنؤ وغیرہ شہر ہیں۔

ہندوستان

علاوہ بریں کوئی ایسا شہر نہیں ہوگا جس میں ایک دو اس تجارت کے بیوپاری موجود نہ ہوں۔ عموماً پنجاب میں قوم بھابڑہ اس تجارت میں زیادہ سرگرم ہے۔ چھوٹے چھوٹے قصبات میں عموماً پرانے جواہر کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ فی الجملہ ہند میں اب جواہرات کی وہ تجارت نہیں رہی جو کسی وقت تھی۔

(۱) ہند

ہند۔ ہندوستان میں الماس۔ نیلم۔ یاقوت۔ مروارید بڑے بڑے جواہر پائے جاتے ہیں ✣

(۲) برہما

برہما۔ اس ملک کی دیسی زبان میں کوئی کتاب علم الجواہر کی نہیں۔ اگر ہوگی بھی تو شاہی گھرانے میں ہوگی جس سے ہر ایک شخص مستفید نہیں ہو سکتا۔ اس لیئے وہاں کے جوہریوں کو اس علم میں چنداں مہارت نہیں۔ اُن کو صرف یاقوت نیلم اور پکھراج وغیرہ جواہر کے جو اس ملک میں پیدا ہوتے ہیں۔ حالات معلوم ہیں۔ بقیہ جواہرات میں سے بھی صرف چند کے اُن کو نام ہی معلوم ہیں۔ الماس کا ذکر انہوں نے ہندوستانیوں سے سیکھا ہے۔ یہاں جواہرات کی تجارت بیرونی کی بڑی پابندی ہے۔ کوئی شخص بغیر اجازت سرکار یاقوت اور نیلم وہاں سے باہر نہیں لیجا سکتا۔ چونکہ سیام مدت تک برہما کے زیر حکومت رہا ہے اور برہما کی بول چال وہاں بھی مستعمل رہی۔ اس لئے سیام بھی اس لحاظ میں برہما سے بہت ملتا ہے۔ برہما میں نیلم۔ یاقوت پائے جاتے ہیں ✣

(۳) نیپال

نیپال۔ اگرچہ اس ملک کی زبان ہندوستانی سے مختلف ہے لیکن جواہرات کے نام ایک ہی ہیں۔ چونکہ جوہریانِ ہند یہاں بڑی گراں قیمت پر جواہر فروخت کرتے ہیں اس لئے بجز امرا و اغنیا کوئی اور شخص جواہر نہیں خرید سکتا۔ یہاں کے لوگ موتیوں کے بہت شایق ہیں۔ اس ملک میں فیروزہ کی کانیں ہیں۔ سرحد تبت میں ترمری بھی پایا جاتا ہے۔ کوہستان نیپال میں سندھور یا جو ہندوستان میں مرجان

سرانديپ

سہرنی رنگ قیمت پاتا ہے۔ سنگ موتی اور سنگ دھیری بھی پائے جاتے ہیں ؏

سراندیپ۔ یہ جزیرہ مدت سے اس نادر پیدایش کے باعث شہرۂ آفاق ہے جس طرح جوہریان ہندستان سنسکرت آمیز اُردو زبان کے الفاظ بولتے ہیں۔ اسی طرح سلما جوہری سنسکرت آمیز پالی زبان میں جواہرات کے نام کہتے ہیں۔ اہل ہند جوہریان سراندیپ کو جوآلیاس کہتے ہیں۔ سراندیپ میں علم الجواہر کی کتابیں پالی زبان میں سکتی ہیں۔ کتب سنسکرت میں نو جواہر قسم اول کے لکھے ہیں۔ لیکن سنگھالی جوہری آٹھ بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ وہاں گومیدک کا رواج کم ہے اس لئے جواہر نہیں گنا جاتا۔ جواہرات کے نام سنسکرت سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اور وہاں کے ہندو اور مسلمان دونوں وہی استعمال کرتے ہیں۔ لفظ جواہر کو رتنم (سنسکرت رتن) کہتے ہیں۔ اور انکے نام وحالات اس طرح لکھتے ہیں :۔

(ا) بجرم یعنی الماس (سنسکرت بجرم) سفید رنگ الماس کو ویپرو پو ویرم اور سیاہ رنگ کو کرپو ویرم اور سرخ کو ساکرپو ویرم اور زرد کو مادھو ویرم کہتے ہیں۔ اور اسکے عیب بھی وہی لکھتے ہیں جو جوہریان سے بیان کئے گئے ہیں۔ جس ہیرے کے اوپر سیاہ خال ہوں اُس کو کرزتپو۔ اور جس میں سیاہ رنگ رگیں ہوں اُسکو اوکال کہتے ہیں۔ کوئی ہندو سنگھالی سیاہ رنگ والا الماس نہیں رکھتا کہ یہ نحس سمجھا جاتا ہے۔ (ب) مانکیم (یعنی یاقوت۔ (سنسکرت مانکیہ)۔ سراندیپ کے جوہری اس کا رنگ تازہ خون حیوانی کی طرح بتلاتے ہیں اور اس کے یہ اقسام بتلاتے ہیں (۱) کالنیم جس میں سیاہ رنگ مرکب ہو (۲) مانچا جس میں زرد رنگ کی ملاوٹ ہو۔ کوبانک۔ دودھیا رنگ کا نقص جو اس میں ہے ؏

(ج) پوچھ (یعنے زمرد) اسکی دو اقسام تبلاتے ہیں۔ (۱) پرم پوچھی یعنی پُرانا زمرد۔ اور (۲) پوچی کی پوچی یعنی نیا زمرد ؏

(د) ویڈیم یعنی اسپینا۔ سنگھالی لوگ سنہری رنگ عمدوں کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور اسی کو پوتی کیم ویدیم کہتے ہیں۔ جن کا رنگ سیاہ انکو کرنول ویدیم اور عیب دار کو تریڑی اور جن میں خط نہو انہیں آکنی ٹل کہتے ہیں ✣

(ر) موتو یعنی مروارید۔ سنگھالی جوہری عمدہ گول شفاف مروارید کو آنی موتو سیاہ رنگ کو ماسو۔ زرد رنگ کو چیلہ۔ بہت خورد کو تڑ۔ عیب دار کو آنسار۔ سوئی چھید کو کریال۔ عمدہ چھید والے کو ارتی کریال۔ خراب چھید والے کو کہراب کریال اور جو دوائی میں مستعمل ہوتے ہیں اُن کو ماسی کہتے ہیں ✣

(س) پگالم یعنی مرجان۔ اس کی دو اقسام بیان کیجاتی ہیں۔ بیل لی ہلکے رنگ کے۔ کپتو۔ گہرے رنگ کے۔ کُلی کپو۔ سیاہ قسم۔ تری کمبو یا نلی۔ منقط شکل اور نم جیسی یعنی عیب دار۔ مروارید اور مرجان کو تولہ اور داکنی سے تولتے ہیں ✣

(ش) پوچی مرکتم یعنی زبرجد۔ جوہریان سراندیپ بھی اسی زمرد کا ایک قسم بیان کرتے ہیں۔ سراندیپ میں عمدہ یاقوت نایاب ہیں۔ رنگ دار جواہر کو اد نیر۔ جن کے ایک حصہ میں ہلکا اور دوسرے میں گہرا رنگ ہو انکو سنگھار۔ جو عمدہ آبدار اور خوش رنگ نہوں اُن کو کاٹا باگ اور جن کی آب اچھی نہو اُن کو نیرباک کہتے ہیں ✣

اس جزیرہ میں نیلم۔ مروارید اور پکھراج بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ بڑائی کانوں میں ہیرا پایا جاتا ہے۔ علاوہ بریں۔ یاقوت۔ اسپنا۔ گومیدک۔ سپائنل۔ کارنڈم۔ سارکینک۔ ٹیک۔ امتیسٹ۔ حجر القمر اور حجر الشمس بھی یہاں سے ملتے ہیں۔ اخبار رہبر ہند ۱۸۸۲ء میں درج تھا کہ شہر رتنپورا کے متصل سراندیپ میں ایک اور جواہرات کی کان دریافت ہوئی ہے ✣

افغانستان

افغانستان۔ افغانستان۔ ترکستان اور دیگر ممالک واقعہ متوسط۔ ایشیا میں جواہرات کا استعمال کم ہے۔ اسی واسطے زبان پشتو میں کوئی رسالہ علم الجواہر کا موجود نہیں۔ افغانستان میں حکیم اور مولوی لوگ جواہرات کی شناخت کرتے ہیں اس لئے کوئی امیر اُن کے مشورہ کے بغیر جواہرات نہیں خریدتا۔ یاقوت۔ الماس۔ زمرد۔ پکھراج۔ زدقون اور نیلم کے لئے پشتو زبان میں کوئی خاص لفظ نہیں۔ لہسینا کو پشتو میں پشی ترشی کہتے ہیں اور موتی کو مرغلولا جبر یعنی لاجورد کو پٹھان لوگ مکانات کے نقش ونگار کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ افغانوں کو ایک اور پتھر معلوم ہے جسے شکر آشریف کہتے ہیں یہ بیت المقدس میں پایا جاتا ہے اور ۲۵ سے ۳۰ من وزن کا ہوتا ہے۔ اس کا رنگ سفید بیان کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ پتھر زمین سے اوپر خلا میں بغیر سہارے کے لٹکتا رہتا ہے۔ فیروزہ کی اس ملک میں بڑی قدر ہوتی ہے۔ سنگ مقصود جو قندھار میں پایا جاتا ہے۔ افغانوں کا ایک عزیز جواہر ہے۔ اس کے دانوں کی ایک تسبیح دو سو روپیہ سے اڑھائی سو روپیہ تک قیمت پاتی ہے۔ اس ملک میں فیروزہ۔ لاجورد۔ عقیق پائے جاتے ہیں +

چین

چین۔ اس ملک میں پانچ جواہر یعنی الماس۔ یاقوت۔ زمرد۔ مروارید اور مرجان جواہرات قسم اول کے شمار ہوتے ہیں۔ اور نیلم اور پکھراج کو یاقوت کا ایک قسم بیان کرتے ہیں۔ یہاں کے اُمرا و اغنیا میلے اور تیواروں میں جواہرات زیب بدن کر کے جاتے ہیں۔ اہل ہنود کی طرح چینی بھی جواہرات کے کئی خواص عجوبہ مانتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ طوالت عمر کی خاطر جواہرات پہنتے ہیں۔ کئی لوگ آفات ناگہانی سے بچنے کے لئے کئی طرح کے تعویذ بناتے ہیں۔ چنانچہ ایک کاغذ پر لسمائے آلٰہی و نام سیارگان و نچھتر ہا کا لکھکر اُس میں ان پانچ جواہر کو لپیٹتے ہیں۔ اور گھر کے دروازے پر لٹکا دیتے ہیں اُس ملک کے دولتمند جنم دن پر

ضرور جواہر پہنتے ہیں۔ اور سرخ رنگ لباس کے ساتھ زرد رنگ کا جواہر مثلاً پکھراج۔ اور زرد رنگ لباس کے ساتھ سرخ رنگ کا جواہر مثلاً یاقوت و مرجان وغیرہ پہنتے ہیں۔ چین میں موتیوں کو بڑے شوق سے پہنتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس ملک کا رواج ہے کہ شاہی جواہر سے زیادہ قیمتی جواہر کوئی شخص پہننے کا مجاز نہیں - چینی لوگ جواہرات کی تجارت بڑی سرگرمی سے کرتے ہیں اور ہندوستان و امریکہ سے جواہرات اس ملک کو آتے ہیں۔ اس ملک میں سنگ یشم۔ ھبیکام سنگ سیمانی۔ سنگ مرمر۔ پکھراج۔ یاقوت نیلم پائے جاتے ہیں +

بعض مقامات میں الماس اور لسنیا بھی ملتے ہیں۔ یہاں کے لسنیا کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ اور اس میں خط بھی عمدہ نہیں ہوتا۔ چین کے نیلم بھی عمدہ آبدار نہیں ہوتے +

مصر۔ چونکہ مصر میں اکثر زبان عربی و فارسی بولی جاتی ہے اس لئے وہاں جواہر کے نام بھی کچھ عربی اور کچھ دیسی زبان میں ہیں۔ جس طرح جوہریان ہند فارسی الفاظ جواہرات کے لئے استعمال کرتے ہیں اسی طرح اہل مصر جواہرات کے نام عربی میں لیتے ہیں مصر کی پرانی زبان میں علم الجواہر کے چند رسالے وہاں موجود ہیں۔ جوہریان مصر جواہرات کے بارہ میں مفصلہ ذیل بیانات لکھتے ہیں:۔

(ا) الماس۔ یہ تمام جواہرات سے زیادہ سخت۔ ہلکا اور چمکیلا ہے۔ جس میں ایک قسم کے کیڑے ہوں جو سیاہ نقاط کی طرح دکھلائی دیتے ہیں تو وہ نگ عیب دار ہوگا

(ب) لعل یعنے یاقوت۔ اس پتھر میں حرارت اور یبوست زیادہ ہے۔ اس کے رنگ کی تیزی کے لحاظ سے چار درجہ ہیں۔ سب سے ہلکا رنگ درجہ اول۔

اس سے زیادہ شوخ درجہ دوم۔ اس سے بھی چڑھتا درجہ سوم۔ اور سب سے زیادہ گہرا رنگ درجہ چہارم۔ یاقوت میں تین عیب ہوتے ہیں۔ دودہا یعنے رنگین۔ استسقا یعنی کلفہ۔ اور ناقص یعنے خراب رنگ۔ اُمرا لوگ اس کا سُرمہ بناتے ہیں۔ یاقوت کے بلحاظ رنگ یہ اقسام ہیں:۔ (۱) یاقوت اشرف (۲) یاقوت اصفر یعنے زرد رنگ (۳) یاقوت ابیض۔ یعنی سفید رنگ اور (۴) یاقوت خامری یعنے گلابی۔ یاقوت کا ایک ادنے قسم لعل ہے۔ اسکے عیب بھی یاقوت سے ہیں ؞

(ج) زمرد۔ اس کا رنگ گہرا سبز ہوتا ہے۔ یاقوت کی طرح اس کے بھی بلحاظ رنگ چار درجہ ہیں۔ اکثر زمرد کی جگہ غلطی سے زبرجد خریدا جاتا ہے۔ اور ایک قسم کا سبز پتھر باجورنامی زمرد کی بجائے لیا جاتا ہے۔ جس کا استعمال زہر کا حکم رکھتا ہے ؞

(د) لولو یعنے مروارید۔ اس کو مارکھپ اور کواس واسطے کہتے ہیں۔ کہ اس کے تین پردے ہوتے ہیں۔ ابیض یعنے سفید رنگ کے دانے بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ یہ بحیرہ کے متصل بمقام بھرن پائے جاتے ہیں۔ اسکے کاٹ دو ہیں۔ ایک ہیو کو یعنی گول۔ دوم لٹکن یعنے مقطر۔ اور ایک خراب اور بھدا سا کاٹ ہوتا ہے۔ جو اُبچ کہلاتا ہے ؞

مرجان۔ سیاہ رنگ مرجان یوسری کہلاتے ہیں۔ اس کا سرمہ آنکھوں کو بہت فایدہ بخش ہوتا ہے۔ علاوہ بریں مصر میں اور بھی کئی ایک چھوٹے چھوٹے پتھر مستعمل ہیں جنکا مفصل بیان لکھنا باعث طوالت ہے۔

امریکہ۔ نئی دنیا میں ہر جگہ جواہرات کی شناخت کرنے اور قیمت ڈالنے کے طریق ایک جیسے نہیں۔ جو صوبجات زیر حکومت سلطنت انگلشیہ ہیں اُن میں وہ ہی طریق مروج ہے۔ جو انگلستان میں ہیں اور جو ممالک زیر فرمان سلاطین فرانس۔ ہالینڈ

ڈنمارک اور ہسپانیہ ہیں ان میں حکمران ملک کے قواعد شناخت و خرید و فروخت جواہرات کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ یہاں کے اہلی باشندے مروارید اور مرجان کو بڑے شوق سے پہنتے ہیں +

شمالی امریکہ میں اسقدر افراط سے جواہر دستیاب نہیں ہوتے ہاں جنوبی امریکہ کے ملک برازیل میں بڑے بڑے قیمتی جواہر پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ الماس کی پیدایش کے لئے یہ ملک مدت سے مشہور ہے +

انٹرکٹا۔ جس میں الجزائر شامل ہے جو دائرہ قطب جنوبی کے نزدیک تک پھیلتا ہے اور پولی نیشیا میں کوئی کان جواہر اتبک معلوم نہیں ہوئی۔ ہاں آسٹریلیشیا کے لوگ چند جواہر سے واقف ہیں اور یہ علم انہوں نے انگریزوں سے سیکھا ہے +

ملیسیا میں وہ جزائر شامل ہیں جن کو مجمع الجزائر شرقی کہتے ہیں۔ ان جزائر سے چند پیدایش جواہر کے لئے مشہور ہیں۔ یہاں کے باشندوں نے جواہرات کی جان پہچان۔ مول تول کے طریق۔ جرہما۔ ہندوستان اور سیام سے سیکھے ہیں +

فصل چہارم

Properties

ماہیت جواہر

چونکہ جواہرات بھی از قسم معدنیات ہیں اس لئے انکی ماہیت جاننے کے واسطے علم معدنیات کے چند اصولوں کی آگاہی ہونی ضروری ہے۔ اس لئے

اصول و اصطلاحات

ذیل میں علم معدنیات کے وہ اصول درج کئے جاتے ہیں۔ جو ماہیت جواہرات کے متعلق ہیں :-

علم معدنیات وہ علم ہے جس سے زمین کی غیر ذی رُوح اشیا ءکانی کا حال معلوم ہو۔ برخلاف علوم حیوانات و نباتات کے۔ کہ جن سے دنیا کی ذی روح پیدایش کا ہی حال معلوم ہوتا ہے۔ ذی روح سے وہ اجسام مراد ہیں جو کہ چند ایسے مختلف الشکل و بناوٹ کے اعضا سے بنے ہوئے ہیں۔ کہ اگر ان کا ایک عضو کاٹ دیا جاوے۔ تو باقیماندہ جسم یا تو کمزور یا بالکل تباہ ہو جاوے۔ مثلاً کسی جاندار کا معدہ یا کوئی اور عضو۔ یا کسی درخت کی جڑ کاٹ دیجاوے تو اُسکی زیست اور اس کا قیام مشکل ہوگا۔ برخلاف اس کے غیر ذی روح سے وہ اشیاء مراد ہیں کہ اگر انھیں ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاوے تو ایک ٹکڑے کے بھی وہ ہی خواص و اوصاف ہونگے جو کہ باقی ٹکڑوں کے ہیں اور توڑنے سے کُل شے کے خواص و ماہیت میں فرق نہ آویگا۔ پس معدنیات اس تعریف میں داخل ہیں۔ ان کی چار مختلف حالتیں ہیں (۱) خارجی (۲) عینی یعنے نظری (۳) برقی اور (۴) کیمیائی۔ پھر حالتِ خارجی میں چھ کیفیتیں داخل ہیں (۱) ہیئت (۲) صلابت (۳) چمک (۴) روشنی (۵) رنگ (۶) وزن مخصوص۔ اب ہر ایک کی مفصل تشریح لکھی جاتی ہے :-

معدنیات کی قدرتی ہئیت کئی طرز کی ہوتی ہیں۔ جب کیمیائی اشیاء صورتِ مائی یا ہوائی سے ٹھوس صورت میں تبدیل ہوتی ہیں۔ تو وہ کسی معین صورت و شکل میں آجاتی ہیں۔ اسی کو قلمیں بنا یا ڈلی باندھنا کہتے ہیں۔ ایک[1] چھٹانک سوڈے کی ڈلیاں لیکر آدھ چھٹانک گرم پانی میں ڈالدو اور ذرا ہلاؤ۔ ساری ڈلیاں گھل جاوینگی۔ اب اگر اس پانی کو ٹھنڈا کر لوگے تو بھی کی ڈلیاں گلاس کے

[1] دیکھو تجربہ ۲۳ و ۲۴ رسالہ علم کیمیا مصنفہ پروفیسر داس کو صاحب ۱۲

کناروں کے پاس بندھنے لگیں گی اور اُن کی سفید چمکدار صورت ذیل کی شکل نمبر ۱ کے مطابق ہوگی۔ اس عمل کو سیال مرکب کی ڈلیاں بندھنا یا انگریزی میں کرسٹے لائین Crystaline کہینگے۔ جیساکہ کھانڈ کی چاشنی سے مصری کی ڈلیاں بنتی ہیں۔ اگر ان ڈلیوں کی شکل کو غور سے دیکھوگے تو معلوم ہوگا کہ ان سب کی صورت یکساں ہے فرق صرف یہ ہوگا کہ کوئی بڑی ہے اور کوئی چھوٹی۔ اسی طرح آدھی چھٹانک پھٹکڑی بھی آدھی چھٹانک پانی میں گھول کر دیکھو۔ پھٹکری کی بھی آہستہ آہستہ ڈلیاں بندھنے لگیں گی۔ مگر ان کی شکل سوڈے کی ڈلیوں سے بالکل مختلف ہوگی چنانچہ یہ بات شکل (۲) و شکل (۱) کے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوجاویگی اسی طرح نیلے تھوتھے کی بھی یہی کیفیت ہے۔ یعنی جب اس کو پانی میں گھول دوگے تو اس کی بھی نیلی نیلی ڈلیاں آہستہ آہستہ ایسی شکل کی بنتی جاوینگی جیسی شکل (۳) میں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اسی طرح کل سیال مادی قلمیں بندھکر مختلف الشکل معدنیات بن جاتے ہیں۔ اب تم سوا تولہ پسی ہوئی پھٹکری اور اسیقدر پسا ہوا نیلا تھوتھا لیکر ہاون دستے میں ڈالکر خوب ملا لو اور پھر سفوف کو ڈھائی تولے گرم پانی میں گھول کر اسکو ٹھنڈا ہو جانے دو اور دیکھتے رہو کہ اُس میں کس طرح دونوں چیزیں الگ الگ ہو جاتی ہیں یعنی پھٹکری کی ڈلیاں
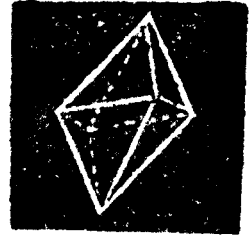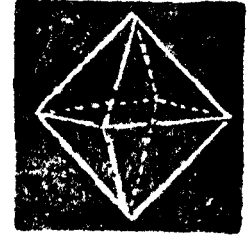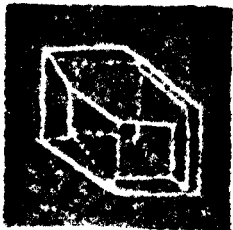
جو بے رنگ ہیں الگ بندھ جاوینگی اور نیلے تھوتھے کی نیلی نیلی ڈلیاں جدا نمودار ہونگی اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ ڈلیاں بندھنے سے یہ دونوں نمکین چیزیں اس طرح علیحدہ علیحدہ ہوسکتی ہیں اور اگر ہم چاہیں تو پھٹکری کی سفید سفید ڈلیاں چُن کر نکال لیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ قدرت ایزدی ہر ایک شے کو اُس کے مادہ کے مطابق شکل و شباہت۔ رنگ ڈھنگ کا بناتی ہے۔ اسی قاعدہ پر زمین کے اندر بہت سی طرح کے مادوں اور معدنی چیزوں کی ڈلیاں اور قلمیں بندھتی ہیں۔ گو اُس قدرتی عمل و حرکت سے جس سے یہ قلمیں بندھتی ہیں۔ ہم بخوبی واقف نہیں لیکن اسقدر البتہ ہم کو معلوم ہے کہ یہ عمل بہت آہستہ آہستہ ہوتا ہے اور جسقدر آہستگی سے قلم بندھے اُسیقدر یہ کامل بنتے ہیں۔

لفظ معدن کے معنی کا بیان

لفظ معدن سے وہ غیر ذی روح قدرتی شے مراد ہے۔ جو مرکبات کیمیائی سے بنی ہو اور کوئی ایسی باقاعدہ معین شکل رکھتی ہو۔ جو عمل کیمیائی و قدرتی سے بنی ہو نہ مصنوعی عمل سے ؛

فعل کیمیائی

فعل کیمیائی سے وہ تاثیر مراد ہے جو اُسوقت وقوع میں آتی ہے جب دو یا زیادہ عناصر ایک دوسرے پر ایسا اثر کریں کہ اُن سے ایک تیسری شے پیدا ہوجائے جو اصل سے خواص و ماہیت میں مختلف ہو یا جب ایک مادہ ایسی صورت میں آپڑے کہ اُس سے دو یا زیادہ جسم ایسے پیدا ہوں جو اصلی سے خواص و ماہیت میں مختلف ہوں ؛

یہ فعل کیمیائی اجسام کے ذروں کے دائمی حرکت کے باعث وقوع میں آتا ہے۔ اسی حرکت سے گرمی۔ روشنی اور برقی عمل پیدا ہوتے ہیں۔ جب فعل کیمیائی سے ذرے آپس میں پیوستہ ہوکر کوئی معدن پیدا کرتے ہیں۔ تو اسکی شکل و طرح کی ہوتی ہے۔ اگر ذرے بے ڈھب طور پر اکٹھے ہوکر کسی معدن کو

پیدا کریں۔ اور اس کی باقاعدہ شکل نہ بنے تو اسکو امورفس Amorphous کہتے ہیں اور جو معدن باقاعدہ شکل کی بنی ہو وہ کرالسٹی لایزڈ Crystalized یعنی قلم باقاعدہ کہلاتی ہے۔ اگرچہ وہ شکلیں جو ذرّے قلمیں بندھ کر پیدا کرتے ہیں بکثرت ہیں لیکن پھر بھی عالموں نے ان کو چھ نظموں یعنے جماعتوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول جماعت ٹیسرل Tesseral system دوم ٹیٹرگنل Tetragonal system سوم ہکیسی گنل Hexagonal system چہارم رہومبک Rhombic system پنجم مونوکلائی نوہیڈرک Monoclinohedric system ششم ٹرائی کلائی نوہیڈرک Triclinohedric system +

قلم کے ہر طرف سطح مرتفع ہوتی ہیں جنکو پہل کہتے ہیں۔ یہ پہل خطوط مستقیم سے محیط ہوتے ہیں جنکو کنارے یا انگریزی میں ایجیز Edges بولتے ہیں۔ یہ خطوط مستقیم کے نقاط پر ایک دوسرے کو تقاطع کر کے زاویہ پیدا کرتے ہیں۔ محور وہ فرضی خط ہیں جو کہ مقابل کے زاویئے اور سطح کے درمیان کھنچا ہوا مانا جاوے +

علم معدنیات میں متذکرہ بالا جماعت بندی کے مطابق جو شکلوں کی تعداد درج ہے اس کی تو اس کتاب میں گنجایش نہیں۔ انہیں سے صرف ان شکلوں کی کیفیت لکھی جاتی ہے جن کی اس کتاب میں ضرورت ہے +

(۱) ٹیسرل یا ریگولر سسٹم یعنے جماعت باقاعدہ۔ اس جماعت میں وہ قلمیں شامل ہیں جن میں تین مساوی محور ہوتے ہیں جو کہ ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ پر تقاطع کرتے ہیں +

اس جماعت میں اول شکل ہکیسی ہیڈرون Hexahedron یعنی مکعب ہے۔ اس کے گرد ۶ مساوی مربع ہیں اور بارہ کنارے۔ اسکے

پہل ۹۰ درجہ پر ملتے ہیں۔ اس میں ۸ زاویئے ہوتے ہیں اور خاص محور دو مقابل پہلوؤں میں سے کسی کے مرکزی نقطہ کیساتھ ملتے ہیں۔
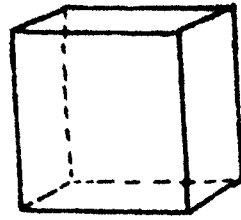
شکل ۵۔ ہیکسا ہیڈرن Hexahedron

(۳) دوسری شکل اوکٹے ہیڈرن Octahedron یعنے ہشت پہلو۔ اسکے گرد ۸ مثلث متساوی الاضلاع ہوتے ہیں۔ اسکے بارہ کنارے اور ۶ زاویہ ہوتے ہیں۔ محور اعظم مقابل کے زاویوں سے دو دو کر کے ملتے ہیں دیکھو شکل ۶+

شکل ۶۔ اوکٹا ہیڈرن Octahedron
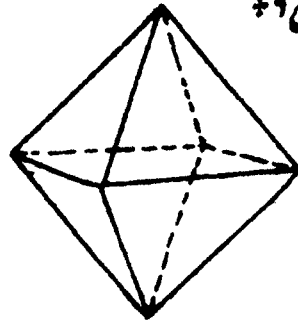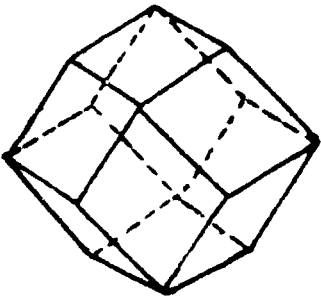
شکل ۷۔ رہومبک ڈوڈی کے ہیڈرن Rhombic Dodecahedron

(۴) رہومبک ڈوڈی کے ہیڈرن Rhombic Dodecahedron یعنے مستطیل دوازدہ اضلاع اسکے گرد ۱۲ مساوی مستطیل اور ۲۴ مساوی کنارے ۱۲۰ درجہ کے اور ۶-۸ زاویہ ہوتے ہیں۔ محور اعظم دو مقابل کے زاویہ سے ملتے ہیں۔

(۵) ہیکسی گنل (Hexagonal) اسکے چار محور۔ تین مساوی محور ایک دوسرے کو ایک ہی سطح میں ۶۰ درجہ کے زاویہ پر تقاطع کرتے ہیں اور ایک محور اُن پر گر کر زاویہ قائمہ پیدا کرتا ہے۔ محور عظیمہ کے سروں کو قطب کہتے ہیں۔ دیکھو شکل (۷) Hexagonal Pyramid

(۶) ہیکسی گنل پیری میڈ

انکے گرد بارہ مثلث ہوتے ہیں۔ دیکھو شکل (۷)
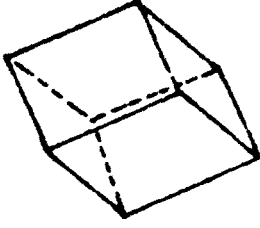
(۷) روہمبو ہیڈرن۔ Rhombo hedron اس شکل کے گرد مستطیل ہیں جن کے زاویہ ہم سطح نہیں ہوتے۔ دیکھو شکل (۸)

(۸) رہمبک Rhombic اس شکل میں تین غیر مساوی محور ہوتے ہیں، جو کہ ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتے ہیں ان میں سے ایک محور عظیمہ اور دوسرے محوران صغیرہ کہلاتے ہیں۔
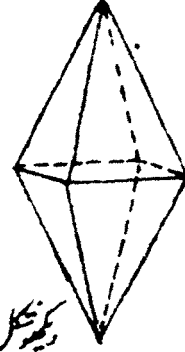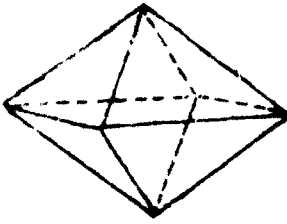
(۹) ڈبل پیرامڈ Double pyramid اسکی بنیاد مسدس اور ۱۲ پہلو ہوتے ہیں +

(۱۰) ٹیٹری گنل Tetragonal اسکے تین محور ہوتے ہیں جو کہ ایک دوسرے پر قائم الزاویہ ہوتے ہیں دو مساوی اور ایک غیر مساوی ہوتا ہے۔ اخیری محور محور اعظم ہوتا ہے۔ دیکھو شکل (۱۰) ہر ایک جواہر کی شکل اسکے

بیان میں لکھے جاوینگے ✦

(۴) شگاف - باقاعدہ شکل اختیار کرنیکے علاوہ معدنیات کے قلم میں ایک اور خاصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک خاص سمت میں آسانی سے کاٹی جاسکتی ہیں یعنے انمیں ایک قدرتی شگاف ہوتا ہے جو حکاک کو اسکے کاٹنے میں بڑی مدد دیتا ہے۔ بعض معاون چند سطوح قایم الزاویہ تھے ہوئے ہیں جہاں سے معدن آسانی سے کاٹی جاسکتی ہے۔ یعنے معدن ان سطوح کے ساتھ یا ان کے متوازی بآسانی کاٹے جا سکتے ہیں۔ بہ نسبت کسی اور طرف کے۔ اس خاصیت کو شگاف بولتے ہیں اور ان سطوح کو سطوح شگاف کہتے ہیں۔ سطوح شگاف معدن کے کسی پہل کے متوازی ہوتے ہیں۔ اور اسی شکل کے کسی اور پہل کے متوازی بھی ویسا ہی شگاف ہوگا اس لئے جو تعداد پہلوں کی ہوتی ہے وہ ہی سطوح شگاف کی ہوتی ہے۔ بعض میں تو یہ شگاف کامل ہوتا ہے اور بعض میں ناکامل۔ جب کوئی معدن ایسی طرف سے ٹوٹے جو کہ سطح شگاف سے مختلف ہو اُسے فریکچر سرفس Fracture. surface کہتے ہیں ✦

(۱) فریکچر

(۵) صلابت - اصطلاح صلابت سے جو جواہرات و معدنیات کیواسطے مستعمل ہوتا ہے۔ متعسرّ الانفکاک ہونا مراد نہیں۔ بلکہ صلابت اُس خاصیت کا نام ہے۔ جس کے باعث معدنیات میں کوئی دوسری شے نفوذ نہ کرسکے۔ اور یہ خاصیت غیر قابل منفوذ ہونیکے باعث اس صفت مضبوطی و سختی سے عدہ ہے جو معدنیات کو ٹوٹنے سے بچاتی ہے۔ شلاً الماس کہ سب معلومہ اشیا سے زیادہ سخت اور غیر قابل النفوذ ہے دوسری صفت میں ایسا نازک ہوتا ہے کہ ہتھوڑے کی ایک چوٹ سے پارہ پارہ ہوسکتا ہے۔ لیکن خواہ کیسی سخت اور نوکدار چیز سے اس کی سطح کو کھرچیں کھرچا نہ جاویگا۔ اس صلابت کا اندازہ پتھروں کی کیمیائی طاقت پر منحصر ہے

(۲) صلابت یا سختی

جو معدن کسی معدن سے صلابت میں زیادہ ہوگی وہ درجہ میں - اس معدن سے بڑھکر ہوگی - اور نیز وہ اُس معدن کو جو درجہ صلابت میں اس سے کم ہوگی کاٹ اور چھیل سکیگی - مثلاً الماس جو صلابت میں ۱۰ درجہ کا ہے - پکھراج کو جو ۸ درجہ کا ہے کاٹ سکتا ہے -

ماہرین نے اس طرح معدنیات کے بلحاظ صلابت دس درجہ مقرر کئے ہیں - ان کی تفصیل اس طرح پر ہے - اول درجہ ابرق (۲) کانی نمک (۳) کال کیرس سپار Calcareous spar (۴) فلور سپار Fluor spar

(۵) ایپے لائیٹ Apalite (۶) اڈولیرن فلو سپار Adularin felspar

(۷) بیکم (۸) پکھراج (۹) کارنڈم (۱۰) الماس +

کسی معدن کا درجاتِ صلابت دریافت کرنیکا سادہ طریق یہ ہے - کہ پہلے یہ دریافت کرو کہ جس معدن کا درجہ صلابت معلوم کرنا ہے - وہ ان مندرجہ بالا دس اشیا میں سے کس کو چھیل سکتی ہے - سہولت اور نقصان سے بچاؤ کیلئے پہلے اعلیٰ درجہ سے شروع ہو کر نیچے کیطرف آؤ - اور معلوم کرو کہ کون اس سے کاٹا جا سکتا تھا - تب ایک عمدہ سخت ریتی لو - اور ذرا زور سے اس معدن کی سطح پر لکیر کھینچو - اور جو معدن کاٹی گئی ہے اُس سے اوپر کے درجہ کی معدن پر بھی لکیر کھینچو - چھلنے میں کرکرا پن - اور آواز اور سفوف سے انکی صلابت کی تمیز ہو جاویگی یعنے معلوم ہو جاویگا کہ ان دونوں میں سے کونسی صلابت کے لحاظ سے اعلےٰ درجہ کی ہے - جس درجہ کی ہو اُس درجہ کا ہندسہ لکھدو - مثلاً ہم لعل رمانی کا درجہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہم اعلےٰ درجہ سے شروع ہونگے - یعنے پہلے اس سے الماس کو کاٹینگے - وہ اس سے نہ چھیلا جائیگا - پھر نیلم دیاقوت کو - وہ بھی اس سے نہ چھیلا جاویگا - تو یہ ۱۰ اور ۹ درجہ سے کم کا ہے - پھر پکھراج کو اس سے چھیلینگے وہ

بھی پھیلا نہ جائیگا۔ پھر اس سے بھیکم کو چھیلینگے تو وہ چھیلا جاویگا۔ تو معلوم ہوا یہ بھیکم سے زیادہ سخت ، درجہ سے زیادہ ہے۔ پھر اس بھیکم کے اوپر کے درجہ کے جواہر یعنے پکھراج کو ریتی سے چھیلیں گے۔ اور لعل رمانی کی ریتی کے چھیلنے۔ اور آواز کے نکلنے سے معلوم ہوجاویگا۔ کہ پکھراج کی صلابت ایک جیسی ہی اور چونکہ پکھراج ۸ درجہ کا ہے۔ لعل رمانی کی صلابت بھی ۸ درجہ کی ہوگی۔ اگر پکھراج سے بذریعہ ریتی اس کی صلابت کم معلوم ہو تو اس کی صلابت ۷۔۸ درجہ کی لکھی جاویگی یعنے بھیکم سے زیادہ اور پکھراج سے کم۔ جو جواہر زیادہ سخت ہوگا۔ اُسیقدر اوپر جلا بھی عمدہ آسکیگا۔ جواہرات صرف اسی صلابت کی خاصیت سے مدتوں تک پائدار رہتے ہیں۔ اگر ان میں یہ خاصیت نہ ہوتی تو پرانے جواہر ہمیں نصیب نہ ہوتے۔ اسی تفاوت صلابت کے باعث جواہر ایک دوسرے سے متمیز ہوتے ہیں +

(۶) چمک۔ جواہرات کے بیش بہا خوبصورت ہونے کیلئے چمک اعلےٰ درجہ کا ذریعہ ہے یہی صفت ہے جو جواہرات کو ہر ایک شخص کی نظروں میں عزیز رکھتی ہے۔ اسکی ۶ نوعیں ہیں +

(ا) دھاتی۔ Metallic یہ وہ چمک ہے جو دھات کی اصلی حالت میں دیکھی جاتی ہے +

(ب) الماسی Admamime وہ چمک جو ہیرے کی چمک جیسی ہو +

(ج) بلوری Vitrans جو بلور یا شیشہ کی سطح کے چمک کے مشابہ ہو +

(د) روغنی Resinaus جو روغنی شے کی چمک کی مانند ہو +

(ہ) گوہری Pearly جو موتی کی جھلک جیسی ہو +

(و) ریشمی Silky یہ وہ چمک ہے جو ریشم کی جھلک کے مشابہ ہو +

پھر ہر ایک نوع کی چمک کے بلحاظ شوخی و تیزی ۴ درجہ ہیں ؛-

اوّل سب سے اعلےٰ درجہ کی چمک - جسکو انگریزی میں سپلینڈینٹ Splendent کہتے ہیں - جس معدن میں یہ چمک ہوتی ہے وہ اسقدر روشنی کو معکوس کرتی ہے کہ دُور سے خوب منور اور جھلکتی دکھلائی دیتی ہے - اور اس کی سطح پر چمکیلی شکلیں دکھلائی دیتی ہیں - یہ چمک خصوصاً الماس میں پائی جاتی ہے +

(۲) اس سے دوسرے درجہ پر شائننگ Shining جس معدن میں یہ چمک ہو اُس کی روشنی معکوسہ ذرا کم ہوتی ہے اور اسکی سطح پر دُھندلی سی صورتیں دکھلائی دیتی ہیں - یعنے معکوس ہوتی ہیں +

(۳) گلسننگ Glistening اس چمک والی معدن کی روشنی معکوسہ اسقدر مدھم ہوتی ہے کہ ایک ہاتھ کے فاصلہ پر بھی نمایاں نہیں ہوتی - اور اسکی سطح پر کوئی شکل معکوس نہیں ہوتی +

(۴) گلمرنگ Glimmering یہ بہت خفیف سی چمک ہے - اور اس چمک والی دھات کو دن کیوقت آنکھوں کے نزدیک لانے سے اس پر صرف چند چمکیلے نقاط ظاہر ہوتے ہیں +

رگڑنے اور جلا دینے سے معدنیات کی چمک شوخ ہو جاتی ہے +

(۷) روشنی Diaphaneity روشنی خدا نے اپنی صفت کاملہ سے بعض معدنیات میں ایسی خاصیت ڈالی ہے کہ روشنی کو خوب چمکاتے ہیں - اور خوب صاف و شفاف ہوتے ہیں - روشنی کے درجات ۶ ہیں +

(۱) شفاف - Transparent جس معدن میں سے روشنی کی کرنیں آر پار ہو جاویں - اور باوجود اُس معدن کے درمیان میں حائل ہونیکے - دوسری طرف کی اشیاء دکھ سکیں +

(۲) نیم شفاف Semi Transparent جس کے درمیان میں حائل ہونے سے دوسری طرف کی اشیار مدھم سی دکھلائی دیویں +

(۳) مصفا - جو معدن نرمل اور بے رنگ ہو +

(۴) براق Translucent جس معدن کے درمیان میں حائل ہونے سے دوسری طرف کی اشیار نظر نہ آسکیں - صرف اُس سے کچھ روشنی نمایاں ہو +

(۵) نیم براق - Semitranslucent جو معدن صرف کناروں پر ہی براقیت رکھتی ہو +

(۶) تاریک Opaque جس معدن میں سے کسی قسم کی روشنی پیدا نہو - یہ تاریکی دیگر خراب مادوں کی ملاوٹ یا آب وچمک کی کمی کے باعث ہوتی ہے - جو شے روشنی کو آنے دیتی ہے اُسے حد اوسط کہتے ہیں +

(۸) رنگ - Colour قدرت نے رنگہائے گوناگون و بوقلمون پیدا کر کے اشیار کو کیسا خوبصورت بنا دیا ہے - بعض معادن تو کئی رنگوں سے خوش رنگ ہوتے اور بعض بے رنگ یعنے پانی کی شکل کے مصفا - گو رنگ جواہرات کے کیمیائی اجزار کے باعث پیدا ہوتا ہے - لیکن پھر بھی یہ خارجی صفت میں شمار ہوتا ہے معدنیات میں مختلف مادوں کی ملاوٹ سے مختلف رنگ پیدا ہوتے ہیں - جیسے کہ سنگ یشم اور سنگ مرمر میں زرد اور سرخ رنگ آکسائیڈ یا پیرس آکسائیڈ آف آئرن کی ملاوٹ کے باعث ہوتے ہیں - معدنیات میں جو یہ رنگ دینے والے مادے ترکیب پاتے ہیں تو انکی طاقت روشنی کو مدھم کر دیتی ہے - جن سے یہ کچھ تاریک ہو جاتے ہیں - لیکن جو رنگ معدنیات میں اصلی و پیدائشی ہونے میں وہ ان کی روشنی پر ذرا اثر نہیں کرتے - یعنے جو رنگ کسی معدن کا پیدائشی رنگ ہے

وہ تو اسکی روشنی پر موثر نہیں ہوتا لیکن جو رنگ اتفاقیہ کسی رنگ دینے والے مادہ کے باعث پیدا ہوا اُس سے روشنی مدھم ہو جاتی ہے۔ رنگوں کے باعث معدنیات میں کئی طرح کے طبقے اور دھاریاں اور ڈورے پیدا ہوتے ہیں۔ کئی شفاف اشیاء کے اندرونی حصہ میں ہوا سے بھری ہوئی درزوں و شگافوں کے باعث منشوری رنگ نمایاں ہوتے ہیں۔ بڑے رنگ ۸ ہیں۔ یعنے سفید۔ سیاہ۔ سُرخ۔ سبز۔ نیلا۔ زرد۔ بھورا۔ اور خاکی۔ ان کے علاوہ کئی نیم رنگ۔ اور کئی رنگ ایسے ہیں جو دو رنگوں کی آمیزش سے پیدا ہوتے ہیں بعض جواہرات کا ایک رنگ تو خاص ہوتا ہے اور کئی اور نیم رنگوں کی جھلک پڑتی ہے۔ اگر کسی دھات کو پھیلا جاوے تو جو بُرادہ پیدا ہوگا اُس کا رنگ اس دھات سے مختلف ہوگا ؂

وزن مخصوص

(۹) وزن مخصوص۔ خالص و صلی جواہرات کو اُن کے ہم رنگ و ہم شکل نقلی جواہرات سے متمیز کرنیکے لئے ان کے وزن مخصوص یعنے وزن متناسبہ کا جاننا ضروری ہے۔ متقدمین کو بھی اسکا کچھ علم تھا اور چند صدیوں سے پیشتر ہندوستان میں بھی وزن متناسبہ کے دریافت کرنیکا طریق مروج تھا کسی دھات کا وزن جس سے اُسی مقدار کے مقطر پانی کے وزن سے متناسب کیا جاوے وزن مخصوص یا وزن متناسبہ کہلاتا ہے۔ چونکہ خاص خاص دھاتوں کا وزن متناسبہ خاص خاص ہوتا ہے اس لئے وہ اس خاصیت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے متمیز ہو سکتے ہیں۔

وزن متناسبہ کے دریافت کرنیکا سادہ طریق یہ ہے کہ جس معدن کا وزن متناسبہ دریافت کرنا مطلوب ہو اُسکا پہلے عام ترازو سے وزن دریافت کریں۔ اور پھر اسے ایک کُنڈے کیساتھ لٹکا کر اس کنڈے کو موم کے ذریعہ ایک ترازو کے عدل کے ساتھ چپکائیں اور دوسرے پلہ میں کنڈے اور موم کے ہموزن کنڈے

اور موم ڈالکر معدن والے پلے کو مقطر پانی سے بھرے ہوئے ایک پیالہ میں ڈال دیں اور دوسری طرف اسقدر وزنی باٹ ڈالیں کہ دونوں پلہ ہموار ہو جاویں یہ تو ظاہر ہے کہ معدن مذکور کا ہوا کی نسبت پانی میں تولے جانے سے وزن کم ہوگا کیونکہ پانی میں معدن والا پلہ ہونے سے اس کو پانی کا کچھ سہارا ہوتا ہے پہلے ہوا میں تولنے سے جو وزن دریافت ہوا تھا اُس میں سے اس وزن کو منہا کرو جو پانی میں دریافت ہوا۔ اور جو وزن ہوا میں دریافت ہوا اُسکو اس حاصل تفریق پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت وزن متناسبہ اس معدن کا ہوگا۔ مثلاً ایک پتھر کا وزن ہوا میں ۱۷ قیراط اور پانی میں ۱۲ قیراط ہوا۔ تو وزن متناسبہ اس پتھر کا = ۱۷ ÷ (۱۷-۱۲) = ۱۷ ÷ ۵ = ۳ر۴ +

وزن متناسبہ کے دریافت کرنے میں اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ جس پتھر کا وزن متناسبہ دریافت کرنا ہو وہ صاف اور آلودگی سے پاک ہو کوئی خارجی شے مثلاً مٹی۔ چربی وغیرہ اُسکے ساتھ آلودہ نہو۔ اس بات کا بھی دھیان کر لینا چاہیے کہ اس میں کوئی سوراخ یا چھید تو نہیں۔ اور جو ہوا پتھر میں منجذب ہو اُس کے دُور کرنے کیواسطے اس پتھر کو پانی سے دھونا چاہیے۔ اور اگر یہہ سوراخ دار ہو تو ترازو میں رکھنے سے پیشتر اس کو پانی میں چھوڑ دینا چاہیے تاکہ یہ جسقدر چاہے پانی جذب کرے۔ ٹھیک ٹھیک وزن متناسبہ کے دریافت کرنے کیواسطے اب ہیڈرومیٹر اور دیگر آلہ جات ایجاد ہوئے ہیں +

وزن متناسبہ کے دریافت کرنے میں احتیاط

(۱۰) **طاقت انعکاس** - یہ حالت معدنیات کی حالت عینی یا نظری میں داخل ہے۔ طاقت انعکاس سے وہ خاصیت مراد ہے جس سے تمام شفاف اشیاء اُس روشنی کی کرن کی راہ کو بدل دیتے ہیں جو اُن کی سطح پر گرتی ہے یعنے روشنی کی کرن کا عکس ڈالتے ہیں۔ اگر دیکھا جاتا ہے کہ جب شعاع کسی

طاقت انعکاس کی تعریف

شفاف شے کی سطح پر گرتی ہے تو وہ اُس کو ٹیک کر دوسری طرف گراتا ہے۔ آپا کو کرن کا معکوس ہونا کہتے ہیں۔ یہ طاقت دو طرح کی ہوتی ہے ایک طاقت انعکاس واحد۔ دوم ڈبل یعنے دو چند۔ جبکہ روشنی کی کوئی کرن کسی شفاف شے کی سطح پر گر کر اور طرف معکوس ہو۔ یعنے اپنے اصلی رستے کو بدل کر دوسری طرف پھر جائے تو اسے طاقت انعکاس واحد کہتے ہیں۔ اور جبکہ ایک شعاع روشنی کی کسی شفاف شے کی سطح پر پڑنے سے دو کرنیں معکوس ہوں تو اسے دو چند طاقت انعکاس کہینگے۔ یہ دو چند طاقت کالسپار Calspar کے تمام شفاف اقسام میں پائی جاتی ہے۔ اگر کسی کاغذ پر کھینچا ہوا ایک خط اس معدن کے ایک ٹکڑے میں سے دیکھا جائے تو دو خط نظر آوینگے۔ اور جب کالسپار کو پھیرینگے تو دونوں خط پھرتے نظر آوینگے۔ حتّٰی کہ دونوں ایک ہو جاوینگے اور کالسپار کو اور بھی زیادہ پھیرنے سے ایک خط دوسرے خط پر سے گذرتا ہوا نظر آویگا۔ اسکا باعث یہ ہے کہ روشنی کا ایک حصہ تو عام طور پر معکوس ہوتا ہے جیسے کہ آئینہ اور پانی میں۔ اور دوسری کرن جس کو انگریزی میں اکسٹرآرڈنری ری Estraordinary ray یعنے شعاع عجیب کہتے ہیں۔ برعکس طور پر معکوس ہوتی ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ جو معدنیات مکعب شکل کی نہوں اُن میں یہ خاصیت کم و بیش ضرور ہوتی ہے۔ معدنیات کے پہچاننے میں انکی طاقت انعکاس کے واحد یا دو چند کا علم ہونا نہایت مفید ہے۔ کئی معدنیات بظاہر ایک جیسی نظر آتی ہیں۔ صرف ان میں طاقت انعکاس کے ذریعہ شناخت ہوتی ہے۔ مثلاً پکھراج سرخ اور لعل رمانی بظاہر ایک جیسے دکھائی دیتے ہیں لیکن پکھراج سرخ کی طاقت انعکاس دو چند ہوتی ہے اور لعل رمانی کی واحد ٭

(۱۱) **طاقت برقی**۔ یہ وہ طاقت ہے جس سے کوئی شے کم وزن چیز کو

اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ طاقت رگڑنے ۔ ملنے ۔ گرمی پہنچانے یا دبانے سے
پیدا ہوتی ہے ۔ بعض معادن میں تو یہ خاصیت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اور بعض
میں ہوتی ہی نہیں ۔ اس کو طاقت کہربائی بھی کہتے ہیں ۔ اس طاقت کے
جاننے سے بھی جواہرات کی شناخت ہوتی ہے ۔ یعنے کئی جواہر میں تو یہ طاقت
بہت دیر تک رہتی ہے اور بعض میں بہت تھوڑے عرصہ تک ۔ بعض میں گرمی پہنچانے
سے یہ طاقت پیدا ہوتی ہے اور بعض جواہر میں صرف ملنے یا دبانے سے ۔ اور اسی
بات کے امتحان سے جواہر ایک دوسرے سے متمیز ہو سکتے ہیں ۔ جواہرات کی اس
خاصیت کے دریافت کرنے کیواسطے کئی آلہ جات مستعمل ہیں شلاً آلہ برقی وغیرہ ۔
طاقت برقی دو طرح کی ہوتی ہے ایک مثبت جسکو انگریزی میں پازیٹو Positive
کہتے ہیں اور دوسری منفی جو انگریزی میں نیگیٹو Negative کہلاتی ہے
مثبت طاقت برقی ہے وہ طاقت ہے جس سے کوئی شے دوسری شے کو اپنی
طرف کھینچے ۔ اور منفی جس سے وہ اسکو اپنے سے دُور پھینک دیوے +

(۱۲) طاقت فاسفورسینس Phosphorescence بعض معدنیات
میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ خاص خاص حالت میں جلنے کے بغیر روشنی ظاہر
کرتے ہیں ۔ چنانچہ بعض معادن کو جب کچھ عرصہ تک شعاع آفتاب میں رکھکر
اندھیری جگہ میں لیجاویں تو وہاں وہ منور اور روشن دکھلائی دیوینگے ۔ چنانچہ الماس
میں یہ خاصیت اعلیٰ درجہ کی ہے ۔ بعض معدنیات جو دھوپ میں رکھنے سے یہ
طاقت حاصل کرتے ہیں ۔ گرمی پہنچانے سے بھی یہ روشنی ظاہر کرتے ہیں ۔ جیسے
پکھراج کی بعض اقسام ۔ بعض میں طاقت برقی ۔ اور بعض میں رگڑنے ۔ ملنے
وغیرہ سے یہ خاصیت پیدا ہوتی ہے +

طاقت فاسفورسینس

(۱۳) مرکبات کیمیائی Chemical Compositions جسطرح

مرکبات کیمیائی

علم کیمیا کے محققوں نے تجربہ کرتے کرتے نباتاتی اشیاء کی ماہیت معلوم کی ہے اسیطرح معدنیات کی خاصیتوں کی نسبت تجربے اور آزمائشیں کرکے دریافت کرلیا ہے کہ انہیں کون کون مادے شامل ہیں اور کل اشیاء کو اپنے تجربہ کی کھسوٹی پر لگا کر معلوم کیا ہے کہ جملہ معدنیات جو اُن کے تجربہ میں آئی ہیں دو قسموں پر منقسم ہیں:۔ اول اجسام مفردہ یعنے عناصر حقیقی۔ یعنے وہ اشیاء جنمیں سے کوئی غیر شے نکل نہیں سکتی۔ دوم اجسام مرکبہ۔ یعنے وہ اشیاء جنمیں سے دو یا زیادہ مختلف چیزیں نکل سکتی ہیں۔ اہل کیمیا نے اپنے گرد و پیش کی چیزوں پر تجربہ کرتے کرتے یہ دریافت کیا ہے کہ ہر شے جو سطح زمین پر یا زمین کے اوپر یا نیچے موجود ہے۔ ۶۳۔ اجسام مفردہ یا عناصر میں سے ایک یا زیادہ عناصر سے بنی ہوئی ہے۔ ان مفرد اشیاء میں سے بعض تو بشکل گاس پائی جاتی ہیں۔ جیسے آکسیجن اور بعض بشکل سیال جیسے پارا۔ اور اکثر سخت جیسے گندھک۔ لوہا وغیرہ۔ سہولت کے لئے سب عناصر دو قسموں میں منقسم کئے جاتے ہیں۔ اول وہ جو دھات ہیں۔ مثلاً لوہا۔ تانبا۔ سونا۔ چاندی وغیرہ۔ دوم جو دھات نہیں ہیں جیسے آکسیجن۔ کاربن۔ گندھک۔ پہلے غیر دھاتی عناصر میں سے چند ایسے عناصر کا حال لکھا جاتا ہے جو جواہرات کے کیمیائی اجزاء میں سے ہیں +

(۱) **آکسیجن گاس** Oxygen یہ ایک ایسی گاس ہے جسکا کچھ رنگ شکل نہیں ہوتا ہے اور غیر مرئی ہے یعنے کبھی نظر نہیں آسکتی۔ اس گاس کا عام کرۂ ہوا میں باعتبار حجم یہ اندازہ ہے کہ ایک حصہ تو یہ گاس ہے اور چار حصہ نیٹروجن Nitrogen ہوا ان دونوں گاسوں سے مرکب ہے۔ مگر انکی آمیزش آزادانہ ہے یعنے یہ آپس میں ایسے خلط ملط نہیں کہ علیحدہ نہو سکیں۔ آکسیجن ایک عنصر کے سوا ہر عنصر کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے اور اس آمیزش سے جو شے

پیدا ہوتی ہے اسکو اُس شے کا آکسڈ کہتے ہیں اور یہ آکسڈ اُس اصلی شے سے بھاری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُس شے کے علاوہ اسمیں آکسیجن بھی شامل ہوتی ہے۔ مثلاً لوہے کیساتھ آکسیجن کے کیمیائی اتحاد سے لوہے کا آکسڈ بنیگا جسکو زنگ بھی کہتے ہیں اور یہ آکسڈ لوہے سے بھاری ہوگا۔ علاوہ بریں آکسیجن کے دیگر مفرد اجسام کیساتھ اتحاد ہونے سے جو مرکبات بنتے ہیں۔ اُنمیں سے تیزاب یعنے ایسڈ اور بیس دو بہت بڑی قسمیں ہیں۔ جب آکسیجن کا غیر دھاتی مفردات سے اتحاد ہوتا ہے تو ایسڈ پیدا ہوتا ہے اور جب کسی دھات کیساتھ آمیزش ہوتی ہے تو مرکب پیدا ہوتا ہے اُسے بیس کہتے ہیں۔ آکسیجن قریباً تمام جواہر میں مرکب ہے ؛

(۲) **ہیڈروجن** Hydrogen یہ بھی ایک بے رنگ۔ بے ذائقہ اور غیر مرئی گاس ہے۔ یہ ہوا میں آزادانہ ملی ہوئی نہیں ہے۔ بلکہ آکسیجن کیساتھ ملکر پانی پیدا کرتی ہے۔ یہ گاس سب چیزوں سے ہلکی ہے یہانتک کہ ہوا بھی اس سے ساڑھے چودہ گُنے بھاری ہے۔ یہ عنصر کہربا میں مرکب ہے ؛

(۳) **کاربن** Carbon یہ ایک غیر سیال عنصر ہے۔ کوئلہ خواہ کچا ہو خواہ پکّا خالص کاربن ہوتا ہے۔ قریباً دنیا کی کل اشیا میں کاربن موجود ہوتی ہے خواہ حیوانات ہوں خواہ نباتات دیکھو کوئلہ جو کاربن ہے اکثر لکڑی کا ہوتا ہے۔ جب کوئی گوشت کا پارچہ جلاتے ہیں تو وہ بھی کوئلہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سب اشیا میں یہ عنصر شامل ہے۔ یہ عنصر الماس و کہربا میں مرکب ہے ؛

(۴) **گریفائیٹ** Graphite یعنے سنگ سرمہ ایک قسم کاربن ہے جسمیں ۹۵ سے ۱۰۰ حصہ تک کاربن ہوتا ہے۔ بعض قلمیں بندھی ہوئی ہوتی ہیں اور بعض اموررفس یعنے غیر قلمی۔ اسکا رنگ آہنی سیاہ۔ بھورا سا ہوتا ہے۔ اس سے کاغذ پر چمکیلے سیاہ خط کھینچے جا سکتے ہیں۔ اسمیں تھوڑا لوہا اور پھٹکری بھی ہوتا ہے

ہیڈروجن

کاربن

گریفائیٹ

یہ پنسلوں کے بنانے میں مستعمل ہوتا ہے ؛

(۵) **کاربونک ایسڈ گاس** Carbonicacid یہ ایک ایسی گاس ہے جو کاربن اور آکسیجن کے کیمیائی اتحاد سے پیدا ہوتی ہے۔ اسکا کچھ رنگ نہیں ہوتا اور یہ نظر بھی نہیں آتی۔ مگر اسکی نسبت اتنی بات معلوم ہے کہ یہ چونے کے پانی کا رنگ دودھیا کر دیتی ہے اور جلتی ہوئی بتی اس سے گل ہو جاتی ہے۔ اسکو کاربن ڈیوکسیڈ Carbon d'oxide اور عربی میں فحمی حامض بھی کہتے ہیں ؛

یہ عنصر پیلے کائیٹ جواہر میں مرکب ہے ؛

(۶) **گندھک**۔ یہ زرد رنگ کی ایک سخت شے ہے۔ اسکی بو تیز ہوتی ہے جب یہ جلتی ہے تو ہوا کے آکسیجن کے ساتھ ملنے سے سلفر آکسیڈ Sulphur oxide یعنے آکسیڈ گندھک پیدا ہوتا ہے۔ یہ آکسیڈ ایک بیرنگ گاس ہے۔ جب گندھک آکسیجن اور ہیڈروجن کیساتھ ملتی ہے تو اس سے سلفرس ایسڈ یعنے تیزاب گندھک بنجاتا ہے۔ گندھک کا تیزاب جب جس دھاتوں کے ساتھ ملتا ہے تو اس مرکب کو سلفٹ کہتے ہیں۔ مثلاً سوڈیم سلفیٹ Sodium Sulphate جسکو کھاری نمک کہتے ہیں۔ کاپر سلفٹ Copper sulphate (تانبے کا سلفٹ) اسکو نیلا تھوتھا کہتے ہیں علے ہذا۔ تیزاب گندھک حجر القمر میں اور گندھک لاجورد میں مرکب ہوتی ہے

(۷) **فاسفرس** Phosphorous ایک عنصر ہے کہ جہان میں علیحدہ کہیں نہیں ملتا۔ حیوانات کی ہڈیوں میں کال سیم Calcuim دھات اور آکسیجن کیساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو کال سیم فاسفیٹ Calcuim phosphate کہتے ہیں۔ جب ہڈی جلتی ہے تو ایک سفید سیس جیسا ڈلا باقی رہجاتا ہے جسکو ہڈی کی راکھ کہنا چاہئے۔ اسمیں سے فاسفرس نکلتی ہے۔ فاسفرس تھوڑی سی آنچ سے بھی بھڑک اٹھتی ہے۔ جب آکسیجن سے ملتی ہے تو فاسفرس

ایسڈ Phospherous acid پیدا ہوتا ہے۔ یہ فاسفرس ایسڈ کسی بیس کے ساتھ کیمیائی اتحاد سے جو نمک پیدا کرتا ہے اُسکو فاسفیٹ Phosphate کہتے ہیں۔ جیسے فاسفیٹ لائیم Phosphate of Lime. یعنے چونے کا فاسفیٹ۔ فاسفرس ایسڈ اور چونے کے اتحاد سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح پھٹکری اور فاسفرس ایسڈ کے اتحاد سے فاسفیٹ ایلومینا Phosphate of alumnia پیدا ہوتا ہے۔ فاسفرس فیروزہ میں مرکب ہے ؀

سلی کان

(۸) **سلی کان**۔ یہ بھی فاسفرس کی طرح ایسا عنصر ہے کہ دنیا میں کہیں علیحدہ نہیں ملتا۔ مگر ہاں آکسیجن کے ساتھ ملا ہوا بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس مرکب کو سلیکا Silica یا سلی کان آکسائڈ Silcon oxide کہتے ہیں جو کہ ایک قسم کا سنگ کوارٹز یا سنگ بلور ہے۔ جب یہ عنصر غیر دھاتوں کے ساتھ شامل ہوتا ہے تو اسکے مرکبات کو سلی کٹ Silicat کہتے ہیں۔ چکنی مٹی بھی ایک سلیکٹ ہے۔ خالص سلیکان سیاہ بلور جیسے ایک چیز ہوتی ہے۔ اور یہ اسطرح حاصل ہوتا ہے کہ سلیکا میں سے آکسیجن نکال دیتے ہیں۔ پھر نرا سلی کان باقی رہجاتا ہے۔ اسے رَل بھی کہتے ہیں۔ یہ مادہ جواہر میں شامل ہے۔ سلیکا۔ زمرد۔ پکھراج۔ گومیدک۔ پارس بھدر۔ زبرجد۔ سپائنیل۔ کارنگ۔ کرنج۔ پائیروپ۔ پلک۔ عقیق و دیگر جواہر از قسم عقیق۔ کالسڈونی۔ رودراکھ۔ سنگ یشم اوپل۔ سنگ ستارہ۔ امیتھسٹ۔ بیسکم۔ ترمری۔ سنگ سم۔ پیری ڈٹ۔ لیبری ڈور۔ لاجورد۔ بلور ؀

فلورن

(۹) **فلورن** Flourine یہ ایک زرد رنگ گاس ہے اور دنیا میں کہیں علیحدہ پایا نہیں جاتا۔ ہاں کئی اشیاء کے ساتھ ملا ہوا ضرور پایا جاتا ہے اسکے علیحدہ نہ ملنے کا باعث یہ ہے کہ یہ ایسا تیز ہوتا ہے کہ جس برتن میں اسے تحلیل کرنے کے لئے ڈالیں وہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ ہیڈروجن کے ساتھ ملکر ہیڈرو فلورک ایسڈ

Hydro- flouric acid جسے فلورک ایسڈ یعنے تیزاب فلورن بھی کہتے ہیں پیدا کرتا ہے۔ اسکا آکسیجن سے میل نہیں ہے۔ فلورن۔ کھمراج وتیرمری میں مرکب ہے +

(۹) بورن Boron خالص بورن ایک تاریک۔ بھورے۔ زیتونی رنگ کا سفوف ہے اور بمشکل گھلتا ہے۔ جب اسکو ۶۰۰ درجہ تک گرمی پہنچاتے ہیں تو یہ جلتا ہے اور آکسیجن گاس کے ساتھ ملکر بوریک ایسڈ Boraicic acid پیدا کرتا ہے۔ تبت کی منصلہ جھیلوں میں یہ ایسڈ سوڈا کے ساتھ ملکر سوہاگہ بنجاتا ہے۔ اس لئے بورکیک ایسڈ کو تیزاب سوہاگہ بھی کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہوم برگ صاحب Homberg نے ۱۷۰۲ء میں سوہاگہ سے بورن پیدا کی۔ اور بعدہ ۱۸۰۵ء میں بوریک ایسڈ کو تحلیل کرکے بورن اور آکسیجن کو علیحدہ علیحدہ کرنیکا طریق ایجاد کیا۔

اب اُن عناصر میں سے جو دھات ہیں چند ایسے عناصر کا بیان کیا جاتا ہے جو جواہرات کے اجزائے کیمیائی میں سے ہیں۔ نیز انکے آکسیڈوں کا ذکر بھی شامل ہے +

(۱) لوہا۔ یہ ایک عام دھات ہے جسے ہر شخص جانتا ہے۔ حسب بیان مندرجہ بالا جب یہ آکسیجن میں جلایا جاتا ہے تو آکسیڈ آف آئرن Oxide of iron یعنی آکسیڈ لوہا جسے زنگ بھی کہتے ہیں پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی خوب چمکدار لوہے کے اوزار کو ہوا یا میل میں رکھو گے تو بھی زنگ پیدا ہوگا۔ سلفیٹ آف آئرن Sulphate of iron یعنے ہیراکسیس لوہے اور تیزاب گندک سے پیدا ہوتا ہے۔ آکسیڈ آہن نیلم زمرد۔ گومیدک اسپینا۔ پلک۔ پاری بھدر۔ سیائیل۔ کرنج۔ پائی روپ۔ پلک۔ فیروزہ۔ عقیق۔ روود اکھ سنگ شیم (لوہا) لاجورد (لوہا) اتھمسٹ۔ حجر الدم۔ ترمری۔ بسنگ سم پیری ڈٹ۔ لائیبر یڈ ور میں مرکب ہے +

(۲) الومی نیم Alumenium یہ بھی ایک دھات ہے جو کہ ایک بہت عمدہ

سفید سفوف ہوتا ہے۔ یہ کئی ایک قسم کی مٹیوں میں سے پیدا ہوتا ہے۔ کسی شخص کو گمان نہوگا کہ مٹی میں سے ایک سفید اور چمکدار چاندی کی مانند دھات نکل سکتی ہے لیکن یہ ایک واقعی امر ہے اور اہل کیمیا مٹی میں سے یہ دھات نکال سکتے ہیں۔ مگر دقت یہ ہے کہ مٹی میں سے آکسیجن کا علیحدہ کرنا بہت دشوار ہے اور اسکے بغیر یہ دھات پیدا نہیں ہوسکتی۔ جب اس دہات کو کھلی جگہ میں تپاتے ہیں تو وہ جل کر مٹی ہوجاتی ہے یعنے آکسیجن کے ساتھ ملکر الیومی نیم کا آکسیڈ بنجاتی ہے جسے الیومینیا alumina کہتے ہیں۔ ایلم alum یعنے پھٹکری کی سفید سفید ڈلیوں میں یہ دہات موجود ہے۔ اس کو عربی میں شبًا کہتے ہیں۔ الیومینا۔ یاقوت۔ نیلم۔ زمرد۔ پکھراج۔ لہسینا۔ پاری بھدر۔ سپائنل۔ کارنڈم۔ کرنج۔ کارکنیک۔ پائیروپ۔ شکھری۔ پلک۔ فیروزہ کالسڈونی۔ رودراکھ۔ سنگ ستارہ۔ ترمری۔ سنگ سم۔ پیری ڈٹ۔ لیبری ڈور اور لاجورد میں مرکب ہے ؂

(۳) میگنشیم Magnesia مغنشیہ۔ یہ ایک ملائم اور چاندی جیسی سفید دہات ہوتی ہے اسکو کوٹ کر لمبے لمبے تار یا چوڑے چوڑے پترے بنا سکتے ہیں۔ اگر اس دھات کا ایک چھ سات انچ کا پترا لیکر اسکا سرا آگ کی لو پر رکھو تو وہ جلنے لگیگا اور اسکی روشنی ایسی تیز ہوگی کہ اس پر آنکھ نہیں ٹھیر سکیگی اور جوں جوں وہ جلتا جاویگا۔ سفید سفید خاک زمین پر گرتی جاویگی۔ یہ اس دھات کا آکسڈ ہے جسے میگنیشیا یا مغنشیہ کہتے ہیں۔ تیزاب گندھک اور میگنیشیا کا مرکب میگ نے شیم سلفٹ Magnesium sulphate ہوتا ہے میگنیشیا۔ زمرد۔ مرجان۔ سپائنل۔ کارنڈم۔ پائی روپ۔ سنگ ہست۔ ترمری۔ پلک۔ رودراکھ۔ سنگ سم اور پیری ڈٹ میں مرکب ہے ؂

(۴) سوڈیم وسوڈا۔ Sodium & soda سوڈیم ایسی دھات

میگنیشیم

سوڈیم و سوڈا

ہے کہ اگر اسے ہوا میں کھلا رکھو تو آکسیجن کو جذب کرکے آکسنڈ بنجاتی ہے جسکو سوڈا یا عربی میں ربیہ کہتے ہیں۔ سوڈا ایک سفید رنگ سفوف ہے جو بطور دوائی مستعمل ہوتا ہے۔ سوڈیم دھات طبعی حالت میں کبھی نہیں ملتی۔ ہاں سوڈے میں سے آکسیجن کو علیحدہ کرکے خالص سوڈیم نکال لیتے ہیں۔ اگر اس سوڈیم کی ایک ذراسی ڈلی کو چمچہ میں رکھکر آگ کی لو پر گرم کروگے تو وہ پگھل جاویگی۔ اور پھر جل کر ایک زرد رنگ کا تیز شعلہ پیدا کریگی اور اس میں سے سفید دھواں نکلیگا۔ یہی سوڈیم کا آکسنڈ یعنے سوڈا ہے۔ یہ زمرد۔ ترمری۔ لابیری ڈور۔ لاجوردمیں مرکب ہے +

(۵) **پوٹاش۔** Potash جسے فارسی میں تنخار کہتے ہیں۔ پوٹاسیم Potassuim دھات کا آکسنڈ ہے جسے القلی پوٹاش alxline potsh یا جوالکھار بھی کہتے ہیں۔ اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لفظ پاٹ Pot کے معنے تو انگریزی میں ہانڈی کے ہیں اور آش ash کے معنے راکھ۔ اگر پوٹاسیم کی ایک ننھی سی ڈلی لیکر پانی پر ڈالوگے تو وہ پانی کے آکسیجن کیساتھ ایسی زور سے شامل ہوگی کہ اس کے ہیڈروجن میں فوراً آگ لگ اُٹھے گی اور اُس سے یہ پوٹاش پیدا ہوگا۔ القلی کھار کو کہتے ہیں۔ اسکے اصلی لفظی معنے بھوننا ہیں۔ یہ ...... میں مرکب ہے +

(۶) **گلوسینا** Glucinum گلوسینم دھات کے آکسنڈ کو گلوسینا کہتے ہیں۔ الیومینا اور گلوسینا میں بہت مشابہت ہے۔ یہ کاربونیٹ آف الیومینا میں Carbonate of alumina حل ہوسکتا ہے۔ اس کے نمکوں کا ذائقہ شیریں ہوتا ہے۔ یہ زمرد۔ اسپینا۔ بادی بھدر اور کارکیتک میں مرکب ہے +

(۷) **کروم** Chromium کرومیم دھات اور آکسیجن کے کیمیائی اتحاد سے آکسنڈ کرومیم Chromium oxide یعنے کروم پیدا ہوتا ہے۔ یہ دھات بڑی سخت اور نازک ہے اور بمشکل پگھلتی ہے اور لوہے سے بہت ملتی ہے۔ یہ

زمرد۔ زبرجد۔ یاقوت روپ اور سنگ سم میں مرکب ہے +

(۸) نکل Nickel یہ دھات بھی لوہے کیطرح بمشکل پگھلتی ہے اسکا رنگ سفید سا ہوتا ہے۔ اسمیں طاقت مقناطیسی اسقدر ہوتی ہے کہ اکثر کمپاس کی سوئی اسی کی بنائی جاتی ہے۔ یہ دھات جرمنی کی چاندی میں مرکب ہوتی ہے اور آکسیجن کے ساتھ ملنے سے آکسیڈ نکل بنتا ہے۔ آکسیڈ نکل سنگ ستارہ وپیری ڈوٹ میں مرکب ہے +

(۹) مین گنیس Manganese یہ ایک سیاہی مائل سفید دہات ہے اور بڑی سخت ہوتی ہے اور تیز حرارت سے بھی بمشکل پگھلتی ہے۔ یہ جلد ٹوٹ سکتی ہے۔ آکسیجن کے ساتھ کیمیائی اتحاد سے جو مین گے نیس کا آکسڈ پیدا ہوتا ہے۔ وہ کیا ہی سبز رنگ ہوتا ہے۔ اگر اس آکسڈ کو کوئلے سے گرمی پہنچاویں تو خالص مین گے نیس پیدا ہوتی ہے۔ آکسیڈ میگنی نیز یاسپر روپ میں مرکب ہے +

(۱۰) جست Zinc یہ مشہور سفید سی دہات ہے۔ اسکی کچی دہات کو زنک سلفیڈ Zinc sulphate کہتے ہیں۔ اگر جست کے باریک چھلن کو کھلی جگہ میں خوب گرم کروگے تو وہ جل اٹھے گی۔ اور جست کا آکسڈ پیدا ہوگا جو سفید سا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ میگ نے شیم کے مشابہ ہے +

(۱۱) چونا Lime یہ ایک عام مشہور عنصر ہے اور سفیدی کرنیکے کام آتا ہے۔ یہ جب کاربونک ایسڈ کے ساتھ ملتا ہے تو کاربونیٹ آف لائیم Carbonate of Lime پیدا ہوتا ہے جسے لایم سٹون Lime stone یا چونا خام بھی کہتے ہیں۔ اس پر پانی ڈالکر کاربونک ایسڈ علیحدہ کرلیویں تو پیچھے خالص چونا رہجاتا ہے۔ چونا۔ یاقوت۔ نیلم۔ زمرد۔ سپائینل۔ یاقوت روپ۔ سنگ ستارہ۔ ترمری۔ حجر القمر۔ سنگ سم اور لیبری ڈوری میں مرکب ہے +

(۱۲) زرقونیا۔ Zirconium یہ ایک سفید شی جیسے دھات کا آکسیڈ ہوتا ہے جیسے زرقونیم (Zirconium) کہتے ہیں۔ یہ دھات سخت اور بودار ہوتی ہے اور اسکا ذائقہ بھی ہوتا ہے یہ گوسبدک میں مرکب ہے ؛

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جواہرات و معدنیات جیسے کڑی اور سخت اشیاء کے کیمیائی اجزا کس طرح دریافت ہو سکتے ہیں لیکن علم و عقل کے آگے کوئی بات خواہ کیسی دقیق ہو مشکل نہیں رہتی۔ علم کیمیا کے محققین نے سیکڑوں برس جان کھوتے اور تجربات کرتے ان مشکل باتوں کی تحقیق کی ہے۔ ہم کو جس امر کی ماہیت دریافت کرنی ہو اس کے لئے تجربہ اور عقل سے کام لینا چاہئے۔ مثلاً ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ سنگ مرمر میں کیا کیا چیزیں مرکب ہیں؟ آؤ اس کا حال نیچر سے دریافت کریں یعنے تجربہ کریں۔ (تجربہ[1]) سنگ مرمر کے چند ٹکڑے لو اور ان کو ایک ایسی بوتل میں ڈال دو جس کی ڈاٹ کے اندر ایک تو خمدار نلی داخل ہو اور ایک نلی ہو جو کیف کا کام دیوے۔ پھر بوتل میں تھوڑا سا پانی ڈالو۔ اور اس میں تھوڑا سا ہیڈروکلورک ایسڈ[2] (Hydrochloric acid) ملادو۔ اس کے بعد تمکو بوتل میں سنگ مرمر کی ڈلیوں کے پاس بلبلے پیدا ہوتے نظر آئینگے اور خمدار نلی کا دوسرا سرا جو ایک ظرف کے اندر پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ اسمیں بھی گاس کے بلبلے دکھائی دینگے۔ اب اس پانی کے ظرف کی جگہ خالی بوتل رکھدو اور سنگ مرمر کی بوتل میں جو گاس پیدا ہوتی ہے خمدار نلی کی راہ اس خالی بوتل میں آنے دو۔ چند لمحے کے بعد ایک شمع روشن کرکے اس بوتل میں اتارو۔ وہ فوراً گل ہو جائیگی پھر اسی بوتل میں تھوڑا سا چونے کا پانی ڈالو اسکا رنگ مٹ دھیا ہو جاویگا۔ اسکے

[1] دیکھو تجربہ ۹۰ رسالہ علم کیمیا مصنفہ پروفیسر راسکو صاحب ؛
[2] یہ ایک تیزاب ہے جو ہیڈروجن اور کلورین کے کیمیائی قاعدہ پر باہم آمیز ہونے سے پیدا ہوتا ہے کلورین ایک سبزی مائل زرد گاس ہے جو نمک سے پیدا ہوتا ہے ؛

بعد ایک اور بوتل کے اندر جسمیں صرف ہوا بھری ہوئی ہے جلتی ہوئی بتی رکھو اور
دوسری بوتل میں سے اس روشن بتی پر گاس اس طرح ڈالو جس طرح پانی انڈیلتے
ہیں۔ اس گاس کے ڈالتے ہی بتی گل ہو جائیگی۔ اب بتاؤ یہ گاس جو سنگ مرمر سے
حاصل ہوتے ہیں کونسی گاس ہے۔ یہ بیشک کاربونک ایسڈ گاس ہے۔ کیونکہ اس
سے بتی گل ہوگئی اور چونے کے صاف پانی کا رنگ دودھیا پڑ گیا۔ اور یہ ہوا سے
اسقدر بھاری ہے کہ اس کو پانی کی طرح ایک برتن سے دوسرے برتن میں انڈیل
سکتے ہیں۔ یہ کاربونک ایسڈ گاس سنگ مرمر میں ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور جب
سنگ مرمر میں ایک تیزاب ملاتے ہیں تو یہ کاربونک ایسڈ گاس اس سے علیحدہ
ہو جاتی ہے۔ یہ تو ہو چکا۔ اب یہ دیکھو کہ سنگ مرمر میں کاربونک ایسڈ کے علاوہ
اور کیا شے ہے؟ اس امر کے دریافت کرنے کیلئے سنگ مرمر کا ایک ٹکڑا آگ میں
رکھو اور اسکو آہستہ آہستہ گرم ہونے دو۔ تھوڑی دیر بعد اسکو نکال کر دیکھو گے تو
معلوم ہوگا کہ وہ جلنے سے بدل گیا ہے اور اگر اب اس پر وہی تیزاب ڈالوگے تو
بلبلے نہیں اٹھینگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آگ میں جل کر سنگ مرمر کے ٹکڑے کی
کاربونک ایسڈ گاس اس میں سے جاتی رہی ہے۔ لیکن اگر اس پر پانی چھڑکوگے تو وہ
ٹکڑا جو سخت پتھر تھا گھل کر بکھر جائیگا۔ اور اسقدر گرم ہو جاویگا کہ جو پانی اس پر ڈالا
تھا وہ کھولنے لگیگا۔ پس اس سنگ مرمر کے ٹکڑے کو پانی میں ڈالنے اور اسکو گرم
کرنے سے یہ ہوا کہ اس کی کاربونک ایسڈ گاس تو اس میں سے جاتی رہی اور بہت
عمدہ چونا بن گیا۔ پس اس تجربہ سے یہ دریافت ہوا کہ سنگ مرمر چونے اور کاربونک
ایسڈ کا کیمیائی مرکب ہے۔ اسی طرح ہر ایک جواہر کے اجزا کو اہل کیمیا نے تجربات
اور کیمیائی عملوں سے دریافت کیا ہے۔ لیکن یہ کیمیائی عمل و تجربات ایسے دقیق
ہیں کہ ہر ایک جواہر کا تجزیہ کیمیائی اجزا کے دریافت کے لئے بجز محققین علم کیمیا

دوسرے کی سمجھ میں آنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ ہم کو اہل کیمیا کے تجربوں سے
نتائج کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ جواہرات کے اجزا کو تحلیل کرنے کیواسطے دو طریق مروج ہیں
ایک خشک دوسرا تر۔ خشک طریق تو یہ ہے کہ جواہرات کو دھونکنی کے ذریعہ آگ
دیجاوے۔ (دھونکنی وہ آلہ ہے۔ جس سے پھونک مارکر آگ سلگاتے ہیں) اور تر
عمل یہ ہے کہ ان کو پانی میں یا کسی تیزاب کے ذریعہ تحلیل کیا جاوے۔ چنانچہ انکے
تحلیل کرنے کیواسطے کئی طرح کے تیزاب۔ القلین اور دیگر کھاریں مستعمل ہوتی ہیں
کئی جواہر ایسے مضبوط ہوتے ہیں۔ کہ ان پر کوئی تیزاب یا القلی اثر نہیں کر سکتے
اس لئے ان کے اجزاء دریافت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ذیل میں ایک فہرست دی
جاتی ہے جس میں ہر ایک جواہر کی ہیئت وغیرہ خواص درج ہیں ؂

ماہیت

طاقت برقی		مرکبات کیمیائی	قابلیت گداخت	کیفیت
گھسنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے اور نیم گھنٹہ تک رہتی ہے نن کنڈکٹر آف الیکٹریسٹی	۸.۳۲ ر.	خالص کاربن	ناگداخت تیز آنچ سے اُڑ جاتا ہے	اسکی تین اقسام ہیں بورٹ کاربونیٹ. اور لونسڈیلائٹ کے قریب یہی خواص ہیں۔ کاربونیٹ تاریک ہے۔
گھسنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے اور چند گھنٹہ تک رہتی ہے	۰.۲۶ ر	الومینا ۵ر۹۸ - آکسیڈ آہن احمد چونا ۵ ر	گرمی پہنچانے سے اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا	نیلم کی بھی یہی ماہیت ہے۔ یہ نیلم زمرد وغیرہ وک ہیں سے ہے رنگ عموماً نیلا
ایضاً	۰.۲۶ ر	سلیکا - الومینا کلسیا ۵ر ۵ [illegible] چونا - آکسیڈ آہن - آکسیجن ۵ر ۱ او سوڈا مغنیشیا رنگ بلحاظ مادہ کرومیم	دھونکنی کے آگے رد رنگ ہو کر گھل جاتا ہے	زبرجد اور کوامراتن کی بھی یہی ماہیت ہے۔
گرمی پہنچانے اور گھسنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے	۰.۲۵ ر	الومینا - سلیکا - ۳۵ر۱۰ ۳۴ر۱۰ فلورائیں ۱۹ر۷	ناگداخت ۔ سہاگہ کے ساتھ گرمی پہنچانے سے پارہ پارہ ہو جاتا ہے	
		کاربونیٹ آف لائیم مادہ آرگنک	قابل گداخت	رنگین مروارید کا رنگ طلائی مادہ کے باعث ہوتا ہے۔
گھسنے سے طاقت برقی پیدا کرتا ہے	۰.۳۳ ر	الومینا ۸۰ - گلوسینا ۲۰ رنگ کرومیم آکسیڈ آہن کے باعث	ناگداخت ۔ کسی تیزاب کا اس پر اثر نہیں ہوتا	اس میں ایک خط ہوتا ہے۔
ایضاً	۰.۴۴ ر	از قونیا سلیکا [illegible] ۶۶ر ۳۳ر ۱ر	سہاگہ کی مدد سے [illegible] ہے ۔ اور کوئی تیزاب	[illegible] کی بھی یہی ماہیت ہے

[illegible]	[illegible]	صلابت — درجۂ صلابت	صلابت — اندازہ صلابت	[illegible]	رنگ	[illegible]	وزن مخصوص	[illegible]
رووراکم	ایضاً	۷	ایضاً	بلوریں	بھورا زرد سفید خون کشش نخی مائل	نیم شفاف	۲٫۶۵	دوچند ۱٫۵۴۹
سنگ یشم	ایضاً	۷	ایضاً	ایضاً	سبز سرخ۔ زرد۔ بھورا۔ نیلا	شفاف	۲٫۶۵	ایضاً
[illegible]	۔	۷	شیشہ کو چھیلتا ہے	ایضاً	سیاہی مائل	شفاف	۲٫۶۵	ایضاً
سنگ ستارہ	مانند عقیق	۷	ایضاً	ایضاً	سبز نیلا سرخ سنہری داغ	ایضاً	۲٫۶۵	ایضاً
اوپل	ویسی	۵٫۵ سے ۶	شیشہ کو تھوڑا سا چھیلتا ہے	بلوریں و روغنی	دودھیا سیاہ	شفاف و نیم شفاف	۲ سے ۲٫۳	ایضاً
[illegible]	مانند عقیق	۷	شیشے کو چھیلتا ہے	بلوریں	ارغوانی۔ نافرمانی نیلا	شفاف	۲٫۶۵	ایضاً
حجرالدم	ایضاً	۶٫۵	ایضاً	ایضاً [illegible]	گہرا فولادی۔ خون سرخ سرخ بھورا۔ سفید۔ سبز دودھیا	تاریک	۲٫۶۵	ایضاً
کہربا	۔	۲ سے ۲٫۵	۔	بلوریں	زرد۔ سفید۔ بھورا۔ سبز۔ سیاہ۔ نارنجی۔ زیتون سا سرخ	شفاف و براق	۱٫۰۷	۔
[illegible]	۔	۶ سے ۷	۔	ایضاً	سفید۔ ملائی سا سفید۔ دودھیا۔ سبز۔ نیلا	براق	۳٫۹	

نام جواہر	ہیئت	صلابت: صفات صلابت	صلابت: اندازہ صلابت	چمک	رنگ	شفافیت	وزن مخصوص	علامات انعکاس
پیریڈیٹ	شبہ معین	۶ر۵	۰	بلورین	زردی مائل سبز زیتونی۔	شفاف براق	۳ر۴ سے ۳ر۴۴	دوچند ۱ر۶۶
لیبری ڈور	مثلث	۰	۰	بلورین مرواریدی	بھورا سبز	براق	۰	۰
بلور	مسدس	۷	۰	بلورین روغنی	سفید	شفاف اشفاف	۲ر۵ سے ۲ر۸	دوچند

طاقت برقی		مرکبات کیمیائی	[illegible]	کیفیت
رگڑنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے	۰٫۳۴	مغنشہ ۱۳ر۔ ۵ سلیکا ۳۹ر۷۳ - پیروکوک ٹیٹینین ۹ر۹ - آکسائڈ نکل ۳۲ر۰ آکسائڈ مغنشیہ ایلومینا ۲ر۲ - لاس ۴۴ر	ناگداخت	چراشولائٹ ادلی وائین کی سی یہ ماہیت ہے -
•	•	سلیکا ۵۵ر۷۵۔ الومینا ۲۶ر۵ - چونا ۱۱ - سوڈا ۴ - آکسائڈ آہن ۱ر۲۵۔ پانی ۵ر۰ لاس احصہ	•	•
گھسنے سے طاقت پیدا ہوتی ہے -	•	سلیکا ۵۴ر۸۴ - آکسیجن ۵۱ر۹۶	ناقابل گداخت	اسمیں خواص فاسفورس بھی پیدا ہوتے ہیں-

فصل پنجم

(Workings of Precious stones.)

جواہرات کی کاٹ۔ جلا وغیرہ دستکاری کی باتیں

جواہرات کو دستکاری کی ضرورت

اگرچہ قدرت نے جواہرات کو انواع گوناگوں و اشکال بوقلموں سے خوش رنگ و خوش قطع بنایا ہے لیکن انکی خوش رنگی و خوش قطعی بھی انسان کی عقل و ذہانت پر ہی محدود ہے جو فنون کاملہ اور قدرت بالغہ سے ان کو دلفریب خوشنما کر دیتا ہے۔ اگرچہ جواہر کی ذات میں خلقی اوصاف موجود رہتے ہیں۔ لیکن ان اوصاف کی زیب و زینت کرنا انسان کا ہی کام ہے۔ یعنی جواہر گو لاکھ اپنے میں اصلی صفت رکھے لیکن پتھر ہے۔ اور جب تک انسان اپنی رائے صائب کے مطابق دستکاری سے اسے درست نہ کر لے تب تک ہمارے نزدیک اس پر پورے جواہر ہونیکا اطلاق نہیں آسکتا۔ کبھی واقعات اس قسم کے سب کو معلوم ہیں کہ بہت سی کانوں سے جواہر نفیس ول کے مول ملکوں میں بکتے رہے لیکن جب ان کے جوہریوں نے اس کو جانچ کر اور درست کرکے بازار جواہر میں پیش کیا تو وہی کانیں اپنی عزت و توقیر سے بادشاہوں کی نظروں میں معزز ثابت ہونے لگیں

جواہرات کے کاٹنے کا طریق

پس سب سے زیادہ بیان جواہرات میں یہی امر قابل اظہار ہے کہ جواہرات کو کس کس طرح کاٹ کر خوشنما بنا دیتے ہیں۔ اور کس کس رنگ ڈھنگ کا بنا کر اُن کو بازار جواہر میں پیش کرتے ہیں اگرچہ یہ فن ایسا دقیق ہے کہ جوہریوں اور کاریگروں کے سینوں میں ہے لیکن جو کچھ حقائق و دقائق علماء نے اس بارہ میں لکھا ہے ذیل میں تحریر کرتے ہیں

سب سے پہلے جس جواہر کا درست کرانا منظور ہوتا ہے سنگ تراش کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اسے شکستہ کرکے اسکے بے ڈھب اور خراب حصوں کو دور کرتا ہے۔

اور مطلوبہ شکل کا اسے بنا دیتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے متقدمین اس فن میں مہارت نہ رکھتے تھے۔ اور اس صنعت عجیب کی قدر بھی نہ کرتے تھے۔ کیونکہ وہ چمک دمک پر وزن کو اور خوش قطعی پر مقدار کو ترجیح دیتے تھے یعنی جواہر کو چمک دمک رنگ ڈھنگ کی غرض سے کٹوا کر مقدار و کم وزن نہ کرنا چاہتے تھے۔ صرف کونوں کو رگڑ کر اور اس پر تھوڑی جلا دیکر جواہر کی معدنی ہیئت کو ہی قایم رکھتے تھے۔ سنہ ۱۲۹۰ء میں جواہرات کے کاٹنے اور جلا دینے کی ایک جماعت شہر پرس میں قایم ہوئی۔ اور سنہ ۱۳۷۳ء میں الماس پر جلا دینے کا فن شہر نرن برگ (Nurnberg) میں جاری ہوا کچھ مدت بعد وہاں کے کاریگروں نے ہنرمندوں کے ساتھ مل کر ایک باقاعدہ جماعت قایم کی۔ ان کا قاعدہ تھا کہ اپنے شاگردوں سے پہلے پانچ پانچ سال تک کام لیتے اور ہنر کو پوشیدہ رکھنے کیلئے تاکید کرتے پھر انہیں اپنے طور پر کام شروع کرنیکی اجازت دیتے۔ سنہ ۱۴۳۴ء میں اس فن کی شاخ گٹن برگ Gottenberg میں نکلی۔ اور سنہ ۱۵۹۰ء میں ایک فرانسیسی مسمی کلاڈیس ڈی لاکورکس نے Claudius (de la Corko) شہر نرن برگ میں جاکر اس فن کو رونق دی۔ کئی سراغوں سے پتہ لگتا ہے کہ پندرھویں صدی کے آغاز میں الماس کو جلا دینے کا فن پیرس میں جاری تھا۔ اور فرانس میں اب بھی ایک چوڑا بازار ہے۔ جسے لاکُراری (La Courarie) کہتے ہیں جہاں ۲۰۵ سال گذرے ہیں کہ سنگ تراش رہتے تھے۔ سنہ ۱۴۰۷ء میں ہرمن (Hermann) نامی ایک کاریگر نے اس صنعت کا بازار گرم کیا۔ اور سنہ ۱۴۵٦ء میں لوئیس باشندہ برگوم (Louis de Berguem) نے جو کہ اس فن میں یطولیٰ رکھتا تھا۔ شہر برگیس (Bruges) میں الماس کو کاٹ کر باقاعدہ شکل کے بنانیکی صنعت ایجاد کی۔ اور اس فن میں یہانتک ترقی کی کہ سب

کاریگروں نے اُسے استاد مانا۔ اس سے دس برس بعد برگ میں اس فن کا ایک کارخانہ جاری ہوا ۱۴۷۵ء میں لوس نے پہلے پہل اُن تین ہیروں پر اپنا ہنر آزمایا جو جارس نواب برگنڈی نے اُس کے پاس بھیجے تھے اس صلہ میں اُسے تین ہزار ڈکٹ انعام ملا۔ لوس کے شاگردوں میں سے کئی شخصوں نے اینٹ ورپ (Antwerp) اشٹرڈم (Amsterdam) اور پیرس میں جاکر اس ہنر کی بنا ڈالی۔ لیکن چونکہ پیرس کے لوگ پتھر کے کم وزن ہو جانے کے ڈر سے کٹوانا نہ چاہتے تھے اس لئے وہاں اس فن کی دفعتاً قال نہ گلی۔ کچھ عرصہ بعد کارڈی نل میزرن Cardinal Mazarin کے عہد میں اس ہنر کو رونق ہوئی۔ شاہ مذکور نے اپنے تاج کے بارہ ہیرے کٹوائے۔ اور رفتہ رفتہ لوگوں کو جواہرات کے کٹوانے کا شوق یہانتک بڑھ گیا کہ سترھویں صدی میں وہاں اس فن کا کمال ہوگیا۔ اس صدی کے انجام میں ولسینزیو برزوی باشندہ وینس Vecenzio Bruzzi of Venice نے برلینٹ قطع کی کاٹ نکالی۔ اسوقت پیرس میں ۷۵ سنگ تراش موجود تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ ترقی جس سے بڑی امید پیدا ہوگئی تھی تنزل کپڑنے لگی یہانتک کہ اسی صدی کے اخیر میں فرانس میں اس فن کا پھولا پھلا چمن بیرونقی کی خزاں سے برباد ہوگیا۔ چنانچہ ۱۷۷۵ء میں پیرس میں صرف سات صناع رہ گئے۔ اور اُن کے گذارہ کے لئے بھی روزگار نہ تھا۔ ایک شخص مسمی شرابرگ (Shrabrueg) نے درخواست کی کہ میں اس فن کو پھر اُسی اوج پر پہنچا دیتا ہوں۔ لیکن یہ تھوڑے دن رہکر روپوش ہوگیا ؛

لنڈن میں ہمیشہ اس فن کے لائق فائق سلاک ہوتے رہے ہیں اور انگلستان کا پرانا طرز کاٹ ابتک عمدہ عمدہ دستکاریوں میں نمونے کے طور پر لیا جاتا ہے۔ لیکن کاریگران ہالنڈ۔ انگلستان کے سنگ تراشوں سے گوئے سبقت لے گئے

ہیں۔ وہاں انگلستان کی نسبت کٹوائی میں لاگت کم پڑتی ہے اور کام بھی عمدہ ہوتا ہے اس لئے اکثر جواہر تراشنے کے واسطے وہاں ہی بھیجے جاتے ہیں۔ گو اس میں شک نہیں کہ انگلستان کے حکاک زنگدار جواہرات کے کاٹنے میں بے نظیر ہیں +

پرتگال

جب سلطنت پرتگال اوج پر تھی تو وہاں اس فن کے کئی کارخانے جاری تھے۔ اور لزبن کے حکاک جو اکثر یہودی تھے۔ اس فن میں یہاں تک ید طولیٰ رکھتے تھے کہ کسی ملک کے کاریگر اُنکی ہمسری نہ کرسکتے تھے۔ اور اُن کے کسب کے آگے تمام دیگر ممالک کی صنعت شرمندہ تھی۔ لیکن تعصب کی بادسموم نے اس گلشن مینواسواد کو ویران کردیا۔ جب اور یہودی اس ملک سے نکالے گئے تو اُن کے ساتھ ان یہودی کاریگروں کو بھی وہ ملک چھوڑنا پڑا۔ جب سولھویں صدی میں یہودی یہاں سے نکالے گئے تو گویا اس صنعت کی بنا اکھڑ گئی۔ یہ کاریگر یہاں سے روانہ ہوکر ہالینڈ میں چلے گئے اور وہاں اس فن کی پنیری لگادی۔ اُسی وقت سے شہر امسٹرڈم اس فن میں تمام ممالک پر فضیلت رکھتا ہے۔ اور اسکے ۲۸۰۰۰ باشندوں میں سے ۱۰۰۰۰ اس فن سے تعلق رکھتا ہے +

ہندوستان

ہندوستان میں جواہرات کو بیڈھب طور سے کاٹتے ہیں اور صرف ایک ہی طرف کو صاف کرتے ہیں۔ ان ہندوستانی قطع کے تراشیدہ نگینوں کو کوتیبورا کہتے ہیں۔ یہ یورپ میں جاتے ہیں تو دوبارہ کاٹے جاتے ہیں۔ کوہ نور ہیرا اسی طرح دوبارہ کاٹا گیا +

جواہرات کو مطلوبہ قطع کا بنانے اور چمک دمک بڑھانے کیلئے تین حرکتیں ہوتی ہیں۔ پہلے سنگ تراش اس کو شگاف دیکر اس کے عیب دور کرتا ہے۔ اس حرکت میں وہ قدرتی دراڑ کا بڑا خیال رکھتا ہے جو تراش میں اُس کو بڑی مدد دے سکتی ہے۔ پھر یہ جواہر حکاک کے پاس جاتا ہے۔ چونکہ شگاف دینے سے

جواہر کی بے ڈھنگی سی شکل ہو گئی تھی - اس لئے یہ کاریگر رگڑ کر اس کو درست کرتا ہے - اور جس طرز کا کاٹ بنانا مطلوب ہو اس ڈھنگ پر لاتا ہے - پھر وہ جلاکار کے پاس جاتا ہے ہر ایک پتھر اُس پتھر سے جو سختی کے لحاظ سے اُس سے اعلےٰ ہو کاٹا جاتا ہے - عموماً دیگر جواہرات بھی الماس کی طرح کاٹے جاتے ہیں بعض جواہر جنکے کاٹنے اور جلا دینے کا خاص طریق ہے - انکی کاٹ کا طریقہ انکی فصل میں لکھا جاویگا

جواہرات کی قدر و قیمت خوش وضعی پر اسقدر منحصر ہے کہ ایک چھوٹا سا خوش قطع جواہر بہت بڑے کڈھب اور ناتراشیدہ جواہر سے کہیں بیش قیمت ہوتا ہے اسی لئے ایک سڈول نگینہ ناتراشیدہ بیڈول سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے - جواہرات کو خوش قطع بنانے کیلئے کئی طرح کی کاٹیں دی جاتی ہیں - عموماً تین تراشیں ہیں یعنی برلینٹ (چمکیلا) روز (گلابی) اور ٹیبل (یعنے تختے کی طرح منقطع) زیادہ مروّج ہیں - ان میں سے پہلے دو تراش الماس کے لئے بہت موزون ہیں علاوہ بریں کئی اور تراشیں بھی ہیں - ان سب کی مفصل کیفیت درج ذیل ہے :-

برلینٹ - رنگ کی شوخی کو چمکانے اور جگمگاہٹ کے جھلملانے کے لئے تمام جواہر قسم اول و دوم کو دیا جاتا ہے - اس کاٹ کو ونسنزیو پیروزی باشندہ وینس نے ایجاد کیا - اس کاٹ کے جواہر کی ہیئت اس طرح ہوتی ہے کہ گویا دو مخروطی شکل کے ٹکڑے وتر سے جڑے ہوئے ہیں - اوپر لا حصہ ایسی طرح کاٹا ہوا ہوتا ہے کہ ایک اُس میں بڑا کشادہ اوپری سطح ہوتی ہے - جو بڑی چمک دیتی ہے - بالعکس نچلی سطح کا دم یعنی نکیلی ہوتی ہے - اوپری سطح کو ٹیبل (Table) نچلی کو کلٹ (Culet) اوپرلے حصہ اور نچلی مخروطی شکل حصہ کے جوڑ کو گرڈل (Gerdle) اور نچلے نکیلے حصہ کو پیوی لین (Pauilein) کہتے ہیں - ٹیبل اور گرڈل کے درمیان ۳۲ پہلو ہوتے ہیں - اور گرڈل کے نیچے ۲۴ - ان پہلوں پر جواہر کی رنگت

سے دیکھو باب اول صفحہ (۵ و ۱۰)

اور چمک منحصر ہوتی ہے۔ اور ان کے لحاظ شکل و طرز کے کئی نام ہیں ؛

گلابی کاٹ کے الماس کی شکل شگوفۂ گلاب کی طرح ہوتی ہے۔ اس تراش کی کیفیت یہ ہے کہ نیچے کا حصہ چوڑا ہوتا ہے۔ اوپر کا نصف دائرہ کی شکل کا جس پر چھوٹے چھوٹے پھل ہوتے ہیں۔ ان پھلوں کی دو قطاریں ہوتی ہیں۔ اوپر لی لائن والوں کو ستارہ پھل اور نچلی قطار والوں کو ڈاگنل پھل (Deagnal facets) کہتے ہیں۔ وسط میں عموماً چھ مثلث پھل ہوتے ہیں۔ اس کاٹ کے الماس کے پھلوں کے لحاظ پر کئی نام ہوتے ہیں۔ ڈچ روز۔ جس میں ۲۴ پہلو ہوں۔ (۲) ریکوپی روز (Recoupee) جس کے ۳۶ پھل ہوں اور ۳) برابن روز (Brabant rose) جس کے ۱۲ پھل ہوں۔ یہ گلابی کاٹ ۱۵۲۰ء میں ایجاد ہوئی اگر کسی جواہر کو برلینٹ تراش میں کاٹنے سے زیادہ نقصان متصور ہو تو یہ کاٹ پسند ہوتی ہے۔ کیونکہ اس پر پھل اچھی طرح نکل آتے ہیں اور عمدہ جلا بھی آ سکتی ہے ؛

ہندوستانی کاٹ۔ اس کے تین حصہ ہوتے ہیں۔ اوپر لا۔ نچلا اور گرڈل یعنی درمیانی اسکی طرز عموماً واحد تراش برلینٹ کی طرح ہوتی ہے۔ اس کاٹ کے جواہر کو یورپ میں پھر کاٹتے ہیں ؛

پیکانی کاٹ۔ بعض پتھر تو قدرتی نوکدار ہوتے ہیں اور بعض کو مصنوعی نوکدار کاٹ دیا جاتا ہے۔ یہ کاٹ زمانہ سلف کے زیورات کے جواہر میں دیکھی جاتی ہے۔ اور ۱۵۶۷ء میں بڑی مستعمل تھی۔ بعض عددوں کو چوگوشہ خرطوم کی شکل کا بنایا جاتا ہے ؛

سٹیپ کاٹ (Step cut) جس کاٹ میں پھلوں کے رخ ٹیبل کیطرف کم ہوتے جاویں اُسکو سٹیپ کاٹ کہتے ہیں۔ یہ کاٹ رنگدار جواہر کے لئے زیادہ لائق ہے کیونکہ اس سے رنگ شوخ ہو جاتا ہے ؛

گنبددار یا مخروطی کاٹ۔ جبکہ کسی عدد کو ایک یا دو گنبد دار یا مخروطی کاٹیں دیجاتی

گلابی

ہندوستانی

پیکانی

سٹیپ

گنبددار

ہیں تو اسکو گنبد دار کہتے ہیں۔ یہ کاٹ عموماً پُلک کو دی جاتی ہے۔ اگر اس کاٹ میں صرف پہلوں پر ہی جلا دیجاوے تو یہ ان کبوچن کاٹ (Een Cuboelion) کہلاویگی جو خصوصاً اوپل اور ہسینا کو دی جاتی ہے۔ زمانہ سلف میں نیلم۔ زمرد اور یاقوت اس کاٹ کے بنائے جاتے تھے۔ لیکن حال میں یہ کاٹ کم درجہ جواہر کو دی جاتی ہے کیونکہ اس سے اُن کے عیب چُھپ جاتے ہیں ؛

جواہر تصویرات

کئی لوگ انگشتریوں میں چھوٹی سی تصویریں جڑوا کر اوپر ڈھانپنے کیلئے الماس یا کسی اَور جواہر کے پتلے ٹکڑے کو دونوں طرف سے جلا دیکر جڑ دیتے ہیں جس سے کہ تصویر بڑی خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ انہیں کو جواہر تصویرات کہتے ہیں ؛

برلیونیٹس

برلیونیٹس (Brillionetes) وہ پتھر ہوتے ہیں۔ جو بادامی شکل ہوں اور ان کا کوئی حصہ ایسا نہ ہو جو ٹیبل۔ کلٹ یا گوشہ کہلا سکے۔ یہ صرف پہل دار ہی ہوتے ہیں۔ اور گلے میں لٹکانے کی غرض سے ان میں سوراخ کئے ہوتے ہیں۔ ان کا جوڑا بہت قیمت پاتا ہے ؛

(۴) نقش کا کام

اس فن سے جواہرات کی خوشنمائی اَور بھی بڑھ جاتی ہے۔ یہ دستکاری دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک تو پتھر کو کھود کر سطح کے نیچے جسے نقش انٹیگلیو (Intaglio) یعنے اُگرائی۔ اور دوسری سطح جواہر کے اوپر جسے نقش کیمیو (Cames) یعنے اُبھرواں نقش کہتے ہیں۔ قریباً تمام پتھروں پر ان دونوں قسم کے نقش میں سے ایک کیا جا سکتا ہے۔ یہ دستکاری زمانہ سلف سے جاری ہے۔ یہودی لوگ اسکندریہ سے یہ ہُنر ممالک مغربی کو لیگئے۔ زمانہ وسطی میں جبکہ وہاں اس فن کو چنداں رونق نہ تھی تو تراشیدہ جواہر صرف مہروں اور انگوٹھیوں کے لئے خریدے جاتے تھے۔ اس کے بعد انگشتریوں کے نگینوں پر نام کے حروف کے

ساتھ کسی طرح کی گلکاری ہونے لگی - پندرھویں صدی میں جبکہ قسطنطنیہ ترکوں کے
ہاتھ آیا تو یونانی صناع اپنا پدری ملک چھوڑ کر اس ہنر کو اٹلی میں لیگئے - شاہ پال
دوم کے عہد میں اس فن کو ترقی ہوئی - ایک شخص مسمی ڈومینکو ڈی کمی
(Domanico De Camee) نے کئی جواہر پر نقش انٹگیلیو اور کیمیو بنایا - اُس نے
زرد رنگ سُرخی مائل یاقوت پر لوڈومیکو (Ludomico) نواب میلان کا نقش
کندہ کیا - سنہ ۱۵۵۶ء میں برگ باشندہ میلان (Clunde Briugue)
نے الماس پر نقش کھودنے کا ہنر نکالا - اُس نے ایک نگینہ پر پادری کی تصویر کھودی
بلم (Blum) صاحب کی تحریر ہے کہ پہلے پہل ایک شخص امبروسو کیروڈوسو
(Ambrosui Carudoso) نامی نے الماس پر کندہ کاری کا کام کیا - پندرھویں
سولھویں صدی میں جرمنی کے نرن برگ اور سٹراس برگ (Stras burg)
میں اس ہنر کا آغاز ہوا - فرانس - انگلستان اور اٹلی میں بڑے کاریگر نقاش ہوتے
رہے - متاخرین کاریگروں نے اس زمانہ سلف کی دستکاری کی ایسی نقل کی ہے کہ
تجربہ کار بھی ان دونوں کا فرق نہیں پہچان سکتے - بلکہ آجکل کے صناع اس ہنر
میں اُن سے سبقت لے گئے ہیں - برلن (Berlin) وینا Vena نیپلز -
Naples فلورنس Florence سینٹ پیٹرزبرگ St Betersberg، کوپن ہیگن
Copen اور کئی شہروں کی عجائب گاہوں میں پُرانے وقتوں کے منقش جواہر
موجود ہیں - اول ہی اول فرنکس اول شاہ فرانس نے منقش جواہر جمع کئے - ڈیوک
آف آرلینز (Duke of orleaus) کا جواہر خانہ ان منقش جواہرات کے
باعث زبان زد عالم ہے - ان نقشوں کے نمونے گندھک اور کئی مصالحوں سے
مرکب چیزوں پر لئے جاتے ہیں - اگرچہ نقش کا کام شفاف اور براق - مصفا اور
داغدار سب قسم کے پتھروں پر ہوسکتا ہے لیکن عمدہ صنعت شفاف اور بے رنگ

پتھروں پر ہی ہو سکتی ہے۔ جس نگینہ میں کاریگر کی کاریگری ظاہر نہ ہو سکے اُس پر وہ اپنی محنت رایگاں کرنی نہیں چاہتا۔ زمانہ سلف میں زمرد۔ زبرجد۔ گومیدک پکھراج۔ لاجورد۔ امیتھسٹ۔ اوپل۔ کارکیتک۔ رودراکھ سنگ یشم عقیق۔ فیروزہ۔ سنگ سلیمانی۔ سارڈانکس۔ میلے کائیٹ اور ببکیھم پر نقش کا کام ہوتا تھا۔ نقش کیمیو کے لئے ایسے جواہر پسند کئے جاتے ہیں جو بہت خوش رنگ ہوں لیکن عموماً ایک رنگ عدد زیادہ تر پسند ہوتے ہیں۔ سنگ سلیمانی کے جسقدر پردے زیادہ ہوں۔ اُسیقدر اس کا رنگ شوخ ہوتا ہے اور اس دستکاری کے لئے مفید ہوتا ہے۔ بہت ہی عمدہ وہ دانے ہوتے ہیں جن کی تاریک زمین پر سفید ڈورے ہوں اور سب سے عمدہ وہ نگینہ ہوتا ہے جس میں تین پردے ہوں یعنی اس میں سرخی مائل یا بھوراسا پردہ ایک اور ہو۔ جس پر کہ نقش کے زیورات مثلاً مالا وغیرہ اور لباس اور بال کھودے جاتے ہیں۔ جواہرات پر کئی طرح کی یہ صنعت ہوتی ہے بعض پر مالک کا نام اور ساتھ طرح طرح کی گلکاری۔ کئی عددوں پر بادشاہوں کی تصویرات اور ساتھ بہت عمدہ بیل بوٹے کُھدے ہوئے ہوتے ہیں ؛

(۵) رنگ دینا

جواہرات کو قدرتی رنگ کے علاوہ مصنوعی رنگ بھی دیا جاتا ہے۔ چنانچہ بعض کاریگر اس فن میں یہانتک مہارت رکھتے ہیں کہ کم قدر جواہر کو کسی اعلےٰ درجہ کے جواہر کا رنگ دیکر ہو بہو ویسا ہی بنا دیتے ہیں۔ اہل روما کو بھی یہ ہنر معلوم تھا۔ پچھلی صدی میں دھاتی تیزاب کے ذریعہ عقیق کالسڈونی اور رودراکھ کے اندرونی و بیرونی حصّہ کو رنگ دیا جاتا تھا۔ شہر اوبرشٹین (Oberstein) اور آئیڈر (Idar) میں اس فن کے ایسے اُستاد ہیں کہ وہ جواہر کے بیرونی اور اندرونی حصوں کو خاطر خواہ رنگ دیدیتے ہیں۔ جس سے کہ جواہر کی قیمت کئی درجہ بڑھ

جاتی ہے۔ عقیق کے رنگ دینے میں شہد کا استعمال ہوتا ہے۔ شہر آرڈر کے کاریگروں نے رنگ دینے میں شہد کے نسخہ کو مخفی رکھا۔ یہ کام انہوں نے اہل روما سے سیکھا تھا جو اس شہر میں سنگ سلیمانی خریدنے آتے تھے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اہل روما نے شہد کا نسخہ تصنیفات پلائنے سے لیا یا اُن ہی سے سیکھا۔ اس ہُنر کی بنا یہ ہے کہ جب کاریگروں نے دیکھا کہ رنگدار مصالح کے استعمال سے عقیق کی دھاریوں میں رنگ آجاتا ہے تو انہیں خیال ہوا کہ کوئی ایسا طریق ایجاد ہو جس سے کم قدر اور خراب رنگ جواہر کو رنگ دیکر عمدہ قیمتی اور خوش رنگ بنایا جاوے۔ اور اسی سوچ میں انہوں نے کئی طریق ایجاد کئے۔ کاریگر اس امر کی شناخت کے لیے کہ آیا یہ نگینہ رنگ دینے کے لائق ہے یا نہیں۔ اس سے ایک پتلا ٹکڑا کاٹ لیتے ہیں۔ اور اسکو زبان کی رطوبت سے تر کر کے دیکھتے ہیں کہ آیا یہ رطوبت کو جلدی خشک کر لیتا ہے یا دیر کے بعد۔ اگر یہ رطوبت کو جلدی جذب کر لے تو اس پر رنگ آسکیگا۔ اور خصوصاً سنگ سلیمانی کا رنگ اس پر بہت عمدہ آویگا۔ اس امتحان پر کبھی لحاظ نہیں بھی ہوتا۔ اڈبرسٹین اور آوڑ کے کاریگر سنگ سلیمانی کو مفصلہ ذیل طور پر رنگ دیتے ہیں۔ کہ پہلے اس کو دو دفعہ دھو کر خشک کرتے ہیں۔ پھر نصف پونڈ شہد کو ۱۶ یا ۲۰۔ اونس پانی میں ملا کر پتھر کو اس میں ڈالتے ہیں۔ یہ برتن جس میں جواہر معہ شہد و پانی پڑا ہو۔ بہت مصفا اور خالص دھات کا ہونا چاہیے۔ اس برتن کو پھر گرم تنور میں رکھتے ہیں۔ اس امر کی احتیاط رکھی جاتی ہے کہ پانی جوش نہ کھاوے اور جواہر عرق میں ڈوبا رہے۔ یہ عمل چودہ روز سے اکیس روز تک ہوتا ہے۔ پھر جواہر کو شہد سے نکالکر دھوتے ہیں اور ایک رکابی میں تیزاب گندھک ڈالکر بھگوتے ہیں۔ پھر رکابی کو ڈھانپ کر گرم راکھ میں رکھتے ہیں اور سرپوش پر جلتے ہوئے کوئلے ڈالتے ہیں۔ چند ساعت میں نگینہ پر رنگ آجاتا ہے۔ کئی دانوں پر بڑی دیر کے بعد رنگ

آتا ہے۔ بلکہ کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جو بڑی محنت سے بھی رنگ نہیں پکڑتے۔ اس کام میں ضروری عمل یہ ہے کہ تیزاب گندھک سے نکال کر اور تنور میں خشک کرکے ایک دن بھر اسی روغن میں رکھتے ہیں۔ جس سے جواہر نہایت مصفا اور چمکیلا ہوجاتا ہے۔ اور اس میں کئی طرح کی رنگین دھاریاں نکل آتی ہیں۔ برازیل کے رود راکھ پر شہر اوبرشٹین اور آڈر میں رنگ چڑھایا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ سے کالسڈونی کو عمدہ نیلگوں رنگ دینے کی ترکیب نکلی ہے۔ جس سے فیروزہ کے سے عمدہ رنگ کی وہ جھلک دیتا ہے۔ انگلستان اور فرانس میں ان نقلی رنگدار جواہرات کی خرید وفروخت کا بازار گرم ہے۔ یہ رنگ دینے کی عجیب دستکاری صرف چند اقوام پر ہی محدود ہے۔ اس فن میں شہر اوبرشٹین اور آڈر سب شہروں میں ممتاز ہیں۔ مصر میں بھی آجکل یہ صنعت اوج پر ہے۔

(۶) محترق کرنا یا آگ دینا

جواہرات کو کئی اغراض کے لئے پتاتے ہیں۔ کئی سرخ رنگ کے جواہر گرمی کے تاؤ سے شوخ رنگ ہوجاتے ہیں۔ اور کئی عددوں کا رنگ تیز آنچ سے پیدا ہوتا ہے۔ مشرقی رودراکھ کا خوش رنگ محترق کرنے سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور برازیل کے پکھراج کا زردی مائل سرخ رنگ اسی ترکیب سے پیدا ہوتا ہے۔ سرخ رنگ پکھراج کے کونوں سے ارغوانی رنگ کی جھلک پڑتی ہے لیکن موم بتی کے تاؤ سے سرخ رنگت میں ارغوانی رنگ کی آمیزش زیادہ ہوجاتی ہے۔ اور محترق کرنے سے نافرمانی رنگ زیادہ ہوتا ہے۔ جواہرات کے آگ کرنیکا ایک عام قاعدہ یہ ہے کہ دانہ جواہر کو سمندر پھین میں لپیٹ کر آگ میں رکھتے ہیں۔ یا برادہ آہن اور بے بوجھے ہوئے چونے کے ساتھ کٹھالی میں رکھکر آگ دیتے ہیں۔ حتٰے کہ وہ مطلوبہ رنگ کا ہوجاوے۔ طریق ثانی نیلم۔ گوسیدک اور امتھسٹ کے لئے کیا جاتا ہے۔

عیب دار جواہر کو برادہ آہن کے ساتھ آگ دینے سے اُن کے سیاہ داغ دور ہو جاتے ہیں۔ بلور۔ چونے۔ ریگ یا کوئلہ کے ساتھ تپانیسے مصفا ہو جاتا ہے ✤

(۷) مصفا کرنا

مصفا کرنا

کتب سنسکرت میں جواہر کو مصفا کرنیکے لئے کئی ترکیبیں لکھی ہیں۔ بلکہ ہر ایک جواہر کے مصفا رکھنے کیلئے ایک شئے مخصوص کی گئی ہے۔ چنانچہ یاقوت آملی رس کے استعمال سے۔ الماس شاک آملونی سے۔ نیلم نیلے رنگ پانے سے۔ زمرد شیر گاؤ سے۔ مروارید جنیتی رس سے۔ مرجان کھار سے۔ لہسنیا ترپھلا کے پانی سے اور زرقون بول گاؤ سے مصفا ہوتا ہے۔ بعض ماہرین یاقوت۔ مرجان۔ مروارید اور الماس کے علاوہ دیگر جواہر کے صاف کرنیکا یہ قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ جواہر کو جنیتی رس کے ساتھ ایک برتن میں ڈالو اور اس برتن کو ایک پہر تک آگ پر رکھو جواہر صاف ہو جاویگا۔ **دیگر** جواہر کو گھٹ کوماری کے رس۔ چھوٹے آملے کے رس اور شیر پستان عورت میں بھگو کر سات بار آگ دینے سے نگینہ مصفا ہو جاویگا۔ اسی طرح کئی طریق مروج ہیں ✤

(۸) جڑت۔ کندن وغیرہ دستکاری

جڑت

انسان بھی ایک آتش کا پرکالہ ہوتا ہے۔ اپنی کاریگری اور ذہانت سے وہ وہ صناعیاں دکھلاتا ہے کہ قدرت وصنعت الٰہی یاد آتی ہے۔ جواہرات کی جڑت اور گلکاری کو دیکھو۔ زیورات میں جواہرات کو جڑ کر ایسی صنعت سے بیل بوٹے بنائے جاتے ہیں کہ انسان گھنٹوں عش عش کرتا رہتا ہے۔ یہ صنعت زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے۔ پہلے پہل جواہر انگشتریوں میں جڑی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ انکی کئی طرح کی گلکاریاں ہونے لگیں ✤

کندن

جواہرات کندن کے ذریعہ جڑے جاتے ہیں۔ جو خالص سونیکا پتلا ورق ہوتا ہے۔ ہر ایک جواہر کی مقدار کے مطابق زیور میں خانے بنے ہوئے ہوتے ہیں

اور انمیں اس کندن کیساتھ جواہر جڑے جاتے ہیں۔ جس طرح کی گلکاری کرنی ہو ویسے نمونے بنائے جاتے ہیں۔ جڑت کا کام زمانہ سلف سے چلا آتا ہے۔ سنسکرت کی پرانی کتابوں میں اس فن کا ذکر دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے قدیم زمانہ میں اس کا رواج تھا۔ چنانچہ ایک پران میں لکھا ہے کہ" راجہ چندر شنکھر نے ایک ایسا شہر بنوایا۔ جس کے محلوں اور بڑی بڑی حویلیوں میں جواہرات مزین تھے۔ اور گھروں کی چھتوں میں لسینا اور کئی جواہر جڑے ہوئے تھے۔ اور راجہ کنس کا دار الخلافہ جواہرات سے بنا ہوا تھا۔ اس کے چبوتروں۔ باغوں۔ درباروں اور دیگر مکانات میں لسینا۔ الماس نیلم۔ مروارید۔ مرجان اور زمرد کی جڑت ہوئی ہوئی تھی۔ علے ہذا القیاس پلائینی اور دیگر حکماء کی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ممالک مغربی میں جڑت کا کام زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے۔ پرانے وقتوں میں جڑت کے لئے صرف سنگ مرمر اور دیگر کم درجہ جواہر مستعمل ہوتے تھے۔ زمانہ قدیم کی جڑت کے کئی ایک نمونے آجتک دیکھے جاتے ہیں جو کہ عجائبات روزگار میں سے گنے جاتے ہیں۔ ان میں سے کئی ایک کا ذکر ہدیہ ناظرین ہے:۔

زمانۂ قدیم میں جواہرات کی جڑت

تاج میں جواہرات کے جڑوانیکا رواج زمانہ قدیم سے ہے۔ یورپ کی نہایت قدیم زمانہ میں تاج۔ خوشی۔ نصرت وفیروزی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ پھر یہ حکومت کا نشان سمجھا جانے لگا۔ اہل روما کے کھنڈرات دیرینہ میں سے کئی ایسے جڑاؤ تاج نکلے ہیں۔ پہلے تاج درختوں کی شاخوں اور پھولوں کے بنائے جاتے تھے۔ شہر روم میں حاکم زیتون کے بنے ہوئے تاج پہنکر مسند عدالت پر بیٹھتے تھے۔ بہت ہی مدت کے بعد سونے کے تاج بننے لگے۔ پہلے پہل ہلیوگیلس *Heleo galus* نے تاج کے ماتھے پر مروارید جڑوائے۔ دسویں صدی میں بادشاہ۔ نواب اور حاکم سونے کے تاج پہنتے تھے۔

(۳) ۱۸۵۸ء میں چند مزدوروں نے ٹولیڈو Toledo کے متصل کھودتے ہوئے ۸ تاج حاصل کئے جو سونے کے بنے ہوئے تھے اور جواہرات سے مرصع تھے۔ ان میں سے ایک شاہ رسیس ونتھس (Recesmenthus) کا تاج تھا جو ۶۵۳ء میں فرمانروا تھا۔ یہ آٹھ انچ تھا۔ اس میں ۳۰ مروارید اور اتنے ہی نیلم جڑے ہوئے تھے۔ دوسرا تاج اسکی ملکہ کا تھا۔ ان سب کی قیمت تخمیناً ۲۰ ہزار روپیہ بیان کیجاتی ہے۔ یہ اب عجائب گاہ پیرس (Musee de Cluny Paris) میں ہیں۔

(۴) چارلس میگن کا تاج۔ جو ۲۵ دسمبر ۸۰۰ء کو تخت نشین ہوا تھا۔ یہ تاج مثمن بشکل ہشت پہلو ہے۔ یہ روم میں بنا تھا۔ اب ویانا کی شاہی کتب خانہ میں ہے۔

(۵) ہنگری کا تاج۔ یہ سونیکا بنا ہوا ہے۔ الزبتھ ملکہ ہنگری نے اس تاج کو شاہ فریڈرک چہارم کے پاس گروی رکھا۔ اس میں ۵۳ نیلم ۵۰ یاقوت ۱ زمرد ۳۲۰ مروارید جڑے ہوئے ہیں۔ اس پر ایک محراب بنا ہوا ہے اور اس میں چار تصاویر ہیں۔ ہندوستان میں تاج کو جواہرات سے مزین کرنیکا رواج مدت سے چلا آتا ہے۔ زمانہ تواریخ سے پہلے مہاراجگان ہند کئی طرح کے جڑاؤ تاج پہنتے تھے۔ یورپ کے بادشاہ بھی اس آرائش میں ہندیوں سے کم نہ رہے۔ چنانچہ شاہ فرانس و انگلستان کا تاج اس امر کا شاہد ہے۔

(۶) ملکہ وکٹوریہ کا شاہی تاج ۱۸۳۸ء میں بنا۔ اسکو کاریگران رنڈل و برج Rundell Bridge نے پرانے تاج سے جواہرات لے کر اور دیگر عمدہ عمدہ جواہر جمع کر کے بنایا تھا۔ اسکی ٹوپی قرمزی رنگ مخمل کی ہے۔ اس تاج کا وزن ۳۹ اونس ۵ گرین ہے۔ اس میں جواہرات حسب تفصیل ذیل جڑے ہوئے ہیں۔

۱۳۶۳ برلینٹ کاٹ کے الماس۔ ۱۲۷۳ گلابی کاٹ کے ہیرے۔ ۱۴۷ ٹیبل

کاٹ کے ایرا یاقوت - ۳ یاقوت خورد ایک ایرا عمدہ نیلموں کا جوڑا - ۶ نیلم خورد - ۱۱ زمرد - ۲۷۷ مروارید ۔

فرانس کا شاہی تاج

(۲) فرانس کا شاہی تاج - یہ بڑا مشہور تاج ہے - اس میں حسب تفصیل ذیل جواہر جڑے ہوئے ہیں :-

نام جواہر	وزن	قیمت
(۱) الماس ریجینٹ [۱]	۱۳۶ قیراط	۱۲۰۰۰۰۰ فرنک
(۲) الماس نیلگوں [۲]	۶۷ ″	۳۰۰۰۰۰ ″
(۳) الماس سینسی [۳]	۵۳ ″	۱۰۰۰۰۰ ″
(۴) الماس گولڈن بلائیز (Golden lilies)	۵۱ ″	۳۰۰۰۰ ″
(۵) الماس کرون	۲۸ ″	۲۸۰۰۰ ″
(۶) الماس ابنیڈا (Elienda)	۲۶ ″	۱۵۰۰۰ ″
(۷) پیر شکل الماس (Pear shaped)	۲۴ ″	۲۰۰۰۰ ″
(۸) الماس آئینہ پرتگال (Mirror of Portugal)	۲۱ ″	۲۵۰۰۰ ″
(۹) الماس کرون (the Crown)	۲۰ ″	۶۵۰۰ ″
(۱۰) الماس ابنیڈا	۲۰ ″	۴۸۰۰ ″
(۱۱) میزرین وہم (Mazarin)	۱۶ ″	۵۰۰۰ ″
(۱۲) ۱۷۰۰ - الماس خورد	۱۵۶۸ ″	۱۹۲۵۵۱ ″
(۱۳) ۱۰ نیم برلینٹ الماس	۴۳ ″	۴۷۲۰۰

[۱] اس کا مفصل بیان دیکھو باب دوم صفحہ ۱۰۶ [۲] دیکھو باب دوم صفحہ ۱۳۳ چونکہ یہ تاج ۱۷۹۱ء میں تیار ہوا تھا - اس لئے اُسوقت الماس نیلگوں کا ½ ۶۷ قیراط تھا بعدہٗ گم ہوگیا پیچھے یہ گھسکر ۴۴ قیراط ہوگیا [۳] دیکھو باب دوم صفحہ ۱۲۴ ۱۷۹۱ء میں یہ فرانس کے شاہی تاج میں مزین تھا - پیچھے یہ مہاراجہ پٹیالہ کے ہاتھ آیا - دیکھو باب ۲ صفحہ ۱۲۷ و ۱۲۸

نام جواہر	وزن	قیمت
(۱۴) ۲۵۲ رونکاٹ کے الماس	۲۲۷ قیراط	۹۱۰۰ فرنک قیمتی
(۱۵) الماس روزو برلینٹ		۱۸۳۵۰۰ "
کل ۱۴۰۳۱۴۰ الماس	۲۳۰۰ قیراط	۱۱ ۸ ۱۱ ۲۱ ۲ فرنک قیمتی ہوئے

یعنے قریباً ۲۲۷۴۸۴۸ روپیہ کے یہ تاج ۱۷۵۱ء میں تیار ہوا تھا ÷

[illegible]

تاج میں جواہرات جڑے جانے کے بعد تخت میں جواہرات کی جڑت ہونے کا رواج ہوا۔ کتب سنسکرت میں کئی طرح کے جڑاؤ اور جواہرنگار اورنگ سلطنت کے بنانے کی ترکیبیں لکھی ہیں۔ ۸ قسم کے تخت بنانیکی ترکیبیں لکھی ہیں۔ جن کا مختصراً بیان لکھا جاتا ہے

(۱) کنول سنگھاسن۔ یہ سنگھاسن چوب گندھاری سے بنانا چاہئے۔ اس کے نیچے ۲ اُتپلیاں ہوتی ہیں۔ اور اس میں سونا اور جواہرات جڑے ہوئے ہوتے ہیں ÷

اسطرح کے تخت جو کتب سنسکرت میں لکھے ہیں

(۲) شنکھ سنگھاسن یعنی تخت ناقوس۔ یہ چوب بھدنیدر کا بنایا جاتا ہے۔ اس میں بلور اور چاندی کا بڑا کام ہوتا ہے۔ اس کے اگلے پا شنکھ اور بلور کے ہوتے ہیں اس میں ۷ پتلیاں ہوتی ہیں۔ اور اس پر سفید ریشمی کپڑا پڑا ہوتا ہے ÷

(۳) گج سنگھاسن یعنے تخت فیل۔ یہ تخت چوب پنس سے بنتا ہے۔ اور فیل کی شکل کا بنایا جاتا ہے۔ تخت کے پا فیل کے سر پر ہوتے ہیں۔ اور اس میں ہیرا مرجان اور طلا جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس پر سرخ کپڑا ڈالا جاتا ہے۔ اس کے یمن سے بادشاہی حاصل ہوتی ہے ÷

(۴) ہنس سنگھاسن یعنے تخت کبک۔ یہ تخت چوب سال سے بنتا ہے۔ اسکے اگلے پائے کبک پر رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس میں اکیس پتلیاں زرتون سے جڑی ہوئی ہوتی ہیں ÷

(۵) سنگھ سنگھاسن یعنے تخت اسد۔ یہ صندل سے بنتا ہے۔ اسمیں الماس

اور مروارید کی جڑت ہوتی ہے۔ اس میں ۱۲ پتلیاں ہوتی ہیں۔ اور اوپر سفید رومال ہوتا ہے ◆

(۶) بھرنگ سنگھاسن۔ تخت بھنور۔ چوب چمپک کا ہوتا ہے۔ اس میں بھنور جیسی شکلیں ہوتی ہیں۔ اس میں ۱۲ پتلیاں ہوتی ہیں۔ اسمیں یاقوت کی جڑت ہوتی ہے

(۷) مرگ سنگھاسن۔ تخت آہو۔ یہ چوب سنا کا ہوتا ہے۔ اس کے پایہ ہرن کی شاخوں پر ہوتے ہیں۔ اسمیں نیلم اور سونے کی جڑت ہوتی ہے۔ اسمیں ۱۲ پتلیاں ہوتی ہیں ◆

(۸) ہی سنگھاسن۔ اورنگِ اسپ۔ یہ چوب ناگ کیسری کا ہوتا ہے۔ اسکے پایہ ۷ گھوڑوں پر ہوتے ہیں اور اسمیں نیلے رنگ کے جواہر مرصع ہوتے ہیں یہ باعثِ فتح و نصرت ہوتا ہے ؛

شاہجہان نے ایک بڑا عظیم الشان تخت بنوایا۔ جس کا نام اس نے تخت طاؤس رکھا کیونکہ اس کی شکل مور کی طرح تھی۔ برنیر (Bernier) صاحب اپنی کتاب کے ۲۰۶ صفحہ پر لکھتے ہیں کہ "اس تخت کے ۶ پائے سونے کے بنے ہوئے تھے اور یہ سب جواہر نگار ہیں۔ ان جواہر کی قیمت ۴ کروڑ روپیہ تخمینًا ہے۔ اس تخت کو شاہجہان کے حکم سے ایک فرانسیسی نے بنایا تھا۔ تورنیر (Tavernier) صاحب نے اس عجیب تخت کو دیکھا تھا اور وہ اسکی قیمت ۶۰ لاکھ سٹرلنگ پونڈ بیان کرتے ہیں ایک مصنف اس تخت کی تعریف میں یوں قلم کو جولان دیتا ہے کہ "تختِ طاؤس نمونہ عجائباتِ دنیا کا تھا۔ کروڑ کہنے کو تو دو لفظ اور ایک بات ہے مگر خیال کرنا چاہیے کہ آج اسقدر سونے اور جواہرات کے لئے کس قدر دریا اور پہاڑ اُلٹنے پڑتے ہیں پشت کا تختہ جس پر بادشاہ تکیہ لگا کر بیٹھتا تھا۔ دس لاکھ روپیہ کا تھا۔ بارہ مرصع ستونوں پر مغرق محرابیں اور جڑاؤ مینا کاری کی چھت دہری تھی چھت باریک کندن

تختِ طاؤس

اور آبدار جواہر سے جگمگ جگمگ کر رہا تھا۔ اور تین سیڑھی بلند چبوترے پر یہ عالم تھا
کہ گویا ایک ستارہ کا نمونہ تھا کہ انگوٹھی پر دھرا ہے۔ اُسکی محراب پر ایک طلائی درخت
دھرا تھا۔ جسے سبزہ والماس سے سرسبز اور لعل و یاقوت سے گل رنگ کیا تھا۔ ادھر
اُدھر اُسکے دو مور زنگار رنگ کے جواہرات سے مرصع چونچ میں موتیوں کی تسبیحیں
لئے کھڑے تھے کہ اب ناچتے ہیں۔ چاروں طرف چاروں چتر نگار جن میں موتیوں
کی جھالریں جھلملاتی تھیں۔ آگے ایک شامیانہ کہ موتیوں اور جواہرات کی آبداری
سے دریائے نور کی طرح لہراتا تھا۔ اور سونے اور روپے کی چوبوں پر استادہ تھا۔

شاہجہان نے آگرہ میں اپنی ملکہ کی یادگار کے لئے ایک ایسا روضہ بنوایا
کہ اُسکی صنعت و جدت دیکھکر صنعت قادری یاد آتی ہے۔ اس میں سنگ مرمر۔
لاجورد و سنگ یشم۔ حجر الدم۔ کالسڈونی۔ عقیق۔ روور اکھ۔ سنگ سم وغیرہ جواہر
جڑے ہوئے ہیں ؛

فصل ششم

جواہرات کی جان پہچان۔ مول تول اور تجارت کے بیان میں

جواہرات رنگ ڈھنگ۔ چمک دمک۔ اور پائداری کے باعث قیمتی اور
بیش بہا سمجھے جاتے ہیں۔ پہلے پہل جواہرات کی خرید و فروخت کا رواج ہندوستان
میں تھا۔ پھر رفتہ رفتہ دیگر مشرقی ممالک میں بھی ان کی تجارت ہونے لگی۔ اوائل
میں لوگ انکو عجوبہ اشیاء سمجھکر بطور ہدیہ اپنے رفقا و احباب کے پیش کرتے۔ کچھ عرصہ
بعد ان کا خراج میں دیا جانا رائج ہوا ؛

ممالک شرقیہ سے پہلے پہل اہل فونیا ردیگر اشیاء تجارتی کے ساتھ جواہرات

کی خرید و فروخت بھی کرتے تھے۔ ہومر کے اشعار میں اس تجارت کیطرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ آجکل جواہرات کی تجارت گاہ کے لئے۔ ہندوستان سراندیپ پیگو۔ ہالینڈ برازیل۔ انگلستان مشہور ہیں +

جواہرات کی قیمت دریافت کرنا بڑا نازک کام ہے۔ اس کے لئے عموماً کوئی قاعدہ کلیہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان میں نقص وعیب۔ رنگ کی شوخی و نرمی۔ اور رواجی اور بے رواجی کے ایسے معاملات ہوتے ہیں کہ ان سے ہمیشہ جواہر کی قیمت میں فرق آتا رہتا ہے۔ کوئی نگینہ تو بظاہر ایسا خوشنما ہوتا ہے کہ خریدار فی الفور منہ مانگا مول دینے پر راضی ہو جاتا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ اس میں کوئی ایسی رگ ہو جسکے باعث اسکی قیمت اس سے نصف بھی نہیں ہوتی۔ اسیطرح رواج کا بھی جواہرات کی قیمت پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ جواہر کو خریدنے سے پہلے اس بات کی جانچ کرلینی چاہیئے کہ یہ اصلی تو ہے؟

(۲) مصنوعی یا نقلی جواہر

جواہر کی قیمت ڈالنے میں سب سے اول یہ امتحان کرلینا چاہیئے کہ یہ نقلی یا مصنوعی تو نہیں کیونکہ آجکل کاریگر بلور۔ شیشہ اور دیگر کم درجہ پتھروں کو رنگ دیکر اصلی جواہر کی جگہ فروخت کر دیتے ہیں۔ علاوہ بریں مصنوعی جواہر بنانے کے کئی ایسے مصالح ایجاد ہوئے ہیں۔ جن سے ایسے عمدہ دانے بنجاتے ہیں کہ سوائے تجربہ کار مبصرین کی ان میں اور اصلی جواہر میں کوئی تمیز نہیں کرسکتا۔ یہ مصنوعی جواہر اصل میں شیشہ کے ہوتے ہیں۔ اور جس مصالح سے یہ بنتے ہیں اُسے انگریزی میں سٹراس (Strass) کہتے ہیں۔ چونکہ اس لیوی یعنے مصالح کا موجد سٹراس نامی ایک جرمنی کا جوہری تھا اس لئے اُس کے نام پر اس کا نام سٹراس پڑا۔ اس مصالح میں عموماً

نقلی جواہر بنانیکا مصالح

سیلیکا - پوٹاش - سوہاگہ - آکسیڈ جست اور زرنیخ ملے ہوئے ہوتے ہیں - از روئے کیمیا ان جزویات کو دوچند سلیکیٹ آف پوٹاش و لیڈ (Silicate of Potash lead) کہتے ہیں - اس مصالح کو بڑی احتیاط سے بنایا جاتا ہے - سوائے اُن کٹھالیوں کے جن پر تجربہ ہوچکا ہے کوئی نئی کٹھالی اس کام میں مستعمل نہیں کیجاتی - ان اجزا کو پہلے کوٹ کر خوب باریک کرتے ہیں - اور پھر ہر ایک جُزو کو علیحدہ علیحدہ چھلنی میں چھانتے ہیں - پھر سب کو ملا کر ایک کٹھالی میں ڈالتے ہیں جو کہ ایک نل کی شکل کی بھٹی میں رکھی جاتی ہے - یہ بھٹی ۶ فٹ ۶ - انچ ہوتی ہے اور اس کا قطر ۴ فٹ ۳ - انچ کا ہوتا ہے - اور اس پر گنبد ہوتا ہے - اس کے لئے بہت خشک لکڑی کی آنچ چاہئے - تاؤ درجہ بدرجہ زیادہ کیا جاتا ہے اور جبکہ پگھلنے کی حرکت جو کہ ۲۰ سے ۳۰ گھنٹہ تک ختم ہوتی ہے - ہو چکے تو کٹھالی کو اتار کر سرد کیا جاتا ہے - اور حسب دلخواہ کاٹ کر مصنوعی جواہر بنایا جاتا ہے - اگرچہ ہر ایک کاریگر اپنے مصالح کا سٹراس استعمال کرتا ہے لیکن ہم یہاں اُن جزویات کو لکھتے ہیں جو عموماً مستعمل ہیں -

جزویات عام سٹراس - راک کرسٹل (Rock crystal) ۲۹۶،، ۲ گرین ہینیم (Menwm) (ایک قسم کا جست) ۵۲۰۰،۸ گرین - سوہاگہ ۲۳۲،۱ - زرنیخ یعنی ہڑتال ۸،۱۰ اگرین - پوٹاش ۴،۰۰،، اگرین - **دیگر** - لالی تھارج (Litharge) یعنے ایک طرح کا آکسیڈ جست ۱۶،،، گرین - سفید ریت ۳،،،۵ گرین - پوٹاش ۱،،، گرین (۲) **پکھراج کے بنانیکا مصالحہ** - نہایت سفید سٹراس ۴۲۶،۰،۹ گرین - نہایت شفاف و مصفا شیشہ سرمہ ۴۲۱،۳۶ گرین - پرپل آف کیسی اس (Purple of Cassius) ۲۸،۶ (۳) **نیلم کیلئے** - عمدہ سفید سٹراس ۸۰،،۵۰،۰،۳ گرین - خالص آکسیڈ کوبالٹ (Oxide of Cobalt) ۵،،۸،۰ گرین (۴) **زمرد** - سٹراس ۸۰۰،،۵۰،۳ گرین - خالص جز آکسیڈ ۶۲۳،۳۵

آکسیڈ کرومیم ۷۹۹ء۰ گرین (۵) ا ہسبٹ - سٹراس ۱۷۲۱۷ء۱ گرین - آکسیڈ مینگنیز
۳۹ء۲۰ گرین - آکسیڈ کوبالٹ ۴۰ء۴۴ گرین (۶) اکوامرین (یعنے پارچہ بہم
سٹراس ۵۰ء۱۳۲۹۱ گرین - شیشہ سرمہ ۳۷۰ء۳۰۰ گرین - آکسیڈ کوبالٹ ۲۹۵ء۰ گرین
(۷) سیر یا کیا پلک - سٹراس ۶۹۳ء۱۳۰۷ گرین - شیشہ سرمہ ۲۱۵ء۱۸۵ - پرپل
آف کیسی اس ۶۹۷ء۱ - آکسیڈ آف مینگنیز ۷۶۹ء۰ گرین - قس علیٰ ہذا ؎

واضح رہے کہ مندرجہ بالا نسخہ نمبر ۲ سے جو مصنوعی کھیراج بنتا ہے وہ تاریک ہوتا ہے اُسکے کونے کچھ براق ہوتے ہیں - اور جب آنکھ اور روشنی کے درمیان رکھیں تو اس سے سرخ روشنی کی جھلک پڑتی ہے - اسی شے سے یاقوت بھی بن سکتا ہے اس طرح کہ کھیراج کے اس مصالحہ کے ایک حصہ کے ساتھ ۸ حصہ عمدہ سٹراس ملاکر کٹھالی میں گلکاری کی بھٹی میں ۳۰ گھنٹہ تک رکھدیتے ہیں - جس سے کہ ایک عمدہ زرد رنگ نگینہ بنجاویگا - جسکو حسب مرضی کاٹنے سے عمدہ مشرقی یاقوت نکل آویگا -

مصنوعی جواہر سازی کا زمانہ

مصنوعی جواہر ساز بڑی ترقی کر رہے ہیں - بمقام سٹ مونکل Setmonkulf واقعہ جورا[1] (Jura) اس فن کے بہت کارخانے ہیں - پیرس شہر میں کئی کاریگر ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر اس فن میں اپنی کاریگری دکھلاتے ہیں - اور ہم نے صرف اُن جواہرات کی نقل اُڑانے کی ترکیبیں لکھی ہیں جن میں سے اکثر قسم دوم کے ہیں - اس فن کے ماہرین نے اعلےٰ درجہ کے جواہرات کی نقل اُڑانے کی کوششیں کی ہیں اور کامیاب رہے ہیں - چنانچہ ہینری کیرن M Henri Caron اور ہینری سینٹا کلیر ڈیول M. Henri Sainte Claire نے ماہ اپریل ۱۸۵۸ء میں پیرس کے مدرسہ علوم و فنون میں یہ فن ظاہر کیا جس سے کہ کارنڈم کی قسم کے جواہر مثلاً یاقوت و نیلم کی نقل اُڑائی جاتی - یہ ترکیب اس طرح تھی کہ

---

[1] فرانس کے مشرق میں ۴۶ شمالاً ۵ شرقاً پر ایک صوبہ ہے ۱۲

فلورائیڈ آف الیومینم کو کوئلہ اور تیزآب۔ سوہاگہ کے ساتھ ملاکر جست کی کٹھالی میں انکو آگ دیتے ہیں۔ اور ایک گھنٹہ تک سفید آنچ دیکر ہوا سے بچاتے ہیں +

ان کاریگروں نے اس فن میں یہانتک کمال حاصل کیا ہے کہ جو مصنوعی جواہر وہ بناتے ہیں اصلی جواہر کے ایسے ہمشکل و ہمرنگ ہوتے ہیں کہ اچھے اچھے تجربہ کار جوہری دھوکہ کھا جاتے ہیں اور غائر نگاہ سے امتیاز نہیں کر سکتے۔ چونکہ اکثر خالص اعلے درجہ کے جواہر تراشیدہ اور جلا کئے ہوئے ہوتے ہیں اسلئے اُن کی شناخت کے لئے علم کیمیا یا علم معدنیات کے قواعد بعض دفعہ کارگر نہیں ہوتے۔ پتھر کے کاٹنے بانٹنے سے اُسکی وہ معدنی شکل نہ رہی ہوگی اور واحدیا دوچند طاقت انعکاس کا امتحان بھی نہ ہوسکیگا۔ اور اگر یہ جواہر کسی زیور میں جڑا ہوا ہے تو اُسکے تپانے کے ذریعہ جانچ ہونی اور بھی غیر ممکن ہوگی۔ اسلئے صرف طاقت برقی یا درجہ صلابت ہی سے ہم اسکی کچھ شناخت کر سکینگے۔ ہاں اگر جواہر کسی زیور میں جڑا ہوا نہو تو وزن مخصوص کے امتحان کرنے سے اس کی اصلیت بخوبی ظاہر ہو جاویگی۔ بعض مبصرین جواہرات کی شناخت کا یہ قاعدہ[1] بیان کرتے ہیں کہ "جس جواہر کی شناخت کرنی منظور ہو اسکو ایک ایسے پانی سے لبالب بھرے ہوئے کٹورے میں ڈالو۔ جس کے نیچے ایک اور برتن دھرا ہوا ہو جو پانی اس جواہر کے پڑنے سے جھلک کر برتن میں گرے اُسے وزن کر لو اور جواہر کو بھی تول لو۔ اور پھر دیکھو کہ اس پانی اور جواہر کے وزن میں کیا نسبت ہے۔ اگر یہ نسبت اُس نسبت کے مطابق ہو جو اُس فہرست میں لکھی ہے۔ جو اسی طرح تمام جواہرات اور پانی کے متناسب وزن کی بنائی گئی ہے۔ تو وہ جواہر خالص ہوگا ورنہ نہیں" مثلاً اگر کوئی عمدہ قرمزی رنگ پتھر مشرقی یاقوت کے نام پر فروخت ہوتا ہو تو خریدار کو تحقیق کر لینی چاہئے کہ یہ لعل رمانی یا سائیبیریا کا ترمری تو نہیں۔ اگر فرض کریں

[1] یہ قاعدہ وزن مخصوص دریافت کرنیکے قاعدہ سے ملتا ہے +

کہ اسکا وزن ہوا میں ۱۰۰ گرین ہے۔ اور پانی میں وزن کرنے سے اسکا وزن ۶۹ گرین رہ گیا تو ظاہر ہوگا کہ یہ یاقوت نہیں ہے۔ کیونکہ جو یاقوت ہوا میں ۱۰۰ گرین ہو اُس کا وزن پانی میں ۷۶،۷ گرین ہوتا ہے۔ اگر یہ سپائنیل روبی ہوتا تو پانی میں اس کا وزن ۷۲،۸ ہوتا ہے۔ لیکن یہ سائیبر یا کا ترمری ہے جس کا وزن اگر ہوا میں ۱۰۰ گرین ہو تو پانی میں ۶۹ گرین رہجاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ؛

اگرچہ یہ قاعدہ بھی جواہرات کی شناخت میں بہت مدد دیتا ہے۔ لیکن جواہرات کی جداگانہ ماہیتوں کے ذریعہ اس سے بھی زیادہ آسان طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کون جواہر ہے۔ مثلاً ہیئت۔ صلابت۔ وزن مخصوص۔ طاقت انعکاس خود ہی کہہ دیتے ہیں کہ یہ کس نام کا جواہر ہے۔ شلاً جو جواہر کسی اور جواہر سے نہ کاٹا جاوے وہ الماس ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی جواہر یاقوت یا نیلم کے نام سے فروخت ہو رہا ہو اور ترمری یا پکھراج یا کسی اور ادنےٰ درجہ کے جواہر سے کاٹا جاوے تو وہ یاقوت یا نیلم نہ ہوگا۔ بلکہ کوئی مصنوعی یا ادنےٰ درجہ کا جواہر ہوگا ؛

جب یہ تحقیق ہو گیا کہ یہ جواہر خالص ہے تو پھر اُس کے عیبوں اور نقصوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بعض جواہر میں ایسے عیب چھپے ہوتے ہیں کہ ان کے نکلوانے میں جواہر کی نصف قیمت نہیں رہتی۔ جواہرات میں عموماً یہ نقص ہوتے ہیں :۔

(۱) بال۔ جواہر میں چھوٹے چھوٹے درز اور شگاف ہوتے جن کے باعث یہ کٹوانے کے لائق ہو جاتا ہے ؛

(۲) چھائیاں۔ جواہر میں بھورے یا بادامی یا سفید داغ اور کلف ہوتے ہیں یہ عیب خصوصاً الماس اور زرد رنگ کے یاقوت میں دیکھا جاتا ہے :۔

(۳) ریگ۔ جواہر میں ریت کے کنکروں کی طرح سفید۔ بھورے یا سُرخ رنگ

چھپے ہوتے ہیں۔ علاوہ بریں ہر ایک جواہر میں جو جو خاص عیب ہوتے ہیں اُن کا ذکر ہر ایک جواہر کے بیان میں آئیگا۔ ان عیبوں کے پہچاننے کے لیے بڑا تجربہ چاہیے۔ کیونکہ بعض عیب ایسے نامعلوم ہوتے ہیں کہ خالی آنکھ سے نظر نہیں آسکتے اسلئے بعض جوہری خوردبین سے کام لیتے ہیں ؛

جواہرات کی قیمت پر رواج کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ کسی وقت ایک اعلے درجہ کا جواہر بے رواجی کے باعث بہت کم قیمت پاتا ہے اور بالعکس ایک ادنے درجہ کا جواہر کثرت خریداری کے باعث بڑا مول پاتا ہے۔ جواہر کی نئی کانوں کے دریافت ہونے سے بھی اس کی قیمت پر اثر ہوتا ہے۔ مثلاً جب سے برازیل اور جنوبی افریقہ میں الماس کی کانیں نکلی ہیں۔ تب سے ہندوستان کے الماس کم قیمت ہو گئے ہیں۔ عموماً جواہر کی قیمت خریدار کی پسند پر پڑتی ہے۔ جب جوہری بھانپ لیتا ہے کہ اس نگ پر مشتری کی نگاہ زیادہ ہے تو وہ اُس کی قیمت دوگنی تگنی تبلاتا ہے۔ جواہرات کی کاٹ۔ رنگت۔ اور چمک دمک پر بھی قیمت کا بڑا لحاظ ہوتا ہے۔ جو جواہر خوش قطع ہو اور کئی طرح کے نگینوں میں جڑا جا سکے وہ زیادہ قیمت پاویگا۔ چونکہ متذکرہ بالا امورات کے لحاظ سے جواہرات کی قیمت بدلتی رہتی ہے اس لئے انکی قیمت دریافت کرنیکا کوئی کلیہ قاعدہ نہیں لکھا جا سکتا۔ ان کی قیمت دریافت کرنیکا مدار تجربہ پر ہے پھر بھی ہر ایک جواہر کے بیان میں اُس کی قیمت ڈالنے کے لئے چند قواعد لکھدیئے گئے ہیں۔ اگر ذرا پیچھے ہٹ کر زمانہ قدیم کی تجارت جواہرات پر نظر ڈالیں تو ظاہر ہوگا کہ ہمیشہ جواہرات کی قیمت میں ادل بدل ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ سیلینی (Cellini) صاحب بیان کرتے ہیں کہ سنہ اسوقت عمدہ یاقوت ایک قیراط وزنی کی قیمت ۸۰۰ گولڈ سکوڈی (Gold Scudi) ایک قیراط زمرد کی ۴۰۰۔ ایک قیراط الماس کی ۱۰۰ اور ایک قیراط نیلم کی ۱۰ گولڈ سکوڈی ہوتی ہے۔ ڈی بوٹ (De Boot)

صاحب کے وقت یاقوت کی قیمت اُسی مقدار کے الماس سے نصف ہوتی تھی۔ اور اگر یہ ۱ قیراط سے زیادہ وزنی ہوتا تو اسکی قیمت اسی وزن کے الماس کے برابر ہوتی۔ ایک قیراط وزنی نیلم کی قیمت ۲ تھیلرس یعنے ۳ روپیہ ہوتی۔ اسوقت زمرد کی بڑی کثرت تھی۔ چنانچہ اسکی قیمت الماس سے چہارم ہوتی۔ برکوم صاحب روز کاٹ کے الماس کی قیمت جو ایک قیراط وزنی ہو ۱۰۰ افرنکس اور توریز ۱۵۰ فرنکس لکھتا ہے۔ ۱۸۰۰ء میں ڈیوٹن صاحب برلینٹ الماس ایک قیراط وزنی کی قیمت ۸ لوس دوڑ (Loursdor) اور زمرد خورد کی ایک لوس فی قیراط لکھتے ہیں ۱۸۵۰ء تک الماس کی یہی قیمت رہی لیکن آجکل الماس کی قیمت آگے سے دوچند اور نیلم کی سہ چند ہوگئی ہے اور زمرد کی تو بہت بڑھ گئی ہے +

قیمت کا اندازہ زمانہ حال کے جواہرات مختلف

جن جواہر کے پہننے کا رواج جاتا رہا ہے اُنکی بہت کم بازاری ہوگئی ہے جواہری لوگ خریداروں کے روبرو آپس میں جواہرات کی خرید اور فروخت کیلئے مقررہ اصطلاحیں بولتے ہیں۔ تاکہ خریدار انکو سمجھ نہ سکیں۔ بعض جوہری انگلیوں کے اشاروں سے مطلب نکالتے ہیں۔ ہندوستان کے جوہری خصوصاً بنگالیوں نے جواہرات کی قیمت سمجھنے کے لئے مفصلہ ذیل سمجھوتے مقرر کئے ہوئے ہیں:-

اصطلاحات جو بعض جوہریوں کے خرید و فروخت جواہرات میں متعلق کرتے ہیں۔

ایک روپیہ کے لئے مان۔ بن یا آنٹرن یاؤ	آٹھ روپیہ کے لئے تہال
۲ دو روپیہ " " سویان یا تھایل یاو	۹ نو روپیہ " " ناملی
۳ تین روپیہ " " ایکو پای یا آبر یاؤ	۱۰ دس روپیہ " " ڈھوس
۴ چار روپیہ " " آنٹرن	۱۱ گیارہ روپیہ " " مان بڑھائی ڈھوس
۵ پانچ روپیہ " " سوت پاؤ یا پالو	۱۲ بارہ روپیہ " " سوڈان
۶ چھ روپیہ " " چیتی	۱۳ تیرہ روپیہ " " ایکو پای
۷ سات روپیہ " " تلی	۱۴ چودہ روپیہ " " آنٹرن

پندرہ[۱۵] روپیہ کے لئے سوت پاؤ — اٹھارہ[۱۸] روپیہ کے لئے تہال

سولہ[۱۶] روپیہ " " چیٹی — انیس[۱۹] روپیہ " " نایلی بڑھاتی ڈھوس

سترہ[۱۷] روپیہ " " بلی — بیس[۲۰] روپیہ " " سوت

بموجب قیمت جواہر لفظ مان سے ایک۔ ایک سو۔ ایک ہزار۔ ایک لاکھ وغیرہ تک مفہوم ہوتا ہے۔

اعلیٰ درجہ کے جواہر قیراط[۱] سے تولے جاتے ہیں۔ بعض مصنف لکھتے ہیں کہ ایک درخت افریقہ میں کورا نامی ہے جسکے پھل اور پتے سنہری رنگ ہوتے ہیں۔ اس کے پھل خشک کرنے سے کم وزن نہیں ہوتے۔ اسلئے انکو جواہرات کے تولنے میں استعمال کرتے ہیں۔ پہلے پہل یہ افریقہ کے مقام شن کالا میں سونے کے تولنے کے لئے مستعمل تھے۔ پھر یہ پھل ہندوستان میں آیا۔ اور جواہرات کے تولنے میں استعمال ہونے لگا۔ قیراط قریباً ۳٫۱۷ گرین ٹرائی کے برابر ہوتا ہے اسلئے ½۱۵۱ قیراط = ۱ اونس انگریزی اور ۲ قیراط = ۱ ماشہ

مختلف ممالک میں قیراط کا وزن مختلف ہے۔ چنانچہ

انگلستان میں قیراط =	۲۰۵٫۴۰۹۰ ملیگرام	ہالینڈ میں قیراط =	۲۰۵٫۰۴۴ ملیگرام
فرانس " " =	۲۰۵٫۵۰ "	ہسپانیہ " " =	۲۰۵٫۳۹۳ "
برلن " " =	۲۰۵٫۴۴۰ "	پرتگال " " =	۲۰۵٫۷۵ "
ونیا " " =	۲۰۶٫۱۳۰۰ "	برازیل " " =	۲۰۵٫۷۵ "

ہندوستان میں جواہرات رتی سے تولے جاتے ہیں جو ⅞ قیراط کے برابر ہوتی ہے۔ یہ سرخ رنگ کا پھل ہوتا ہے جو ہندوستان میں پیدا ہوتا ہے ۸ رتی = ۱ ماشہ

[۱] یہ لفظ ایک یونانی لفظ (Xepation) سے نکلا ہے۔ جو ایک درخت کے پھل کا نام ہے جسکے بیج کڑے ہونیکے باعث قیمتی اشیاء کے تولنے میں کام آتے ہیں۔ کرگ اور سکلوچ صاحب اس لفظ کا مصدر کرر لکھتے ہیں جو ایک افریقہ کے پودے کا نام ہے ۱۲

۱۲ ماشہ = ۱ تولہ = ۵ تولہ ایک چھٹانک - بابر کے وقت ایک وزن جسے مثقال کہتے تھے جواہرات تولے جاتے تھے - یہ ۵ رسم ۲ گرین کے برابر تھا - کم درجہ جواہر مثلاً پلک - مرجان - مروارید خورد - پیریڈیٹ وغیرہ اونس کے وزن سے تولے جاتے ہیں

ان جواہرات کی قیمت ہر ملک میں وہاں کے سکوں میں دی جاتی ہے - اسلئے سکوں کی تشریح کیجاتی ہے = ۲۰ شلنگ = ۱ پونڈ - پندرہ روپیہ - فرانسیسی سکہ فرنگ ۱۰ روپیہ - ہالنڈ کا فلورن = ۲۰ پنس = ۱۳ ار ۲ پائی - اٹلی کا گولڈ سکوڈی ۹ شلنگ = ۶ روپیہ ۱۲ ار - لوس ڈور = ۱۸ شلنگ = ۱۳ روپیہ ۸ ر

سکہ جات

فصل ہفتم

جواہرات کی عجوبہ کرامات و یُمن و برکات کی طاقتیں و فواید طبی

(Maruelleus and Medical Properties)

یہ جواہر جو اپنی دلربا چمک و دمک و دلفریب آب و تاب کے باعث سب دنیاوی اشیاء سے اعلٰے درجہ کے ہیں - صرف انہی خارجی اوصاف کے باعث ہر دلعزیز اور شہرۂ آفاق نہیں - بلکہ ان میں کئی عجیب و غریب کرامات و یمن و برکات مانی گئی ہیں جن کے باعث لوگ بڑی خواہش سے انکے طلبگار ہوتے ہیں - زمانہ قدیم سے لوگوں کا یہ اعتقاد چلا آتا ہے کہ جواہرات کے پہننے سے کئی برکات نازل ہوتی ہیں - کئی آفات و امراض سے بچاؤ ہوتا ہے - ان کے یمن سے طاقت - دولت مرتبہ - خوشی اور کئی برکتیں حاصل ہوتی ہیں - کئی جواہر سعد - کئی نحس سمجھے جاتے ہیں - گو آجکل کے تہذیب یافتہ نوجوانوں اور نئی روشنی والوں کے نزدیک یہ خیالات پوچ اور واہیات ہیں لیکن ہر زمانہ میں عالم و فاضل ہوتے رہے ہیں

جواہرات کی نسبت لوگوں کے اعتقاد

جنھوں نے اس مضمون کیطرف توجہ فرمائی ہے اوران کے یمن وبرکات کے بارہ میں اپنے خیالات قلمبند کرکے چھوڑ گئے ہیں۔ جنکے باعث آجکل بھی اس زمانہ علم وفضل میں جبکہ نئی روشنی پرانے ضعیف الاعتقادی کے خیالات دور کرتی جاتی ہے۔ کئی اقوام انکی برکات اور یمن کے معتقد ہیں۔ ہندوستان میں لوگوں کے یہ خیالات مدت سے چلے آتے ہیں۔ اور کل دنیا سے اہل ہند جواہرات کے عجیب وغریب کرامات کے زیادہ معتقد ہیں۔ پورانوں اور دیگر قدیمہ کتب سنسکرت میں ان کے خواص سحری کا تذکرہ دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ اہل ہنود کے اس اعتقاد کا بھی کتب متبرک موجب ہیں بعض کتب میں جواہرات کا پہننا فرائض مذہبی میں بڑا ثواب بخش وسعد گیا گیا ہے۔ انکے دان وبخشش کرنیکے بڑے ثواب لکھے ہیں۔ علم نجوم میں کئی ایک نحس کواکب کے بداثر کے رد کرنے کیواسطے خاص خاص جواہر نامزد کئے گئے ہیں۔ اور اگر کسی ستارے کی گردش کے ایام میں نحوست کا ڈر ہو تو اس ستارے کی خوشنودی حاصل کرنے اور نحوست کے دور کرنے کیلئے ایام گردش کے درمیان خاص خاص جواہر کا پہننا فائدہ مند سمجھا گیا ہے۔ اسی طرح کئی ایک زیورات میں خاص طور پر جواہر جڑواکر پہننے سے عزت۔ شہرت۔ دولت۔ راحت۔ طاقت واقبال کا حاصل ہونا قرار دیا گیا ہے۔ ذیل کی جدول میں لکھا جاتا ہے کہ سیاروں کے کون کون خاص جواہر ہیں اُن کے خلاف ہونے اوران کے ایام گردش میں کون سے جواہر پہننے چاہئیں ؎

نام ستیارہ	اسکے خلاف ہونیمیں کون جواہر پہننا چاہیئے۔	اسکا خاص جوہر کون ہے۔	اسکے ایام گردش میں کون جواہر پہننا چاہیئے
شمس	یاقوت	یاقوت	یاقوت
قمر	مرواريد	حجر القمر	الماس

سیاروں کی نحوست دور کرنیکے واسطے جواہرات کا استعمال

نام سیارہ	اسکے خلاف ہونے میں کون جواہر پہننا چاہئے۔	اسکا خاص جواہر کون سے ہے	اسکے ایام گردش میں کون جواہر پہننا چاہئے
مریخ	مرجان	مرجان	مرجان
عطارد	زمرد	زرقون	زرقون
مشتری	پکھراج	بلور	مروارید
زہرہ	الماس	لہسنیا	لہسنیا
زحل	نیلم	نیلم	نیلم
راہو وکیتو	زرقون و زمرد	زمرد	زمرد

جواہرات کو عبادت گاہوں میں جڑوانے اور معبودوں کے آگے پیش کش کرنیکے کئی ثواب لکھے ہیں۔ شاستروں میں مختلف اغراض کے حصول کے لئے خاص خاص طریق کے زیورات خاص خاص جواہر سے مرصع کراکر بنوانے لکھے ہیں جواہرات کے معبود بناکر پرستش کرنیکا بڑا ثواب ہے۔ چنانچہ ایک پران میں لکھا ہے کہ ہر ایک سال کے بارہ مہینوں ذیل کی شرح کے مطابق جواہر کے شوبی مہاراج کی مورتی بناکر پرستش کرنی چاہئے۔ اسیطرح ممالک مغربی میں سال کے بارہ ماہ میں ایک ایک جواہر ایک ایک ماہ کے لئے خاص تھا اور وہ اُسی ماہ میں پہنا جاتا تھا چنانچہ یہ دونوں باتیں ذیل کی جدول سے ظاہر ہیں:-

جواہرات کے معبود بنانیکا ثواب

ہر مہینے میں کس جواہر کا شوبی مہاراج بنانا چاہئے اور کونسا جواہر پہننا چاہئے

نام ماہ	کونسا جواہر پہننا چاہئے	کس جواہر کا شوبی مہاراج بنانا چاہئے
جنوری یا ماگھ	گو میدک	مہرۂ افعی کا
فروری یا پھاگن	امیتھسٹ	حجر القمر "
مارچ یا چیت	سنگ یشب	طلا "
اپریل یا بیساکھ	نیلم	الماس "
مئی یا جیٹھ	عقیق	زمرد "

نام ماہ	کونسا جواہر پہننا چاہیئے	کس جواہر کا شوجی مہاراج بنانا چاہیئے
جون یا اساڑہ	زمرد	مروارید کا
جولائی یا ساون	سنگ سلیمانی	نیلم "
اگست یا بھادون	رودراکھ	یاقوت کا
ستمبر یا کنوار	کا رکیتک	زرقون
اکتوبر یا کاتک	زبرجد	مرجان
نومبر یا اگھن	پکھراج	لہسنیا
دسمبر یا پوس	یاقوت	پکھراج

اسی طرح دیگر دیوتاؤں کے جواہرات سے پرستش کرنیکے قواعد لکھے ہیں پرانوں اور شاستروں میں جواہرات کے عجیب وغریب خواص دیکھنے کچھ تعجب انگیز نہیں کیونکہ سنتر شاستر میں کل دنیاوی اشیار کے عجیب وغریب سحری خواص لکھے ہیں۔ بعض سعد سمجھے گئے ہیں اور بعض نحس۔ انہی میں جواہرات بھی ہیں۔ بلکہ انکی سب اشیار پر چمک ودمک۔ آب وتاب اور ندرت کے باعث فضیلت ہونے سے انکی طرف زیادہ توجہ ہوئی۔ اور کئی طرح کی برکات ان کی سمجھی گئیں لیکن اہل یورپ کا جو کل دنیا میں مہذب روشنضمیر مشہور ہیں۔ ان سحری خواص پر معتقد ہونا حیرت انگیز ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سحر وجادو کا علم متقدمین یورپ نے ممالک مشرقیہ سے اخذ کیا۔ اور چونکہ علم سحر میں جواہرات کے عجیب خواص کا بھی ذکر ہے۔ اس لئے انکو بھی انکا علم ہوگیا۔ متقدمین یورپ کی تصانیف میں جواہرات کے خواص سحری کے دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ زمانہ قدیم سے وہاں یہ علم چلا آتا ہے۔ چنانچہ پانچسو سال پیشتر سن عیسوی اونوسیکریشس نامی پادری نے جواہرات کے عجیب وغریب وبرکات انکی بابت لکھا۔ وہ لکھتا ہے کہ جو کوئی شخص بلور کو ہاتھ میں لیکر عبادت گاہ میں

جاوے تو اُس کی دعا ضرور مستجاب ہوگی۔" نیز "اگر اس پتھر کو اس طرح خشک لکڑی پر رکھیں کہ اس پر آفتاب کی کرنیں پڑ سکیں۔ اسی طرح اس نے عقیق۔ پکھراج۔ سنگ یشب۔ کہربا۔ کار کیتک۔ مرجان اور اوپل کے خواص لکھے ہیں ان میں صحت۔ خوبصورتی۔ دولت و اقبال۔ عزت و خوش قسمتی کے بخشنے کی طاقت سمجھی جاتی تھی۔ اسلئے اہل یورپ انکو بڑے شوق سے پہنتے تھے۔ اگرچہ روشنی علم نے تاریکی جہالت وضعیف الاعتقادی کو دور کر دیا ہے لیکن اس زمانہ میں بھی سیکڑوں علم سحر کے معتقد ہیں۔ چنانچہ یوجینی قیصرہ فرانس اوپل کو اسواسطے نہیں پہنتی کہ یہ نحس ہے اور باعث بدبختی ہے۔ آجکل کے یوروپین ساحروں نے جواہرات کے مخفی سحری طاقتوں کو دریافت کرنیکی کوشش کی ہے جو کہ متقدمین کو اچھی طرح معلوم تھیں۔ وہ معتقد ہیں کہ خواص طبی کے علاوہ جواہرات میں عجیب و غریب طاقتیں ہیں اور ہر ایک جواہر کا ایک ایک فرشتہ سے تعلق ہے۔ کہتے ہیں کہ کھاگنٹ (Mosr Chugnel) نامی ساحر نے ایڈیلی Adela سے یہ علم حاصل کیا۔ انکے سوال و جواب جواہرات کے نہانی عجیب و غریب خواص کے بارہ میں مشہور ہیں۔

اہل یورپ کا جواہرات کے خواص میں اعتقاد

جی بی پورٹا (G.B. Porta) صاحب کے علم سحر سے جواہر کے خواص کی بابت بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ہندو شاستروں میں مختلف اغراض کے حصول کے لئے مختلف طور پر زیورات بنوا کر ان میں جواہر جڑوانے لکھے ہیں۔ اسی طرح یورپ بھی اس ضعیف الاعتقادی سے خالی نہیں۔ وہاں بھی کئی کتب میں جواہرات کے مختلف طرح کے زیورات خاص خاص ساعت و ایام میں بنوانے کے طریق لکھے ہیں اور انکے پہننے کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی مہیب و زور آور دشمن پر غالب ہونیکی مراد ہو تو اُسے ذیل کے طریق سے انگشتری بنوا کر پہننے چاہیئں

طریق بروز اتوار۔ ساعت مشتری (یعنی گیارہ سے بارہ اور ۶ سے ۷ بجے دن کے

درمیان - ایام زادی النوتیر، ۔ الماس سونے کی انگشتری بنواؤ - اور اس میں یہ ۷ جواہر الماس - یاقوت - نیلم - زمرد - زبرجد - ندقون اور پکھراج جڑواؤ اور اُسے پہنو - تم کو کسی کا خوف نہ رہیگا ؛

جو علمار و حکماء علم سحر و جواہرات کے عجیب و غریب کرامات کے قائل ہیں - وہ اپنے ثبوت میں جو دلائل پیش کرتے ہیں اُن میں سے چند ذیل میں بدیہ ناظرین باتمکین ہیں :-

" عوام کے نزدیک سحر و کرامات کی تعریف یہ ہے کہ کسی ایسی بات کا ظہور میں آنا جو قانونِ قدرت کے خلاف ہو - غرضیکہ جو بات جس کے ذہن میں نہ آئی اُسکو سحر کہدیا - اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ عوام الناس کا یہ خیال کہانتک درست ہے اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کو دیکھکر جو کہ سمجھ میں نہ آوے اور نہ وہ قبل اس کے اُس کے سُننے میں آیا ہو یہ کہے کہ یہ خلاف قانون قدرت ہے - گو وہ پیشتر سے ایسی باتیں فرض کرلیتا ہے کہ جسکا کوئی بشر دعوی نہیں کرسکتا اور جس پر صرف وہ صانع حقیقی ہی حاوی ہے - اول تو اس کہنے سے اسکا یہ منشا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص تمام قوانین قدرت سے واقف ہے - کیونکہ اگر وہ واقف نہوتا تو وہ کس طرح سے یہ دریافت کرلیتا کہ فلاں بات قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئی - اب دیکھو کہ آیا یہ بات ممکن ہے کہ انسان تمام قوانین قدرت کو جانے - جب خدا کی ذات غیر محدود ہے اور اُس کے قوانین بھی اندازہ گمان میں نہیں آسکتے - اور عقدۂ راز فطرت عقل و وہم کے زور سے نہیں کھُل سکتا - تو انسان جو ایک محدود چیز ہے کیونکر اس وسیع کائنات کے سب قوانین قدرت کو جان سکتا ہے - امثلاً الماس میں یہ خاصہ عجیب ہے کہ جو کوئی شخص اسکو پہنے اسکو صحت جسم حاصل ہوتی ہے - سب خوف دُور ہوتے ہیں - دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے - آجکل کے نئی روشنی والوں نے صرف علم کیمیا - و علوم طبعی و فلاسفی کی چند

کتب پڑھنے سے قوانین قدرت کو محدود سمجھ لیا ہے اور یقین کر لیا ہے کہ ان علوم کے اصول کے
برخلاف کوئی امر ہو نہیں سکتا یعنی خلاف قانون قدرت ہے۔ اس لئے چونکہ ان علوم کے اصول کے مطابق ایک پتھر
میں ایسی طاقت ہونی پوچ و اہیات بات ہے۔ اسلئے انہوں نے ان باتوں کو غلط و بناوٹی سمجھا اور کہا کہ کہاں الماس
جو ایک ناچیز و بے قیمت سنگریزہ ہے اتنی طاقت رکھے کہ اس کے پہننے سے دشمنوں پر فتح حاصل ہو۔ بس غنیم
آیا۔ صرف الماس پہنکر بیٹھ جاؤ۔ توپوں اور فوجوں کا کام خود بخود نکل آیا۔ یہ تو وہی
مثل ہوئی مار دان گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ تردید سنئے ہر ایک شخص اس بات کا قائل ہے
کہ خدا کی قدرت لا انتہا ہے۔ اور انسان کے طائر عقل و فہم کی اتنی بلند پروازی نہیں کہ
وہاں تک پہنچ سکے۔ عقدہ راز فطرت اب تک نہیں کھلا۔ جسقدر کسی عالم فاضل نے
ساری عمر تجربات کرتے اور صفحۂ ہستی کو مطالعہ کرتے چند باتیں معلوم کر لیں وہ قوانین
قدرت خیال کئے۔ باقی باتیں وہی خلاف قانون قدرت سمجھی گئیں۔ تو ایک طرف
تو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قوانین قدرت لا انتہا ہیں۔ اور پھر یہ کہیں کہ فلاں بات خلاف
قانون قدرت ہوئی گویا قوانین قدرت محدود ہیں۔ اس میں اجتماع ضدین واقع ہوتا ہے
ایک چیز کو ہم یہ کہتے ہیں کہ غیر محدود ہے۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ کوئی چیز اس سے باہر
واقع ہوئی۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیر محدود نہیں ہے۔ اُس صانع حقیقی نے جو
قوانین بنائے ہیں وہ مثل قوانین نوع انسان ایسے نہیں کہ آج جاری ہوئے کل منسوخ ہو گئے
انسان تو اپنے علم و عقل کے محدود ہونیکے باعث اپنے سب کاموں کے نتائج بخوبی دیکھ
نہیں سکتا ہے۔ اور جب کسی بات کے حصول یا دفعیہ کے لئے اُسکی کوئی تدبیر قاصر ہوتی
ہے تو اُس وقت وہ مجبور ہوتا ہے کہ کوئی دوسری تدبیر کرے اور بوجہ اپنے ذاتی نقص
کے کبھی اس بات میں کامیاب نہیں ہوتا۔ کہ کوئی ایسا قانون بنائے جو تمام دنیا کے
واسطے کافی ہو۔ اور جسکو کبھی منسوخ کرنے کی ضرورت نہو۔ برخلاف اس کے خداوند کریم
نے جو تمام نتائج سمجھتا ہے ع

کہ پیدا و پنہاں بہ نزدش یکیست

وہ قوانین بنا دیئے ہیں جن کے منسوخ کرنیکی کوئی ضرورت نہیں۔ جن کے ذریعہ سے کل دنیا کے کارخانے جاری ہیں۔ ان کو ازل سے ابد تک قیام ہے۔ اور انسان کی کیا مجال کہ ان کے برخلاف کوئی کام کر سکے۔ ساحر لوگ جو جواہرات کے عجیب وغریب خواص بیان کرتے ہیں۔ وہ گو بظاہر اُن لوگوں کو جن کو قوانین قدرت کے صرف چند اصول معلوم ہیں خلاف قانون دکھلائی دیتے ہیں لیکن اصل میں یہ حیطہ قوانین قدرت سے باہر نہیں۔ عام لوگ تو ان کی اِن طاقتوں کو عجیب وغریب ہونیکے باعث خلاف قانون قدرت سمجھتے ہیں۔ لیکن جو کہ رازِ فطرت سے زیادہ واقف ہیں اور سحر وطلسم کو بھی فطرت کے اصولوں میں سے سمجھتے ہیں۔ اُن کو یہ کچھ مشکل اور خلاف قیاس معلوم نہیں ہوتے مثلاً اگر دشتِ افریقہ سے ایک وحشی لائیں اور اُسکو ریل کی سڑک کے پاس کھڑا کر دیا اور ایک شخص انجن پر سوار ہو کر ریل کو تیزی سے چلائے۔ تو کیا یہ بات اُس کو عجیب معلوم نہ ہوگی۔ اور اگر دشت افریقہ میں کسی وحشی آدمی کو کہا جاوے کہ ریل گاڑی بغیر گھوڑے ہاتھی کے صرف دھوئیں کے زور بڑی تیزی کے ساتھ چلتی ہے اور لاکھوں من بوجھ لیجاتی ہے تو وہ کب اسکو باور کریگا اور قوانین قدرت کے موافق سمجھے گا۔ لیکن جو لوگ اس کے اصول سے واقف ہیں۔ اُن کے نزدیک ریل چلانے میں کسی ایسی بات کی ضرورت نہیں جو خلاف قانونِ قدرت ہے۔ یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ پانی کا کام آگ کا بجھانا ہے لیکن اگر کسی مقام پر پانی میں پڑنے سے کوئی چیز جلنے لگے۔ تو کیسا تعجب ہوگا۔ مگر ایسی چیزیں موجود ہیں جو پانی میں جلنے لگتی ہیں مثلاً فاسفورس[1] کو جب پانی میں ڈالتے ہیں تو پانی کا آکسیجن اُس کے ساتھ ملتا ہے اور وہ جلنے لگتا ہے۔ جو شخص اس اصول سے ناواقف ہے اُسکے نزدیک یہ بات بھی خلاف قیاس وعجیب ہوگی۔ جب وہ اپنی لاعلمی سے اس خاصیت کو نہ جانیگا

[1] دیکھو باب ف صفحہ ۱۲

تو وہ اس کو خلاف قانون قدرت خیال کریگا۔ پس ہم کو چاہیئے کہ جب کوئی عجیب و غریب بات نظر پڑے تو اس کی اصلیت دریافت کرنیکی کوشش کریں۔ نہ یہ کہ جو بات عقل اور علم سے بڑھی ہوئی دیکھی اُس کو خلاف قانون قدرت خیال کرلیا۔ جو بات ہم کو اپنی کم علمی سے بعید از قیاس و خلاف قانون قدرت معلوم ہوتی ہے اگر اُس کے اُصول سے واقفیت پیدا کریں تو وہ نہایت سیدھی بات معلوم ہوگی ہر ایک انسان کو یہ انگریزی مسئلہ یاد رکھنا چاہیئے کہ نالج از پاور (Knowledge is Power) یعنے علم ایک طاقت ہے اور علم سحر بھی ایک علم ہے تو ثابت ہوا کہ جواہرات میں یہ برکات اور عجیب و غریب طاقتیں خلاف قانون قدرت نہیں ہیں[1] بعض لوگ اس میں یہ حجت کرتے ہیں کہ اگر جواہرات کے عجیب و غریب خواص و طاقتیں قوانین قدرت کے خلاف نہیں تو ہمیشہ تاثیر کیوں نہیں ہوتی کئی شخص ایسے جواہر پہنے پھرتے ہیں جن کی بڑی بڑی طاقتیں بیان کی جاتی ہیں لیکن کبھی انہوں نے ان سے کوئی تاثیر نہیں دیکھی۔ مطابق قانون قدرت وہ اصول درست ہے جو تجربہ کی کسوٹی سے درست نکلے۔ بارہا آزمایا گیا تو جواہرات میں بجز ظاہری خوبصورتی کوئی اندرونی طاقت دیکھنے میں نہ آئی تو ان کی طاقتیں کس طرح قانون قدرت میں داخل ہوسکتی ہیں۔ اس دلیل کے جواب میں یہ واضح رہے کہ ہر وقت و ہر کس کے جواہر کے پہننے میں مناسب فایدہ نہ نکلنے میں بھی ایک بھید ہے۔ اس کا باعث طریق استعمال کی پابندی کی غفلت ہے۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ بیس آدمیوں کے پاس کسی نازنین مہ جبین کی تصویر ہونے سے یہ اغلب نہیں ہوتا کہ وہ معشوقہ اپنی تصویر کے سب مالکوں کو پیار کرتی ہے یا مالکوں میں سے ہر ایک اُس پر دل و جان سے فریفتہ ہو اسی طرح ایک جوہری کے پاس بیس مختلف جواہر مختلف خواص و طاقتوں کے ہوں

جواہرات کی طاقتوں کے اثر نہ ہونے کا باعث

[1] خلاصہ از فسانہ آزاد جلد ثالث مصنفہ پنڈت رتن ناتھ سرشار ۱۲

اور وہ انکو صرف اپنی روزی کمانے اور انکو بیچ کر فائدہ اٹھانے کیواسطے اپنے پاس رکھتا ہے۔ تو اگر اس کو ان کے پاس رکھنے سے ان کی برکات اور طاقتوں کا کچھ فایدہ حاصل نہو تو اس میں کیا تعجب ہے۔ کیونکہ وہ محبت و عقیدت جو مالک جواہر کو اپنی مرادوں اور خواہشوں کی اجابت کے لئے جواہر میں رکھنی چاہیئے اُس کے دل میں نہیں۔ وہ تو صرف اس کو پتھر سمجھتا ہے اور بیچ کر فایدہ اٹھانیکے اور کسی غرض سے انکو اپنے پاس نہیں رکھتا۔ لیکن جو شخص دلی عقیدت سے محض حصول مراد دلی مناسب طریق سے جواہر کو پہنتا ہے اور اسکی یہ غرض ہوتی ہے کہ اس کے متعلق کا موکل میری حاجت برآری کرے تو بیشک عقیدہ اور اعتقاد کے مطابق اسکی حاجت برآری ہوگی لیکن جو شخص ان کی عجیب طاقتوں سے ناواقف اور بے اعتقاد ہیں انکو یہ سوا شے زیب و آرائش بدنی اور کچھ فایدہ نہیں پہنچاتے۔ ایک انگریزی رسالہ علم سحر موسومہ آرٹ میجک (Art Magic) مصنفہ ایما ہارڈنگ برٹن (Emma Harding Brittan) میں جواہرات کی عجیب و غریب طاقتوں کی بابت بہت کچھ لکھا ہے۔ اس کے چند فقرات کا ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے:۔

"یہ اچھی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے۔ کہ تمام معدنیات اور دنیاوی اشیاء میں طاقت مقناطیسی ہے۔ اب یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ معدنیات میں کئی طرح کی عجیب و غریب طاقتیں اور خواص ہیں۔ اور ان کا کئی فرشتوں سے تعلق ہے۔ ربی بینونی (Rabi Benoni) جو چودھویں صدی میں عالم و فاضل اور فی زمانہ لاثانی کیمیاگر گذرا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ قبلم۔ الماس و دیگر جواہرات میں عجیب طاقتیں اور خواص سحری ہیں اور حسب قاعدہ کے مطابق ان کا کوئی طلسم یا تعویذ بنایا جاوے تو کئی فرشتے مطیع ہو جاتے ہیں اور پہننے والے کو نامغلوب بنا دیتے ہیں"۔ اسی طرح آرفیوس Orpheus صاحب پتھروں کے بارہ میں لکھتا ہے کہ "قدرت نے

انسان کے لئے ہر ایک طرح کے نیک و بد لازم کئے ہیں اور ساتھ ہی اسکا علاج بھی رکھدیا ہے۔ ہر ایک آفت کا دفعیہ اور مراد کا حصول پتھروں کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ انمیں کسی طرح کی طاقتیں رکھی ہوئی ہیں ؂

کتاب منی مالا حصہ دوم کے اخیر میں درج ہے کہ "جس طرح دیگر علوم و فنون ترقی کر رہے ہیں۔ اور جو بھید ہمارے آبا و اجداد کو معلوم نہ تھے۔ اور جو عقدۂ فطرت ابتک نہ کھلے تھے۔ وہ دریافت ہوکر کھل گئے ہیں۔ اسی طرح رفتہ رفتہ جواہرات کے عجیب و غریب خواص سحری آشکارہ ہوتے جاوینگے۔ جس طرح روشنی اور برقی کی پوشیدہ طاقتیں آجکل کے طالب العلموں نے تسلیم کر لی ہیں اسی طرح جواہرات کی عجیب طاقتیں بھی مانی جاوینگی" ؂

جواہرات کی طبی خاصیتوں کی نسبت لوگوں کی ایسی بے اعتقادی نہیں۔ جیسی کہ خواص سحری کی نسبت ہے۔ کتب فارسی و سنسکرت میں جسقدر جواہرات کے خواص طبی لکھے ہیں ہر ایک جواہر کے بیان میں درج کئے گئے ہیں۔ انگریزی کتب طبی میں انکا چنداں تذکرہ نہیں۔ جو کچھ لکھا ہے اسکا ماخذ کتب سنسکرت و فارسی عربی ہیں ؂

فصل ہشتم

(Celebrated Precious stones)

مشہور و معروف جواہر کا بیان

کئی جواہر دنیا میں ایسے ہیں جو اپنی خوبصورتی۔ چمک و دمک۔ رنگ ڈھنگ اور مقدار و عجیب و غریب سرگذشت کے لئے نامزد عالم چلے آتے ہیں۔ ایسے

حدوں کی مفصل کیفیت کا لکھنا بیجا نہ ہوگا - اس لئے ہر ایک جواہر کے بیان میں
اُن نگوں کا مفصل ذکر لکھا گیا ہے جو مشہورِ زماں ہیں - بعض کی تواریخ تو ایسی دلچسپ ہے
کہ انکے پڑھنے سے بڑا لطف حاصل ہوتا ہے - جب دیکھتے ہیں کہ جواہرات کے حصول و
بچاؤ کیواسطے لوگوں نے اپنی جان تک قربان کر دی - بڑی بڑی تکلیفیں سہیں تو بڑی
حیرت آتی ہے کہ سنگریزوں کیواسطے اسقدر ہوس - کہیں جگہ تو یہ جنگ و جدل کے باعث
ہوئی - اور کہیں لوگوں کی جانیں تلف ہوئیں - صدہا امیر غریب اور غریب امیر ہو گئے
لیکن ان کے بیانات کے لکھنے میں مشکل یہ ہے کہ مختلف مصنفوں نے ان کے حالات
لکھنے میں بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں - خصوصاً الماس کے بارہ میں - ایک الماس
کی داستان دوسرے الماس کی داستان کے ساتھ ملا دینے سے اصلی تواریخ ایسی پیچیدہ
کر دی ہے کہ اسکا غلطیوں سے پاک کرنا نہایت مشکل کام ہے - چونکہ جواہرات میں سے
بعض ایسے ہیں جن کا اب کوئی کھوج و پتہ نہیں ملتا اور کئی مدت سے گم ہیں اس لئے ان
کی اصلی تواریخ کا دریافت کرنا نہایت نازک کام ہے - لیکن واہ رے انگریزو! جس بات
کی طرف توجہ کی اُس کی وہ چھان بین اور تحقیق کی کہ گو اُس کا دریافت ہونا بظاہر بعید از
قیاس معلوم ہوتا ہو انہوں نے اسکو صاف مثل روزِ روشن کر دیا - اڈون - ڈبلیو سٹریٹر
(Edwin W. Shetter) صاحب نے جو علم الجواہر میں شہرۂ آفاق ہیں -
بڑی کوشش و چھان بین سے انکے بیانات کو لکھا ہے - اور بڑی تحقیقات اور جستجو
سے ہر ایک الماس کا حال بصحت تمام لکھا ہے - ایک کتاب انگریزی موسومہ گریٹ ڈایا
منڈس آف دی ورلڈ (Great Diamonds of the world)
صرف مشہور ومعروف ہیروں کے بیان میں لکھی ہے - جس میں ہر ایک مشہور الماس
کے بیان کو صحت کے ساتھ قلمبند کیا ہے - بندہ نے اسی کتاب کا ترجمہ بصحت تمام
لکھا ہے - اور جہانتک ہو سکا ہے اُسمیں بھی فضول عبارت کو چھوڑ دیا ہے اور مفید مطلب

مضمون جو ملا اسکو عمدہ ترتیب دیکر لکھا ہے۔ اور دیگر مصنفوں نے ان کے بیانات میں جو غلطیاں اور پیچیدگیاں ڈالدی ہیں انکو اچھی طرح تشریح کر کے رد اور صاف کر دیا ہے جس سے ان کی داستانیں صاف و درست ہوگئی ہیں ؛

Diamond

الماس

قادر مطلق نے الماس کیا عجیب شے بنایا ہے۔ اسکی چمک دمک آب و تاب کیا دل کو بھاتی ہے۔ کہ ہر ایک شخص دل و جان سے اس کا شایق ہے۔ بااین ہمہ صفات صانع حقیقی نے اسے ایسا نادر اور بے بہا شے بنایا ہے۔ کہ ہر بشر کے نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہی گویا اس کے زیادہ عزیز ہونے کا ایک باعث ہے۔ زمانہ قدیم سے یہ جواہر مشہور چلا آتا ہے۔ متقدمین علمار اور شعرا کی تصنیفات میں اس رتن کا ذکر دیکھنے سے پایا جاتا ہے۔ کہ زمانہ سلف کے لوگوں کو یہ اچھی طرح معلوم تھا۔ اور ہر زمانہ کے لوگ اس کی قدر کرتے رہے ہیں۔ گو تمام اقوام نے اس جواہر کو خوش رنگت وغیرہ کے لحاظ سے جملہ بیش قیمت جواہرات پر فضیلت دی ہے۔ لیکن اسکی ماہیت اور اس کے دیگر عجیب و غریب حالات کیطرف کسی نے توجہ نہیں کی۔ متقدمین حکمار نے اگر اس کے

بارہ میں کچھ لکھا ہے۔ تو بہت ہی مجمل اور ناتشفی دہ۔ جس سے پوری واقفیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ متاخرین عالموں نے جنہوں نے گلا کوہ علم و ہنر پہ قدم رکھکر آفتاب کی ماہیت کو بھی دریافت کیا ہے۔ بڑی جد وجہد سے اس جواہر کے حالات دریافت کر دکھائے ہیں۔ اور متقدمین اہل یونان کی نسبت بہت کچھ زیادہ باتیں معلوم کی ہیں۔ اگرچہ یونانیوں کی پرانی کتابوں میں اسکا کئی جگہ ذکر آیا ہے۔ لیکن زمانہ سلف میں اہل یورپ کو یہ جواہر معلوم نہ تھا۔ صرف تھوڑے ہی عرصہ سے انہیں اسکی پوری واقفیت حاصل ہوئی ہے اسکو انگریزی زبان میں ڈایامنڈ (Diamond) اور فرانسیسی زبان میں ڈایامنٹ (Diamant) کہتے ہیں۔ جو کہ لفظ ایڈی منٹ (Adamant) کے مترادف ہیں جسکا مصدر یونانی لفظ ایڈی مس (Adamas) (معنی نا مغلوب) ہے۔ ہومر صاحب کی تصنیفات میں یہ لفظ ایڈمیس اس طرح مستعمل ہے گویا کسی شخص کا نام ہے۔ اور حکما ہیسوڈ (Hesiod) پنڈار (Pindar) اور ٹری جکس Traiecs کی تصنیفات میں لفظ طرح بیان کیا گیا ہے کہ اس سے کوئی دھات یا کوئی سخت اوزار مراد ہوتا ہے۔ حکیم ارسطاطالیس کا جانشین تھیوفریسٹس (Theophrastus) جو کہ موجودہ رسالہ جواہر کا مصنف ہے۔ اس رسالہ میں لفظ ایڈمس لکھتا ہے جس سے الماس غرض نہیں کیونکہ مصنف مذکور فہرست جواہرات میں الماس کا نام درج نہیں کرتا۔ یہ رسالہ سن عیسوی سے تین سو سال پہلے تصنیف ہوا۔ اسکے بعد کچھ عرصہ تک کسی کتاب میں اسکا ذکر نہیں ایک شاعر مینی لیس (Manilius) نامی نے اپنی چہارم منظوم کتاب موسومہ ایسٹرونومیکن (Astronomicon) میں ایک فقرہ لکھا ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ "الماس طلا سے بھی زیادہ قیمتی ہے"۔ بعض مصنفوں کا اشتباہ ہے۔ کہ آیا اہل معا کے لفظ ایڈمس سے الماس مراد ہے یا کہ نیلم۔ لیکن پلائینی صاحب اس شبہ کو دور کرتے ہیں۔ اور الماس کی تعریف میں لکھتے ہیں۔ کہ "ہندوستان کا یہ جواہر بزرگ

اشفاف ہے۔ اور اس کے چھ پہلو ہوتے ہیں۔ ان کے بے رنگ کہنے سے صاف ظاہر ہے کہ اس سے نیلم مراد نہیں۔ نیز ہشت پہلو یعنی ہشت شکل الماس کی ذاتی شکل ہوتی ہے نہ نیلم کی +

مذکرہ بالا بیان سے صاف عیاں ہے کہ متقدمین اہل یورپ کو اس جواہر کے حالات اچھی طرح واضح نہ تھے۔ یہ متاخرین علماء کی کوشش ہے کہ انہوں نے بڑے بڑے تجربہ کر کے اسکی عجیب وغریب ماہیت کو دریافت کیا ہے۔ چونکہ ہندوستان میں اس جواہر کا دیگر ممالک سے چرچا تھا۔ اسی لئے دیرینہ کتب اہل ہنود میں اسکا بہت تذکرہ آیا ہے۔ ہندو لوگ صرف زیبائش بدنی کے لئے ہی نہیں پہنتے۔ بلکہ اسے باعث شادمانی ورفعت سمجھکر زیب بدن کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں اس کے بہت سے فوائد وبرکات مسطور ہیں۔ جس طرح ہندوؤں میں ذاتوں کا امتیاز ہے۔ اسی طرح ہندو جوہری ہیرہ کی بھی چار ذاتیں بیان کرتے ہیں یعنی خالص آبدار ہیرہ کو برہمن۔ شفاف اور شہد کے رنگ والے کو کھتری۔ پیز کے رنگ والے کو ویش۔ اور بھورے رنگ والے ہیرہ کو شودر کہتے ہیں +

آجکل کے جوہری اسکی یہ قسمیں بیان کرتے ہیں۔ (۱) گلابی (گلاب جیسا سرخ) (۲) نبسپتی (سبز رنگ)۔ (۳) نیل بجر نیلگوں (۴) بسنتی (زرد رنگ)۔ (۵) گرڑ ح (نہایت کڑا جس پر داغ ہوں جنن چال یا ابرق کہتے ہیں (۶) کٹمی (سفید)۔ (۷) سہورا (خاکی رنگ) (۸) پیلا (زرد)۔ (۹) کالا (سیاہ رنگ) اور (۱۰) کف۔ پنجابی جوہری الماس کی صرف چار قسمیں بتاتے ہیں۔ (۱) شربتی (ہلکا سرخ)۔ (۲) نیلا (۳) سفید (۴) سیاہ۔ ہندو عیب دار اور سیاہ ہیرہ کو پہننا زبون اور نحس سمجھتے ہیں۔ عرب اور فارس کے حکمار اسکی یہ قسمیں بیان کرتے ہیں۔

(۱) نوشادری۔ نوشادر کی طرح رنگدار (۲) کیر آسی۔ نقرئی رنگ (۳) کدملی

سفید - (۴) حدیدی - آہنی رنگ - یونانی حکیم الماس کو دوائی میں بھی استعمال کرتے ہیں اور اسکے اقسام ذیل بیان کرتے ہیں - (۱) شفاف - فرعونی (۲) زرد - تیغی (۳) بلوری - آسمانی (۴) سبزی - زبرجدی - اہل یورپ کم قدر الماس کی تین قسمیں کرتے ہیں - بورٹ - کاربونیڈو اور بورن ان تینوں کا بیان آگے لکھا جاویگا ⁂

(۲) خواص وماہیت

(Rhombic dodecahedron)

الماس کی ہیئت ذاتی حالت آغاز میں جبکہ یہ کان سے نکلتا ہے - عموماً ہشت پہلو اور شش‌بہ معین دوازدہ اضلاع ہوتے ہیں - اسی لئے اسے از قسم ٹیسیرل[1] Tessaral بیان کرتے ہیں - اس کی ذاتی شکل میں خصوصیت یہ ہے - کہ اس کے ہر ایک ضلع کے اوپر کی سطح ذرا خم دار یا قبہ دار ہوتی ہے - درحالیکہ دیگر قلموں کی بناوٹ کے پہلوؤں کی سطح اکثر ہموار ہوتی ہے - اسکے پہلوں کے متوازی ایک قدرتی شگاف ہوتا ہے - جس سے کہ حکاک کو عیب دار حصہ نکالنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے ⁂

الماس کی اکثر یہ ذاتی شکل قایم نہیں رکھی جاتی بلکہ اسے کاٹ کر حسب ضرورت کئی شکلوں کا بنا لیتے ہیں - اسے اکثر برلینٹ[2] - روز یعنی گلابی اور ٹیبل[2] کاٹ کا بناتے ہیں لیکن اس کے لئے برلینٹ کاٹ زیادہ تر موزون ہے - گلابی اور ٹیبل کاٹ کا بھی اکثر الماس کاٹا جاتا ہے - ذیل میں ایک پلیٹ میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ ایک گرین سے لیکر ۲۰ قیراط تک ہیرے کی کیا کیا شکل ہوتی ہے ⁂

الماس میں خدا نے وہ صلابت یعنی سختی ڈالدی ہے - کہ کوئی اور شے اس لحاظ سے اسکی برابری کا دم نہیں مارسکتی - اسی واسطے انگریزی میں اسے اڈیمنٹ[3] اور سنسکرت میں سجبر کہتے ہیں - لفظ صلابت سے الماس کا متعسر الفکاک ہونا مراد نہیں

[1] دیکھو صفحہ ۳۰ باب ۱ ۔ [2] دیکھو باب اول صفحہ ۷۶ ۔ [3] انگریزی لفظ بمعنی سخت ۱۲

بلکہ کسی شے دیگر کی دباؤ اور نفوذ کے لئے سد ہونا غرض ہے۔ اور یہ صفت غیر قابل منفوذ
ہونیکے باعث اس صفت سختی اور کڑاپن سے علیحدہ ہے۔ جو معدنیات کو ٹوٹنے سے
بچاتی ہے۔ اور یہ وہ صفت ہے جس کے باعث الماس سب دنیاوی اشیاء کو
چھیل سکتا ہے کیونکہ کسی اور شے معلومہ میں الماس کے برابر سختی نہیں لیکن متقدمین اہل
سختی یعنے صلابت کے معنے کڑاپن سمجھتے تھے۔ چنانچہ انکو الماس کے نہ ٹوٹنے کی نسبت
یہانتک خیال تھا۔ کہ الماس سندان پر رکھکر ہتوڑہ مارنے سے بھی نہیں ٹوٹتا اسی
خیال سے الماس کی صرافت کے امتحان کے لئے یہی سندان والا عمل مروج تھا اور
کئی قیمتی اور بڑی مقدار کے ہیرہ اس غلط فہمی نے برباد کئے۔ پلائنی صاحب کا بیان
ہے "کہ اگر الماس کو سندان پہ ہتوڑہ سے چوٹ لگائیں تو یہ ضرب کو ایسا روکتا
ہے کہ ہتوڑہ کانپ جاتا ہے۔ اور سندان ٹکڑہ ٹکڑہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اسے
بکری کے تازہ خون میں بھگوئیں تو یہ ہتوڑہ کی سخت چوٹ سے ٹوٹ سکتا ہے۔ اور
اس کے ایسے باریک ٹکڑے ہو جاتے ہیں کہ وہ مشکل نظر آتے ہیں" لیکن اب لوگوں کے
دل سے یہ غلط فہمی دور ہوگئی ہے۔ البتہ درجات سختی سے جو ماہرین نے مقرر کئے
ہیں الماس کی شناخت ہوتی ہے یعنے اگر کوئی پتھر یاقوت اور نیلم سے نہ کٹا جا سکے
تو وہ الماس ہوگا۔ چونکہ الماس میں اعلے درجہ کی سختی ہوتی ہے۔ اس لئے اس پر عمدہ
جلا آسکتا ہے۔ اس خواص سختی کے باعث ہی بڑے بڑے قدیم زمانہ کے الماس
ہمارے نصیب ہوئے اگر اس میں اتنی سختی نہ ہوتی تو کوہ نور مغل اعظم وغیرہ ہزارہا
صدیوں کے ہیرہ ہم نہ دیکھ سکتے۔ الماس میں یہ سختی دس درجہ کی ہے ✤

چمک ۔ الماس کی قدر و قیمت چمک کے باعث ہوتی ہے۔ کیونکہ اس سے ہر ایک
خریدار کی توجہ اس پر مبذول ہوتی ہے۔ اسکی چمک کو الماسی چمک کہتے ہیں۔ ناتراشیدہ

---

[1] دیکھو باب اول صفحہ

حالت میں رنگوں کے باعث اس کی چمک ہوتی ہے۔ اور اسی لئے اس چمک کو بھی ریفلک لسٹر[1] یعنے نیم ذاتی چمک کہتے ہیں۔ عمدہ چمک الماس کو جلا دینے سے نکلتی ہے ٭

رنگ۔ عموماً الماس بےرنگ ہوتا ہے لیکن بعض ہیروں کا زرد ہلکا سبز زرد۔ دی مائل سبز سیاہی مائل سبز۔ نیلا۔ بھورا سرخ اور سیاہ رنگ ہوتا ہے۔ زرد رنگ ہیروں کی نسبت سبز رنگ زیادہ پائے جاتے ہیں لیکن نیلگوں الماس کمیاب ہیں جب الماس کا رنگ بھورا یا سیاہی مائل ہو تو وہ شفاف نہیں رہتا۔ رنگدار ہیروں کو اگر جلا دیجاوے تو اُن کی چمک اور صفائی بہت عمدہ نکل آتی ہے۔ قدر و قیمت کے لحاظ سے الماس کے رنگوں کے درجہ وار اس طرح ترتیب ہوسکتی ہے اول درجہ نیلی۔ دویم درجہ سرخ۔ سیوم سبز۔ چہارم سفید۔ پنجم زیتونی ٭

ان کے علاوہ اور بھی کئی رنگ کے ہیرے ہوتے ہیں لیکن اُن میں اور رنگوں کی ملاوٹ ہونے کے باعث اُن کا ذکر علیحدہ کرنا ہی مناسب سمجھا جاتا ہے ٭

نیلگوں الماس بڑا نایاب اور قیمتی ہوتا ہے۔ چنانچہ نیلم رنگ الماس یاقوت رنگ الماس کے علاوہ تمام رنگ دار ہیروں میں افضل گنا جاتا ہے۔ ہلکے نیلے رنگ کے ہیرہ چنداں کمیاب نہیں ہوتے۔ لیکن انمیں ایک بھاری عیب یہ ہوتا ہے کہ یہ تھوڑے بہت دودیا رنگ مائل ہوتے ہیں۔ اسی لئے کم قیمت جواہرات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ لیکن گہرے نیلے رنگ کے ہیرے بڑے قیمتی ہوتے ہیں۔ اور سب ہیروں پر فوق رکھتے ہیں۔ اگرچہ کئی مصنف الماس کے اس نیلے رنگ کو نیلم کے رنگ سے مشابہت دیتے ہیں لیکن فی الحقیقت اسکے رنگ اور نیلم کے رنگ میں بڑا اختلاف ہے۔ اسکا نیلا رنگ گہرا نیلا۔ نیل کے رنگ پر مائل ہوتا ہے۔ اور اس لئے نیلم کے نرم رنگ سے مختلف ہے رنگ جو نیلگوں الماس معلوم ہوتے ہیں۔ ہندوستان کی پرانی کانوں یعنے گلورا

---

[1] دیکھو باب سوم

وغیرہ سے نکلے ہوتے ہیں۔ اگرچہ برازیل کی کانوں سے سب قسم کے رنگدار ہیرے نکلتے ہیں۔ لیکن کوئی گہرا نیلگوں الماس ابتک نہیں نکلا۔ جنوبی افریقہ کی کانوں کا بھی یہی حال ہے۔ یورپ میں مشہور و معروف نیلے رنگ کے ہیرے مفصلہ ذیل ہیں (۱) ہوپ[1] جو پہلے تورنیبر بلیو اور فرنچ بلیو کے نام سے مشہور تھا۔ یہ اب وزن میں ۴۴½ کی قیراط ہے (۲) ڈیوک آف[2] برن زوک کا نیلگوں الماس۔ سویم۔ ایک عدد ۴½ قیراط وزنی۔ چہارم۔ ایک عدد ۵ گرین وزنی ؎

خالص سرخ رنگ الماس عمدہ خوش رنگت کے باعث نہایت قیمتی ہوتا ہے۔ اور دل کو بہت بھاتا ہے۔ ایک عمدہ سرخ رنگ الماس کو جوزف ہلفن[3] Joseph Helphen صاحب باشندہ پیرس۔ لنڈن سے لائے جس شخص کے ہاتھ یہ الماس آتا۔ وہ اسے جدا کرنا نہ چاہتا۔ اسکی گہرے سرخ رنگ کو شفق آفتاب سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ اور بھی کئی ایک گلابی رنگ ہیرہ ہیں لیکن سب میں یہ بےنظیر ہے ؎

سبز۔ سبز رنگ الماس آنکھوں کو بہت بھاتا ہے۔ ایک عمدہ سبز رنگ الماس اب چارلس ڈیکسن (Charles Dickson) صاحب کے پاس ہے۔ جسے ایک امریکہ کے رہنے والے نے چھ ہزار روپیہ کے عوض خریدا تھا ؎

زرد۔ ڈریزڈن گرین والٹ Dresden Green Vault میں چار زرد رنگ الماس ہیں جن میں سے ایک تیس قیراط وزنی ہے ؎

سیاہ۔ سیاہ رنگ کے ہیرے بورنیو سے آتے ہیں۔ اور ایسے سخت ہوتے ہیں کہ اس جگہ کے الماس کا برادہ اُن پر کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ بورنیو کے برادہ الماس سے ہی کٹ سکتے ہیں۔ عالیجناب ڈیوک آف ولنگٹن کے پاس ایک عمدہ سیاہ رنگ الماس ۱۲½ قیراط وزنی ہے۔ جسکی قیمت ۲۸۱ پونڈ ۵ شلنگ پڑی تھی۔ ہوپ کے

---

[1] باب دوم صفحہ ۱۳۳ [2] باب دوم صفحہ ۱۳۵ [3] باب دوم صفحہ ۱۴۰

مجمع الجواہرات میں تین رنگدار الماس ہیں۔ ایک گلابی ۴۰ قیراط وزنی۔ دوسرا نیلگوں ۴۰ قیراط وزنی۔ سویم زرد آلو رنگ کا ۔

الماس عمدہ شفاف ہوتا ہے بعض براق بھی ہوتے ہیں عمدہ جلا کئے ہوئے ہیرے کی شفافیت عمدہ ہوتی ہے سیاہ اور بھورے رنگ الماس کم شفاف ہوتے ہیں

(۶) الماس کا وزن مخصوص ۴ر۳ سے ۱ر۴ درجہ تک ہوتا ہے۔ بموجب بیان الی کٹ (Ali cut) صاحب الماس برازیل کا وزن مخصوص ۵۱۳ر۳ اور ہندوستان کے الماس کا ۵۱۹ر۳ درجہ ہے ۔

(۷) الماس میں طاقت انعکاس روشنی بہت عمدہ ہے اور شیشہ کی نسبت اس میں طاقت انظاری یعنے دوربینی زیادہ ہے۔ اسی لئے اسے دوربینوں میں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ دوربین میں چڑھانے کے قابل بنانے کیلئے اس کا کاٹنا بہت محنت طلب ہوتا ہے۔ اسلئے دوربینوں میں یہ کم مستعمل ہے۔ انتشار روشنی کے علاوہ الماس میں رنگین شعاع کے عکس ڈالنے کی بڑی طاقت ہے اور عمدہ تراشیدہ الماس میں اسی باعث کئی طرح کے رنگ منعکس ہوتے ہیں۔ چونکہ الماس کی قدر و قیمت انہی رنگوں کے معکوس ہونے پر منحصر ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی شناخت کے لئے کئی قواعد مروج ہیں۔ ڈیڈی نٹ Bebeinel صاحب نے ایک طریق نکالا ہے کہ ایک سفید کاغذ میں جس الماس کی شناخت کرنی منظور ہو۔ اس کی مقدار سے بڑا ایک سوراخ نکال کر اس کے نیچے تھوڑے فاصلہ پر الماس ایسی جگہ رکھیں۔ کہ اس کے ایک پہلو کے گوشہ پر شعاع پڑے۔ اس گوشہ کا عکس سفید کاغذ پر پڑیگا اور اس عکس یعنی سفید شکل کی اردگرد قوس قزاحی رنگ نمایاں ہونگے۔ اگر اسمیں منشوری رنگ یعنی سرخ۔ زرد اور نیلا علیحدہ علیحدہ دکھلائی دیویں تو الماس عمدہ برلینٹ کہا جائیگا۔ الماس میں طاقت انعکاس واحد ہے دوچند نہیں ۔

الماس میں طاقت برقی بہت زیادہ نہیں مگر اسے گھسیں تو تھوڑی سی طاقت برقی پیدا ہوتی ہے۔ اور صرف نصف گھنٹہ تک رہتی ہے ناتراشیدہ اور تراشیدہ دونوں حالتوں میں یہ طاقت یکساں ہوتی ہے الماس میں طاقت فاسفرس صرف گرمی سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ روشنی کے پہنچنے سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ شعاع آفتاب میں رکھنے سے یہ طاقت ظاہر کرتا ہے اور دھوپ سے دُور لیجانے پر بھی کچھ عرصہ تک یہ طاقت رہتی ہے۔ اور خواہ اسے کپڑا۔ چمڑے یا کاغذ سے ڈھانپا جاوے یہ طاقت زائل نہیں ہوتی ◆

پیدائش الماس

یہ جلیل القدر جواہر جو کہ تاج ہائے بادشاہان پر مزین ہوتا ہے اور تمام جواہرات سے زیادہ چمک دار اور آبدار ہونیکا دم مارتا ہے۔ اصل میں ایک پارۂ کوئلہ ہے جو کہ کئی شکلیں بدل کر صنعت ایزدی سے الماس جیسا خوشنما جواہر بنجاتا ہے۔ الماس کے اصل مادہ کے بارہ میں بہت مباحثہ ہے۔ مختلف مصنف اس بارہ میں مختلف رائے دیتے ہیں۔ لیکن اکثر دو قسم کی رائیں پائی جاتی ہیں۔ اول کہ الماس بمدد گرمی کاربن یا کاربونک ایسڈ سے بنا ہے۔ دویم کہ یہ کسی نباتاتی اشیاء کے تحلیل ہونے سے پیدا ہوتی ہیں یعنی اس کا نباتاتی اصل ہے۔ لیونارڈ (Leonard) کا بیان ہے کہ "الماس زمین کے اندر کاربن کے بخارات بننے سے پیدا ہوتا ہے اور پیرٹ (Parrot) صاحب کی رائے ہے کہ "کاربن کے ٹکڑوں پر تاب آتش خیز پڑنے سے الماس بنتا ہے" گول بیان کرتا ہے کہ "کاربونک ایسڈ (Corbonicacid) سے برقی کے ذریعہ خالص کاربن علیحدہ ہوکر باعث پیدائش الماس ہوتا ہے" ہوسمان (Hausmann) صاحب کی رائے ہے کہ "برقی کاربونک ایسڈ پر پڑکر اسکو تحلیل کرتی ہے" اور اس سے الماس پیدا ہوتا ہے" اور وہ اپنی رائے کی صداقت کے لئے متقدمین کے بیان کا حوالہ دیتا ہے

الماس کی اصل بنسبت مختلف رائیں

ایک مشہور عنصر دیکھو صفحہ ۲۴ باب اول ◆

کہ جہاں الماس بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہاں بجلی کے گرنے کے بھی نشان ہیں[۱]۔ اسی طرح کئی اور عالم بھی اس رائے میں متفق ہیں ۔

جو علما اسباب میں متفق الرائے ہیں کہ الماس کا مادہ نباتاتی ہے اُن میں سے نیوٹن Newton صاحب اس رائے پر بڑا زور دیتے ہیں۔ فلورنس کے اہل کیمیا نے ۱۶۹۴ء عیسوی میں تجربہ کرکے نیوٹن کی رائے کو کچھ ثابت کیا کہ الماس کا اصل نباتاتی ہے۔ اور اس میں آکسیجن سے علیحدہ ہوا ہوا کاربن مرکب ہے۔ لی وازیر (Lavoisier) نے اس مسئلہ کی تصدیق کے لئے ایک الماس پر آتشی شیشہ کے ذریعہ (الماس کو آکسیجن گاس سے بھرے ہوئے برتن میں رکھکر) اُس پر شعاع آفتاب گرائے اور جبکہ آکسیجن گاس دور ہوگئی تو الماس جلگیا اور اُس سے کاربونک اسیڈ گاس پیدا ہوئی جس سے ثابت ہوا کہ الماس اصل میں کاربن ہے اور آکسیجن سے ملکر کاربونک اسیڈ گاس بنگیا ہے۔ دیگر علمائے مثلاً جیمسن بریوسٹر (Jameson Brewsle) وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے کہ الماس کسی وضعی نباتاتی شی سے مرکب ہے۔ لی بیگ Lee Barg صاحب کا بیان ہے۔ کہ کسی ایسی نباتاتی شے کے تحلیل ہونے سے جس میں ہیڈروکاربن بکثرت مرکب ہو الماس بنتا ہے۔ یعنے ہیڈروکاربن[۲] کا تحلیل ہونا باعث پیدائش الماس ہوتا ہے۔ لیکن یہ ابتک تحقیق نہیں ہوا کہ کاربن کی ڈلیاں بندھنے میں کیا کیا تغیر ہوتے ہیں۔ یہ اغلب ہے کہ یہ حرکت بتدریج و بآہستگی ہوتی ہوگی اور نیز گرمی کے سبب سے جلا نہیں ہوتی ہوگی کیونکہ اُس حالت میں کاربن ڈلی نہ بندھ سکتا۔ بلکہ سیاہ سفوف ہو جاتا۔ جی والسن (J.Wilson) صاحب کی رائے ہے۔ کہ الماس کا اصل اینتھرسائیٹ[۳] (Anthracite) یعنے سٹیم کول[۴] (Steam coal) ہے۔ اسی طرح کئی اور علما کے بیانات ہیں۔ سملر (Somler) باشندہ برسیلو کی رائے کچھ قابل اعتبار ہے اسکا بیان ہے کہ سیال مادہ کی ڈلیاں بندھ کر کاربن بننے سے الماس پیدا

---

[۱] شو توشکی ودیلی ا [۲] آکسیجن و ہیڈروجن گاس و کیمیائی اتحاد [۳] ماخذ ص۱۴۲ [۴] حاشیہ ص۱۰۳ ۔

ہوتا ہے انکی رائے ہے کہ زمانہ قدیم سے جو کاربونک ایسڈ پہاڑوں کے سوراخوں میں جمع ہوتا رہا ہے اور بڑے دباؤ سے سیال کی شکل بن جاتا ہے یہی ڈلیاں بندھ کر ایک بن جاتا ہے جو الماس کا اصل مادہ ہے۔ اور اگر دباؤ کم ہو اور یہ سیال بخارات بنکر اڑ نا شروع ہو تو سیاہ الماس کا ایک جسم بنجاویگا جو بنام کاربونیڈو (Carbonado) مشہور ہے یا اغلب ہے کہ سخت چھلکے دار بھورہ رنگ کا جرم جو الماس کو ڈھانپے ہوتے ہوتا ہے انہی بخارات بننے کے باعث ہوتا ہے۔ اخبار انڈین میگزین میں عجیب روایت درج ہے کہ ایک پتھر از قسم شہاب ثاقب بتاریخ ۱۰ ستمبر ۱۸۸۶ء بمقام کراسنو سلوبوشن (Krasno Slobodsk) واقع سائبیریا گرا جس کی بناوٹ میں چھوٹے چھوٹے دانہ الماس پائے گئے[1]۔

علم کیمیا کے رو سے ثابت ہوا ہے کہ الماس اور کوئلہ اور گریفائیٹ[2] یعنی سنگ سرمہ جو آپس میں اسقدر مختلف ہیں ایک ہی عنصر کاربن سے مرکب ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جس طرح کوئلہ کو آکسیجن میں جلانے سے کاربونک ایسڈ گاس پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سنگ سرمہ کی ڈلی یا ہیرہ کو جلانے سے بھی کاربونک ایسڈ گاس پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ان تینوں چیزوں کا خالص کاربن ہونا یوں بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ مثلاً ان تینوں میں سے ہر ایک بارہ بارہ رتی لیکر علیحدہ علیحدہ جلائیں تو ہر ایک میں سے یکساں کاربونک ایسڈ گاس یعنے چوالیس چوالیس رتی پیدا ہوگی۔ اور چونکہ کاربونک ایسڈ گاس۔ کاربن اور آکسیجن کے کیمیائی اتحاد سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ الماس، سنگ سرمہ اور کوئلہ اگرچہ دیکھنے میں بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ایک ہی کیمیائی عنصر یعنے کاربن ہیں۔ مندرجہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ الماس خالص کاربن یعنے کوئلہ سے بنتا ہے۔ لیکن یہ بیان کرنا کہ

---

[1] بعض علما کی رائے ہے کہ آسمان سے شہاب ثاقب کیطرح بارش کی الماس کا گرنا ممکن ہے دیکھو بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۰۹) و (۴۱۰)۔ [2] ایک قسم کا کاربن دیکھو صفحہ اسکو سنگ سرمہ بھی کہتے ہیں۔

الماس کا اصلی مادہ کاربن ہے

کس طرح اور کیا کیا شکلیں بدل کر الماس بنجاتا ہے - نہایت ہی پیچیدہ اور طویل ہے اس لئے اس رسالہ میں اسکی گنجائش نہیں -

(۱) اس بارہ میں بہت بحث ہوئی ہے کہ آیا الماس جل سکتا ہے یا نہیں سر جان لسلی (Sir John Leslie) نے ثابت کیا کہ کوئلہ کا وزن مخصوص الماس سے بھی کچھ زیادہ ہے اور الماس کی طرح یہ جل بھی نہیں ہو سکتا - کیونکہ اس پر تیزاب شورہ و دیگر القلین کا کچھ اثر نہیں ہوتا - اور اگر اس سے ہوا نکال جاوے تو آگ کا بھی اس پر اثر نہیں ہوتا لیکن چونکہ کوئلہ میں آکسیجن کو جذب کر لینے کی بڑی طاقت ہے - اس لئے یہ آکسیجن میں جل سکتا ہے - اس سے ثابت ہوا کہ الماس بخوبی آکسیجن میں جیسا کہ کوئلہ ہے آگ دینے سے جل سکتا ہے - یہ تجربہ بھی کیا گیا ہے کہ کاربن اور آکسیجن کے کیمیائی اتحاد سے کاربونک ایسڈ گاس پیدا ہوتا ہے - اور یہ گاس ناجلن ہار ہے لیکن اگر اس گاس سے بھرے ہوئے برتن میں چراغ رکھا جاوے تو اس میں وہ جل ہو جاویگی اور یہ معلوم ہوا کہ بھڑک کر بجھ گئی اسکا باعث یہہ ہے - کہ یہ آکسیجن سے ملکر کاربونک ایسڈ گاس بن گیا تھا - اور اس لئے ناجلن ہار ہو گیا اسیطرح کاربن آکسیجن گاس میں جل سکتا ہے بشرطیکہ یہ کاربونک ایسڈ گاس نہ بن گیا ہو - کیونکہ جب کاربن آکسیجن سے ملکر کاربونک ایسڈ گاس بنتا ہے - تو یہ زیادہ آکسیجن سے نہیں مل سکتا - اور اس لئے ناجلن ہار ہو جاتا ہے - اگرچہ نیوٹن نے ثابت کر دیا کہ الماس جلن ہار ہے پھر بھی ایک شخص بائل (Boyle) نامی نے تجربہ کے لئے ایک الماس کو تھالی میں ڈالا جو جل گیا - سنہ ۱۷۵۱ء میں شاہ فرنکس اول نے بڑے بڑے جوہریوں کے روبرو ایک جلتی ہوئی بھٹھی میں کئی یاقوت اور الماس چھ ہزار پونڈ قیمتی ڈالدیئے الماس تو بالکل غایب ہو گئے لیکن یاقوت کو کچھ ضرر نہ پہنچا - پیرس میں ایک مشہور معروف جواہری ایم لی بلنک (M. Le Blanc) نامی نے دعوے کیا کہ الماس کو بھٹی میں ڈالکر خواہ کتنی گرمی پہنچاؤ اسے کچھ ضرر نہیں پہنچتا - اس کے ثبوت میں اس نے بیان کیا

؎ القلی - نام کھار - دیکھو ب ص ۴۴

کریں نے اپنے کئی ہیروں کو رگوں اور عیبوں سے پاک کرنیکی غرض سے تیز آگ دی ہے۔ اور انہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ اس پر دو جواہریوں نے اُسے کہا کہ اُسکا تجربہ ہمارے روبرو کرو اُس نے اس بات کو منظور کیا۔ اور چند ہیروں کو چونے اور کوئلہ میں ملا کر ایک کوٹھالی میں رکھا۔ اور اسے یقین تھا کہ ہیروں کو کچھ ضرر نہ پہنچیگا لیکن تین گھنٹہ کے بعد دیکھنے سے معلوم ہوا کہ الماس بالکل غائب ہو گئے ہیں۔ اسی طرح کئی اور عالموں نے اس امر کی تحقیق میں کئی الماس اپنے برباد کئے۔ ہاں ایک واردات انکی برعکس ہوئی۔ میلارڈ (Maillard) صاحب نے لیوسیر کے روبرو تین الماس لیکر اور انہیں کوئلہ کے بُرادہ میں لپیٹ کر ایک برتن میں ڈالا۔ اور نیچے آنچ دی۔ جب کچھ عرصہ بعد برتن آگ کا اُتار کر سرد کیا گیا۔ اور اُسمیں سے ہیرے نکالے۔ تو وہ بالکل درست نکلے۔ صاحب ملاحظہ کنندہ کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا۔ آخر اُس کے خیال میں گذرا کہ جس صورت میں میلارڈ صاحب نے تجربہ کیا ہے۔ اُس سے یہ نتیجہ نکلنا کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اُس نے الماس کوئلہ میں لپیٹ کر آگ پر رکھا تھا اور جتنی آکسیجن گاس تھی سب بُرادہ کوئلہ سے لگی۔ اور اس کی کاربن کے ساتھ ملکر کاربونیک ایسڈ گاس بن گئی۔ اور الماس کے جلنے کیواسطے آکسیجن باقی نہ رہی اور اس لئے الماس کو آنچ نہ لگی۔ اگر کسی اور طرح سے آگ دیجاتی تو یہ ضرور کوئلہ کی طرح جلتا۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ الماس جو خالص کاربن ہے آکسیجن گاس میں جل سکتا ہے۔ الماس کو جلانے کے لئے تیز آنچ درکار ہوتی ہے۔ ہاں اگر بُرادہ الماس کو ایک گرم ہوئے توہ پر بکھیرا جاوے۔ تو وہ تھوڑی سی آنچ سے بھی جل سکتا ہے جب کسی الماس کو آتشی شیشے کے نیچے رکھکر اُس پر آفتاب کی کرنیں گرائیں یا آکسیجن گاس میں اُسے گرمی پہنچائیں تو جلتے وقت اس سے روشن سُرخ چنگارے نکلیں گے پی زہولٹ[1] (Potzholdt) صاحب نے اس امر کے مشاہدہ کے لئے کہ الماس جلتے ہوئے

[1] ... [illegible]

کیا کیا اشکال بدلتا ہے۔ دو تیز نوکدار ہیرے لیکر انہیں آکسی ہیڈروجن پھکنی کے آگے رکھا۔ ایک دو بار اُس نے جلتے ہوئے الماس کو شعلۂ آگ میں سے نکالکر دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پہلے تیز نوکوں کو آگ لگی۔ پھر دوبارہ آگ دینے سے معلوم ہوا۔ کہ الماس پارہ پارہ ہو گئے اور ان کی چمک اور شفافیت بالکل دور ہو گئی۔ لی واسیر نے الماس کو سخت آنچ دینے سے معلوم کیا۔ کہ اس پر سیاہ داغ نمودار ہوتے ہیں۔ پھر غایب ہو جاتے ہیں اور پھر نمودار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص مسمی گیوٹن باشندہ مار دیولی Marueau نے اس کو ثابت کرنیکے لئے ایک الماس کو آتشی شیشہ کے ذریعہ آکسیجن میں جلایا۔ پہلے اُس نے الماس کے اُس حصہ پر جو عین شعاع کے نیچے تھا ایک سیاہ نقطہ دیکھا بعدہٗ الماس سیاہ ہو گیا۔ جب آگ کم ہوئی۔ تو الماس آگ سے سرخ ہو گیا۔ اور کچھ عرصہ تک شفاف رہا اس اثنا میں آفتاب کے آگے ایک بادل چھا گیا۔ اور الماس بہت ہی سفید رنگ دکھلائی دینے لگا لیکن جب پھر سورج چمکا۔ تو الماس کی سطح کی چمک دھاتی سی ہو گئی۔ اسوقت الماس مقدار میں چوتھا حصہ بھی نہ رہ گیا تھا۔ دو دن کے بعد پھر اس حرکت کو شروع کرنے سے الماس بالکل غائب ہو گیا ✣

صاحب مذکور لکھتا ہے کہ الماس کے جلنے کیوقت وہ سیاہ شے جو اُس کی سطح پر ہوتی ہے جمع ہو سکے۔ تو یہ خالص کاربن ثابت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ایک شخص کلارک Clark نامی نے ایک کہربا کے رنگ کا الماس لیکر آکسی ہیڈروجن Oxy Hydrogen پھکنی کے آگے رکھا۔ یہ چند ہی لحہ میں بالکل جل گیا۔ پہلے شعلہ کے اس پر لگنے سے یہ عمدہ مصفا نکل آیا بعدہٗ اس کا رنگ ہاتھی دانت کی طرح مدہم سا سفید ہو گیا۔

ف ۵ دیکھو باب اول صلا عہ الماس کے جلنے کے بعد ... راکھ باقی رہتی ہے اس راکھ کا رنگ زرد سا ہوتا ہے شکل جالی دار جالی کی طرح۔ اس میں سیلیکا اور آکسیڈ آہن ... ہے۔ اس سے کئی لوگوں کو گمان ہے۔ کہ کاربن کے علاوہ شاید الماس میں اور مادہ بھی ہوں ✣

اس کی مقدار اور رونق مخصوص بھی بہت کم ہوگئی کچھ عرصہ بعد اس کے سب زاویے غائب ہو گئے اور تھوڑے عرصہ کے پیچھے الماس کا کچھ نشان باقی نہ رہا۔ راجرس (Rogers) کا قول ہے۔ کہ پوٹاسیم کرومیٹ (Potassium Chromate) (یعنی پوٹاس کرومیم (Potass Chromium) اور آکسیجن کے کیمیائی اتحاد) اور تیزاب گندھک کے ساتھ اگر الماس کو ۱۸۰۰ سے ۲۳۰۰ درجہ تک گرمی پہنچائی جاوے تو یہ آکسڈ ہو کر کاربونک ایسڈ گاس بنجاتا ہے۔ گیسوٹ (Gassiot) کا بیان ہے کہ جلتے وقت الماس پہلے ناقلمی شدہ سیاہ کاربن بن جاتا ہے۔ جو کہ تیز آنچ سے بعدہ کاربونک ایسڈ گاس بنجاتا ہے۔ دوم گرمی پہنچانے سے کسی ایک ناتراشیدہ الماس جن کی دھاتی چمک ہوتی ہے۔ بھورہ رنگ کے ہوجاتے ہیں۔ سوئم سخت گرمی پہنچانے سے بعض ہیروں کی سطح پر جو سیاہ داغ ہوتے ہیں دور ہوجاتے ہیں۔ کوئی تیزاب یا کھار الماس کو تحلیل یا اس کے مرکبات کو علیحدہ نہیں کر سکتے اور اس لحاظ سے یہ دیگر جواہرات سے پہچانا جاتا ہے۔ کیونکہ کوئی ایک جواہرات جن میں کہ سلیکا[1] مرکب ہوتا ہے۔ ہیڈرو فلورک ایسڈ[2] کے آگے ٹھیر نہیں سکتے۔

(۴) الماس کہاں سے پایا جاتا ہے۔

مقامات پیدائش

یہ قیمتی جواہر پہاڑوں کی چٹانوں اور دریاؤں کے گہرے طبقوں میں پایا جاتا ہے پہلے یہ چٹانوں یا زمین کے اندر رہتا ہے اور پھر یا تو اُسی اپنے اصلی مقام پیدایش میں سے دستیاب ہوتا ہے یا وہاں سے طغیانی آب کے زور سے بہکر اپنے اصلی وطن سے دور دراز ممالک میں چلا جاتا ہے اور کئی وسیع میدانوں کو زرخیز کر دیتا ہے۔ دریاؤں میں بھی اکثر یہ انہی مقامات سے بہکر آتا ہے۔ مختلف مقامات میں اس کی اصلی جائے

[1] ایک عنصر سلیکین کا آکسیڈ دیکھو باب ۵

[2] فلورین۔ آکسیجن اور ہیڈروجن کا کیمیائی اتحاد۔ دیکھو باب ۵

پیدائش مختلف طرح وضع کی ہوتی ہے۔ بعض مقامات میں تو اس کے طبقے کے اوپر کسی طرح کی مٹیوں اور پتھروں کے طبقے ہوتے ہیں۔ اور بعض جگہ یہ کُھلا ریت میں پایا جاتا ہے۔ کیٹی اگر[1] کا بیان ہے کہ اس کے ساتھ سونے کے ذرہ چسپیدہ ہوتے ہیں۔ اور یہ اکثر سونے کی کانوں کے متصل پایا جاتا ہے۔ الماس اگرچہ تمام دنیا میں پایا جاتا ہے لیکن مفصلہ ذیل مقامات اسکی پیدائش کے لئے خاصکر مشہور ہیں۔

ہندوستان۔ سوماٹرہ۔ بورنیو۔ جنوبی افریقہ۔ برازیل۔ آسٹریلیا۔ کوہستان یورال[1]۔ اور چند مقامات شمالی امریکہ۔ ان کے علاوہ چند اور مقامات کا بھی نام لیا جاتا ہے لیکن چونکہ الماس اُن میں بافراط نہیں ہوتے اسی لئے وہ اس نادر پیدائش کیلئے چنداں مشہور نہیں ہیں ۱۸۳۳ء میں خبر ملی کہ صوبہ الجیریا واقعہ افریقہ کے ضلع کانشین ٹائینا میں دریای گوَل کی ریت میں سے الماس پائے گئے ✦

مری صاحب کا بیان ہے کہ "آئرلینڈ کے ایک چھوٹے دریا سے بھی ایک دفعہ الماس نکلا تھا" اور بولس (Bawles) صاحب دعوے کرتے ہیں کہ "ملک ہسپانیہ کے جنوب میں بمقام کیپوڈگیٹ (Capodegat) الماس ضرور نکلنے چاہئیں۔ کیونکہ اس زمین کی بناوٹ کیمیائی سے یہ امر ثابت ہوتا ہے" علاوہ بریں جزیرہ جاوا۔ سیلیبز[2]۔ کمبوڈیا[3] میں الماس پیدا ہونیکا شک ہے ✦

الماس کے مقامات پیدائش میں ہندوستان کا نام سب سے اول لیا جاتا ہی کیونکہ سب حکما متفق الرائے ہیں۔ سب سے پہلے ہندوستان سے ہی الماس نکلتے تھے اور ابھی کسی اور ملک میں ان کا نشان بھی نہ پایا جاتا تھا کہ یہاں بافراط الماس برآمد ہوتے تھے۔ بلکہ ایک حکیم کا بیان ہے کہ ۱۸ صدی کے آغاز کے پیشتر الماس صرف ہندوستان سے نکلتے تھے۔ اکثر علما مثلاً ہینی (Hayne) وایسی ادم (Voysey Adam)

ہندوستان

[1] ایشیائی روس کی مغرب کیطرف۔ [2] جزیرہ بورنیو کے جنوب مشرق کیطرف [3] واقع شمالی امریکہ ✦

وغیرہ متفق الرائے ہیں کہ ہندوستان میں الماس زمین برآمدو دریا میں سے پائے جاتے ہیں۔ اس زمین کے اوپر گول سنگریزہ اور ریتلے پتھر پیوستہ ہوکر چٹان کی صورت کے بن جاتے ہیں۔ جن میں سے ہیرے نکلتے ہیں الماس ان چٹانوں کے سب طبقوں میں بکھرے ہوتے نہیں ہوتے بلکہ ایک خاص تہ میں پائے جاتے ہیں جو باقی طبقوں سے زیادہ سخت ہوتے ہیں اور غالباً ایک فٹ گہری ہوتی ہے۔ والیس صاحب جو اس اجتماع یعنی چٹان کا نام سینڈ سٹون بریشیا[1] (Sand stone Breccia) رکھتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ یہ چٹان مضبوط ریتلے پتھروں کے طبقہ کے نیچے ہوتے ہیں۔ اور اس میں سرخ اور سبز رنگ سنگ یشب۔ بھیکم سکا سٹون اور ہارن بلینڈ (Harze Blende) مختلف رنگوں کے سلیکا کے جوڑ سے چپٹے ہوئے ہوتے ہیں ہینی صاحب کا بیان ہے کہ "جس جگہ الماس پائے جاتے ہیں۔ وہاں اوپر کے اٹھارہ انچ گہری تہ میں ریت سنگریزہ اور مٹی ہوتی ہے۔ اور اس کے نیچے سخت سیاہ مٹی یا ریت کی تہ قریباً چار فٹ گہری ہوتی ہے۔ اور اس تہ کے نیچے ہیروں کی تہ ہوتی ہے۔ جو اڑھائی فٹ گہری ہوتی ہے۔ اس میں بڑے بڑے گول پتھر پائے جاتے ہیں۔ اس جگہ بڑے گہرے گڑھے کھودے جاتے ہیں۔ جسے کہ تجربہ کار کان کن منتخب کریں۔ کان کھودنے والے چند فیٹ گہرائی تک جاتے ہیں۔ اور ایسی تہ کی تلاش کرتے ہیں جو مفید مطلب ہوتے ہیں اگر ایک جگہ پوری تشفی نہ ہو تو وہ دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔" نیز ہندوستان کی بابت اکثر کان کنوں کی یہ رائے ہے "کہ جو چھوٹے چھوٹے[2] پارۂ الماس ایک دفعہ ترک کئے جاتے ہیں۔ وہ بتدریج مقداریں بڑھتے جاتے ہیں۔ اور کچھ عرصہ بعد بڑے بڑے الماس ہو جاتے ہیں" لیکن اس امر کا کافی ثبوت نہ ملنے سے اس پر یقین نہیں ہوسکتا۔ ہند کے پیدا شدہ الماس کے معدنی شکل کے شبیہ پلیٹ نمبر (ب) میں ہے

[1] ایک قسم چٹان جس میں بالوئی پتھر ہوں ریت کے پیوستہ ہو جیسے [illegible] رنگ بھورا۔ سفید ساہ

سترہویں صدی میں ہندوستان کی صرف تین کانیں یعنے ردیل - کلور - اور سنبلپور معلوم تھیں - بقیہ کانیں بعدہٗ دریافت ہوئیں - کرل رٹر (Karl Rittar) صاحب نے ہندوستان کے مقامات الماس کو پانچ سلسلہ میں تقسیم کیا ہے - اول کڈاپا - دوئیم رندیال - سوئیم الیور - چہارم سنبل پور - پنجم پنا - اب ان پانچوں سلسلوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جاتا ہے ؎

الماس کے طبقوں کا ہندوستان میں جنوبی سلسلہ کڈاپا[1] واقعہ دریائے پنار کے قرب وجوار سے شروع ہوتا ہے - یہاں کئی صدیوں تک بکثرت الماس دستیاب ہوتے رہے - اس جگہ یہ کئی مقامات سے پائے جاتے ہیں - جو آپس میں ملحق ہیں - مثلاً کڈاپا (واقعہ دریائے پنار) کونڈہ پٹیا - اولیپلی - سیندو - چنیت گیدہ وام وادی پنا - سے پرے بمقام گنڈی کوٹہ - ڈگیٹی ڈرگ[2] پائے جاتے ہیں - کڈاپا کے متصل (سطح سمندر سے چارسو پچھتر[475] فٹ بلندی پر) یہ طبقات دس فٹ سے ۲۰ فٹ تک عمیق ہیں - پہاڑ اس طبقہ سے ایک ہزار فٹ بلند ہے - طبقات اس ترتیب سے ہیں - سب سے اوپر ڈیڑھ فٹ گہری ریت اور مٹی کی تہ ہے - اس سے نیچے سیاہ یا نیلگوں کیچڑ والی مٹی کی تہ چار فٹ عمیق ہے - جس میں کوئی پتھر نہیں پایا جاتا - اور اس کے نیچے الماس کی تہ ہوتی ہے - جس میں بڑے بڑے گول پتھر پائے جاتے ہیں - یہ تہ ۲ سے ۲۰ فٹ گہری ہوتی ہے - اور اس میں سنگریزے اور مٹی ملی ہوئی پائی جاتی ہے - اور اس کے متصل یہ طبقہ چونے کے گہرے پردہ سے ڈھانپا ہوا ہے - یہاں کئی اقسام کے پتھر پائے جاتے ہیں - اور ہیروں کی تلاش کرنیوالے ان کے مختلف نام رکھتے ہیں - (۱) ٹیلامنیڈو (یعنی سفید خاکی رنگ پتھر) (۲)

---

[1] یہ شہر ہندوستان کے جنوب میں دریائے پنار پر ملک کرناٹک میں واقع ہے - ۸۰ درجہ -

[2] ۱۵ درجہ [illegible] عرض شمالی طول ۷۸ درجہ - ۱۵ دقیقہ عرض شمالا

شفاف زردی مائل بجیکیم (۳) پستازت (۴) گجابنیڈو ریعنے سرخ نیلے اور بھورے رنگ کے پتھر)۔ (۵) کرل یعنی بسالٹ[1] Basalt کے پتھر۔(۶) ریتلے پتھر (۷) یا کنا یعنے گول اور ان سٹون[2] Ironstone (۸) کارنڈم

اولپلی کی کانیں دریائے پنار کے وائیں کنارہ پر کڈاپا سے جانب غرب چند گھنٹوں کی راہ پر واقعہ ہیں۔ الماس کے طبقہ دریا کے کنارہ کے ساتھ ساتھ چلے جاتے ہیں۔ اس جگہ ہمیشہ الماس گول پائے جاتے ہیں اور جو ان سے بھی زیادہ مغرب کی طرف پائے جاتے ہیں وہ بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ الماس کے متلاشی اکثر شودر ہوتے ہیں۔ جو گڑھے کہ وہ کھودتے ہیں۔ اکثر مربع ہوتے ہیں۔ اور ۱۰ فٹ سے زیادہ عمیق نہیں ہوتے ؀

اس متذکرہ بالا میدان کف دست کے شمالی طرف کی طرف ۵ میل کے فاصلہ پر الماس کا دوسرا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جو کہ کوہستان نلا ملا کے غربی حصہ شہر رندیال تک جو سطح سمندر سے ۶۷۲ فٹ بلند ہے پھیلتا ہے۔ اس سلسلہ کی بناوٹ بھی سلسلہ اول جیسی ہے۔ اس جگہ الماس کے طبقہ صرف ایک فٹ ہی عمیق ہوتے ہیں۔ اور ان طبقوں کے نیچے اور اوپر کی تہ میں سلسلہ اول کی نسبت زیادہ سنگریزے پائے جاتے ہیں۔ اس ضلع میں الماس اکثر کھلے پڑے ہوئے پائے جاتے ہیں اور ان کی معدنی شکل دوازدہ اضلاع ہوتی ہے۔ یہاں کے اکثر کان کھودنے والوں کا وہم ہے۔ کہ الماس زمین کی درزوں میں اُگتے ہیں۔ اور ٹوٹ کر نیچے گر پڑتے ہیں۔ کان کھودنے والے اکثر کمینہ ذات کے ہوتے ہیں۔ اور آٹھ یا سات آدمیوں کی ایک جماعت بنکر کام کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ملتا ہے آپس میں بانٹ لیتے ہیں موسم برسات میں یہ لوگ الماس کی بیرونی کانوں پر کام کرتے

رندیال

[1] ایک قسم کا پتھر یا چٹان۔ رنگ بھورا۔ خاکی بھورا سیاہ۔ کئی ایک پتھروں کا مجموعہ ۱۲

[2] نمز خام آہن۔ بھورے سیاہ رنگ کا ۱۲

ہیں۔ اور جب طغیانی دور ہو جاتی ہے تو صیا کشنا کے متصلہ اندرونی کانوں میں کام جاری کرتے ہیں۔ بنگن پرلی کا ضلع الماس رندیال کے مغرب کیطرف ۵ گھنٹہ کی راہ پر واقع ہے۔ ہینی صاحب کا بیان ہے کہ یہ کانیں مخروطی شکل کی کوہستان ہیں جو ۱۰۰ فٹ سے ۲۰۰ فٹ تک بلندی میں پائے جاتے ہیں۔ اور سطح سے ۸ فٹ گہرائی پر الماس پائے جاتے ہیں ❊

(۴) سلسلہ الورا یا گول کنڈہ میں گول کنڈہ کی مشہور و معروف کانیں شامل ہیں۔ یہ کانیں صرف قدیمی ہونیکے باعث ہی مشہور نہیں بلکہ باعتبار قیمتی پیدایش کے سبب نام زد عالم ہیں۔ ان کانوں کا نام گول کنڈہ کی کانیں رکھنا درست بعلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ الماس کے مقامات پیدایش گول کنڈہ سے بڑے دور فاصلہ پر واقع ہیں۔ خاص گول کنڈہ میں کوئی کان نہیں۔ البتہ نواب کے ملک کے تمام الماس قلعہ گول کنڈہ میں جمع ہوتے تھے۔ شاید اسی وجہ سے اسے کان کہتے ہیں۔ نیز ہیار ٹینلا آ مولا کے نیچے دریائے کشنا کے گرد و نواح میں جو الماس پائے جاتے وہ قلعہ گول کنڈہ میں کاٹے جاتے تھے جس سے لوگوں کو خیال ہوا۔ کہ گول کنڈہ کے ارد گرد کانیں ہونگی۔ چونکہ فی الحقیقت یہ کانیں الورا کے قرب و جوار میں ہیں اس لئے انہیں "کان ہائے الورا" کہنا بجا ہے۔ پہلے یہاں کئی کانیں موجود تھیں۔ چنانچہ جب تورنیر نے اس مقام کو ۱۶۶۹ء میں دیکھا تو قریباً ۲۰ کانیں یہاں تھیں۔ لیکن اب صرف دو یا تین کانیں معلوم ہیں۔ باقی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ یہ کانیں غالباً گول کنڈہ کے مغرب کیطرف دریائے کشنا کے درمیانی معادن کی طرف جہانکہ کسی وقت شہر راول کنڈہ واقع تھا ہونگی۔ تورنیر کا بیان ہے۔ کہ "ان سے زیادہ مشہور وہ کان تھی جسے دیسی لوگ گنی اور اہل فارس کلور کہتے تھے" یہ مچھلی پٹم سے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر شمال مغرب کیطرف واقع ہے۔ اور تورنیر

کے وقت .... ۶ ہزار مزدور اس پر کام کرتے تھے جو الماس اس جگہ سے نکلتے تھے مقدار اور تعداد میں بڑے ہوتے تھے ۔ تورنیر[1] کے علاوہ گنی کان کی بابت کئی مختلف مصنفوں کے بیان ہیں لیکن کسی نے یہ ثابت نہیں کیا کہ گنی فلاں مقام کا نام ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ درحقیقت گنی کسی مقام یا کان کا نام نہیں بلکہ کان کی بجائے غلطی سے گنی لکھا گیا ہے ۔ اس کی اخیری یائے معروف اصل میں اضافت ہے اور بعض کتب انگریزی میں جو گنی پرتال لکھا ہے ۔ اصل میں کان پرتال کا بگڑا ہوا ہے ۔ کیونکہ کان اور گان فارسی میں تجنیس خطی ہیں کسی انگریز نے کان پرتال کو غلطی سے گنی پرتال لکھدیا ہے لیکن درحقیقت جس سے اب کان گنی مطلب ہے وہ کان پرتال نہیں ۔ بلکہ کان کلور ہے جو دریائے کشنا پر ۲۵ میل زیادہ جنوب کو واقعہ ہے الماسِ مغل اعظم اسی کان سے نکلا تھا ۔ جو کانیں یہاں اب جاری ہیں ۔ وہ آلورا کے جنوب مغرب کیطرف ۶ یا ۷ گھنٹہ کی راہ پر واقعہ ہیں ۔ ان کو ملی ولی اس باعث کہتے ہیں کہ ان کے پڑوس میں اس نام کا ایک گانو ہے ۔ جس میں کان کن آباد ہیں ۔ اس گانو کے پڑوس میں دریائے کشنا کے شمالی کنارہ پر پارتل نامی کان واقعہ ہے ۔ جس میدان پر ملی ولے کے اردگرد کے گانو واقعہ ہیں ۔ اُس کے اردگرد گرنائیٹ[2] چٹان پائے جاتے ہیں ۔ جس زمین سے الماس نکلتے ہیں ۔ اوسطاً ۲ فٹ گہری ہوتی ہے ۔ یہ زمین دریائے کشنا کے کنارہ کے ساتھ ساتھ دو یا تین گھنٹہ کی راہ تک چلی جاتی ہے اس جگہ کی زمین جس میں گرنائیٹ کے سنگریزے ہوتے ہیں بھورے اور سرخ رنگ کی دکھلائی دیتی ہے ۔ اوپر کے پردہ پر سیاہ مٹی ہوتی ہے ۔ جو کہ بلندی پر سے سیلاب کے ذریعہ نیچے بہ آتی ہے ۔ اس پردہ کے نیچے ریتلے پتھروں ۔ سبکیم سنگ

[1] تورنیر اس جگہ کی کان ہائے کی بابت تحریر کرتا ہے کہ ایک زمیندار اپنے کھیت باجرہ میں قلبہ رانی کرتا تھا تو اُسنے ۲۵ قیراط وزنی ایک مکعب شکل ہیرا پایا ۔ اُسکو وہ گولکنڈہ لیگیا [دیکھو صفحہ ۲۱۱

یٹب۔ امگرنیایٹ کے تودہ ہوتے ہیں۔ اور اسی طبقہ میں اور جواہرات کے ساتھ الماس پائے جاتے ہیں۔

(۴) سلسلہ سنبل پور کا ضلع الماس جو دریائے گوداوری کے شمال کی طرف واقعہ ہے۔ شہر سنبل پور کے نہایت نزدیک تک پھیلتا ہے۔ یہ شہر نہایت ہی سرسبز میدان کف دست پر جو سطح سمندر سے ۴۸۵ فٹ بلند ہے۔ دریائے مہاندی اور برہمنی کے درمیان واقعہ ہے۔ جو جواہرات دریائے مہاندی کے چھوٹی معادنوں کے دہانوں پر پائے جاتے ہیں بڑی مقدار اور آب و تاب کے ہوتے ہیں سنبل پور میں تلاش کنندگان الماس دو ذات کے ہیں۔ جواہرا اور لُورا کہلاتے ہیں۔ ان کو ۲۷ گاؤں بطور جاگیر عطا ہیں یہ تلاش کرنیوالے جن کی تعداد ۴۰۰ سے ۵۰۰ تک ہے سال بھر پھرتے رہتے ہیں۔ شروع نومبر سے لیکر آغاز موسم برسات تک شہر چندرپور سے لیکر سوہن پور تک جن میں ۴۲ میل کا فاصلہ ہے دریائے مہاندی کی تہ میں ہیروں کی تلاش کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ساتھ تین اوزار رکھتے ہیں۔ ایک بیل۔ ایک پانچ فٹ لمبا تختہ جو درمیان سے گہرا ہوتا ہے۔ اور جس کا ایک کنارہ تین انچ اونچا ہوتا ہے اور ایک چھوٹا تختہ بیل سے وہ گڑھوں اور زمین کی درزوں سے مٹی کھود کر دریا کے کنارہ پر ڈھیر لگاتے ہیں۔ اور تب اُن کی مستورات بڑے تختہ کو ذرا ٹیڑھا کر کے اُس میں یہ مٹی ڈالدیتی ہیں۔ اور اسے پانی سے دھوکر موٹے موٹے سنگریزے جدا کر کے چھوٹے تختہ پر ڈالدیتے ہیں۔ اور ان میں سے جواہرات کی تلاش کرتے ہیں۔ چونکہ اکثر الماس سخت سرخ مٹی سے نکلتے ہیں۔ اس لئے اکثر اسی کی تلاش کیجاتی ہے۔ ہندوستان میں ہیروں کے حاصل کرنیکا دوسرا طریق یہ ہے: کہ جس جگہ الماس کی کان ہوتی ہے۔ اُس کے نزدیک ایک سطح مرتفع بنایا جاتا ہے جس کے اردگرد ایک گول دیوار دو فٹ

(۱) دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۲۳

اونچی بنائی جاتی ہے۔ اور اس میں پانی گذرنے کیواسطے اِدھر اُدھر چھرنے رکھے جاتے ہیں اس گول دیوار کے اندر کھودی ہوئی مٹی ڈالی جاتی ہے۔ دو تین بار دھونے کے بعد ہیرے نکل آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دکھن میں الماس کے مقامات کے دریافت کرنیکا یہ قاعدہ بھی ہے۔ کہ زمین میں سوراخ کر کے پانی سے بھر دیتے ہیں طلوع آفتاب کے وقت جو حصہ زمین روشنی آفتاب سے چمک مارے اُسے کھودنیسے الماس نکلتے ہیں +

سنبھل پور میں کان کنی کے سرسبز نہ ہونیکا باعث یہ ہے۔ کہ اسکے مضافات ہیں خوفناک جنگل ہیں۔ جن میں کئی خونخوار درندے اور شیر رہتے ہیں۔ جن کے ڈر سے لوگ وہاں جانیکی جرأت نہیں کرتے۔ جو جواہرات دریاؤں میں بہ کر چلے آتے ہیں وہ ہی ہاتھ آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں جو الماس یہاں سے نکلتے۔ بادشاہ وقت کا حق سمجھے جاتے تھے۔ بڑے بڑے الماس کے دریافت کرنیوالوں کو بادشاہ کیطرف سے گانو عطا ہوتے۔ اور جو شخص بے ایمانی سے انہیں غبن کرتے اُنکے گانو ضبط کئے جاتے۔ ۱۸۱۸ء سے جب یہ ضلع حدود انگلشیہ سے ملحق ہوا تو یہاں سے ایک الماس ۸۴ گرین وزنی برآمد ہوا +

(۵) پانچواں سلسلہ الماس بنگال۔ بہار۔ اور الہ آباد (جو دریاے گنگا کے جنوبی کنارہ پر واقعہ ہے) متصل ہے۔ دریاے گنگا کے جنوب کیطرف ایک میدان کف دست ریتلی پتھر۔ گرینایٹ کا ۱۵۰ میل تک مشرق سے مغرب کی طرف پھیلتا ہے۔ اس میدان کے دوسرے حصہ مغرب کیطرف ایک مقام ہے جو پناسی ملتا ہے۔ یہاں سے الماس نکلتے ہیں۔ اور اُن چھوٹی ندیوں میں جو کہ میدان کف دست سے نکل کر گھاٹیوں میں بہتی ہوئی نکلتی ہیں۔ الماس پائے جاتے ہیں دریاے بگین کے نیچے ۷۰ سے ۱۰۰ فٹ گہرائی تک الماس برآمد ہوتے ہیں

اور کہتے ہیں کہ دریائے مذکور ان جواہرات کو میدان مذکور سے بہالاتا ہے۔ اس پانچویں سلسلہ میں ہیروں کی نہایت سرسبز کانیں ۱۸۶۱ء میں موضع سکریا پر جو پنہ سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے پائی گئیں۔ اس جگہ ہیروں کی تہ کو پہنچنے کی غرض سے اسکے اوپر سے طبقہ ۱۵ فٹ سے ۲۰ فٹ تک گہری کھودی جاتی ہیں۔ یہاں چار قسم کے الماس ہوتے ہیں (۱) موتی چل (شفاف روشن)۔ (۲) مانک سبزی مائل (۳) پنا۔ ہلکا نارنجی رنگ (۴) بنسپت (سیاہ رنگ)۔

چونکہ جزیرہ بورنیو کے[1] مقامات الماس کی بابت ابتک کسی نے پورا پورا بیان نہیں لکھا۔ اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں کے حالات (متعلقہ الماس) مفصل لکھے جاویں۔ جزیرہ بورنیو کے نہایت جنوب مشرقی حصہ شاہ لال نامی پرانی پہاڑوں کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔ جو دریائے بنگر ماسنگ[2] کے مشرق کیطرف واقعہ ہے۔ اس کوہستان کے جنوبی حصہ کو راتوس کہتے ہیں۔ الماس کی تمام کانیں راتوس کے جنوب میں واقعہ ہیں۔ مٹی جو اکثر سرخ ہوتی ہے چالیس فٹ تک گہری ہوتی ہے۔ اس کے نیچے ۲ فٹ تک سرنپٹائین[3] (Serpntine) ڈیورائیٹ[4] (Deorite) بھیکھم وغیرہ سنگریزوں کی تہ ہوتی ہے۔ الماس ایک ریتلی تہ میں جو سرنپاین کے اوپر ہوتی ہے پائے جاتے ہیں۔ بورنیو میں پیدایش الماس کا سب سے قدیمی مقام لنداک[5] نامی ہے۔ اگرچہ رامبینٹن[6]

---

[1] یہ جزیرہ بحیرہ چین کے جنوب مشرقی خط استوا پر واقع ہے [2] یہ دریا بورنیو کے جنوب میں ہے
[3] ایک قسم کا پتھر سبز بھورا۔ زرد و سرخ رنگ چمکیلا۔ دھبہ دار ۱۲
[4] ایک قسم کا چٹان یا پتھر جس میں ہارن بلنڈ اور فیلڈسپار مرکب ہے۔ رنگ سبز۔ تاریک سبز و سیاہ اسکو گرین سٹون بھی کہتے ہیں ۱۲
[5] یہ مقام پونٹی ناک سے شمال مشرق کی طرف خط استوا سے تھوڑا ہی اوپر ۱۰۹۔۵۲ درجات طول پر راجہ منش کے حدود میں واقعہ ہے ۱۲
[6] یہ احاطہ بورنیو کی مغربی ساحل پر سنرواک اور سپونی ناک کے درمیان واقعہ ہے ۱۲

کے تمام احاطے سے الماس نکلتے ہیں۔ لیکن لنداک سب میں ممتاز ہے۔ اس جگہ ہیرے صرف دریا کی تہ میں ہی نہیں پائے جاتے بلکہ اصلی جگہ پر دامن کوہ میں بھی دستیاب ہوتے ہیں۔ اس جگہ ۱۰ سے ۳۰ فٹ گہرائی تک کھودتے ہیں اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جتنا گہرا کھودتے ہیں اتنے ہی الماس تعداد اور مقدار میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ لنداک پر ۱۰ کانیں ہیں ہر ایک پر ۲۰ و ۳۰ مزدور لگے ہوئے ہوتے ہیں ۱۸۳۱ء تک اس ضلع سے ڈچ لوگ سالانہ دو تین لاکھ ڈولر قیمت کے الماس حاصل کرتے رہے۔ سلطنت ڈچ کے زوال کیسا تھ ہیروں کی خریداور ان کا رواج کم ہوگیا۔ بلکہ کسی ایک کانوں کا پتہ ہی نہیں ملتا۔ لیک صدی تک چینی لوگ ان کانوں پر کان کنی کرتے رہے لیکن چونکہ یہ لوگ اصلی باشندوں پر ظلم اور تعدی کرنے لگے۔ اس لئے انھوں نے اتفاق کر کے ۱۸۴۲ء میں چینیوں کو اپنے ملک سے نکال دیا۔ اسی جگہ سے الماس مٹن ۳۶۷ قیراط وزنی نکلا تھا۔ بورنیو میں پوشیانہ و بنیار ماسنگ سے بھی الماس نکلتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ۱۸۴۰ء میں جزیرہ سماٹرہ[1] میں قلعہ ڈالو ڈولہ کے قریب ہیروں کے چند مقامات دریافت ہوئے۔

سرانديپ بھی پیدایش الماس کے لئے مشہور ہے لیکن اس میں اسقدر نہیں پائے جاتے جسقدر خیال کئے جاتے ہیں۔ متقدمین کو خیال تھا کہ یہاں سے الماس بکثرت نکلتے ہیں۔ چنانچہ ارسطو لکھتا ہے کہ الماس کی کانیں سرانديپ کے پہاڑوں میں نہایت عمیق ہیں کہ انسان کی نظر ان کی تہ تک نہیں پہنچ سکتی اس نیز چونکہ سانپ زیادہ ہیں اس لئے کسی کو وہاں تک پہنچنے کی جرات نہیں۔ جب سکندر پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ یہاں سے الماس نکالیں لیکن ڈر کے مارے کوئی دلیری نہ کر سکا۔ آخر یہ قرار پایا کہ ان کانوں میں تازہ گوشت کے لوتھڑے ڈالے جائیں

[1] یہ جزیرہ برہما کے جنوب اور خلیج بنگال کے مشرق کیطرف ہے ۱۲

اور اُس میں جانور چھوڑے جاویں۔ جو گوشت جانور باہر لائے اسمیں چھوٹے چھوٹے الماس کے ٹکڑے چپٹے ہوئے تھے۔ یہاں سے اب برائے نام ہی الماس نکلتے ہیں ۔

جنوبی افریقہ بھی پیدایش الماس کے لئے اب بہت مشہور ہے۔ بلکہ آجکل یہاں سے اسقدر افراط سے ہیرے نکلتے ہیں کہ سب مقامات پیدائش الماس میں اسکا نام اول لکھنا چاہئے۔ یہاں کے ہیروں کو کیپ یا جنوبی افریقہ کے ہیرے کہتے ہیں۔ اس جگہ ہیروں کی کانیں اس طرح معلوم ہوئیں۔ کہ "ایک لڑکی شہر ہوپ ٹون[1] (Hopetown) میں ایک دن چند چھوٹے چھوٹے پتھروں سے کھیل رہی تھی۔ کہ اُس کی نظر ایک چمکیلے پتھر پر پڑی۔ اسکی والدہ مساۃ جیکیب (Jacobs) نے اس پتھر کو دیکھکر اٹھالیا۔ اس کے پڑوسی مسمی وان نیکرک (Van niekerk) نے اُس سے یہ پتھر مانگا۔ اور اس نے بغیر قیمت دیدیا کیونکہ وہ اسے ابتک خام پتھر ہی سمجھتے تھے اس شخص نے اسکو اپنے ایک دوست اوریلی (O Reilly) نامی کو دکھلایا جس نے اسے خریدنا چاہا۔ اور شخص مذکور نے اُسے یہ پتھر اس شرط پر دیا کہ جو اسکی قیمت پڑے آپس میں بانٹ لینگے۔ ریلی صاحب اس کو شہر کلونبرگ (Clonberg) میں لیگئے اور اسکا امتحان کرایا لیکن شک ہی رہا۔ بعدہٗ یہ شہر گریہم ٹون (Grahamstown) میں بھیجا گیا۔ جہاں ڈاکٹر جی ڈبلیو اتھرسٹون (G.W. Atherstone) نے اسکو سختی اور ہیئت کا ملاحظہ کرکے اسے خالص الماس قرار دیا۔ یہ اسی سال یعنی ۱۸۶۷ء کو نمائش گاہ پیرس میں بھیجا گیا۔ اور وہاں ۵۰۰ پونڈ پر خریدا گیا اسکا وزن ۲۱¼ قیراط تھا۔ جب اس نئی دریافت کا کھوج لگایا گیا تو جنوبی افریقہ میں ہیروں کا بڑا بھاری مخزن دریافت ہوا الماس کی پیدایش کے یہ مقامات جنوبی گریکالینڈ میں[2]

[1] یہ شہر کیپ کالونی میں صوبے ادینج دریا کے جنوب کی طرف پیدا ہوا ہے ۔۔۔ جنوبی افریقہ میں مونٹ ۔۔۔ بندرگاہوں سے ۔۔۔ سو میل فاصلہ پر ہے۔ بیکیب کالونی۔ فری سٹیٹ۔ باسٹولینڈ - اور ناٹال کے درمیان ہے اس احاطے سے الماس نکلتے ہیں ۱۲

(Grig ualandwed) واقع ہیں۔ جو ۱۸۷۱ء میں سلطنت انگلشیہ سے ملحق ہوگیا۔ اس نئی بستی کو دریائے وال سرسبز کرتا ہے۔ دریائے وال[1] کی اس وادی اور اس دریا کے معاون ماڈر (Modder) وٹ (Yet) وغیرہ ندیوں سے الماس نکلتے ہیں۔ مقامات الماس دریائے ٹل وال کے متصل دریائے اورینج[2] کے ملاپ سے ۹۰ میل اوپر واقع ہیں۔ اور اگرچہ ہیروں کی پیدائش کے اعلیٰ مخزن یہی ہیں لیکن وادی دریائے اورینج سے بھی الماس نکلتے ہیں۔ یہ مقامات دریائے اورینج اور وال کے ملاپ ۵۰ میل نیچے ہیں۔ جس جگہ سے الماس نکلتے ہیں بڑا ہی وسیع میدان ہے۔ شمال کیطرف سے یہ میدان بلوم ہوف[3] (Blomhof) تک لمبا ہے۔

جب تک یہاں سے الماس معلوم نہوئے تب تک اس ملک کے حالات میں سا کسی کو کچھ علم نہ تھا۔ اس ملک میں چٹان ہیں جو کہ کرو میں زیادہ پائی جانیکے باعث "سلسلہ کرو" کہلاتے ہیں۔ یہ سلسلہ جنوبی افریقہ میں بڑے میدان کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور کم سے کم دو لاکھ میل مربع ہے۔ اسکی اکثر جگہ ریتلے پتھر مٹی کے ڈھیلے پائے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ یہاں بڑی بڑی جھیلیں ہونگی۔ جن کے بقیہ کیچڑ اور فضلات کے تبدل پذیر و سخت ہونے سے یہ پتھر بنتے ہیں۔ نیز کرو کی تہ ہائے میں بعض جگہ ذی روح حیوانات اور نباتاتی اشیاء کے فضلہ پائے جاتے ہیں۔ اور نباتاتی اشیا بعض جگہ تبدل پذیر ہوکر کوئلہ بن گئے ہیں۔ یہ کوئلہ اکثر کرو کی تہ کے اوپر کے حصہ میں ملتے ہیں۔ اور خاصکر سٹارم برگ[4] (Stormberg) میں زیادہ

---

[1] یہ دریا سے کوہستان ڈریکن برگ یا کوریتہ لمبا ہے جو نہایت مشرق کیطرف حدود ملک نٹال پر واقع ہیں لیکن جنوب مغرب کیطرف بہتا ہوا شہر ہوپ ٹون کے متصل دریائے اورینج سے ملتا ہے۔

[2] دریائے گریپ یعنی اورینج کیپ کے شمال میں ۱۳ درجات شمالی میں واقع ہے۔

[3] متصل شہر پری ٹوریا (Pretoria) دار السلطنت ٹرنسوال (Transvaal)

[4] یہ شہر کیپ کالونی میں ۳۰ درجات عرض بلد جنوبی اور ۲۷ طول بلد مشرقی پر واقع ہے۔

ہوتے ہیں۔ شارم برگ کے یہ کوئلے گرمی کی حرارت سے انتھریسایٹ[1] anthracite یا سٹیم کول[2] بنجاتے ہیں۔ اور چونکہ اس تہ میں بعض جگہ گریفائیٹ[3] یعنی سنگ سرمہ بھی ملتا ہے۔ جو کہ اسی کوئلہ کے تبدل پذیر ہونیسے بنتا ہے۔ اور یہ گریفائیٹ کاربن کی ایک غیر خالص قسم ہے۔ اور الماس کاربن کی ڈلی بندھی ہوئی شکل ہے (یعنی گریفائیٹ اور الماس ایک ہی عنصر کاربن کے ہیں) اسلئے اکثر محققین کا خیال ہے کہ اسے سنگ سرمہ کا تبدل ہونا ہیروں کی پیدایش کا باعث ہے۔ جبکہ یہ تغیر کرنیوالی حرکت ایسی تیز دیکھی گئی ہے کہ نباتاتی مادہ کو کوئلہ اور پھر اس روغنی کوئلہ کو انیتھری سائیٹ اور اس انیتھری سائیٹ کو بدل کر گریفائیٹ یعنی سنگ سرمہ بنا دیتی ہے تو اس میں ایک شک ہے کہ جب اس گریفائیٹ پر بھی یہ تغیر کرنیوالی حرکت جاری رہی۔ تو اس کو الماس بنا دیتی ہوگی۔ کردکی ان تہ ہائے میں اور بھی قیمتی پتھر مثلاً عقیق سنگ یشب۔ کالسڈونی وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ اور اس جگہ سے دریاؤں میں یہ کردونک چلے جاتے ہیں۔ دریائے وآل کے عقیق والے سنگریزوں میں الماس پائے جاتے ہیں۔ اب یہ امر قابل دریافت رہا کہ الماس ان سنگریزوں میں کس طرح پڑے۔ ان سنگریزوں کے گول ہونے سے پایا جاتا ہے کہ یہ بڑے دور دراز فاصلہ سے بہکر آئے ہیں۔ الماس کی طرح وضع اور شکستگی سے صاف ظاہر ہے[4] کہ یہ بڑا فاصلہ طے کرکے یہاں پہنچے ہیں۔ بعض ماہرین کی یہ رائے ہے۔ کہ کوہستان

---

[1] ایک قسم کا کوئلہ۔ جس میں عام کوئلہ کی نسبت کاربن زیادہ ہوتا ہے۔ اور روغنی مادہ کم۔ یہ سیاہ رتابندہ اور نازک ہوتا ہے۔ جلانیسے بڑی تاب سے جلتا ہے اور راکھ کم چھوڑتا ہے دھواں نہیں نکلتا۔ اسمیں ۹۰ سے ۹۵ حصہ کاربن مرکب ہوتا ہے ۔

[2] قسم کوئلہ۔ اسمیں انتھری سائیٹ کی نسبت ہائیڈروجن زیادہ ہوتی ہے۔ یہ عموماً صفا اور چمکیلا دکھلائی دیتا ہے۔ جلتے وقت دھواں کم نکلتا ہے۔ انجن میں اسے جلاتے ہیں۔ یعنے بھاپ پیدا کرنیکے لئے اسے استعمال کرتے ہیں ۔ [3] دیکھو ص۱۲ اب ۱۰۔ [illegible] ایک نرم شے جو پنسل میں ہوتی [illegible] دیکھو باب ۔

ڈراکنس برگ (Drakensberg) انکا منبع ہے - یہ بھی اغلب ہے کہ الماس
دریا کے کسی اور جگہ پر سنگریزوں میں ملے ہوں - یہ سنگریزے جنمیں سے الماس پائے
جاتے ہیں - صرف دریا کی تہ میں ہی نہیں ہوتے بلکہ دریا کی دھار کے سامنے سطح مقبضہ
زمین میں بھی دیکھے جاتے ہیں - جو پہلے کبھی دریا کی تہ ہوگی - اسوقت وہاں سے دریا دور
ہٹ گیا ہے ان دریاؤں کے علاوہ بڑے بڑے میدان ہیں - جہاں سے یہ سنگریزے
پائے جاتے ہیں - اس قسم کے مقامات پیدایش الماس اکثر دریاؤں سے کئی میل
کے فاصلہ پر ہوتے ہیں - بعض اور مٹی کے ڈھیر ان اضلاع میں پھیلے ہوئے ہیں
اور ان چھوٹی پہاڑیوں پر بھی گسترده ہیں جن کو دیسی لوگ کوپ جیس کہتے ہیں - اور جو
بعض جگہ ۰۰ افٹ بلند ہوتی ہے - کئی ایک میں سے الماس پائے جاتے ہیں خشکی
کے تمام مقاماتِ پیدائش کا نقشہ عموماً ایک سا ہے - ہر ایک احاطہ گول میدان کی صورت
کا ہے - جس کے اردگرد وبڑے بڑے مٹی کے ڈھیر ہوتے ہیں - ان ڈھیروں کے
کنارے اس احاطہ کیطرف منکشف ہوتے ہیں جس چٹانوں میں سے الماس نکلتے
ہیں - وہ اکثر ستون کی شکل کے ہوتے ہیں - جو ان اردگرد کے ڈھیروں میں پھنسے
ہوتے ہوتے ہیں - ان ستون شکل چٹانوں کے اوپر کے حصہ میں سُرخی مائل ریتلی
(Carbonate of lime)
سی ہوتی ہے - اس کے نیچے کاربونیٹ آف لایم کا طبقہ ہوتا ہے - اور الماس
اسی طبقہ سے چپٹے ہوئے ہوتے ہیں - اس چٹان کا نچلا حصہ نہایت ملایم - سبز یا نیلا
رنگ کا ہوتا ہے - اسمیں الماس بافراط پراگندہ ہوتے ہیں اور انکی شکل درست اور عمدہ
ہوتی ہے - اکثر عمدہ ٹوٹے پھوٹے بھی پائے جاتے ہیں - کہتے ہیں کہ الماس ڈائیورائیٹ
ڈائکس (Dioritic Dykes) کے متصل زیادہ ہوتے ہیں لیکن فی الحقیقت
انکی گستردگی کا کچھ ٹھیک نہیں - چنانچہ ایک حصہ زمین میں تو بکثرت ہوتے ہیں -

---

[1] کاربونک ایسڈ اور چونا کا کیمیائی اتحاد عام چونہ [2] ڈایورایٹ ایک قسم معدنی کی چٹان ۱۲

اور اس کے ساتھ کی زمین میں بہت تھوڑے - الماس والے سنگریزے اکثر ۲۰ فٹ گہرائی تک کھودے جاتے ہیں - کہتے ہیں کہ ہر ایک ستون شکل چٹان سے دوسری چٹان کی نسبت مختلف شکل کے ہیرے نکلتے ہیں - یہاں تک کہ خریدار ہیرے کو دیکھتے ہی کہدیتے ہیں - کہ یہ فلان مقام کا ہے - ان مقامی اختلاف سے پایا جاتا ہے - کہ الماس برآمدگی کی جگہ کے اردگرد ہی بنتے ہیں +

فی الحقیقت جو چٹان اب ستون کی شکل کے ہو گئے ہیں - پہلے انہیں میں الماس بنتے تھے - اس امر کی صداقت میں یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ اکثر ہیروں کے گوشے ترچھے ہوتے ہیں - اور اُن کے گھسنے کا کوئی نشان نہیں پایا جاتا - جس سے صاف ظاہر ہے - کہ وہ اپنی اصلی جائے پیدائش سے بہت دور تک نہیں گئے علاوہ بریں بعض ہیرے ٹوٹے پھوٹے نکلتے ہیں - جن سے پایا جاتا ہے کہ چٹان کو کوئی سخت صدمہ پہنچا ہوگا - جنوبی افریقہ کے ہیرے پہلے پہل اُن آتشی ڈھانچوں میں ملفوف ہوگئے - جو اُن چٹانوں کے سلسلہ کے متعلق ہیں - جو جنوبی افریقہ کے سلسلہ کرو میں واقعہ ہیں - جہانکہ الماس خشکی میں پائے جاتے ہیں - وہاں یہ جائے پیدائش سے بہت دور فاصلہ پر نہیں ملتے - ہاں الماس والے چٹانوں کے بکھر جانے سے الماس اِدھر اُدھر پراگندہ ہو جاتے ہیں - لیکن آبی کان کنی میں پانی کے زور سے یہ جائے موجودہ پر آجاتے ہیں - الماس پیدائش کیپ کے شبیہ معدنی پیپٹ ب پر ہے - جنوبی افریقہ میں دریاؤں کے علاوہ خشکی میں الماس کی پیدائش کے مفصلہ ذیل مقامات ہیں -

(۱) کان کمبرلی (۲) جیگرس فونٹین (Jagersfontein) (۳) ڈوٹایٹ پان (Du Toits Pan) (۴) ڈیبیرس (De Beers) (۵) بولٹ فونٹین Bultfontein وغیرہ +

ان مقامات میں الماس اسطرح دریافت ہوئے - کہ ایک ڈچ جسکا گھران

مقامات میں تھا۔ ایک دن اپنے گھر کی دیوار سے جو مقصد کیچڑ سے بنی ہوئی تھی۔ چند الماس چپٹے ہوئے دیکھکر متعجب ہوا۔ اس سے پڑوس کی زمین پر بے شک گندا اور کھودنے سے کئی ایک الماس پیدا ہوئے ؛

کان کمبرلی دریائے وال کے شمال کیطرف واقعہ ہے۔ یہاں بڑے زور شور سے کان کنی ہوتی ہے۔ دریائے وال کے ۹۲ میل جنوب کیطرف جیگرس فونٹین نامی کان ہے جہاں سے بکثرت الماس نکلتے ہیں۔ ایک الماس ۱۰ قیراط وزنی بمقام ہوسی جو جیگرس فونٹین سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہی پایا گیا ؛

ان مقامات میں کان کنی اس طور پر ہوتی ہے۔ کہ لوگ اکٹھے ہو کر ایک کمپنی بنکر ایک زمین کو خریدتے ہیں۔ اور اس پر غلام یا مزدور لگوا کر کھدواتے ہیں۔ اور جو فایدہ ہوتا ہے وہ آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ زمانہ قدیم سے یہ مزدور اس قیمتی پیدایش کے غبن کر لینے کی علت میں بدنام چلے آتے ہیں۔ چونکہ جنوبی افریقہ میں مال مسروقہ کی خریداری کو پورے جرم میں داخل نہیں کیا گیا اس لئے وہاں یہ پیشہ عام جاری ہے چنانچہ غلام اور مزدور محافظوں کی نظر بچا کر ہیرے اڑا لیتے ہیں اور بازار میں فروخت کر دیتے ہیں۔ اخبار فرینڈ آف دی فری سٹیٹ Friend of the Free State مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۱ء میں درج تھا کہ "سب سے بڑی کمپنی کو بھی ۲۰۰ پونڈ ہفتہ وار کان کنی کے خرچ اخراجات کے لئے دینے پڑتے ہیں۔ اور اس کان کنی سے بھی صرف اسیقدر قیمتی الماس پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسواسطے کچھ فایدہ نہیں ہوتا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ بڑے بڑے الماس غبن کئے جاتے ہونگے۔ جن کے دستیاب ہو کر فروخت ہونیسے مالک کو بڑا فایدہ ہوتا۔ نامہ نگاروں اور دیگر وسائل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیگرس فونٹین اور کمبرلی کی کانوں پر الماس ہائے مسروقہ کی خریداری جاری ہے۔ اور چونکہ اس ریاست اور جنوبی گریکوالینڈ کے عہدنامہ میں

جرم صریح نہیں کیا گیا - اسی لئے یہ خیال کیا جاتا ہے - کہ یہ علت برقرار رہیگی - ہمیں زیادہ تر فکر اس امر کا ہے کہ الماس ہائے مسروقہ کی خریداری کے برخلاف عام رائے چنداں پرزور نہیں - اگر اس علت سے نفع کی بجائے سوداگروں کو نقصان اٹھانا پڑتا تو یہ کب کے صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے - جب تمام اقوام کے لئے یہ فائدہ مند ہے تو اس کے جلدی دُور ہونے کی امید رکھنی فضول ہے - اس کے انسداد کے لئے صرف دو ہی طریق ہیں یا تو ہم خرید مال مسروقہ کو جرم میں داخل کریں - یا کمبرلی ڈوٹائیٹ پان - ڈی بیرس - اور جیگیرس فونٹین کی کان کنی کے کارخانوں کو بند کر دیں ہاں ایک اور بھی طریق ہے کہ تہذیب اور تکلیف کا خیال نہ کر کے ہم کان کنی کا کام اپنے ہاتھوں سے کیا کریں +

ڈوٹائیٹ پان کی کانیں دریائے وال سے ۲۸ میل کے فاصلہ پر ہیں - اور یہ پان ہموار زمین پر بڑے بڑے گڑھے ہیں - جو قریباً دو تین میل لمبے ہوتے ہیں اُن میں متصلہ اضلاع کا پانی داخل ہوتا ہے - ان کا نام ڈوٹائیٹ پان اسواسطے پڑا کہ پہلے وہاں پانی نہ تھا - اور الماس صرف تیلی مٹی سے نکلتے تھے - اور اس لئے مزدوروں کو محنت کم کرنی پڑتی تھی - سب خشکی کی کانوں سے ڈوٹائیٹ پان پہلے معلوم ہوئے - پہلے یہ کان وان وایک (Van Wyk) صاحب کے قبضہ میں تھی - اور بلٹ فونٹین کی کان ڈوپلوی (Du plooy) صاحب کے پاس تھی - بعدہٗ یہ دونوں کانیں لنڈن اور جنوبی افریقہ کے ایکس پلوریشن (Exploration) کمپنی کے ہاتھ آئیں - اب ان پر کوئی ایک کمپنی کام کراتی ہیں +

ان کانوں پر بڑے زور شور سے کان کنی ہوتی ہے - یہ کان ہائے احاطہ کمبرلی سے ۱۸۷۰ء جو گذشتہ ۱۸۷۰ء میں گورنمنٹ اور سوتھ افریقن ایکس پلورنگ کمپنی کے قبضہ میں آئیں - سالانہ مفصلہ ذیل قیمت کے الماس نکلتے ہیں - کمبرلی سے چار کروڑ روپیہ کے

اولڈ ڈی بیرس سے ۱۰ کروڑ روپیہ کے ۔ ڈوٹایٹ پان سے ۲۰ کروڑ روپیہ ۔ اور بلٹ فونٹین سے ½ ۱ کروڑ روپیہ کے ۔ ۱۸۸۱ء کے اخیر میں ان کانوں پر ۲۲۰۰۰ حبشی اور ۰۰۰، ا گورہ کان کنی پر لگے ہوئے تھے صرف کمبرلی اور اولڈ ڈی بیرس کی کانوں سے سالانہ ۲۳۰۰۰۰۰ قیراط وزنی الماس پیدا ہوتے ہیں ۔ اور دوسری کانوں یعنی ڈوٹایٹ پان ۔ اور بلٹ فونٹین سے ۳۰۰۰۰۰ لاکھ قیراط وزنی الماس پچھلے سال پیدا ہوئے تھے ۔ دریائے وال کی کان کنی پر پچھلے سال ۵۰۰۰ آدمی کام کرتے تھے ۔

جنوبی افریقہ میں بڑے بڑے الماس بافراط پیدا ہوتے ہیں ۔ اگرچہ بعض ہلکے رنگ کے بھی نکلتے ہیں لیکن وہ کاٹے جانے سے بہت عمدہ نکل آتے ہیں یہاں کے الماس ہندوستان اور برازیل کے عمدہ ہیروں کو شرمندہ کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر جنوبی افریقہ سے ۱۰۰ الماس برآمد ہو تو تخمیناً اُن میں سے ۲۰ عمدہ اول درجہ کے ۱۵ دویم درجہ اور ۲۰ عدد درجہ سویم کے ۔ اور باقی بوسٹ ہوتے ہیں ۱۸۸۲ء میں مقامات پیدایش الماس کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے ۔ جو زمین کہ پہلے ۵۰ پونڈ سے ۲۰ مربع فٹ ملتی اب اُس کے کئی ہزار پونڈ قیمت ہو گئی ہے اور جب سے ڈوٹایٹ پان سے الماس ڈوٹایٹ اول نکلا ہے تب سے اُس کی متصلہ زمین کے نصف حصہ کی قیمت ۲۰۰۰۰ پونڈ ہو گئی ہے ۔ جنوبی افریقہ سے مفصلہ ذیل بڑے بڑے الماس دریافت ہوئے (۱) سٹوآرٹ[۱] (۲) ڈوٹایٹ اول[۲] (۳) جیگرس فونٹین[۳] (۴) پورٹر روڈس[۴] ۔ (۵) ڈوٹایٹ دویم[۵] (۶) ٹی فینٹ[۶] (۷) سٹار آف ہیو فارک[۷] ۔ (۸) فوڈی[۸] (۹) سٹار آف ڈایامنڈس[۹] ۔

اگرچہ جنوبی افریقہ سے کئی قسم کے الماس دریافت ہوئے ہیں لیکن کاریو نیڈو

۱؎ دیکھو ابت ۹ ۲؎ دیکھو باب ۸ ۳؎ دیکھو ۸ ب ۴؎ دیکھو ۸ ب ۵؎ دیکھو ۱۲ ب ۶؎ دیکھو الماس نمبر ۴ صفحہ ۱۲۲ ب ۷؎ دیکھو ۱۲ الماس نمبر ۸؎ دیکھو ۹ ب ۹؎ الماس نمبر ۲۱ ۱۴ ب ۔

الماس کوئی نہیں نکلا - جنوبی افریقہ اور برازیل کے مقامات پیدایش الماس میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے لیکن بعض لحاظ سے انمیں بڑا فرق ہے - ہم ان سب امورات پر غور کرنیسے کہہ سکتے ہیں - کہ جنوبی افریقہ کے مقامات کے الماس بنظیر ہیں ◆

اخبار السٹرٹیڈ لنڈن نیوز مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۶ء میں جو کیپ کے ہیرو نکا بیان درج ہے اُسکا اختصار لکھا جاتا ہے - یہ کان لفونٹین واقعہ گرزکوالینڈ ویسٹ میں انجنوں کے ذریعہ کھدائی ہوتی ہے - زیادہ سے زیادہ کھدائی ۴۰۰ فٹ گہرائی تک ہے - سال بھر میں ۔۔۔ لاکھ چھکڑے الماسی مٹی کے نکالے گئے جن سے قریباً ۲ لاکھ قیراط کے الماس نکلے - جن کی قیمت قریباً پچاس لاکھ روپیہ ہوتی ہے - ہیروں کے دھوئے اور ریت نکالنے کا کام ایک کل کے ذریعہ ہوتا ہے جو جنوبی افریقہ کے دیسی لوگ لوئس ایٹکنسن صاحب کی نگرانی میں کرتے ہیں - ہیروں کے کاٹنے کا کام بھی اسی انگریز کی نگرانی میں ہوتا ہے - ناتراشیدہ ہیرے کو کسی مصالح کے ذریعہ ایک چھڑی کے سرے پر جوڑا جاتا ہے اور اسیطرح جڑے ہوئے دوسرے ہیرے سے اسکو رگڑتے ہیں - حتی کہ کئی دفعہ باترتیب رگڑنے سے ایک پہل نکل آتا ہے - ہیرا کاٹنے کے بعد جلا کر دیا جاتا ہے - جو کہ اسکو آہنی چکر پر جلا دیتا ہے - یہ چکر ایک منٹ میں ۲۵۰۰ دفعہ گھومتا ہے - اسکی ایسی تیز حرکت ہوتی ہے کہ آنکھ کو بھی اسکی گردش معلوم نہیں ہوتی - یہاں اسقدر عمدہ قسم کے الماس اُسی افراط سے پائے جاتے ہیں جس افراط سے برازیل اور ہند میں مل سکتے ہیں ◆

ذیل میں ایک تصویر درج کیجاتی ہے - جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنوبی افریقہ میں الماس کو کس طرح ریت سے دھوکر نکالتے ہیں اور کس طرح کاٹتے ہیں - یہ تصویر نمائش گاہ لنڈن موسومہ انڈین اینڈ کولونیل اگزیبیشن میں دکھلائی گئی تھی ◆

برازیل میں مدت سے قیمتی الماس نکلتے ہیں ڈاکٹر گارڈنر (Dr Gardner)
نے دریافت کیا کہ برازیل میں الماس کا ڈھانچہ اٹی کولومایٹ[1] (Itacolomite)
ہے۔ کہتے ہیں کہ جو الماس اس اٹی کولومایٹ سے نکلتے ہیں انکے گوشہ
گول ہوتے ہیں۔ اور جو ریتیلے پتھروں سے نکلتے ہیں انکی شکل درست
ہوتی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ریتیلے پتھروں کے تبدل پذیر
ہوکر اٹی کولومایٹ بننے میں الماس کی شکل پر بھی اثر ہوتا ہے[2]۔
اگرچہ الماس ان چٹانوں سے نکلتے ہیں۔ لیکن ان چٹانوں
کے ٹوٹنے سے یہ ادھر ادھر بکھرے ہوئے بھی پلے جاتے ہیں
الماس کی پیدایش کے بڑے مقامات ۱۶ و ۲۶ درجات عرض
جنوبی کے درمیان ہیں۔ جن میں صوبہ ماینس گیراس[3] (Minas
Geraes) اور سینٹ پالوس[4] (St. Pauls) شامل ہیں کہتے
ہیں کہ برازیل کی یہ کانیں ۱۷۲۸ء میں اس طرح دریافت ہوئیں
کہ ایک شخص مسمی برنارڈینو فونسیکا لوبو Bernardino Fonseca Lobo نے
صوبہ ماینس گیراس ضلعہ الماس میں ان ہیروں کو دریافت کیا
پہلے پہل سونے کے نکالنے میں جو چمکیلے پتھر نکلتے ان کو ناچیز
سمجھکر یوں ہی پھینکدیتے۔ چونکہ شخص مذکور نے ہندوستان کے
ہیرے دیکھے ہوئے تھے۔ اس لئے اس نے فوراً پہچان لیا کہ یہ
چمکیلے پتھر ہیرے ہیں۔ وہ انکو پرتگال میں لایا اور یہاں انکی صرافت

---

[1] جنوبی امریکہ (یعنے نئی دنیا کے جنوبی حصہ) میں ایک وسیع ملک ہے [2] کوارٹز قسم کی ایک چٹان جس میں ابرک۔ ٹالک اور دیگر پتھروں کے چھوٹے چھوٹے ڈلے ہوں۔ اکثر اسمیں الماس پایا جاتا ہے ۱۲

[3] یہ صوبہ برازیل میں جنوب مشرق کیطرف ۱۸ درجات عرض بلد جنوبا و ۴۵ طول بلد غربا پر ہے ۱۲

[4] یہ صوبہ مانس گیراس سے جنوب مغرب کیطرف ۲۰ عرض بلد جنوبا ۵۰ طول بلد غربا پر ہے ۱۲

[5] شیشۂ برازیل کے الماس کی معدنی شکل کی پلیٹ ب میں ہے ۱۲

کا پورا یقین ہوگیا ۔ یورپ کے سوداگر جو اب تک ہندوستان سے ہی الماس
خریدتے تھے ۔ اس نئی دریافت سے بہت متفکر ہوئے ۔ کیونکہ انہیں اپنے ہندوستانی
ہیروں کے کم قدر ہوجانیکا اندیشہ ہوا ۔ چنانچہ انہوں نے مشہور کردیا کہ برازیل کے
ہیرے دراصل ہندوستان سے ہی بھیجے ہوئے ہیں ۔ لیکن پرتگال والوں نے برازیل
کے ہیروں کو ہندوستان میں لیجاکر ہندوستان کے ہیروں کی بجائے فروخت
کروایا ۔ سو ۔ مانیس گیرس میں الماس کی پیدایش کے کئی ایک مقامات ہیں ۔
اس کے شمال میں بہ ریتلی پتھروں میں سے الماس نکلتے ہیں ۔ ان پر خام چونہ کی
تہ اور ان کے اوپر جپسم کی تہ ہوتی ہے ۔ جب کہ پہاڑی کو اتنی گہرائی
تک کھودیں ۔ کہ ریتلے پتھر نکل آویں ۔ تو الماس بکثرت ظاہر ہوجاوینگے ۔ کوہستان
امبنی[ص] سے الماس کے دو دریائے کوپی وری (Copivary) اور جیکوئی ٹن ہون ہا
(Jeguetinhonha) نکلتے ہیں ۔ اس جگہ الماس کے ساتھ اور جواہرات مثلاً
بیکھم وغیرہ پائے جاتے ہیں ۔ اور ایک لدی ڈین[ص] (Lydian) نامی پتھر نکلتا ہے
کہ جسے دیسی منیجاؤ کہتے ہیں ۔ اور اس کی بڑی خوشی سے تلاش کرتے ہیں ۔ کیونکہ
جہاں یہ ہو ۔ وہاں ہیروں کے ساتھ اور جواہرات مثلاً سفید نیلگوں پکھراج ۔
پلک ۔ لاجورد وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں ۔ چند عمدہ الماس نیگو[ص] سے سہیل کے
فاصلہ پر ایک پورانی کانسی اس طرح نکلی ۔ کہ ایک مزدور اس شہر کے نزدیک رہتا
تھا اس نے اپنے مکان کے پاس ایک بانس لگا رکھا تھا ۔ جب اس نے اسے
اکھیڑا تو جڑ کے ساتھ چند الماس نکلے ۔ اس کے قرب وجوار کی زمینوں میں تلاش

له یہ ایک قسم کا چٹان ہوتا ہے جسکے کبھی تو باترتیب طبقات ہوتے ہیں اور کبھی یہ تودہ چٹانوں میں پایا جاتا ہے ۔ اس کے طبقات میں چھوٹے چھوٹے ایک دوسرے سے مختلف رنگ و ڈھنگ کے پتھر ہوتے ہیں ۔ یہ سلفیٹ آف لائم یعنی چونے کا پتھر ہوتا ہے ۔ اور اسے سنگ جراحت بھی کہتے ہیں ۔ ایک قسم کی کھڑیا مٹی سے بنتا ہے ۔ ملہ یہ پہاڑ صوبہ مانیس گیرس میں ۱۸ء ۲ عرض ۴۳ طول بلد پر واقعہ ہے ۔ سله سیاہ بھورے یا سفید رنگ کی سلیٹ یہ پتھر کسوٹی کے طور بھی استعمال ہوتا ہے ۔ ملہ یہ شہر صوبہ مانیس گیرس میں ۱۸ عرض بلد جنوبی ۴۳ طول بلد غربی پر واقعہ ہے ۱۲

کی گئی۔ تو کئی جھونپڑیوں میں الماس پائے گئے۔ یہ بہت چھوٹے تھے ایک قیراط سے کوئی بڑا نہ تھا۔ اگر اس کان کی طرف دیکھیں۔ تو اولاً سنگریزہ کی عام کان دکھائی دیتی ہے۔ لیکن اگر بنظر غور دیکھا جاوے۔ تو زردیشی کے تودے گڑھے کی تہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور باہر کیطرف سنگریزوں کی تہ جو اتنی گہری ہوتی ہے۔ کہ اُسکے کھودنے میں کثیر بیفایدہ خرچ اٹھانے پڑتے ہیں۔ اور چونکہ مزدور بھی ہیروں کے چرانے میں بڑے چالاک ہوتے ہیں۔ اس لئے ہیروں کی تلاش میں چنداں فایدہ نہیں ہوتا۔ ان کانوں کا نام ابتک بدنام چلا آتا ہے۔ مقام شیرہ ڈیک فرایو (Serra de frio) میں بھی الماس نکلتے ہیں۔ یہ ایک پہاڑی میدان کف دست ۶۰۰ سے ۱۸۰۰ میٹر بلند ہے جس ضلع سے الماس تلاش کئے جاتے ہیں۔ جنوب سے شمال تک ۱۶ فرسنگ اور مشرق سے مغرب تک ۸ فرسنگ ہے اور تیجوکا سے بفاصلہ ۱۲ فرسنگ یکتا دریا تیجوشن ہون ہا واقع ہے۔ گری نایٹ۔ ابرق اور ریت اور دیگر سنگریزوں کی ترکیب سے ایک مدور گولا بن جاتا ہے۔ جسے دیسی لوگ کیس کلاؤ کہتے ہیں۔ اس میں سے الماس پائے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ سونے کے ذرے چسپیدہ ہوتے ہیں۔ کوہستان گریمی گوا Grammayoa میں جو دریائے کوریگو ڈوس راوش[۲] (Corrego dos Roas) کے بائیں کنارہ پر واقعہ ہیں ایسے ریتیلے پتھر ہیں۔ جو کچھ عرصہ میں ایٹی کولو مایٹ بنجاتے ہیں۔ اسجگہ ۱۸۳۹ء میں قریباً ۲۰۰۰ مزدور ہیروں کی تلاش میں مصروف تھے کئی سال تک کام باکامیابی ہوتا رہا۔ لیکن لاگت اس پر بہت آٹھنے لگی۔ جس چٹان سے الماس نکلتا ہے۔ اُس کو اُڑاتے اور اُس کے ٹکڑوں کو توڑتے اور پانی میں دھوتے جُوں جُوں کان کن زیادہ گہرائی تک جاتے زیادہ سخت پتھر دیکھتے جن کو توڑنا

---

[۱] اس مقام سے الماس ۱۷۲۸ء میں دریافت ہوئے۔ [۲] بفاصلہ ۔۔۔ میل از صوبہ ۔۔۔ میں ٹاؤن بجانب شمال ۔۔

بڑا محنت طلب کام تھا اس لئے چھوڑ گیا۔ ان کے علاوہ صوبہ مانیس گیراس میں اور بھی مقامات پیدایش الماس ہیں۔ مثلاً دریائے اوبیٹ (Obaite)[۱] پیٹری سن ہو (Patricinho)[۲] راو داس ولہاس (Rio das Velhas)[۳] بمقام چیپڈہ (Chapada)[۴] ہنی کے تودے میں سے ہیرے نکلتے ہیں۔ اور ان کا اصلی ڈھانچہ ایک چٹان ہوتا ہے۔ جیس لوہا اور ترمری کے دانہ شامل ہوتے ہیں۔ بمقام مانیس گیراس[۵] میں اول ۲۰ سال کے اندر ایک لاکھ چوالیس ہزار قیراط وزنی ہیرے سالانہ نکلتے رہے ۱۷۷۲ء میں گورنمنٹ نے پہلے پہل یہاں اپنی طرف سے کان کنی شروع کرائی چونکہ پیدائش زیادہ تھی۔ اسلئے لاگت بھی بہت پڑتی تھی۔ یہانتک کہ فی قیراط گورنمنٹ کا ۱۵ سے ۱۸ شلنگ خرچ اٹھتا۔ ۱۸۵۰ء تک مانیس گیراس سے ۲۸۵۸۰۰۰ قیراط وزنی الماس قیمتی ۱۱ کروڑ روپیہ برآمد ہوئے۔ اور صوبہ بہیا[۶] (Bahia) میں نئی کانیں دریافت ہونیکے باعث انکی تعداد اور بھی زیادہ ہوئی۔ اس صوبہ کے ہیروں کو بہیا کہتے ہیں۔ یہ اکثر عیب دار اور کم قدر ہوتے ہیں۔ اور اکثر کاربونیڈو بھی یہاں سے نکلتے ہیں۔ اس جگہ سے ہیروں کے دریافت ہونے کی یہ داستان ہے۔ کہ "ایک ستارغلام اپنے آقا کا گلہ یہاں چرایا کرتا تھا۔ اس نے معلوم کیا کہ بہیا کی زمین صوبہ مانیس گیراس جیسی ہے۔ اس لیئے اُس نے ہیروں کی تلاش کرنی شروع کی۔ اور ۷۰۰ قیراط وزنی ہیرے حاصل کئے۔ جنکو وہ لیکر بھاگ گیا۔ اور فروخت کرتا ہوا پکڑا گیا۔ اور ہرچند اُس کے آقا نے اُسکے پوچھا کہ تو نے اتنے ہیرے کہاں سے حاصل کئے ہیں۔ اُس نے بھید نہ بتلایا۔ مالک نے پھر اُسے اُسی زمین میں وہاں لگا

[۱] یہ دریا کوہ مانٹاڈی کورڈا سے نکلکر صوبہ مانیس گیراس میں بہتا ہے ۱۲ [۲] یہ چھوٹی سی ندی صوبہ مانیس گیراس کے درمیانی حصہ کو شاداب کرتی ہے ۱۲ [۳] یہ دریا کوہ پیراپاسے نکلکر صوبہ مانیس گیراس میں دریا سان فرانسسکو کے شمال کیطرف واقعہ ہے ۱۲

[۴] یہ ضلع صوبہ مانیس گیراس میں فی آئی ڈائمنی ۳۰ فرسنگ جانب شمال مشرق ۱۰ عرض بلد جنوباً ۱۸ طول بلد غرباً واقع ہے ۱۲

[۵] یہ صوبہ مانیس گیراس سے شمال کیطرف ۱۲ عرض بلد جنوباً ۴۰ طول بلد غرباً واقع ہے ۱۲

اور بذات خود نگہبانی کرنے لگا۔ تو معلوم ہوا کہ یہاں ہیروں کی کان ہے۔ اس خبر کے مشہور ہونیسے اردگرد کے لوگ بہیا کو آئے۔ یہانتک کہ دوسرے سال ۲۵۰۰۰ آدمی ہیروں کی تلاش کرنیوالے ہو گئے۔ کچھ عرصہ تک یہاں روزانہ ۱۴۵۰ قیراط تک پیدایش ہوتی رہی لیکن آہستہ آہستہ پانچ چھ ہزار آدمی رہ گئے ؛

اخیر ۱۸۴۹ء تک چیپیڈہ واقعہ بہیا سے ۹۳۲۲۴۰۰ قیراط وزنی الماس حاصل ہوئے۔ یہ میدان ۰ میل طول اور ۲۴ میل عرض میں ہے ؛

برازیل میں اور مقامات سے بھی الماس نکلتے ہیں۔ چنانچہ دریاے پیراگوی[1] Paraguay اور اس کے معاونوں میں سے الماس دستیاب ہوتے ہیں بموسم خشک میں (یعنے ماہ اپریل سے لیکر نصف ماہ اکتوبر تک) جبکہ اس دریا کا پانی نہروں میں جانیسے کم ہو جاتا ہے تو صرف کیچڑ ہی باقی رہجاتا ہے۔ اس کیچڑ کو ۶ سے ۱ فٹ گہرائی تک کھودتے ہیں۔ اور اسے کسی جگہ لیجاکر حبشیوں سے دُھلاتے ہیں۔ کیچڑ کھودتے وقت کبھی سوراخوں میں سے سونا اور ہیرے نکلتے ہیں۔ جب برسات کے شروع ہونے سے کُھدائی کا کام بند ہو جاتا ہے۔ تو کیچڑ دھونے والے جھونپڑیوں میں بڑی رونق ہوتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے ڈونگے پہلو بہ پہلو رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اُن پر حبشیوں کا ایک انبوہ کام کرتا ہے ان کا داروغہ سب سے اونچا بیٹھتا ہے۔ تاکہ سب کے کام کو اچھی طرح دیکھے۔ ہر ایک ڈونگے میں پانی کی چھوٹی سی نالی ہوتی ہے جس کو ہلاکر حبشی کیچڑ کو صاف کرتا ہے یہانتک کہ کیچڑ بہ جاتا ہے۔ اور سنگریزے باقی رہجاتے ہیں۔ تب پانی سے سنگریزوں اور ریت کو ہاتھ میں لیکر حبشی الماس کی تلاش کرتا ہے۔ اگر کوئی الماس ملجاوے تو وہ کھڑا ہو کر تالی بجاتا ہے۔ اس سے داروغہ کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور وہ الماس کو لیکر ایک برتن میں رکھدیتا ہے۔ اور

---

[1] صوبہ پیراگوی واقعہ برازیل کی غربی حد پہ یہ دریا واقعہ ہے ۱۲

جب سارے دن کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ تو وہ تمام ہیروں کو نکالکر گنتا ہے۔ اور اُن کے
وزن اور تعداد کو کتاب میں درج کر دیتا ہے۔ بڑے ہیرے بمشکل ملتے ہیں۔ تخمیناً دس ہزار
دانوں سے ایک دانہ صرف ۲۰ قیراط کا نکلتا ہے۔ اور باقی ایک قیراط یا کم وزن کے ہوتے
ہیں۔ جب ۱۸۶۷ء میں یہ جواہر یہاں سے معلوم ہوئے۔ تو ان دریاؤں کے ارد گرد
کے پرگنات کے باشندوں پر گویا ایک آفت نازل ہوئی۔ کیونکہ گورنمنٹ نے ان
لوگوں کو دور دراز ہیروں کی تلاش کے لئے بھیجا۔ فلک بھی ان کے درپے تخریب
ہوا۔ متواتر زلزلوں سے کئی لوگ تباہ ہو گئے۔ جو باقی بچے وہ ۱۸۰۔ سنہ ۱۸۸۵ء کو
واپس آگئے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب یہ لوگ چلے آئے تو وہاں الماس خود
بخود نکلنے لگے۔ اگر بادل بشدت برستا تو لڑکے گلی کوچوں میں الماس پڑے ہوئے
پاتے یہاں تک کہ مرغیاں اپنے دانہ کے ساتھ چھوٹے چھوٹے الماس نگل جاتی تھیں۔ اس ملک میں حبشیوں کو الماس چُرانے اور چھپا لینے سے باز
رکھنے کیلئے کئی ایک قوانین نوع بنوع مروج ہیں۔ اگر کسی حبشی کو ۱۷ قیراط وزن کا دانہ ملے۔ تو اس کو پھولوں کا ہار
پہنا کر بڑی عزت سے مہتمم کے پاس لیجاتے ہیں۔ اور اُسے آزاد کر دیتے ہیں۔ اور ایک
جوڑہ پوشاک پہنا کر کے مزدوری پر کام کرنیکی اجازت دیتے ہیں۔ اگر کوئی حبشی ۸ یا ۱۰
قیراط وزنی ہیرے حاصل کرے تو اُسے ایک جوڑہ پوشاک ایک ٹوپی اور ایک عمدہ
چاقو انعام ملتا ہے۔ اگر کوئی حبشی بددیانتی کرے تو اُسے چابک لگتے ہیں۔ پاؤں میں
بیڑیاں ڈالکر طرح طرح کی سزائیں دیتے ہیں اگر وہ دوبارہ اس جرم کا مرتکب ہو۔ تو وہ
پھر اُسی کام پر نہیں لگاتے۔ اگرچہ انعام اور سزا سے دیانتی کی اسقدر ترغیب ہوتی ہے
پھر بھی پیدایش کا ایک ثلث حبشی لوگ اڑا لیتے ہیں۔ اور دار وغہ کے روبرو اپنے پاؤں
اور انگلیوں میں ہیرے چھپا لیتے ہیں۔ اور کبھی کبھی دُور دُور پھینکدیتے ہیں۔ اور رات کے
وقت وہاں سے لے آتے ہیں۔ جو شخص الماس تلاش کراتے ہیں اُن ...
کے فایدہ کا کوئی ٹھیک اندازہ نہیں ہوتا۔ برازیل کے تمام اضلاع سے [illegible]

ﻣﻞ ایک کروڑ قیراط الماس برآمد ہوئے۔ اور ۱۸۶۱ء سے ۱۸۶۷ء تک ۸۰۰۰۰۸۸ پونڈ قیمتی ہیرے نکلے۔ برازیل کے ہیروں کو تجارت میں دو نام سے پکارتے ہیں۔ ایک ڈایامینٹ آینا (Diamantina) دوئم سنکورہ۔ الماس قسم دوئم اول کی نسبت کم قیمت ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ آب و تاب اور رنگ میں اُن کے برابر نہیں ہوتے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں سے ہیرے نکلنے کے باعث یہاں کے ہیروں کی کم قدر ہوگئی۔ اور چونکہ کان کنی پر خرچ زیادہ اٹھتا ہے۔ اس لئے اکثر وہاں کان کنی کم ہوتی ہے۔ یہاں سے مفصلہ ذیل بڑے بڑے ہیرے نکلتے ہیں:-

(۱) برگنزہ[۱] (۲) اسٹار آف دی سوتھ[۲] (۳) ریجنٹ آف پرتگال[۳] (۴) پیرو سن ہو[۴]
(۵) الوداس ولیماس[۵] (۶) جیپی وا[۶] (۷) برازلین وغیرہ ✦

الماس آسٹریلیا[۷] میں اگرچہ تین کالونی (انگریزی) سے نکلتے ہیں لیکن صوبہ نیو سوتھ ویلز New south Wales میں ہی بافراط پائے جاتے ہیں۔ اور مقامات میں اسقدر نہیں ملتے۔ کہ انہیں ہیروں کے بڑے بڑے مقامات میں درج کیا جاوے ۱۸۵۱ء میں خبر پہنچی کہ باتھرسٹ Bathurst کے متصل بمقام ریڈی کریک Reedycreek خورد الماس پائے گئے ہیں۔ بعدہٗ ۱۸۵۹ء میں دریائے میکوائر[۸] Macquarie پہ ریل (Pyrmil) کلاباش کریکس Calabashcreeks سے بھی الماس نکلے۔ اس کے آٹھ برس بعد بمقام لوٹایل فلیٹ[۹] سونے کے تلاش کرتے الماس نکلتے ۱۸۶۹ء میں یہ کام ایک کمپنی نے شروع کیا۔ بمقام مجی[۱۰] پورانی دریا کی ریتے الماس نکلتے ہیں۔ اور دریا سے بڑے فاصلہ پر دریائی سنگریزے

---

[۱] دیکھو صفحہ ۲۸ باب [۲] صفحہ ۲۸ باب [۳] صفحہ ۴۸ باب [۴] الماس نمبر ۲ صفحہ ۲۷ باب [۵] الماس نمبر ۲ صفحہ ۲۸ باب [۶] الماس نمبر ۲ صفحہ ۱۴۴ [۷] الماس نمبر ۷ صفحہ ۲۷ باب [۸] ایک براعظم جو ایشیا سے جنوب مشرق کیطرف بحیرہ ہند و بحرالکاہل کے درمیان واقع ہے۔ [۹] یہ دریا صوبہ نیو سوتھ ویلز میں ۳۲ عرض بلد جنوبا ۱۴۸ طول بلد شرقاً بہتا ہے [۱۰] مقام مجی سے ۱۸ میل شمال جنوب کیطرف دریا کے پر ہے [۱۱] نیو سوتھ ویلز میں ۳۲ عرض بلد ۱۴۹ طول بلد شرقی واقع ہے"

ہیں۔ جو کہ سطح دریا سے ۳۰ فٹ بلندی پر ہیں ان پر بسالٹ اور دیگر سنگریزوں کی کئی ایک تہیں۔ اور ہیروں کی تہ گرین سٹون کے پتھروں پر ہوتی ہے۔ اور ان میں سے اکثر جیکم ٹن۔ بلور سنگ یشب اور عقیق وغیرہ جواہرات بھی نکلتے ہیں۔ اور اگرچہ الماس اس ضلع میں اِدھر اُدھر بکھرے ہوتے ہیں۔ اور سنگریزوں میں ملے جلے پائے جاتے ہیں لیکن سنگریزوں کی چھان بین کرتے میں بہت لاگت اٹھتی ہے۔ اس لئے چنداں فایدہ نہیں ہوتا۔ اول پانچ سال میں ۲۵۰۰ الماس نکلے جو کہ اکثر بہت ہی چھوٹے تھے۔ سب سے بڑا ۵ قیراط تھا۔ ہیرے عموماً سنگریزوں کے تودے میں سے پائے جاتے ہیں۔ اور بعض دریائی تہ میں سوراخوں سے ملتے ہیں لیکن دریا کے الماس اکثر شکستہ ہوتے ہیں۔ دو تین سال سے ملک نیو ساؤتھ ویلز میں بمقام بنگرا[1] (Bangera) ایک اور ہیروں کا مقام دریافت ہوا ہے یہ میدان چاروں طرف پہاڑوں سے محیط ہے۔ اور چار میل طول تین میل عرض میں ہے۔ اس جگہ ہیروں کی تہ کی پہچان سیاہ ترمری سے ہوتی ہے جسے وہاں جٹ سٹون (Jet Stone) کہتے ہیں یعنی جہاں یہ پایا جاتا ہے وہاں ضرور الماس ملتے ہیں۔ یہاں کے الماس اکثر مصفا اور بیرنگ ہوتے ہیں۔ کئی ایک کا زرد گیا ہی رنگ بھی ہوتا ہے۔ لیکن سب مقدار میں چھوٹے ہوتے ہیں۔ ۸ گرین سے کوئی زیادہ وزنی نہیں نکلا۔ آج تک یہاں سے ۱۰۰۰۰ الماس نکلتے ہیں۔ حالانکہ کام زور شور سے نہیں ہوتا۔ ان مقامات کے علاوہ اور بھی کئی چھوٹے میدان ہیں۔ جہاں سے الماس نکلتے ہیں۔ چنانچہ ایک کمپنی نے چند مہینوں میں ایک کان سے جو کوپس کریک (Copes Creek) اور گواڈر[2] (Gwydir) کے ملاپ کے متصل ہے۔

---

[1] یہ شہر صوبہ نیو ساؤتھ ویلز میں شہر سڈنے سے ۳۰۰ میل جانب شمال دریائے گورڈر پر ۲۹ عرض بلد جنوبی ۱۵۰ طول بلد شرقی واقع ہے۔ [2] یہ دریا ملک نیو ساؤتھ ویلز میں ہے۔

قریباً ۲۰۰ الماس حاصل کئے۔ اکثر دانوں کا رنگ زردی مائل سبز تھا۔ اور ۵ گرین سے کوئی زیادہ وزنی نہ تھا۔ بنگورٹین (Bengouertan) کان سے بھی الماس نکلے ہیں۔ اور ایک الماس ۹ گرین وزنی کو ہ بالڈ Bald اور ٹمبرورا Timbroora پہ پایا گیا۔ جس سے ظاہر ہوا کہ نیو سوتھ ویلز میں کئی ایک ہیروں کے مقامات ہیں۔ اس صوبہ کے برابر آسٹریلیا میں کسی اور جگہ سے اتنے الماس نہیں نکلے۔ ۱۸۵۲ء میں ایچکا[1] کے نزدیک الماس برآمد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس جگہ سے ۱۰۰ سے زیادہ الماس نکلے ہیں۔ صوبہ وکٹوریا[2] جہاں سے سونا نکلتا ہے کبھی کبھی ہیرے بھی وہاں سے نکلتے ہیں۔ چنانچہ ۱۸۶۲ء میں ضلع اوون (Ovens) سے کئی ایک ہیرے نکلے اور ضلع بیچ ورتھ Beechworth سے ۴۰ الماس چھوٹے نکلے۔ پہلا الماس جو آسٹریلیا سے آیا ۱۶ قیراط وزن میں تھا اور باتھرسٹ کے مغرب میں مقام اوپر (Ophir) سے نکلا تھا۔ آسٹریلیا کے صوبہ نیو سوتھ ویلز میں لوہے۔ تانبے کی کانوں کے ساتھ اکثر ایسی اشیا کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں جن کا اصل کاربن ہے۔ اس لئے وہاں سے الماس بھی برآمد ہوتے ہیں۔ ان متذکرہ بالا مقامات کے علاوہ آسٹریلیا کے کسی اور کالونی سے آج تک کوئی الماس نہیں نکلا لیکن یہ ناممکن نہیں اگر پہلے دریاؤں کی تہ ہائے سے ہیروں کے تلاش کرنیکی بجائے کوہستان آسٹریلیا الپس[3] Australan Alps میں ہیروں کی تلاش کیجائے۔ تو وہ ڈھانچ دریافت ہو جائیں جہاں سے کہ الماس ان دریاؤں میں بہ کر آتے ہیں۔ چونکہ ضلع نیو انگلینڈ کی بناوٹ کان بگی گن (Bagae) واقعہ برازیل جیسے ہے۔ اس لئے ناممکن نہیں کہ یہاں سے بھی الماس دریافت ہوں۔ نیز ایک اور کان ضلع کوئینز لینڈ[4] (Queensland) میں دریئے

[1] یہ مقام ایڈی لیڈ (دارالسلطنت جنوبی آسٹریلیا) کے ۹۰ میل جانب جنوب شرق ۳۶ ع ج - ۱۳۹ طول شرقی پر واقع ہے ۱۲ [2] یہ صوبہ آسٹریلیا میں نیو سوتھ ویلز کے جنوب میں واقع ہے ۱۲ [3] یہ پہاڑ صوبہ وکٹوریہ و نیو سوتھ ویلز میں ۳۷ ع ج ۱۴۷ طول بلد پر ہے ۱۲ [4] یہ صوبہ نیو سوتھ ویلز کے شمال کیطرف ہے ۱۲

پامر Palmar پر اور ایک دریائے گل برٹ[1] Gelbart پر اور ملک جو جگرٹ اور کارپن ٹیریا (Carpenterea) کے درمیان نکلی ہے۔

ان مقامات مفصلہ بالا کے علاوہ کئی اور بھی مقامات ہیں جہاں سے کہ چھوٹے چھوٹے ہیرے نکلتے ہیں۔ چنانچہ ۱۸۷۹ء میں کوہ یورال کی ریت میں اور چند جارجیا[2] اور میکسیکو[3] کے جنوب مغرب میں پائے گئے ٭

(۴) الماس کے کاٹنے اور جلا دینے اور کندہ کرنے وغیرہ کا بیان

چونکہ الماس کی معدنی شکل خراب اور بدڈھب سی ہوتی ہے اس لئے اسے خوش قطع بنانے کے لئے اس پر کئی طرح کی دستکاری کیجاتی ہے۔ چنانچہ کاٹنے سے اسکے کئی عیب اور داغ دُور کئے جاتے ہیں۔ اسکی عمدہ و مطلوبہ شکل نکالی جاتی ہے۔ اور جلا دینے سے اسکی چمک دمک اچھی طرح نمایاں ہوتی ہے۔ اگرچہ اس دستکاری سے نگ مقدار میں بہت چھوٹے ہو جاتے ہیں لیکن خوش شکل ہو جانیکے باعث قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ الماس سب دنیاوی معلومہ اشیا سے سختی میں زیادہ ہے۔ اسلئے بجز ہم ذات کے سوائے کوئی اور شے اسے کاٹ نہیں سکتی۔ یہ بُرادہ الماس سے ہی کاٹا اور جلا دیا جاتا ہے۔ یہ بُرادہ عیب دار ہیروں یا اُن ہیروں سے جو کاٹے نہیں جا سکتے۔ بنایا جاتا ہے۔ یعنے ایسی خراب ہیروں کو سخت آہنی اوزار میں ڈالکر کوٹتے ہیں۔ جب تک کہ یہ باریک ہو جاویں الماس کے کاٹنے میں تین حرکتیں ہوتی ہیں (۱) شگاف دینا (۲) کاٹنا یعنی رگڑنا (۳) جلا دینا ہر ایک صنعت کے مختلف کارخانے جاری ہیں ٭

(۱) پہلے پہل ناتراشیدہ ہیرے کو جسکا درست کرانا منظور ہوتا ہے۔

---

[1] یہ دریا ماح ۱۸۸۱ء پر ہے۔ [2] شمالی امریکہ میں ایک صوبہ ہے۔ [3] شمالی امریکہ کا صوبہ ہے۔

حکاک کے سپرد کرتے ہیں۔ یہ صناع کچھ عرصہ تک اسے اُلٹ پُلٹ کر دیکھتا ہے۔ کہ
کس طرح یہ بآسانی اور مطلوبہ طرز کاٹ سکتا ہے۔ کہ حتی الامکان نقصان بھی کم ہو
اور عیب بھی دور ہو جاویں۔ اسکا اوزار ایک چوبی دستہ کیطرح ہوتا ہے۔ جس کے
ایک سرے پر اُبھری ہوئی شام لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اسمیں رال اور سائیدہ خشت
اور گوند پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اس مصالحہ کو وہ آگ یا چراغ کے آگے رکھکر نرم
کرتا ہے۔ اور اُس میں الماس رکھدیتا ہے۔ جب تک کہ یہ مصالحہ سرد نہ ہو جائے
جب الماس اوزار میں اچھی طرح سے چمٹ جاتا ہے تو اوزار ایک نوک دار ہیرے کو
لیکر اس چمٹے ہوئے الماس پر ایک نشان بشکل سا کر دیتا ہے۔ جہاں سے کاٹنا
منظور ہو۔ یہ کام ناتجربہ کار کے لئے بہت مشکل ہے۔ اوزار مذکور کے نیچے ایک
صندوقچہ ہوتا ہے۔ اور اُس پر ایک چھلنی جو بُرادہ الماس گرتی ہے۔ گوند وغیرہ آلودگی
سے پاک ہو کر چھلنی کے ذریعہ صندوقچہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ اس بُرادہ کو روغن
زیتون کے ساتھ ملا کر الماس کو جلا دینے کے کام میں لاتے ہیں۔ جب یہ نشان
کھودتے کھودتے مطلوبہ گہرائی تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اوزار مذکور کو ایک برتن میں
ٹیڑھا کرتے ہیں۔ حکاک ایک ہاتھ میں ایک آہنی اوزار یعنے لوہے کا پھل لیکر اُسکے
سرے کی دھار کو الماس کے شگاف میں جو اس نے ابھی دوسرے الماس سے
کھودا ہے۔ ڈالتا ہے۔ اور دوسرے ہاتھ میں ایک آہنی ہتوڑا لیکر پھل کو زور سے
چوٹ لگاتا ہے۔ کہ فوراً ٹکڑہ الگ ہو جاتا ہے۔ یہ بڑا نازک کام ہے۔ اگر حکاک سے
ذرا غلطی ہو جاوے۔ تو الماس کو بڑا نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بعدہٗ کاٹے ہوئے
حصہ کو اوزار سے نکالتا ہے اور اس طرح کام کئے جاتا ہے جب تک کہ الماس
کی مطلوبہ شکل نہ نکل آوے۔ بعض ہیروں کو کاٹنے میں بڑی محنت پڑتی ہے۔ اس لئے
انکو پہلے شگاف دیکر درست کرتے ہیں اور جو ٹکڑہ کاٹا جاتا ہے۔ وہ بھی از خود ایک

چمک کم آتی ہے۔ حکاک کو اس صنعت کے لئے ہیروں کی کسی طرح کی کاٹوں کی شناخت ہونی چاہئے۔ ہیروں کی مختلف کاٹوں کا بیان باب اول میں کیا گیا ہے +

(۲) الماس کو پھر کاٹنے والے کے پاس بھیجتے ہیں۔ اس کے پاس بھی تقریباً ویسے ہی اوزار ہوتے ہیں۔ یہ صناع الماس میں دوسرے الماس سے نشان کرنیکی بجائے دونوں ہیروں کو خوب آپس میں رگڑتا ہے۔ جب تک کہ دونوں ہموار نہ ہو جاویں۔ اور حکاک نے شگاف دینے سے جو بے ڈھب سے گوشہ نکالے تھے۔ وہ درست کر دیتا ہے۔ ان ہیروں کے رگڑنے میں بڑی احتیاط چاہئے۔ یہ کام بڑا محنت طلب ہے۔ رگڑنے والا اپنے ہاتھوں کے بچاؤ کے لئے چمڑے کے دستانے پہنتا ہے اور تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد ہیروں کو دیکھتا ہے۔ اور ان کے برادہ کو ہوئے شتر کے بنے ہوئے ایک شانہ سے جھاڑتا رہتا ہے۔ اور گوشہ کو زبان سے نم و تیار رکھتا ہے۔ اور الماس کو مطلوبہ شکل پر لاتا ہے۔ اگر الماس برلینٹ کاٹ کے لئے کاٹی گئی ہو۔ تو پہلے ٹیبل کاٹ بناتا ہے اور پھر تمام گوشہ اور گول نکالتا ہے بڑے بڑے ہیروں کے کاٹنے کا کام صرف دیانت دار اور کاریگر حکاک کو ہی سپرد ہوتا ہے الماس اس کاٹنے والے کے ہاتھوں سے گذرنے کے بعد بھی مکمل نہیں ہوتا۔ کیونکہ چمک اور شفافیت جس کے لئے یہ اتنا خوشنما اور قیمتی ہوتا ہے۔ جلا دینے والے کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔

(۳) شہر امسٹرڈم میں جلا دینے کے کارخانہ کے کمرہ قابل دید ہیں۔ الماس کے رگڑنے اور جلا دینے کی دستکاری بڑے بڑے چوڑے چکر ونپر جو انجن کے زور سے چلتے ہیں ہوتی ہے۔ یہ پہیے ایک منٹ میں قریباً دو ہزار چکر کھاتے ہیں ان متحرک چکروں کے آگے کاریگر اپنے کاموں میں ایسے مشغول ہوتے ہیں کہ ان کی اور طرف نگاہ نہیں پڑتی۔ وہ اپنے انگوٹھے اور انگلیوں سے گوشہ اور دلوں کو درست کرتے

رہتے ہیں اور براوہ الماس اور روغن زیتون سے انہیں مطرکھتے ہیں۔ الماس کو اسی براوہ الماس سے چمکیلا بناتے ہیں پندرہویں صدی میں یہ صنعت رائج ہوئی کہ پھلکوں کو خوب[1]

چونکہ الماس بہت سخت ہوتا ہے اس لئے اس پرنقش کا کام کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ پلاٹینی کے وقت تک اس پر کھودائی کا کام بالکل نہوا۔ اول ہی اول ایک شخص باشندہ میلان (Milan) نے الماس پر یسوع کا نقش کھودا۔ ڈیوک بیک فورڈ (Duke of Bedford) کے پاس ایک الماس ہے جس پر حکیم پوپی ڈومیس کے سر کی تصویر کندہ ہے ۱۸۸۶ء میں ایک چھوٹا الماس فروخت کیا گیا۔ جس پر کسی بادشاہ کے سر کا نقش کندہ تھا۔ اسکی قیمت ایک ہزار پونڈ پڑی۔ اور یہ نمائش گاہ پیرس ۱۸۶۷ء میں دکھلایا گیا۔ مجمع الجواہرات ہوپ میں ایک الماس ہے۔ جس پر لیوپولڈ دوم (Leopold II) کے سر کا نقش کندہ ہے۔ الماس اکبرشاہ اور شاہ دونوں عمدہ منقش ہیرے ہیں[1]

اکثر الماس کو زیورات میں استعمال کے لئے کاٹتے اور جلا دیتے ہیں اور یہ اپنی چمک دمک اور خوشنمائی کے باعث اُن میں مزین ہوتا ہے۔ اول ہی اول باشندگان سیریا نے الماس کو زیورات میں استعمال کیا۔ اس سے پیشتر مشرقی ممالک میں صرف یہ شے تجارت ہی سمجھا جاتا تھا۔ زمانہ قدیم میں ناتراشیدہ ہیرے ویسے ہی پہنے جاتے۔ چارلس ہفتم کے عہد میں فرانس کی شریف عورات ہیرے پہننے لگیں۔ فرانسس اول کے عہد میں ہیروں کے پہننے کا رواج بہت تھا۔ اس کے بعد یہ تاجوں۔ انگشتریوں اور دیگر زیورات میں جڑے جانے لگے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کے بازوبند میں الماس کوہ نور مزین تھا۔ وکٹوریہ قیصر ہند کے تاج میں ۱۳۶۳ الماس۔ برلینٹ ۲۷۲ گلابی کاٹ کے اور ۴۷ ٹیبل کاٹ کے ہیرے جڑے ہوئے

[1] دیکھو الماس نمبر ۲۵، ۱۷ صفحہ ۱۸، ۱۴۰

ہیں اور فرانس کے شاہی تاج میں ۱۱،۱- الماس ۲۰۳۰۰ قیراط وزنی ۱۹۲۳۸۵۱۱ فرنکس قیمتی اور ۱۰ ابرلینٹ ۴۷۲۰۰ فرنکس قیمتی اور ۲۵۲ گلابی کاٹ کے ۹۱۱۰۰۰ فرنکس قیمتی مزین ہیں اسی طرح اور بادشاہی زینت کے لئے تاج کلغی تخت وغیرہ میں الماس جڑواتے ہیں۔ اسکی جڑت کا کام نہایت کاریگر لوگ کرتے ہیں۔ اور اس میں کئی طرح کے خرچ اٹھتے ہیں ؛

(۵) الماس کی قیمت دریافت کرنیکا بیان

الماس کی قیمت ڈالنا بڑے تجربہ کا کام ہے۔ اس کی قیمت دریافت کرنیکے لئے کوئی کلیہ قاعدہ مقرر نہیں ہوسکتا۔ صرف پہچان اور نظر سے ہی اسکی قیمت پڑتی ہے۔ پھر بھی چند قاعدے لکھے جاتے ہیں۔ جو اسکی قیمت ڈالنے میں بہت مدد دینگے۔ قیمت ڈالنے سے پیشتر اچھی طرح امتحان کرلینا چاہئے کہ اس کے خالص ہونے میں تو کچھ شک نہیں۔ کیونکہ اکثر ہیرے نقلی اصلی کی بجائے فروخت ہوتے ہیں۔ اور کئی کم قدر جواہر غلطی سے الماس کی بجائے خریدے جاتے ہیں۔ اکثر کاریگر نقلی الماس ایسی صنعت سے بناتے ہیں کہ پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ اور بڑے بڑے تجربہ کار دھوکا کھا جاتے ہیں۔ مصری کی ڈلی کا ایسا نقلی ہیرا بناتے ہیں کہ اصلی سے پہچان مشکل ہے۔ روایت ہے کہ ایک بڑے والئے ملک کے دربار میں ایک جوہری ایک بڑا خوبصورت ہیرا لایا جسکی آب وتاب چمک دمک کو دیکھکر لوگ عش عش کرتے تھے امیر کو وہ نگ بہت بھایا اور جوہری کی منہ مانگی قیمت بیس ہزار روپیہ دینے منظور کی۔ دوسرے دن امیر ہیرے کو اپنے ہاتھ میں لیکر دیکھتا تھا اور دل میں باغ باغ ہوتا تھا کہ ایسی نایاب چیز ہاتھ آئی اتفاق سے اسکا ہاتھ گیلا تھا۔ جب ہیرے کو قیمتی ڈبہ میں رکھدیا تو دیکھا کہ ہاتھ میں [illegible] کی چپ چپاہٹ لگتی ہے۔ تنگ کر پھر نکالکر دیکھا اور پانی میں ڈالا تو معلوم ہوا کہ یہ مصری

ہے۔ ایک کاریگر نے دعویٰ کیا۔ کہ ایک نقلی الماس اصلی الماس کے ہم شکل اور ہم رنگ
(جسکی قیمت ۳۰۰ پونڈ ہو) بنا کر ایک پونڈ سے بھی کم قیمت پر فروخت کر سکتا ہوں۔
فرانس کے کاریگر الماس کی نقل اڑانے میں بہت مشاق ہیں۔ اس نقل کا نام وہ سٹراس
(Strass) کہتے ہیں۔ وہ اسمیں صرف اس کی چمک ہی ظاہر نہیں کرتی بلکہ سوائے
وزن اور سختی کے تمام لحاظ میں اسکا پورا پورا نمونہ اتارتے ہیں۔ کہ ناتجربہ کار تمیز نہیں کر سکتے
جی بی ہینی (G. B Heyni) صاحب کے کارخانہ کیمیائی میں کیمیائی ترکیب سے ایسے
الماس بنائے جاتے ہیں۔ جو قدرتی پیدایش کے مشابہ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بہت کم مقدار
ہوتے ہیں۔ اور صرف ۵ شلنگ فی عدد ان کی قیمت پڑتی ہے۔ درحالیکہ انکی ساخت
میں ۵ پونڈ فی عدد لاگت بیٹھتی ہے۔ علاوہ بریں کئی کم قدر جواہرات مثلاً پکھراج۔ نیلم۔
نعرو۔ گومیدک وغیرہ الماس کی بجائے بیچے جاتے ہیں۔ تو انکی پہچان سختی اور دیگر خواص
کی شناخت سے ہوتی ہے۔ الماس کے پہچاننے کے لئے کہ آیا یہ خالص ہے یا نہیں ایک
باریک ریتی استعمال کیجاتی ہے اگر اس کی سطح ریتی سے چھیلی یا کاٹی نہ جا سکے تو یہ الماس
ہوگا۔ اس اوزار کے بغیر بھی الماس کی تمیز ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اور جواہرات میں سے سورج
کی کرنیں بآسانی گذر سکتی ہیں۔ درحالیکہ الماس کی سطح پر وہ معکوس ہو جاتی ہیں۔ الماس
خورد کی پہچان اس طرح کیجاتی ہے۔ کہ اسے دو روپیوں یا کسی اور دو دھاتی چیزوں کے
درمیان رکھکر اسے انگوٹھے اور انگشت سے دبانا چاہئے اگر الماس ہوگا تو اسے ضرر نہ
پہنچیگا۔ اگر کوئی اور پتھر ہوگا تو ٹکڑے ہو جاویگا ؛

لیکن فی الحقیقت الماس کی پہچان کے لئے اس کے خواص اور ماہیت کی
پوری پوری واقفیت ہونی چاہئے۔ جس پتھر میں ہیرے کے خواص ہوں وہی ہیرا
ہوگا بعض اوقات اصلی ہیرے نقلی ہیروں سے رنگ وغیرہ کر کے پہچانے جاتے ہیں۔ بے رنگ
[illegible] وغیرہ معلوم ہوتا ہے۔ جو پتھر نیلم [illegible] سے نہ کاٹا جا سکے بلکہ نیلم [illegible]

کاٹ سکے۔ وہ ہیرا ہوگا۔ لائق جواہری تجربہ سے ہی پہچان لیتے ہیں کہ آیا یہ الماس اصلی ہے یا نقلی ۔

جب تحقیق ہوگیا کہ الماس اصلی ہے۔ تو پھر اسکی رگوں۔ دھبوں وغیرہ عیوب کیطرف نظر ڈالنی چاہئے کیونکہ یہ عیب اس کی قیمت کو کم کر دیتے ہیں۔ کہ ان کو کٹوا کر نکلوانے سے بہت نقصان ہوتا ہے۔ ہندوستان کے جوہری الماس میں چار عیب گنتے ہیں۔ (۱) پوچھنا یعنے الماس کے اندر شگاف ہونا (۲) چھینٹا۔ الماس میں سرخ اور سیاہ داغ کا ہونا۔ کالا چھینٹا سیاہ داغ۔ لال چھینٹا سرخ داغ۔ بھورا چھینٹا یعنے صرف خاکی رنگ کے داغ ہونے (۳) گاڑھا الماس پر سوراخ دکھلائی دینے (۴) دھوم۔ الماس میں خراب داغ دکھلائی دینے۔ کاٹنے میں جو الماس خراب ہو جاوے اُسے کھنیر عیب کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہیروں میں اور بھی کئی قسم کے عیب ہوتے ہیں مثلاً رنگ کا ہلکا ہونا۔ چمک خراب ہونی شکل بیڈھب سی ہونی وغیرہ۔ یہ عیب ایسے باریک بھی ہوتے ہیں کہ آنکھ سے فی الفور نہیں دکھ سکتے۔ اسلیئے انہیں بنظر غور دیکھنا چاہئے۔ جس الماس میں شگاف معلوم کرنا ہو اُس پر دم کرنا چاہئے جب عارضی چمک دُور ہو جاوے تو شگاف ظاہر ہو جاویگا۔ دوسرے عیب پہچاننے بھی تجربہ کار جواہریوں کے آگے کچھ مشکل نہیں ۔

عیوب

بعدہٗ الماس کی شکل اور کاٹ دیکھنی چاہئے کہ یہ کن کن زیورات میں مقبول ہو سکتا ہے جسقدر ہیرے بہت زیورات میں کارآمد ہو۔ اُسیقدر اُسکی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ الماس کی قیمت چمک رنگ پر اکثر منحصر ہوتی ہے۔ چنانچہ جسقدر رنگ زیادہ شوخ اور چمک زیادہ ہو — اسیقدر الماس کی قیمت زیادہ ہوگی۔ اسکا رنگ اگر چشمہ کے قطرہ پانی کی طرح ہو تو زیادہ قیمتی ہوگا۔ اگر اسمیں سنہری رنگ ہو تو الماس چنداں خراب نہیں ہوتا۔ ہاں اگر سبز رنگ کے ساتھ زرد رنگ کی کاٹ

الماس کی قیمت کس پر منحصر ہے

الماس کی قیمت کس بات پر منحصر ہوتی ہے

ہو تو خراب ہوتا ہے۔ الماس کی قیمت رواج پر بہت منحصر ہوتی ہے۔ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک کم قیمت الماس ضرورت کیوقت دوگنی تگنی قیمت پر ہاتھ نہیں لگتا اور بے رواجی میں اُسی الماس کو تھوڑی سی قیمت پر کوئی لینا منظور نہیں کرتا۔ اگر کوئی کان ہیروں کی نئی نکل پڑے تو بھی اسکی قیمت پر بہت اثر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسکی قیمت ڈالنے کا کوئی کلیہ قاعدہ نہیں۔ مفصلہ ذیل جدول خورد الماس کی قیمت ڈالنے میں بہت مدد دیگی ۔

خورد الماس کی قیمت ڈالنے کی جدول

الماس جو دو گرین سے کم وزن ہوں	ناقص قسم	۳ پونڈ سے ۶ پونڈ	فی قیراط
ایضاً	درمیانی	۶ پونڈ سے ۸ پونڈ	ایضاً
ایضاً	عمدہ	۸ پونڈ سے ۱۰ پونڈ	ایضاً
ایضاً	خوش رنگ عمدہ	۱۰ پونڈ سے ۱۲ پونڈ	ایضاً
نیم قیراط سے زیادہ	عمدہ	۱۰ پونڈ سے ۱۵ پونڈ	ایضاً
۲½ گرین	عمدہ دوبارہ تراشیدہ	۷ پونڈ سے ۸ پونڈ	ایضاً
۳ گرین	عمدہ	۸ پونڈ سے ۹ پونڈ	ایضاً
ایک قیراط	عمدہ	۲۰ پونڈ سے ۲۳ پونڈ	ایضاً
ایک قیراط سے ۵ قیراط تک	کم درجہ	۵ پونڈ سے ۱۰ پونڈ	ایضاً
ایضاً	درمیانی	۸ پونڈ سے ۱۲ پونڈ	ایضاً
ایضاً	عمدہ	۱۰ پونڈ سے ۲۰ پونڈ	ایضاً
ایضاً	خوش شکل عمدہ	۲۳ پونڈ سے ۵۰ پونڈ	ایضاً
۵ قیراط	عمدہ	۱۸۰ پونڈ سے ۲۰۰ پونڈ	ایضاً
۶ قیراط	عمدہ	۲۳۰ پونڈ سے ۲۵۰ پونڈ تک	

اگر الماس اس وزن سے زیادہ ہو اسکی ٹھیک قیمت ڈالنے کا کوئی قاعدہ

نہیں لکھا جاسکتا۔ بعض ماہرین نے الماس کی قیمت دریافت کرنیکے کئی ایک قاعدہ
بیان کئے ہیں جنہیں سے چند ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں ؛-

قاعدہ - الماس کو قیراط سے وزن کرکے اس وزن کے مجذور کو ایسی شرح قیمت
سے ضرب دو جو اس الماس کی شان اور اوصاف کے مناسب ہو۔ جو حاصل ضرب نکلے
وہ ہی اسکی قیمت ہوگی۔ مثلاً ایک عدد جو بے عیب اور خوش شکل ہے۔ وہ شرح جس سے
کہ اُس کے وزن کے مجذور کو ضرب دیتا ہوگا دو پونڈ ہوگی پس اگر وہ قیراط وزن میں
ہے۔ تو $۲^{۲} \times ۲ = ۸$ پونڈ قیمت ہوگی۔ علےٰ ہذا القیاس ؛

اگر الماس عمدہ آبدار اور چمک دار ہو تو مضروب فیہ کی رقم زیادہ ہوگی۔ مگر نہایت
چمک دار ہو تو آٹھ پونڈ تک بھی ہوسکتی ہے۔ مثلاً عمدہ چمکیلے ½ ۵ قیراط وزنی الماس
کی قیمت = $(۵\frac{۱}{۲})^{۲} \times ۸$ برابر ہے $۵\frac{۱}{۲} \times ۵\frac{۱}{۲} \times ۸ = ۲۴۲$ پونڈ۔ اگر الماس گلابی
قط ہو تو اُسکے ۲ پونڈ شرح ہوگی۔ اسیطرح الماس کی خوبی اور اوصاف کے لحاظ
پر اس شرح میں کم و بیشی ہوتی ہے ؛

بعض محققین ناتراشیدہ الماس کی قیمت ڈالنے کا یہ قاعدہ بیان کرتے ہیں
کہ ناتراشیدہ الماس کے وزن[1] کی مجذور کو ۲ سے ضرب دو حاصل ضرب قیمت پونڈ
سٹرلنگ میں ہوگی اور اگر عمدہ بلغیث ہو تو اس کے وزن کے مجذور کو ۸ سے ضرب
دو حاصلضرب قیمت پونڈ سٹرلنگ میں ہوگی۔ اگرچہ الماس کی قیمت دریافت کرنیکے
کئی ایک قواعد اوپر بیان کئے گئے ہیں لیکن فی الحقیقت اسکی قیمت کا ڈالنا تجربہ پر
منحصر ہے۔ ناتراشیدہ ہیروں کی قیمت ڈالنے میں اس سے بھی زیادہ تجربہ درکار
ہے۔ اگرچہ تمام ملکوں کے ہیروں کے خواص اور علامات ایک سی ہوتی ہیں۔ پھر
بھی ہر ایک جواہر میں کچھ نہ کچھ خاص علامت ہوتی ہے۔ جس سے جوہری پہچان لیتا ہو

---

[1] مثلاً بیشتر قیراط تک ہونا چاہیئے ۱۲

قواعد قیمت دریافت کرنیکے

کیفیات تک کی پیدایش ہے۔ ناتراشیدہ ہیروں کی قیمت ڈالنے میں صرف دو امورات کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ اول شکل و مشابہت اور یہ کہ کاٹنے میں اسکے وزن میں کتنا نقصان متصور ہے۔ دویم رنگ اور ہیرے کے خالص ہونیکا۔ بڑے بڑے ناتراشیدہ ہیروں کی قیمت ڈالنے میں اس امر کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ کاٹنے میں اس کا رنگ نکل آویگا۔ اور تھوڑے نقصان سے اسکی مطلوبہ شکل بنجاویگی۔ کیونکہ ناتراشیدہ حالت میں ہیرے کے رنگ ڈھنگ کا کچھ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اس لئے انکی قیمت ڈالنے کا کوئی کلیہ قاعدہ نہیں ؛

(۶) افعال و فوایدِ طبی و خواص عجوبہ سحری

قدیم زمانہ سے الماس کے کئی ایک خواص سحری و طبی مانے جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو یقین ہے کہ کئی فرشتہ اس سے تعلق رکھتے ہیں۔ یونانی حکیم اس کے مفصلہ ذیل یمن و برکات بیان کرتے ہیں۔ مزاج خشک و گرم چوتھے درجہ میں سرد و خشک تعلیق مقوی قلب ہے۔ گلے میں اسکا لٹکانا دِل کو تقویت دیتا ہے۔ مخزن الادویہ میں یہ غلط لکھا ہے کہ الماس چاٹنے سے آدمی مرجاتا ہے۔ البتہ اسکا ٹکڑہ اندر جاوے تو اندرونی اعضا کاٹ کر تباہ کر دیتا ہے۔ پیٹ پر باندھنے سے فسادِ ہضم کو رفع کرتا ہے اور معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ کان الماس کے چشمہ سے غسل کرنا۔ فالج۔ لقوہ۔ رعشہ جذام۔ جذر کو مفید ہے مخزن اکسیر "الماس کے پہننے سے جسم کو صحت ہوتی ہے۔ خوف دور ہوتا ہے۔ اگر اس عورت کے زانو سے باندھیں جو دردِ زہ میں ہو تو یہ اُسے جلدی خلصی دیتا ہے۔ اگر بازو پر باندھا جاوے تو تمام دشمنوں کو تباہ کرتا ہے۔ جھد شادی کی محبت بڑھاتا ہے۔ اگر مثلث شکل کا بنواکر ایک بازو پر باندھا جاوے تو صرع کو دور کرتا ہے۔ اگر اور ادویات کے ساتھ بطور مسی دانتوں پر ملا جاوے تو انہیں روشن

اور صحت کرتا ہے لیکن اس مطلب کیلئے اسے استعمال نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر اسکا
ایک ذرہ بھی معدہ میں چلا جاوے تو زہر قاتل کا کام کرتا ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ
جسکے اندر یہ چلا جاوے اُسے تازہ شیر گاؤ پلا کر قے کرائیں۔ یہاں تک کہ کل نکل جائے۔ اور
پھر مچھلی کا صابن دیں بیمار تندرست ہو جاویگا چند عدد کُٹھل پانی میں پیس کر دودھ میں
ملا کر پلانا تریاق الماس ہے۔ ناخالص ہیروں کو دوائی میں استعمال کرنے سے جذام ذات
الجنب۔ یرقان وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے الماس کا کشتہ بنانے میں پہلے
اچھی طرح امتیاز کر لینا چاہئے۔ کہ الماس میں یبوست چہارم درجہ کی ہو۔ الماس کے
کشتہ بنانیکا یہ طریق ہے۔ کہ کسی نیک دن الماس کو کنٹی رس میں بھگو کر اوپر بھینس کے
گوبر کا لیپ کریں۔ اور اوپلوں کی آگ میں تمام رات رکھکر علی الصباح گھوڑے کے
پیشاب میں بھگو کر آگ میں رکھدیں۔ سات روز آگ دینے سے ہیرہ کا کشتہ بنجاویگا
اور ہیرے کو ہینگ سیندھیا نمک میں بھگو کر ۱۲ بار آگ دینے سے ہیرہ خاک ہوجاویگا اور
الماس کا کشتہ انسان کی قوت باہ اور عمر اور آرام میں ترقی دیتا ہے۔ یاد رہے کہ تذکرہ
بالا قواعد اور فوائد یونانی اور ہندی حکماء کے بیان کئے ہوتے ہیں۔ اور مجربہ حکمائے
یورپ نہیں الماس دو تین صورت میں صلاح ہو کر استعمال کیا جاتا ہے۔ (۱) ہیرے
کشتہ بنا کر (۲) تحلیل یعنے تیل نکالکر اسکے بنانیکی بہت سی ترکیبیں درج ہیں *

(۷) کم درجہ الماس کی اقسام

بعض الماس ایسے بدوضع اور بدصورت ہوتے ہیں۔ کہ وہ کم درجہ گنے جاتے
ہیں اور زیورات میں استعمال ہونیکے لائق بھی نہیں ہوتے۔ انکو بورٹ Bort
کہتے ہیں۔ انکو یا تو کوٹ کر برادہ الماس بناتے ہیں یا نقش وغیرہ دستکاری کے
لئے استعمال کرتے ہیں اس کے علاوہ کم درجہ الماس کی اور دو قسمیں بھی ہیں یعنی

کاربونیڈو (Carborado اوربورن (Born)

(۲) کاربونیڈو جسے کاربونیٹ (Carbonate) اور کاربن بھی کہتے ہیں۔ رنگ ڈھنگ میں۔ پارہ ہیمی ٹائیٹ (Hemalite) کے مشابہ ہوتا ہے۔ اسکے یہ دونوں نام کاربونیڈو اور کاربونیٹ فی الحقیقت اسکے لئے موزون نہیں۔ کیونکہ جس شے کا یہاں مطلب ہے۔ اسکا عمل الماس سنگِ سرمہ اور کوئلہ کیطرح کاربن ہے یہ شے پہلے پہل بورٹ کی طرح ہیروں کے کاٹنے میں مستعمل تھے لیکن اب اسے ایک نہایت ضروری اور عمدہ کام میں استعمال کرتے ہیں۔ یعنے چٹانوں کو بارود سے اڑانے یا اُن کے اندرونی طبقوں کی ماہیت دریافت کرنیکے لئے اس سے سوراخ کئے جاتے ہیں۔ جب اس مطلب کے لئے کاربونیڈو کی اشد ضرورت پہنچی، تو انکی قیمت ایک شلنگ سے ۱۸ شلنگ فی قیراط ہوگئی۔ اگر چٹان میں سوراخ کرنیکے لئے کوئی آہنی اوزار استعمال کیا جاوے۔ تو اس سے ٹھوکر ہی لگانی پڑتی ہے۔ جس سے اوزار کے خود بگڑ جانیکا اندیشہ ہوتا ہے۔ نیز جہاں بارود سے اڑانے کیلئے چٹان میں بڑا گہرا سوراخ کرنا منظور ہو وہاں بھاری آہنی اوزار کو کافی چوٹ لگانے کے لئے کوئی اوزار بنانا مشکل ہوتا ہے۔ اور جوں جوں سوراخ زیادہ عمیق ہوتے ہیں۔ اسیقدر اوپر سے زیادہ فاصلہ ہونیکے باعث یہ کام اور بھی زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر برمے کی طرح کسی اوزار کو گھماتے ہوئے چٹان میں سوراخ کیا جائے۔ تو کچھ دقت نہ ہوگی۔ اوزار کے آگے چھیدنے والی ایسی شے لگانی چاہئے جو پتھر کو کاٹ سکے۔ اسلئے کاربونیڈو جو ایک کم درجہ الماس ہے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسکے عمدہ عمدہ ٹکڑے ایک آہنی حلقہ میں لگائے جاتے ہیں۔ جسے کرون (Crown) کہتے ہیں۔ اس حلقہ کا محیط اُس سوراخ کے مطابق ہوتا ہے جسے چھیدنا منظور ہو اس حلقہ کے ساتھ کئی ایک خالی نالیاں ایک پیچھے ایک کی

لہ سرخ مائل بھورا پیرو آکسیڈ آئرن سے بنے لوہے کی کچی دھات ۱۲

ہوئی ہوتی ہیں۔ جو انجن کے زور سے گھومتی ہیں۔ جوں جوں کام زیادہ پڑتا ہے اور نالیاں ساتھ شامل کیجاتی ہیں۔ کروان ایک منٹ میں ۲۵۰ حرکتیں کرتا ہے۔ ان کھوکھلی نالیوں میں پانی بھرا جاتا ہے۔ جو کہ کروان تک پہنچتا ہے۔ اور الماس کو سرد رکھتا ہے۔ اگر کام باترتیب ہو۔ تو سخت گرینایٹ ایک منٹ میں ۳ یا ۴۔ انچ تک چھیدا جاتا ہے۔ کاربونیڈو اور عام چٹان کی سختی میں اتنا فرق ہے۔ کہ کئی ہزار فٹ گہری چٹان کو یہ کروان جسمیں کاربونیڈو جڑا ہوا ہوتا ہے۔ چھید سکتا ہے۔ اور پھر بھی کاربونیڈو خراب نہیں ہوتا۔ فی الحقیقت یہ کثرت استعمال سے نہیں گھستا بلکہ جب کبھی کاربونیڈو کا کوئی ٹکڑہ اُکھڑ جاتا ہے۔ یا اصلی جگہ سے ہٹ جاتا ہے۔ اور کوئی بدوضع چٹان کاٹنا پڑتا ہے۔ تو یہ نقصان پذیر ہوتا ہے۔ اسکے ذریعہ ۲۰۰۰ سے ۳۰۰۰ فٹ گہرائی تک سوراخ کیا جا سکتا ہے۔ چٹانوں میں کاربونیڈو سے سوراخ کرنیکے فواید کئی ایک ہیں۔ اول کام بڑی جلدی ہوتا ہے۔ جو کام دیگر وسائل سے کئی سالوں میں ختم نہو۔ اسکے ذریعہ مہینوں میں ہو سکتا ہے۔ دوئم۔ اس کل کے ذریعہ تمام اندرونی تہائے و طبقات کے حالات جن میں سے یہ گذرتی ہے۔ معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ سوئم۔ یہ کل نرم اور سخت دونوں طبقات پر استعمال کیجاتی ہے۔ چہارم۔ یہ اُن چٹانوں کے بھی چھید کرنے میں مستعمل ہو سکتی ہے۔ جو پانی کے نیچے ہوں کیونکہ یہ کل خشکی کیطرح پانی والے چٹانوں کو بھی چھید سکتی ہے۔ پنجم۔ دیگر اوزاروں کی نسبت اسمیں وقت اور زر کم خرچ ہوتے ہیں یہ کل چین۔ جاپان اور دیگر ممالک میں بہت ہی مستعمل ہے ⁂

(۴) الماس کے بیان میں علم کیمیا کے رو سے ایک نئی دریافت شدہ شے کا بیان کرنا واجب معلوم ہوتا ہے۔ یہ شے بھی اگرچہ الماس کے مشابہ ہے۔ لیکن اسکا اصل مادہ بورن[1] ہے۔ اسلئے اسکا نام بھی بورن پڑا۔ پہلے خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اس دریافت

[1] ایک مشہور عنصر ہو دیکھو صفحہ[illegible]

سے الماس کی قیمت پر کچھ اثر ہوگا۔ کیونکہ یہ شے سختی چمک۔ شفافیت اور دیگر خواص کے لحاظ سے الماس کے ایسے مشابہ ہے۔ کہ دونوں میں ایک بھاری تعلق پایا جاتا ہے ظاہر ہے کہ صاحبان ڈیول و وہلر (Deville Wohler) نے خالص بورن پیدا کرنیکی کوشش میں سلکن اور بورن عنصروں کی ڈلیاں بننے کا طریق ایجاد کیا۔ یہ عنصر بورن آکسیجن سے ملکر بوریک ایسڈ (Boracic acid) (یعنی تیزاب سوہاگہ) اس طرح بناتا ہے۔ جسطرح کاربن آکسیجن سے ملکر کاربونک ایسڈ پیدا کرتا ہے بورن اور کاربن عنصروں میں بڑی مشابہت ہے۔ یہ دونوں تین طرح کے ہوسکتے ہیں۔ اوّل اموفس[1] (Amorphous) یعنی ناقلمی شدہ جیسے کوئلہ۔ دوئم گریفی ٹائیڈ[2] (Graphitoid) جیسے سنگ سرمہ۔ سوئم۔ قلمی شدہ[5] جیسے الماس۔ جہانتک ہمیں معلوم ہے۔ ان تینوں شکلوں کی اصل بھی ایک جیسی ہے۔ کاربن گریفایٹ[3] (Carbon Graphite) کے قلمی شدہ شکل۔ بورن گریفایٹ[4] (Boron Graphite) سے ملتی ہے۔ صرف رنگ کا فرق ہے۔ چنانچہ بورن گریفایٹ سرخ۔ اور کاربن گریفایٹ سیاہ یا سیاہی مائل بھورے رنگ کا ہوتا ہے الماس کی معدنی شکل تو ہشتمن ہوتی ہے۔ لیکن بورن کی ذاتی شکل چوگوشہ طویل متوازی الاضلاع ہوتی ہے۔ بورن[6] کے عدد شفاف اور بیرنگ ہوتے ہیں۔ اور کبھی ایک کا رنگ شہد جیسا زرد یا گومیدک اور یاقوت جیسا سرخ ہوتا ہے وزن مخصوص ۶۳ر۲

---

[1] جن اشیاء میں چھوٹے چھوٹے ذرے مرکب ہوں۔ اور انکی بناوٹ بیرونی باڈھب نہ ہو انکی ساخت کو اموفس کہتے ہیں۔ [2] اموفس بورن تاریک بھورے۔ سبزی مائل۔ بھورے رنگ کا۔ ذائقہ بو دار ایک سفوف ہوتا ہے جو انگلیوں کو تک کر دھبا دار کر دیتا ہے ۱۲ [2] اسکی چمک نیم دھاتی۔ رنگ تانبے سا سرخ شکل تختی کیطرح شش پہلو۔ تیزاب یا القلین کا اس پر اثر نہیں ہوتا ۱۲ [3] گریفایٹ از قسم کاربن ۱۲
[4] گریفایٹ از قسم بورن ۱۲
[5] قلمی شدہ بورن کی سختی۔ طاقت انعکاس وغیرہ خواص الماس جیسے ہوتے ہیں یہ ہائیڈروجن و سونگھنی کے آگے بھی نہیں پگھلتا۔ تیز آنچ سے آکسیڈ ہو جاتا ہے ۱۲

خریدارانِ الماس کو اس شے کے دریافت ہونے سے گھبرانا نہ چاہیے۔ کیونکہ بورن صرف کم مقدار ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور اس لئے کم قیمت ہوتے ہیں۔ بورن کبھی الماس کی قیمت کو نہیں پہنچتا۔ ہاں اسکا جاننا اہل کیمیا کے لئے بہت ہی مفید ہے یعنی طاقت انعکاس وغیرہ اس کے خواص الماس جیسے ہیں ٭

(۸) مشہور اور معروف ہیروں کا بیان

کئی ایک ہیرے بڑی مقدار اور دلچسپ تواریخی حالات کے لحاظ سے مشہور عالم چلے آتے ہیں۔ اس لئے ان کا بیان لکھنا ضروریات سے ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو ہیرے متقدمین اہل یورپ کو معلوم تھے۔ وہ مقدار میں چنداں بڑے نہ تھے۔ چنانچہ پلائینی صاحب سب سے بڑے نگ کی مقدار چھوٹی سپاری کے برابر بتلاتے ہیں۔ شاید ہندوستان میں ان سے بڑے ہیرے ہونگے۔ لیکن یہاں سے صرف تھوڑے ہی ہیرے دیگر ممالک میں جا سکتے۔ ہندوستان میں بھی بہت بڑی مقدار کے عدد چنداں بافراط نہ تھے۔ صرف چند ہی عدد متقدمین ہند کو معلوم تھے۔ جن کے وہ تواریخی واقعات کے لحاظ سے قدر و منزلت کرتے تھے۔ لیکن اب جنوبی افریقہ اور دیگر ممالک میں ہیروں کی کانیں دریافت ہونے سے بڑے ہیروں کی تعداد بڑھ گئی ہے لیکن یہاں بھی بڑے عددوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ اس لئے ماہ صاحب کا بیان[1] درست معلوم ہوتا ہے۔ کہ "کل دنیا میں بڑے ہیروں کی تعداد نصف درجن سے زیادہ نہ ہونگے"۔ اگر ہم صرف ۱۰۰ قیراط یا اس سے زیادہ وزنی ہیروں کو اس حساب میں داخل کریں۔ تو یہ بیان درست ہو سکتا ہے۔ لیکن ۳۰ قیراط یا زیادہ وزنی عددوں کو بھی انہیں شامل کیا جاوے تو یہ تعداد وہ چند بڑھ جاویگی۔ جاہن حری

[1] دیکھو رسالہ جواہرات مصنفہ ماہ صاحب، تالیف بسوم ۲ صفحہ ۱۳۰۰ دیباچہ ٭

صاحب ۱۸۵۸ء میں لکھتے ہیں۔ کہ اسوقت ۳۰ قیراط تک وزنی نگ یورپ میں ۱۰ سے زیادہ نہیں۔ لیکن اب جنوبی افریقہ اور دیگر ممالک میں الماس کے مقامات دریافت ہونے سے یہ تعداد اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اگر ان تمام اعداد کو مدنظر رکھکر دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام حصص دنیا میں۔ جو الماس ۲۰ قیراط یا ۳۰ قیراط سے زیادہ وزنی معلوم ہیں وہ تعداد میں ۱۰۰ سے زیادہ نہیں۔ جن میں قریباً نصف تو یورپ میں اور بقیہ برازیل۔ ہندوستان۔ فارس اور دیگر ممالک میں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ آیندہ برازیل۔ جنوبی افریقہ۔ ہندوستان۔ بورنیو۔ آسٹریلیا اور دیگر ممالک سے بڑے بڑے عدد برآمد ہوکر اس تعداد کو اور بھی بڑھا دیں۔ فی الحال ہمیں معتبر وسائل سے صرف ۴۷ الماس ہی معلوم ہوئے ہیں۔ جو ۴۰ قیراط یا ۳۰ قیراط سے زیادہ وزنی ہیں اور جن کے بیانات کئی مصنفوں نے اپنے اپنے رسالوں میں قلمبند کئے ہیں اور انمیں سے بھی صرف ۲۸ ہیروں کا بیان مفصل طور پر لکھنے کے قابل سمجھا گیا ہے۔ بقیہ عددوں کے تواریخی واقعات چنداں دلچسپ اور واضح نہ ہونے کے باعث مشہور ومعروف ہیروں کے بیان میں درج نہیں ہوسکتے۔ صرف ان کا نام۔ انکی مقدار وغیرہ تعریفات مشہور ومعروف ہیروں کی فہرست میں درج کیجاویگی ۰

ان مشہور ومعروف ہیروں کے بیان میں حالات صحت کا لحاظ بہت رکھا گیا ہے۔ اکثر مصنفوں نے انکے بیانات میں بڑی بڑی غلطیاں ڈالکے ان کو ایسا پیچیدہ کردیا ہے کہ واقعی داستان معلوم کرنی نہایت مشکل معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک مصنف نے پچھلے مصنفوں کے بیانات کی نقل اڑائی ہے۔ اور خود خیال نہیں کیا کہ جو وہ کہدہا ہے آیا درست ہے یا غلط۔ اور اس طرح پچھلے مصنفوں کی غلطیاں بلکہ اسطرح ان بیانات میں لازم ملزوم چلی آئی ہیں کئی مصنفوں نے تو پوری اشتباہ بڑے بڑے ہیروں کی نسبت سے غلط لکھ دی ہیں چند نے صحیح جواب کچھ درست بھی کہا ہے۔ تو بحث اور طوالت میں اصل مضمون کو خبط کر دیا ہے

ہم بجا طوالت کو چھوڑکر ہر ایک مشہور و معروف ہیرے کی داستان ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔اور یہ کر دکھاتے ہیں کہ واقعی روایت بناوٹ سے زیادہ دلچسپ ہوتی ہے فی الحقیقت ان جواہرات کی عجیب و غریب داستانیں دل کو ایسی لبھاتی ہیں۔کہ خواہ مخواہ اُن کے حالات سننے اور دریافت کرنیکی ترغیب ہوتی ہے۔وزن کے لحاظ پر ترتیب وار ان جواہرات کی داستانیں کہی جاتی ہیں۔چند مشہور ہیروں کے شبیہ پلیٹ نمبر ۳ پر دیگئی ہے ؀

Braganza

(۱) الماس برگنزا کا بیان

اگر الماس برگنزا خالص ہے تو یہ دنیا کے کل معلومہ ہیروں سے بڑا ہے۔ لیکن اسکا اتنا بڑا (یعنے ۱۶۸۰ قیراط وزنی) ہونا اسکے خلوص میں شک ڈالتا ہے۔ اور چونکہ ابتک اسے اچھی طرح ملاحظہ کرنیکا کسی لائق مبصر کو موقعہ نہیں ملا اس لئے اس کی نسبت صحیح رائے نہیں دیجاسکتی کہ آیا یہ خالص ہے یا غیر خالص۔ اگر اسکے خالص ہونے میں کچھ شک و شبہ نہ کیا جاوے تو بڑے بڑے ہیروں کی فہرست میں اسکا نام اول لکھنا چاہئے ؀

مگر یہ اس الماس کی تواریخ کی بابت مختلف مصنفوں کے مختلف بیان ہیں لیکن ہم ان سب میں سے نہایت درست اور قابل اعتبار روایت ذیل میں درج کرتے ہیں۔جسکے آ۔صاحب بھی اپنے سفرنامہ برازیل کے صفحہ ۲۴۲ پر تصدیق کرتے ہیں ایک دفعہ ملک برازیل میں تین مجرم انٹونیو ڈی سوسا Antonio de Sousa جوز فیلز گومیز اور ٹامس ڈی سوسا (Jose feliz Gomez Thomas de Sousa) جو کسی سخت جرائم کے مرتکب تھے۔اپنے ملک سے جلاوطن کئے گئے انہیں کسی بستی

میں داخل ہونے کی سخت ممانعت تھی - یہ آفت کے مارے صوبہ مائنس گیراس کے
ویران اور غیر آباد مقامات میں سرگردان و آوارہ پھرتے رہنے اور ہمیشہ سعی کرتے
کہ وہ کسی طرح کوئی نئی کان دریافت کریں جو اُن کی مخلصی کا باعث ہو - وہ ۲۰ سال
تک اسی طرح دشوار گذار و پُرخوف جنگلوں میں بسر اوقات کرتے رہے - آخر ش
۱۷۹۱ء کے ایک موسم میں جبکہ دریاے ابئیٹ[1] کا پانی جو رایو پلاٹا[2] سے چند فرسنگ
جانب شمال واقع ہے بہت کم ہو گیا تھا - اور کچھ عرصہ تک بارش نہ ہونے سے اُسکی
نہریں نکل آئیں تھیں - اُنہوں نے سونے کی تلاش کرتے اسی دریا کی تہ سے ایک
الماس ۱۶۸۰ قیراط (یعنے پاؤ سیر) وزنی حاصل کیا - جب انہیں یقین ہوا کہ یہ اصلی
الماس ہے تو انہیں اپنی رہائی کی صورت نظر آئی بعدہٗ انہوں نے ایک پادری کو یہ الماس
دکھلا کر اُس سے صلاح پوچھی - جو انہیں تسلی دیکر ۱۸۰۰ء میں حاکم ولادیکا[3] کے پاس
لے گیا - یہ مجرم حاکم کے قدموں پر گر پڑے اور اس عجیب جواہر کو پیش کش کیا - اور اس
کی پیدایش کا سب ماجرا سنا دیا - حاکم مذکور کو اسکی مقدار او شکل دیکھکر یقین نہ آیا کہ یہ
خالص الماس ہے - اس لئے اُس نے اپنے اہلکاروں کو بلایا جنہوں نے اسے خالص الماس
قرار دیا - اتنے بیش قیمت رتن ناگہان دستیاب ہونیسے اُس نے بکمال فرحت ملزموں کا
جرم معاف کر دیا - بعدہٗ یہ الماس رایو جینرو[4] کو بھیجا گیا - اور چونکہ یہ ملک شاہ پرتگال کے
زیر حکومت تھا - اس لئے یہ الماس ایک گارد کے ساتھ شہر لزبن[5] کو روانہ کیا گیا - اور
پادری کو بھی ساتھ بھیجا کہ وہ زبانی بادشاہ کو جا کر سب حال سنا دے - پرنس ریجنٹ
Prince Regent جو بعدہٗ ڈان جاو ششم (Don Joao VI) کے نام سے مشہور ہوا اسوقت فرمانروا تھے

---

[1] یہ دریا کوہ ماٹاڈی کورڈے سے نکلکر صوبہ مائنس گیراس میں بہتا ہوا - انڈیا کے دامنہ سے چند فرسنگ نیچے تک جاتا ہے ۔ [2] یہ شہر صوبہ مائنس گیراس میں ہے ۔ [3] یہ شہر صوبہ مائنس گیراس میں ۲۴ درجات طول اور ۲ عرض پر واقع ہے ۔ [4] یہ شہر صوبہ مائنس گیراس میں ۲۲ درجات طول اور ۴۳ عرض بلد پر واقع ہے ۔ [5] دارالخلافہ ملک پرتگال ۔

پرتگال تھا - اس لئے اس الماس کا دوسرا نام ریجینٹ پڑا - بادشاہ نے ملزموں کی معافی کو منظور کیا - اور پادری کو بھی بہت کچھ انعام اکرام دیا - ابتک یہ الماس خزانہ پرتگال میں موجود ہے - یہ جواہر تا حال ناتراشیدہ ہے - اور ایک بط کے بیضہ کی مقدار کا خیال کیا جاتا ہے - مری صاحب لکھتے ہیں کہ ڈان جاہن ششم شاہ پرتگال نے اسمیں ایک سوراخ کروا دیا تھا - اور بڑے بڑے جلسوں میں اسے وہ اپنے گلے میں لٹکاتا تھا - اس کے وزن - تاریخ پیدایش - مقام پیدایش و دیگر بیانات کی نسبت کئی مختلف بیان ہیں چنانچہ ایم فیری (M.Furray) صاحب اس کا وزن ۲۰،۰۰۰ قیراط - ورایمی نیول (Emmanuel) صاحب ۱۸۰۰ قیراط لکھتے ہیں - لیکن درحقیقت اسکا وزن ۱۶۸۰ قیراط یعنے قریباً پاؤ سیر ہے - اسی طرح کلیوح کا بیان ہے کہ یہ الماس ۱۷۴۱ء میں اور مری لکھتا ہے کہ ۱۷۶۴ء میں دریافت ہوا تھا لیکن درحقیقت یہ ۱۸۰۱ء میں پایا گیا تھا کیونکہ ۱۸۱۳ء میں ماوصاحب لکھتے ہیں کہ بارہ سال ہوئے کہ یہ الماس دریافت ہوا تھا - اسی طور پر جونس (Jones)[1] لکھتا ہے کہ یہ الماس کان کیتا میرم (Caethamerim) سے ۱۷۴۱ء میں برآمد ہوا تھا - حالانکہ یہ دریاے ابیٹ میں سے نکلا - علاوہ بریں جونس ایک اور بھاری غلطی کرتا ہے - وہ برگنزا - اور ابیٹ کو دو علیحدہ علیحدہ الماس بیان کرتا ہے - برگنزا کی بابت وہ لکھتا ہے کہ یہ کان کیتا میرم سے نکلا تھا - اور اسے ڈان جاہن ششم پہنتا تھا اور الماس ابیٹ کی بابت وہ اس داستان کو بیان کرتا ہے جو ہم نے اوپر برگنزا کی لکھی ہے - اور اسکا وزن ۴۴ قیراط بتلاتا ہے لیکن دراصل یہ مصنف مذکور کی غلطی ہے کیونکہ برگنزا اور ابیٹ ایک ہی الماس کے نام ہیں جسکو تین مجرموں نے دریاے ابیٹ سے حاصل کیا تھا - اور جو شاہ ریجنٹ کے نام پر ریجنٹ کے اسم سے موسوم ہوا - اس سے ثابت ہوا کہ برگنزا - ابیٹ اور ریجنٹ ایک ہی الماس کے تین مختلف نام ہیں جو دریاے ابیٹ

---

[1] دیکھو صفحہ ۱۲۲ کتاب تواریخ جواہرات مصنفہ مصنف مذکور۔

سے نکلا۔ مرّی صاحب اسکی قیمت قریباً ۵۶۲۴۸۰۰ روپیہ بیان کرتے ہیں لیکن فی الحقیقت
ایسے الماس کی جو نا حال ناتراشیدہ ہے اور جسکے خالص ہونے میں بھی اشتباہ ہے قیمت نہیں
ڈالی جا سکتی۔ اگر یہ خالص ہو تو از روئے حساب اسکی قیمت تخمیناً ۵۸ کروڑ روپیہ ہوگی ٹیو
مار صاحب کا جو اسکی نسبت شک ہے کہ یہ ایک سفید پکھراج ہے۔ اس بنا پر مبنی ہے کہ
سفید پکھراج جس میں فلوسیلے کٹ[1] Fluo Silicate اور سیلیکیٹ آف الیومینم[2]
Silicate of Aluminum مرکب ہوتا ہے اکثر الماس ہی دکھلائی دیتا ہے
اور اسی طرح بڑے بڑے نگ جنکو مدت تک الماس سمجھے ہوتے تھے۔ امتحان کرنے سے
پکھراج اور بلور وغیرہ کم قدر پتھر نکلے۔ لیکن سرکار پرتگال کا منشا ہے کہ یہ خالص الماس کے
نام سے مشہور رہے۔

(۲) الماس مٹن

جب سے بورگیو نے الماس مغل اعظم کو کاٹ کر کم مقدار کر دیا ہے اُسی وقت
سے یہ الماس دنیا کے تمام معلومہ خالص ہیروں سے بڑا ہو گیا ہے۔ یہ الماس ۱۷۸۷ء میں
بورنیو کے مغربی کنارہ پر کان لنداک میں سے ایک دیاک[3] نے دریافت کیا تھا۔ گورنن لیا
فرمانروائے ملک نے بحیثیت حکمرانی اس الماس کو اپنا حق سمجھا۔ لیکن یہ کسی طرح راجہ لنداک
کے ہاتھ آیا۔ جسکے بھائی نے اس الماس کو لیکر سلطان سکدانا کی نذر اس غرض سے کیا کہ وہ
اُسے تاجدار لنداک بنا دیوے۔ یہ اب چار پشت سے راجہ مٹن[4] کے خاندان میں چلا آتا ہے۔
اگرچہ یہ جواہر مالک کیلئے باعث نزول آفات ہوا پھر بھی یہ بطور معبود پوجا جاتا ہے
اور اہل ملایا کو اعتقاد ہے کہ جس پانی میں یہ الماس بھگویا جاوے تو وہ تمام امراض کو شفا

[1] یعنی فلورائیڈ آف سیلیکا۔ ایک بیرنگ گیس جو فلورائیڈ اور سیلیکا کے کیمیائی اتحاد سے پیدا ہوتی ہے ۔ دیکھو باب ۲
[2] سیلیکا اور پھٹکری کا کیمیائی اتحاد [3] بورنیو کے اصلی باشندگان کو دیاک کہتے ہیں [4] راجہ مٹن کا ملک جزیرہ بورنیو
کے مغربی کنارہ پر سرواک اور پونٹیانک کے درمیان ہے ۱۲

رہتا ہے۔ راجہ اسے اپنی عزت و ثروت کا باعث سمجھکر بڑی حفاظت سے رکھتا ہے۔ سائرون یا اور شائقین کو دکھلانے کے لئے اسکی ایک نقل رکھی ہوئی ہے۔ اس لئے جنہوں نے اسکی نقل دیکھی ہے انہیں شبہ رہتا ہے کہ یہ خالص نہیں۔ کیونکہ یہ نقل انہیں اصل کہکر دکھلائی جاتی ہے۔ لیکن جنہوں نے اصلی الماس مٹن دیکھا ہے وہ تصدیق کرتے ہیں کہ یہ الماس اصلی و خالص ہے ؛

یہ الماس جو ابھی تک ناتراشیدہ ہے ، ۳۶۷ قیراط یعنے قریباً ۱۵ ماشہ وزنی و بیضوی شکل کا ہے۔ اور ایک طرف سے بڑھا ہوا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کلکٹانے سے بھی یہ الماس تمام تراشیدہ ہیروں سے بڑا رہیگا یا نہیں۔ بعض کی رائے ہے۔ کہ یہ ۲۸۳½ قیراط رہجاویگا ؛

کرافرڈ (Mr Craufurd) صاحب اسکی قیمت تخمیناً ۲۶۹۳۷۸۰ روپیہ بتلاتے ہیں۔ اسکی چمک نیلی سی دکھائی دیتی ہے۔ راجہ کو یہ الماس ایسا عزیز ہے کہ وہ اسے جدا کرنا نہیں چاہتا۔ کئی بادشاہوں نے اسکے خریدنے کیواسطے پیغام بھیجے ہیں لیکن وہ منظور نہیں کرتا۔ چنانچہ اس صدی کے آغاز میں حاکم بٹیویا نے سٹیوارٹ (Mr Stewart) صاحب کو اس الماس کے خریدنے کیواسطے راجہ کے پاس بھیجا اور ڈیڑھ لاکھ ڈولر[1] نقد اور دو جنگی جہاز معہ سامان حرب جسکے عوض دینے منظور کئے لیکن راجہ نے کہا کہ اس الماس پر ہمارے خاندان کی بہبودی منحصر ہے۔ ہم اسے کسیطرح جدا نہیں کرسکتے ؛

(۳) الماس نظام

الماس نظام اگرچہ دنیا کے بڑے بڑے مشہور ہیروں میں سے ہے۔ لیکن تواریخی واقعات ایسی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں کہ سوائے اسکے چند مجمل حالات کے

---

[1] ایک کے جرمن جو ۴ شلنگ ۲ پنس سے ۴ شلنگ ۶ پنس ہوتا ہے

اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ الماس نظام حیدرآباد کی بابت ہے جو بنام نظام مشہور ہے اسکا وزن ۲۷۷ قیراط یعنی
یہ ۲۸ ماشہ ہے اور یہ گولکنڈہ سے قریب ہی کسی جگہ سے برآمد ہوا تھا۔ کنگ (King) صاحب اسکی نسبت لکھتے ہیں
کہ یہ بادامی شکل اور نا تراشیدہ حالت میں ہے کسی حادثہ سے ہندوستان کے غدر میں اس سے ایک ٹکڑہ علیحدہ ہو گیا
اسکا وزن ۲۸۰ قیراط ہوگا لیکن وہ یہ صاف نہیں لکھتے کہ یہ وزن آیا ٹوٹنے سے پہلے یا بعد کا ہے۔ ڈیولافیٹ
Dieulafait صاحب کا بیان ہے کہ "ٹوٹنے سے پیشتر اسکا وزن ۲۸۰ قیراط سے کم نہ تھا" اسکی
قیمت بارٹن صاحب ۵ لاکھ فرانک یعنی قریباً بیس لاکھ روپیہ بتلاتے ہیں لیکن نا تراشیدہ الماس کی قیمت ٹھیک
ٹھیک نہیں کہی جا سکتی کیونکہ کاٹنے میں نا تراشیدہ الماس اکثر وزن میں کم ہو جاتے ہیں لیکن الماس
نظام کی شکل چنداں بے ڈھب نہیں اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ کٹوانے میں نصف وزن سے اسکا زیادہ نقصان
نہ ہوگا۔ تا حال الماس نظام حیدرآباد کے خاندان کے جانشینوں کے پاس خیال کیا جاتا ہے۔

(۴) الماس سٹیوارٹ کا بیان

الماس سٹیوارٹ جو جنوبی افریقہ کے مقامات الماس کی شہرت کا باعث ہوا صرف
جنوبی افریقہ سے نکلے ہوئے تمام ہیروں سے بڑا نہیں بلکہ مندرجہ بالا تین ہیروں کے علاوہ
تمام معلومہ ہیروں سے بڑا ہے۔ یہ الماس جنوبی افریقہ کے ہیروں کی طرح زردی مائل رنگ کا ہے۔
اور وزن میں ۲۰۰ قیراط یعنی قریباً ۴۱ ماشہ ہے۔ اسکی پیدائش کا حال اخبار الزبتھ ٹیلیگراف
Alzubeth Telegraph مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۷۲ء میں اسطرح لکھا تھا کہ جس زمین سے یہ الماس نکلا تھا وہ پہلے

۱؎ حسب بیان ٹورنیر صاحب الماس مغل زمین کی سطح پر سے پایا گیا۔ روایت ہے کہ ۱۵۵۰ء میں یہ ایک
شخص کے پاس بطور کھلونے کے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک سوار نے اُسے ایک مٹی کے برتن میں پایا۔
پھر یہ ایک ہندو زرگر کے قبضہ میں آیا جس نے اس بات کی آزمائش کے لئے کہ آیا یہ الماس ہے یا شیشہ
ہے کہ نہیں اس کی سطح پر ضرب لگائی جس سے اسکے تین ٹکڑے ہو گئے۔ اس حصہ سے نظام کے وزیر راجہ چندو لال نے
شکل اسکی ایک حسینی عورت کے پاؤں کی طرح ہے جسکا انگوٹھا نہ ہو۔

ایک شخص مسمی F. Pepper نامی کے حصہ میں تھے۔ اس نے اپنے اس حصہ کو
ایک شخص مسمی سپاڈلنگ (Spaalug) کے پاس ۳۰ پونڈ پر فروخت کر دیا۔
جس نے اس زمین کو ایک شخص انٹوینو کے ہاتھ حصہ پر دیدیا۔ چونکہ یہ زمین احاطہ کان
سے باہر تھی۔ اس لئے مالک کو اسکا اتنا خیال نہ تھا۔ لیکن جب اس کے پڑوس
میں لوگوں کو بڑی بڑی مقدار کے ہیرے دستیاب ہو رہے تھے۔ اسلئے انٹوینو
کو حوصلہ ہو گیا۔ اور بڑی تلاش سے ایک دن اچانک آسے یہ الماس دستیاب ہوا
اس نے دو روز تک خوشی کے مارے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ یہ الماس سوداگران پٹیرلوسن
Meseto Petler Lcueseen کے پاس فروخت کیا گیا۔ الماس مذکور کی
معدنی شکل عمدہ اور کامل ہے۔

(۵) الماس مغل اعظم کا بیان

الماس مغل اعظم بڑے بڑے مشہور ہیروں میں سے ہے۔ مختلف مصنفوں
نے اسکے بیان میں مختلف رائیں دی ہیں۔ اور اکثروں نے غلطی کر کے اسکا اصل
بیان خبط کر دیا ہے۔ خاصکر اکبر اور الماس کوہ نور کے بیانات کو ملا دینے سے اسکا بیان
نہایت پیچیدہ کر دیا ہے۔ ان سب مصنفوں میں سے توریز صاحب کا بیان درست
اور معتبر معلوم ہوتا ہے کیونکہ صاحب مذکور نے اس الماس کو بچشم خود دیکھا اور اسکے
حالات معتبر اشخاص سے سنے۔ دوسرے شخصوں نے ایک دوسرے کی نقل اڑائی ہے
اور چھان بین نہیں کی کہ جو کچھ وہ لکھ رہے ہیں درست ہے یا غلط۔ اسکی عجیب و غریب
داستان اس طور پر ہے کہ یہ الماس نہایت جنگ و جدل کے زمانہ میں پیدا ہو کر سلطنت
مغلیہ کے چراغ گل ہونیکے ساتھ غائب ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ الماس ۱۶۵۰ء
میں کان کلور واقع ہند سے برآمد ہوا تھا۔ اور تھوڑے عرصے کے بعد امیر جملہ کے ہاتھ

آیا۔ یہ شخص اصفہان کا باشندہ تھا۔ اور غریبی کے باعث اپنے پدری وطن کو چھوڑ
ہندوستان میں چلا آیا تھا۔ اُس نے یہاں ایک جواہری کی ملازمت اختیار کی اور
کچھ عرصہ کے بعد دکن میں جا کر اس نے پیشہ سوداگری اختیار کیا۔ اور کانوں کا ٹھیکہ
لیا۔ چونکہ اس پیشہ سے وہ مالدار ہوگیا تھا۔ اس لئے قطب شاہ تلنگانہ گولکنڈہ کے
دربار میں اس کی عزت ہونے لگی۔ اور رفتہ رفتہ وہ اپنی فہم وفراست سے عہدہ وزارت
تک پہنچا لیکن کچھ مدت کے بعد میر جملہ اور بادشاہ میں نزاع پڑ گئی۔ اور جب میر جملہ
نے شاہانِ مغلیہ کا ستارۂ اقبال عروج پر دیکھا تو اس نے شاہجہان کی ظلِ حمایت
میں پناہ گزین ہو کر اپنے آقا کو انگیز نا چاہا اس لئے وہ ۱۶۵۶ء میں شاہجہان کے پاس
گیا اور یہ بیش قیمت الماس نذر کر کے شاہ گولکنڈہ پر حملہ آوری کے لئے انگیختہ کیا۔ اور چونکہ
شاہجہان مغل اعظم کہلاتے اس لئے اس الماس کا نام مالک کے نام پر مغل اعظم مشہور
ہوا۔ چونکہ اسوقت یہ الماس ناتراشیدہ حالت میں تھا۔ اس لئے بادشاہ نے اسکے
کٹوانے کی تجویز کی۔ کہتے ہیں کہ اسکا وزن ۹۰۰ رتی یعنے قریباً ½ ۷۸۷ قیراط تھا۔
اور اس میں کئی ایک رگیں تھیں۔ ہارٹنشیو بورگیو نامی (Hortensio Borgio)
اس کے کاٹنے کیواسطے مقرر ہوا لیکن اُس نے کاٹنے میں اتنا نقصان کر دیا کہ یہ الماس
½ ۳۱۹ رتی یعنی صرف $\frac{9}{16}$ ۲۷۹ قیراط وزن میں رہگیا۔ اور اورنگ زیب نے نہایت
خفا ہو کر انعام دینے کی بجائے دس ہزار روپیہ جرمانہ کیا۔ جب شاہجہان نے اس
الماس کو کاٹنے کیواسطے دیا۔ اُسی سال اس کے بیٹے اورنگ زیب نے منحرف ہو کر
اسکو قید کر لیا۔ چنانچہ شاہجہان ۱۶۵۸ء سے لیکر ۱۶۶۶ء تک آگرہ میں قید رہا لیکن
اورنگ زیب نے اوسکے جواہرات اُس سے نہ چھینے۔ جو کل شاہجہان کے پاس
ہے۔ چنانچہ تخت نشینی کے وقت اورنگ زیب نے بادشاہ سے درخواست کی
کہ آرائش دربار کے لئے چند جواہر مستعارۃً مرحمت ہوں۔ شاہجہاں نے نہایت

طیش میں آکر جواب دیا کہ اگر وہ آئیندہ ایسی درخواست کریگا تو میں سارے جواہرات توڑ ڈالونگا۔ بلکہ اس نے ایک دوبار ہاون دستہ مانگا لیکن اسکی دختر بیگم جہان آرا قدموں پر گر کر اس ارادہ سے اُسے باز رکھا۔ اب یہ سوال ہوسکتا ہے کہ جب تمام شاہی جواہرات شاہجہان کے پاس تھے۔ تو ۱۶۶۵ء میں اورنگ زیب نے یہ الماس کسطرح توریز کو دکھلایا۔ کیونکہ توریز کے بیان سے ظاہر ہے کہ اس نے اس الماس کو اورنگ زیب کے دربار میں ملاحظہ کیا لیکن پیشتر بیان کیا گیا ہے کہ شاہجہان نے ۱۶۵۵ء میں کاٹنے کے واسطے اسے بورگیو کے حوالہ کیا اور بعدہٗ وہ قید ہوگیا۔ یہ الماس بورگیو کے پاس دو سال تک رہا۔ اور بعدہٗ جب اورنگ زیب تخت نشین ہوا۔ تو بورگیو نے کاٹ کر یہ الماس اورنگ زیب کے سپرد کیا۔ اور اس طرح توریز نے ۱۶۶۵ء میں اس الماس کو اورنگ زیب سے ملاقات کرتے وقت دیکھا۔ چنانچہ توریز صاحب اس ملاقات کا بیان اپنی مصنفہ کتاب کے جلد دوم کے ۲۲۶ صفحہ پر اس طرح کرتے ہیں۔ کہ یکم نومبر ۱۶۶۵ء کو میں شاہی محل پر بادشاہ سے رخصت لینے کے لئے منتظر تھا کہ بادشاہ نے مجھے کہلا بھیجا کہ میں اپنے جواہرات دکھلانے کے بغیر جانے نہ دونگا۔ دوسرے روز علے الصبح نواب جعفر خاں کیطرف سے پانچ چھ عمدہ دانے مجھے بانے کو آئے۔ جب میں دربار پہنچا تو شاہی جواہرات کے دو خزانچی[1] مجھے بادشاہ کے حضور میں لے گئے معمولی سلام دعا کے بعد اکل خان نے جواہرات دو طشتوں میں منگوائے۔ اور پہلے پہل میرے ہاتھ پر ایک بڑا گلابی قط الماس رکھا جو کہ ایک طرف سے کچھ اونچا تھا اور اسکے نچلی طرف ایک چھوٹا سا شگاف اور ایک رگ تھی اور اس کی آب عمدہ تھی۔ میں نے اُسے تولا تو یہ ۹ ۱/۲ ۳۱۹ رتی (جو ۲۷۹ ۹/۱۶ قیراط کے برابر ہوتے ہیں) نکلا۔ اس کی شکل نصف بیضہ جیسی تھی۔" بار ٹبٹ صاحب اسکی بابت لکھتے ہیں کہ " یہ الماس عمدہ آبدار۔

[1] شاہی جواہرات کا تحویلدار ۱۲

گلابی رنگ مائل تھا۔ اور اسکی قیمت ۴۲ لاکھ روپیہ ہے[۱] اور دیگر مصنف اسکی قیمت ساٹھ لاکھ روپیہ بیان کرتے ہیں۔ جب سے توریز نے اس الماس کو دیکھا ہے اسکے بعد اسکی سرگذشت کا کچھ ٹھیک پتہ نہیں ملتا۔ اگرچہ قیاساً ہم فرض کر سکتے ہیں کہ یہ الماس نادرشاہ کے حملہ تک خاندان مغلیہ میں رہا ہوگا لیکن کسی کتاب یا نوشت میں اس خیال کی تصدیق نہیں پائی جاتی۔ اور یہ بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس لوٹ کے وقت اس پر کیا گذری کنگ صاحب لکھتے ہیں کہ "جو بڑا الماس نادرشاہ لے گیا تھا۔ وہ مغل اعظم ہی تھا۔ جو اُس نے بڑے فریب سے حاصل کیا" لیکن مصنف مذکور جہاں اس فریب کا ذکر کرتا ہے وہاں لکھتا ہے کہ نادرشاہ اس فریب سے الماس کوہ نور (نہ کہ مغل اعظم) لے گیا تھا۔

بعض مصنفوں کی رائے ہے کہ الماس مغل اعظم اور کوہ نور ایک ہی الماس کے دو نام ہیں۔ اس غلط فہمی کی تردید میں مفصلہ ذیل دلائل کافی وشافی ہیں:۔

اوّل۔ الماس مغل اعظم تو ۱۶۵۰ء میں کان کلور سے نکلا تھا۔ اور اُسی وقت میر جملہ کے ہاتھ آیا جس نے ۱۶۵۵ء میں اسے شاہجہان کی نذر کیا۔ درحالیکہ الماس کوہ نور کی تاریخ پیدایش کا کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ ۱۳۰۴ء میں تو یہ الماس علاؤالدین خلجی کے پاس تھا۔ اور ۱۵۲۶ء میں بابر شاہ کے ہاتھ آیا جبوقت کہ الماس مغل اعظم ابھی کان سے بھی نہ نکلا تھا کیونکہ اورنگ برک (Ironig Brock) توریز وغیرہ حکما متفق الرائے ہیں کہ الماس مغل اعظم ۱۶۵۰ء میں کان کلور سے نکلا تھا۔ اور میر جملہ نے اسے ۱۶۵۵ء میں شاہجہان کی نذر کیا۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ الماس مغل اعظم جو ۱۶۵۰ء میں کان سے برآمد ہوا الماس کوہ نور ہو سکے جس کی تاریخ پیدایش کا تواریخی زمانہ سے پیشتر تک سراغ لگایا جاتا ہے۔

دوم۔ الماس مغل اعظم کا ناتراشیدہ حالت میں وزن ۷۸۷½ قیراط تھا اور

[۱] دیکھو [illegible] کتاب مصنفہ [illegible] صفحہ [illegible] کتاب مذکور [illegible] جلد دوم [illegible] کتاب مصنفہ توریز

کاٹے جا چکے تھے۔ جب اسے ٹورنیر نے تولا تو ۳۱۹½ رتی (جو ۲۷۹½ قیراط کے برابر ہوتے ہیں) نکلا۔ درحالیکہ الماس کوہ نور جب ایرنشاہ کے ہاتھ آیا تو ۸ مثقال یعنے قریباً ۱۸۶ قیراط تھا تو یہ کس طرح اغلب ہوسکتا ہے کہ ۱۸۶ قیراط وزنی الماس اور ۲۷۹½ قیراط وزنی ایک ہی ہوں۔ اور کوہ نور جو ۱۸۶ قیراط وزنی تھا بورگیو سے کٹوایا جانیسے ۲۷۹½ رہجاوے گویا کٹوانیسے ۹۳½ قیراط بڑھ جاوے ÷

بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ جو الماس ٹورنیر نے اورنگ زیب کے دربار میں دیکھا تھا۔ وہی کوہ نور تھا۔ چنانچہ کلبوج صاحب کا بیان ہے کہ ٹورنیر صاحب اس الماس کو وزن میں ۳۱۹½ رتی جو ۱۸۶ قیراط کے برابر ہوتے ہیں بیان کرتا ہے۔ درحالیکہ ٹورنیر صاحب ۳۱۹½ رتی کو ۲۷۹½ قیراط کے برابر کرتے ہیں (کیونکہ رتی = ⅞ قیراط) کلبوج خواہ مخواہ اپنی ہٹ اور بات کو درست رکھنے کے لئے ۳۱۹½ رتی کو کوہ نور کے وزن یعنے ۱۸۶ قیراط کے مساوی بیان کرتا ہے۔ اور ٹورنیر کی اصلی کتاب کے بیان کو دیدہ ودانستہ غلط اور الٹ پلٹ لکھدیتا ہے۔ اسیطرح سکیلن (Muskelyne) صاحب کا بیان ہے کہ ٹورنیر نے اس الماس کے تولنے میں مروارید کے تولنے کی رتی استعمال کی ہوگی۔ اور غلطی سے اس نے اس رتی کو اصلی رتی جو ⅞ قیراط کے برابر ہوتی ہے سمجھا۔ اور اس طرح ۳۱۹½ رتی کو ۱۸۶ قیراط کے مساوی کرنیکے بجائے (جو کوہ نور کا وزن میں دوبارہ کاٹے جانے سے بیشتر وزن تھا) ۲۷۹½ قیراط کے برابر کردیا۔ لیکن یہ بات عقل سے بعید معلوم ہوتی ہے کہ ٹورنیر جس نے چالیس سال ہند اور دیگر مشرقی ممالک میں رتی کو برتا ہے اور جو کہ نہ بڑا تجربہ کار جواہری تھا اتنی بھاری غلطی کھائے اس سے ثابت ہوا کہ جو الماس ٹورنیر نے دربار اورنگ زیب میں دیکھا تھا۔ یہی مغل اعظم تھا

سوم۔ الماس مغل اعظم تو نصف بیضہ کی شکل کا تھا درحالیکہ الماس کوہ نور کی

۱؎ دیکھو تزک بابری (تاریخ ۴ مئی ۱۵۲۶ء) ۲؎ یہ رتی الماس کے تولنے والی رتی سے چھوٹی ہوتی ہے ۱۲

شکل گول اور بیضوی ہے۔ مندرجہ بالا دلائل پر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ الماس مغل اعظم اور کوہ نور علیحدہ علیحدہ ہیرے ہیں۔ ہاں البتہ خزانہ شاہان مغلیہ میں یہ دونوں ہیرے قریباً ایک سو سال تک اکٹھے رہے۔ زیادہ تر لطف تو یہ ہے کہ الماس کوہ نور کے تو شروع کا اور الماس مغل اعظم کی سرگذشت کی اخیر کا کچھ پتہ نہیں ملتا۔ ہماری رائے یہ ہے کہ الماس مغل اعظم بھی لوٹ نادرشاہی میں چلا گیا ہوگا۔ اور یا تو کسی سے گم ہوگیا ہے یا غبن کرنیوالے نے اسکا سراغ مٹا دینے کے لئے اسکے کئی ایک ٹکڑے کر لئے ہیں۔ ہاں ایک اور بھی صورت ہوسکتی ہے کہ جس طرح اس لوٹ کا اور اسباب خزانہ نادری میں داخل ہوا شائد یہ بھی وہاں ہی چلا گیا ہو۔ اس سے بعض کا خیال ہے کہ یہ اب شاہ فارس کے پاس دریائے نور کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن الماس دریائے نور کے بیان میں ثابت کیا جاویگا کہ دریائے نور ایک علیحدہ الماس ہے بعض کی رائے ہے کہ یہ الماس اب آرلوف کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن الماس آرلوف کے بیان میں اس دلیل کو رد کیا جاویگا۔ ایک اور عجیب بیان ہے کہ جو الماس بورگیو کو کاٹنے کے واسطے دیا گیا اس نے اُسے کاٹ کر تین عدد بنا دیئے۔ ایک الماس مغل اعظم۔ دوم کوہ نور۔ سوم ایک عدد جو فوراً گم ہوگیا۔ اسکی تردید میں صرف اتنا لکھنا کافی ہوگا کہ الماس کوہ نور خاندان مغلیہ کے ہاتھ بورگیو کے ہند میں پہنچنے سے ۱۳۰ سال پہلے پیشتر یعنی ۱۵۲۶ء میں آیا تھا۔

DuToit 1

(۶) الماس ڈوٹایٹ اول کا بیان

یہ الماس ۱۸۷۱ء میں جنوبی افریقہ کے ڈوٹایٹ پان نامی مقام سے دستیاب

ملہ دیکھو صفحہ ۸ کتاب ہذا ۱۲

ہوا تھا۔ یہ بے رنگ اور ہلکے رنگ کا ہے لیکن اسکی آب وتاب عمدہ ہے۔ اس کا وزن ۲۲۲ قیراط ہے ۔

GreatTable

(۷) الماس گریٹ ٹیبل کا بیان

توریز صاحب اُن بڑے بڑے ہیروں کی فہرست میں جو انہوں نے ایشیا اور یورپ میں دیکھے تھے اس الماس کو تیسرے نمبر پر رکھتے ہیں۔ اور اس کی بابت بیان کرتے ہیں کہ "میں نے اس الماس کو ۱۶۴۲ء میں گولکنڈہ میں سوداگروں کے ہاتھ دیکھا تھا یہ ۱۷۶ ۱/۸ [1] اینگلس یعنے ۲۴۲ ۵/۱۶ قیراط وزن میں تھا۔ مجھے یہ الماس فروخت کیلئے دکھلایا گیا اس لئے میں نے اسکا نمونہ سورت میں اپنے دوستوں کے پاس بھیجا اور ۵ لاکھ روپیہ اسکی قیمت بیان کی انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ عمدہ آبدار ہو تو ہم ۴ لاکھ روپیہ دیسکتے ہیں۔ لیکن سودا نہ بنا۔" معلوم ہوتا ہے کہ قطب شاہِ گولکنڈہ نے جس پر میر جملہ باغی ہوکر اور محمد بن اورنگ زیب کے ساتھ ملکر حملہ آور ہوا تھا خراج ادا کرنے کی غرض سے سوداگروں کو یہ الماس فروخت کرنے کیلئے دیا ہوگا۔ اور انہوں نے اسی غرض سے توریز کو دکھلایا ہوگا۔ اس سے بعد کے اس الماس کی سرگذشت نامعلوم ہے۔ چونکہ یہ الماس ٹیبل کاٹ کا تھا اسلئے اسکا نام گریٹ ٹیبل یعنے ٹیبل اعظم مشہور رہا۔ اسکی شکل ہی پایا جاتا ہے کہ کسی غبن کرنیوالے نے اسکا نشان منہدم کرنیکے واسطے اس سے ایک دو ٹکڑے ضرور کلاٹے ہونگے۔ بعض الماس رضین ٹیبل کو اسکا ایک حصہ بیان کرتے ہیں لکھتے ہیں کہ اس الماس کو ایک ہبل سردار۔ گولکنڈہ میں لایا تھا۔ یہ الماس دریائے گوداوری یا اسکے کسی معاون میں سے نکلا ہوا خیال کیا جاتا ہے۔

[1] جلد دوم ص ۳۰۳ مطبوعہ گولکنڈہ کے حدود میں جاری ہے ۔

Regent of Portugal

(۸) الماس ریجنٹ آف پرتگال

اس الماس کا بیان کئی مصنفوں نے الماس برگنزا کے بیان کے ساتھ ملاکر نہایت پیچیدہ کردیا ہے۔ فی الحقیقت یہ الماس اُس الماس ریجنٹ یعنی برگنزا سے جسکو تین مجرموں نے دریافت کیا تھا مختلف ہے۔ اسکو ایک غلام نے ۱۷۷۵ء میں دریائے ابیٹ کے متصل اور راویہ پلاٹا سے چند میل شمال کیطرف سے دریافت کیا تھا جسکو اس صلہ میں آزادی اور ۵۰۰ پونڈ سالانہ جاگیر عطا ہوئی۔ یہ الماس گول ہے اور ۲۱۵ قیراط وزن میں ہے اسکی قیمت تخمیناً ۱۴۶۶۴۰۰ روپیہ خیال کیجاتی ہے ۔

Jugers fontein

(۹) الماس جگرس فونٹین کا بیان

ماہ دسمبر ۱۸۸۱ء کے اخبارات لندن میں درج تھا کہ کیپ کے الماس کی کانوں میں ۲۰۹½ قیراط وزنی ایک الماس چوری ہوگیا ہے۔ یہ واردات اس طرح ہے کہ بمقام جگرس فونٹین[1] ایک شخص مسمی فرمیس (Frumes) کی زمین سے جو اپنے طور پر کان کنی کراتا ہے۔ ۱۵۔ نومبر ۱۸۸۱ء کو اُسے خبر ملی کہ اُسکی زمین پر چوری ہوئی ہے۔ دوسرے روز گورنمنٹ انسپکٹر کو بھی خبر ملی۔ مالک اور انسپکٹر نے ملکر ان ہیروں کے ذریعہ کچھ سُراغ لگایا۔ فلپ انتھونی ڈوس (Phillip Anthony Eives) کے اظہاروں سے اس سُراغ کی اور بھی تحقیق ہوئی۔ اس نے مجسٹریٹ کے روبرو بیان کیا کہ رات کو ایک خوردہ فروش کی دوکان پر گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک شخص کلب (Kleb)

[1] دیکھو مقامات پیدائش الماس صفحہ ۳۵ کتاب ہذا ۔

نامی ایک بڑا الماس کمبرلے کو لیجانیوالا ہے۔ رات کے دس بجے میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میرے پاس ایک بڑا الماس ہے لیکن میں ڈر کے مارے دکھلا نہیں سکتا۔ میں نے کہا دکھلاؤ اس نے کہا کہ ابھی لاتا ہوں۔ دوسرے روز اس نے کہا کہ میں نے اسے ایڈمسن (Adamson) کو دیدیا ہے۔ ایڈمسن نے اس الماس کی قیمت صرف ۵ا پونڈ دی۔ اور چونکہ اسے کمبرلے میں اس الماس کی قیمت ۵ ہزار پونڈ ملنی کی امید تھی اس لئے وہ کلب کے ساتھ الماس مذکور کو لیکر کمبرلے کو روانہ ہوا۔ مالک اور انسپکٹر نے یہ صلاح کی جب تک سارق شہر سے کچھ فاصلہ دور تک نہ جائیں انہیں تب تک گرفتاری کی خبر نہیں ہونی چاہئے۔ گرفتار کنندگان نے حافۃ دیگراں کو سوین پول Swanepool پر گرفتار کر لیا اور الماس لے لیا۔

Orloff

(۱۰) الماس آرلوف کا بیان

اس الماس کی چمک دمک ایسی دلکش نہیں جیسی اسکی داستان عجیب و غریب اور دلکش ہے۔ یہ الماس جو شاہ روس کے تمام ہیروں میں ممتاز ہے۔ شاہی عصا میں جڑا ہوا ہے۔ اسی لئے اس الماس کو سیپٹر ڈایامنڈ Sceptre Diamond یعنی الماس عصا کہتے ہیں۔ اسکو الماس امسٹرڈم اسوجہ سے کہتے ہیں کہ یہ امسٹرڈم شہر[1] میں خریدا گیا تھا۔ مقدار کے لحاظ سے یہ سب یورپ کے جواہرات میں اول درجہ پر ہے۔ خوبصورتی میں یہ صرف الماس ریجنٹ سے ہی کم ہے۔ اور تواریخی واقعات اور داستان کے رُو سے یہ کوہ نور کا ثانی ہے۔ یہ وزن میں ۱۹۳ قیراط یعنی قریباً ۲۱ماشہ ہے اور مقدار میں کبوتر کے انڈے کے برابر ہے۔ اسکا رنگ زردی مائل ہے یہ ہندوستان

[1] ملک ہالینڈ کا مشہور شہر ہے۔

کا تراشیدہ ہے۔ اسکی اوپرلی سطح پر مثلث پہلوں کی قطاریں ہیں۔ اور اسکے جواب میں نچلی سطح پر چارگوشہ پہلوؤں کی قطاریں ہیں۔ میری اس کی قیمت ۲۹۸۰۰۰ روپیہ بتلایا ہے[1]

اس الماس کے قدیمی تواریخی واقعات ایسی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں کہ اسکا اصلی حال دریافت کرنا نہایت مشکل ہوگیا ہے۔ خصوصاً الماس مون آف ماؤنٹین یعنے ماہ کوہستان کی داستان کے ساتھ اس کا حال ملانیسے اصل مطلب خبط کردیا ہے۔ ہم اس الماس کے درست اور واقعی داستان کو اس پیچیدگی سے علیحدہ کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں:-

ہندوستان کے احاطہ مدراس میں سری رنگم نامی ایک قلعہ[2] ہے۔ جسکے جنوبی سرے پر اہل ہنود کے معبود سری رنگ کا مندر ہے۔ اس بُت کی آنکھ میں یہ الماس مرصّع تھا۔ ایک فرانسیسی سپاہی نے ہندوستان کی ملازمت چھوڑ کر اس مندر کے متصل نوکری اختیار کی۔ جب اُسے خبر ملی کہ اس بت کی آنکھ میں ایک الماس جڑا ہوا ہے تو اُسے اُمنگ ہوئی کہ کسی طرح یہ الماس ہاتھ لگے۔ لیکن چونکہ کسی عیسائی کو سب سے اندرونی مطاف میں جانیکی اجازت نہ تھی اس لئے اُس نے ایک ہندو عابد کا بھیس بنا کر بڑی عبادت کرنی شروع کی۔ اس فریب سے وہ بڑا معتبر ہوگیا۔ اور برہمن لوگ اُس کے مزاحم نہوے۔ بلکہ انہوں نے اسے مندر کا محافظ بنا دیا۔ ایک رات جبکہ بڑے زور شور سے آندھی چل رہی تھی۔ اُس نے موقعہ پاکر بُت مفوضہ پر اپنا ہاتھ صاف کیا۔ یعنے ایک مدقہ چشم سے یہ الماس نکال لیا۔ اور اندھیری رات میں انگریزی کمپو کیطرف جو اُسوقت ترچناپلی پرخیمہ زن تھا۔ بھاگا۔ اور وہاں سے مدراس کو چلا گیا۔ جہاں اُسنے الماس مذکور کو ایک انگریزی میر بحر کے پاس دو ہزار پونڈ کے عوض فروخت کیا جسنے

---

[1] یہ الماس بھی شاہ روس کے پاس ہے دیکھو الماس نمبر ۱۱ صفحہ کتاب ہذا ۱۲

[2] یہ دوابہ دریائے گوداوری اور ایک معاون کولیرون کے درمیان ترچناپلی سے دو میل کے فاصلہ پر بجانب شمال واقعہ ہے ۱۲

اس الماس کو لنڈن میں لیجا کر ۱۲ ہزار پونڈ پر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اس یہودی سے آرمینا کے ایک سوداگر خواجہ رفل نے اس الماس کو خریدا۔ یہ سوداگر ایک بڑا جہاندیدہ پیر خرّاع تھا جس نے سن نوجوانی میں فارس کو چھوڑ کر سورت۔ انگلستان۔ روس اور دیگر ممالک کی سیر کی۔ اور آخر شہر لیگہورن میں پیشہ سوداگری اختیار کیا۔ جب وہ انگلستان سے روس کو جا رہا تھا۔ تو اس کے شہر اسٹرڈم میں (شاید ۱۷۷۱ء میں) شاہزادہ آرلوف سے ملاقات ہوئی۔ شہزادہ آرلوف اور زارینا دوم قیصرہ روس کے عشق کا فسانہ اظہر من الشمس ہے۔ چونکہ شہزادہ مورد عتاب ملکہ مذکورہ تھا۔ اسلئے خواجہ مذکور نے شاہزادہ کو ترغیب دی کہ ملکہ کے لئے یہ الماس خریدے۔ آرلوف نے اس الماس کے عوض ۹۰ ہزار پونڈ نقد اور چار ہزار پونڈ سالانہ جاگیر عطا کی۔ یہ الماس تا حال شاہ روس کے پاس ہے۔ بعض ماہرین کی رائے ہے کہ "الماس آرلوف نادر شاہ کے تخت میں مزین تھا اور اسکے مقتول ہونیکے بعد ایک فرانسیسی سپاہی اسے چرا کر مدراس کو بھاگ آیا۔ جہاں اس نے اسے ایک انگریزی میر بحر کے پاس دو ہزار پونڈ کے عوض فروخت کر دیا"

چونکہ پہلی داستان کے حق میں بہت سی معتبر شہادتیں موجود ہیں اور نیز یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ یہ الماس نادر شاہ کے تخت میں کبھی مزین تھا۔ اس سے یہ دوسری داستان بناوٹی معلوم ہوتی ہے۔ بعض حکماء اس الماس کو شکل میں مغل اعظم کے مشابہ دیکھکر رائے دیتے ہیں کہ یہ الماس گمشدہ مغل اعظم ہے۔ لیکن یہ دلیل اس لحاظ غیر قابل اعتبار ہے کہ اسکا وزن تو ۱۹۴ قیراط ہے اور الماس مغل اعظم کا وزن قریباً ۲۸۰ قیراط تھا۔ اور یہ اغلب نہیں ہو سکتا کہ الماس مغل اعظم جسکو بورگیو نے کاٹ کر فی الحال اتنا کم مقدار کر دیا تھا۔ پھر دوبارہ کٹوایا گیا ہو۔ اور ۸۶ قیراط کم ہوجانے پر بھی اسکی وہی شکل و شباہت قائم ہے۔ علاوہ بریں یہ کس طرح گمان ہو سکتا ہے کہ الماس مغل

۱؎ شاہزادہ روس [illegible] ۔ گنگ وغیرہ کی تصنیفات دیکھو۔

اعظم دہلی کی لوٹ کے اسباب کیساتھ افغانستان کی طرف جانیکی بجائے میسور کی طرف چلا گیا ہو۔

کئی لوگ کہتے ہیں کہ الماس آر لوف کا اصلی نام کوہ طور ہے۔ اور یہ[1] الماس اورنگ زیب کے تخت طاؤس کی آنکھ میں کوہ نور کے جواب میں لگایا ہوا تھا۔ خاصکر اسلئے کہ کوہ نور اور کوہ طور کا قافیہ ملتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ الماس کوہ نور کا سلاطین مغلیہ کے عہد میں کوئی خاص نام نہ رکھا گیا تھا۔ جب یہ نادر شاہ کے ہاتھ آیا تو اسکا نام کوہ نور پڑا[2]۔ اب یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ اس الماس کو ایک ایسے الماس کے ساتھ جسکا نام ہی نہ رکھا گیا تھا قافیہ بندی کے لئے لگایا گیا ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ الماس آر لوف نہ تخت طاؤس کی آنکھ میں بلکہ سری رنگ کے مندر چشم میں جڑا ہوا تھا۔ اور یہ دہلی سے فارس کی راہ یورپ نہیں پہنچا۔ بلکہ میسور سے مدراس کی راہ یورپ میں داخل ہوا۔

(۱۱) الماس دریائے نور کا بیان

یہ الماس سلاطین مغلیہ کے جواہرات میں سے ہے ۱۷۳۹ء کی نادر شاہی لوٹ میں یہ الماس اور اسکا شاہی الماس تاج ماہ دیگر قیمتی جواہرات کے ساتھ نادر شاہ کے ہاتھ آئے۔ اور ۱۷۴۷ء تک تادم اخیر اُس کے پاس رہے بعدہٗ یہ دونوں الماس اُسکے جانشین شاہ رخ کے ہاتھ آئے۔ اور جب اس کمزور شاہزادہ کو آغا محمد نے مغلوب کیا تو اُسکے سب جواہرات اسکے قبضہ میں آئے جن میں یہ دونوں الماس بھی تھے۔ کچھ عرصہ بعد جب آغا محمد مقتول ہوا۔ تو اُس کے قاتلوں نے اس کے تمام جواہرات صادق خاں شقاقی کے حوالہ کر دیئے۔ اُسی دن سے یہ دونوں

[1] ڈاکٹر صاحب کی تصنیفات میں سے مری صاحب اس امر کی تصدیق میں حوالہ دیئے ہیں [2] دیکھو بیان الماس کوہ نور

الماس دریائے نور اور تاجِ ماہ شاہان فارس کے پاس ہیں۔ اور اب ایک بیش قیمت بازوبند کے جوڑے میں مرصع ہیں۔ ملکولم (Malcolm) صاحب جنہوں نے کسی سرکاری کام پر شاہ فارس سے بمقام طہران ملاقات کی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے یہ دونوں الماس بازوبند میں جڑے ہوئے دیکھے ہیں۔ دریائے نور کی چمک اعلےٰ درجہ کی تھی۔ یہ ۱۸۶ قیراط وزن میں ہے۔ اور گلابی قط معلوم ہوتا ہے۔ اور اسم بامسمیٰ ہے؛

بعض مصنفوں کی رائے ہے کہ الماس دریائے نور فی الحقیقت گم شدہ الماس مغل اعظم ہے۔ چنانچہ باربٹ لکھتا ہے کہ "یہ الماس مغل اعظم نادرشاہ کے ہاتھ آیا۔ اور اب فارس میں ہے اور دریائے نور کے نام سے مشہور ہے"

اگرچہ یہ اغلب ہو سکتا ہے کہ الماس مغل اعظم کو نادرشاہ لے گیا ہو لیکن اس سے یہ پایا نہیں جاتا کہ یہ اب دریائے نور کے نام سے مشہور ہے۔ علاوہ بریں یہ دونوں الماس شکل و مقدار میں ایسے مختلف ہیں کہ دو نام کا ایک رتن نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ مغل اعظم کا وزن تراش ۲۷۹ قیراط تھا۔ درحالیکہ اسکا وزن ۱۸۶ قیراط ہے۔ دریائے نور کی شکل تو چوڑی بیضوی۔ اور مغل اعظم کی نصف بیضوی ہے۔ اور جس بازوبند میں یہ جڑا ہوا ہے اُسمیں الماس مغل اعظم جڑے جانیکے قابل نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ الماس دریائے نور ایک علیحدہ جواہر ہے؛

(۱۴) الماس کوہ نور کا بیان

یہ مشہور و معروف الماس تواریخی واقعات کے رو سے تمام بڑے بڑے ہیروں میں ممتاز ہے۔ اسکی قدیمی سرگذشت کے بارہ میں مختلف مصنفوں نے

---

[1] دیکھو کتاب سکیچز آف پرشیا یعنی واقعات فارس مصنفہ صاحب مذکور مطبوعہ ۱۸۲۷ء ۱۲

مختلف خیال دوڑائے ہیں۔ ایک نامہ نگار اخبار کوہ نور مورخہ ۲۴۔ نومبر ۱۸۸۰ء میں الماس کوہ نور کی بابت یہ بیان لکھتا ہے کہ "یہ کوہ نور ہیرا عرصہ قریب پانچہزار سال کا گذرا ہے کہ راجہ بھوری شو والی کشمیر کے بازوبند میں تھا۔ جب کیرواں۔ پانڈوں کی لڑائی ہوئی تو وہ راجہ دریودھن کیطرف تھا جس روز کیروان نے چخا بیوہ کا قلعہ بنا کر اسمیں ارجن کی بیٹی ابھمن کو چند مجمع نے ملکر قتل کیا۔ اسکے دوسرے روز راجہ بھوری شو کا بازو ارجن کے تیر سے کاٹا گیا۔ اس کٹے ہوئے بازو میں یہ ہیرا تھا۔ جولنہ تجالی یودھشتر کے ہاتھ آیا۔ پھر ہند کے راجاؤں کے پاس سے ہوتا ہوا بعد انقلاب زمانہ سلطنت اسلامیہ کے خاندان تیموریہ میں آیا۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہ الماس ہے جسے راجہ کرن[1] والی انگا بطور طلسم پہنتا تھا۔ اور جو پانچہزار برس گذرے ہونگے کہ مچھلی پاٹم کے متصل دریائے گوداوری میں سے برآمد ہوا تھا۔ یہ اغلب ہوسکتا ہے کہ راجہ کرن کا الماس دریائے گوداوری سے نکلا ہو۔ کیونکہ دریائے مذکور ایک میدان الماس سے گذرتا ہے۔ لیکن اس الماس کا کوہ نور ہونا کسی قوی دلیل پر مبنی نہیں۔ اور یہ یقین میں نہیں آتا کہ اس الماس کا کھوج جو اٹھارہویں صدی تک بے نام رہا تواریخی زمانہ سے ماقبل تک صحیح صحیح لگایا جاسکے ٭

اس سے زیادہ معتبر روایت یہ ہے کہ الماس مذکور مشہور و معروف راجہ بکرماجیت[2] کے پاس تھا جو راجۂ مالوا تھا (جس نے اس الماس کو علاؤالدین کی نذر کیا) اور راجہ بکرماجیت[3] والی گوالیار کا بزرگ گذرا ہے۔ لیکن اسکی کوئی معقول شہادت نہیں پائی جاتی چنانچہ بعض کا خیال ہے کہ چونکہ یہ الماس راجہ بکرماجیت والی گوالیار کے پاس تھا اس لئے لوگوں نے بکرماجیت کی بجائے بکرمادتیہ اس الماس کا مالک سمجھا۔

[1] یہ راجہ مہابھارت کے محاربات میں بڑا مشہور اور بہادر گذرا ہے ۱۲

[2] یہ راجہ ۵۷ سال پیشتر سنہ عیسوی گذرا ہے ۱۲

[3] اسی راجہ سے الماس کوہ نور خاندان مغلیہ کے ہاتھ آیا ۱۲

خواہ اسکی اصلی سرگذشت کچھ ہی ہو یہ پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ الماس صحیح ہو جیسی سی ملہ راجگان مالوا کی پاس تہا اور انکی خاندان میں مدت سے چلا آتا تہا اور یہ الماس گولکنڈہ کی ایک کان سے برآمد ہوا تہا جیسا بیان کرتی ہیں کہ یہ زمان بطور اسم ہو یا تہا اسکی ٹھیک تاریخ برآمد کی معلوم نہیں ہے کہ کیا ۱۹ صفر میں جیکہ یہ تراشا گیا۔ ہندوستان آیا اور شاہجہان کی نذر کیا جب علاء الدین خلجی نے سنہ ۱۳۰۳ء میں مالوہ کو فتح کیا تو اسکے ہاتھ یہ الماس آیا لیکن بعدہ صلح ہونے پر یہ الماس راجہ بکرماجیت والی گوالیار کے خاندان کو واپس دیا گیا۔ اور اسی خاندان کے پاس یہ الماس ۱۵۲۶ء تک رہا۔ جب ہمایون بادشاہ نے پانی پت کی لڑائی پر فتح پائی تو راجہ بکرماجیت مارا گیا لہذا اسکے متعلقین نے الماس کو ہمایون کی نذر کیا اسطرح یہ الماس خاندان مالوہ سے خاندان مغلیہ کے ہاتھ آیا۔ اس الماس کی بابت بابر بادشاہ اپنی تزک میں ذکر کیا ہے ۴ مئی سنہ ۱۵۲۶ء کی تاریخ میں لکھتا ہے :۔ کہ راجہ بکرماجیت نے گوالیار میں ایک سو سال تک سلطنت کی۔ جس لڑائی میں ابراہیم لودھی مارا گیا۔ اسمیں بکرماجیت بھی کام آیا۔ بکرماجیت کے متعلقین نے بمرضی خود بڑی بڑی قیمتی اشیا ہمایوں کی نذر کیں۔ انمیں ایک بڑا مشہور الماس تھا جو پہلے سلطان علاء الدین نے حاصل کیا یہ اسقدر بیش قیمت ہے۔ کہ ایک جوہری اسکی قیمت دنیا کے ایک روز کے نصف خرچ کے برابر بتلاتا ہے۔ وزن میں یہ ۸ مثقال (قریباً ۱۸۰ قیراط) ہے۔ ہمایوں نے یہ میری نذر کیا لیکن میں نے اُسے واپس دیدیا۔ اس بارہ میں سب متفق الرائے ہیں کہ متذکرہ بالا الماس بھی کوہ نور تھا۔ اگرچہ بابر اسکی تعریف میں صرف لفظ "مشہور" ہی لکھتا ہے لیکن وزن اور دیگر حالات کی مطابقت سے یہی کوہ نور معلوم ہوتا ہے۔ خاندان مغلیہ کے ہاتھ آنے سے لیکر آجتک اس الماس کی تواریخ صاف ظاہر ہے۔ شاہان بابر

---

۱ لکھتے ہیں کہ یہ کان دریائے کشنا کے بائیں کنارہ پر واقع تھی۔ ۲ یہ بادشاہ خاندان خلجی میں سے تھے انہوں نے ۳۰ برس تک سلطنت کی ۴ ۱۵۲۶ء یہ لڑائی ۲۱ اپریل ۱۵۲۶ء میں شاہ ابراہیم لودھی اور ہمایوں میں ہوئی ۵ اسنے اپنی سوانح عمری کو خود تصنیف کیا تھا ۶ باٹ ٹروئس = ۴۸۰ گرین۔ گرین ٹرائے چونکہ قیراط = ۳.۱۷ گرین۔

۸ مثقال = قریباً ۱۸۰ قیراط

ہمایوں - اکبر - جہانگیر اور شاہجہان کے ہاتھوں میں سے گذرنیکے بعد یہ اورنگ زیب
کے ہاتھ آیا معلوم ہوتا ہے کہ جب شاہجہان قید ہوا تو اُسکے پاس دیگر جواہرات میں
کوہ نور بھی تھا - کیونکہ جب اورنگ زیب کے دربار میں تورنیز نے جواہرات دیکھے
تو انمیں یہ الماس نہ تھا - جب شاہجہان نے وفات پائی تو اورنگ زیب آگرہ کو روانہ
ہوا - اور بیگم جہاں آرا نے تمام شاہی جواہرات اُس کے پیش کش کئے - جن میں کوہ نور
بھی تھا - اورنگ زیب کی وفات کے بعد یہ اُسکے جانشینوں کے پاس سنہ ۱۷۳۹ء
تک رہا - جبکہ نادرشاہ نے دہلی پر لوٹ مچا کر بڑے بڑے جواہرات لوٹے تو اُسے
یہ الماس ہاتھ نہ آیا - کیونکہ محمد شاہ احتیاطاً اُسے اپنی پگڑی میں رکھتا تھا - لیکن حرم
سرا کی ایک لونڈی نے بھید ظاہر کردیا - کہ محمد شاہ کی پگڑی میں ایک قیمتی الماس
ہے چونکہ نادرشاہ نے بڑی لوٹ مچانیکے بعد اب محمد شاہ سے عہد دوستی کیا تھا - اور
وعدہ کردیا تھا کہ آیندہ کسیطرح اُسے ایذا نہ پہنچائیگا - اس لئے وہ الماس کو حاصل کرنے
کے لئے محمد شاہ کو مجبور نہ کرسکتا تھا - اسلئے وہ ایک پیچ کھیلا - کچھ عرصہ بعد محمد شاہ کو
تخت خاندانی پر بٹھلانیکی غرض سے دہلی میں بڑا جشن منعقد ہوا - اس جلسہ میں نادرشاہ
نے موقع پاکر رابطۂ اتحاد کو محکم کرنیکی رسم میں محمد شاہ سے اپنی پگڑی بدلنے کی درخواست
کی - اس دفعتاً درخواست سے محمد شاہ دم بخود ہوگیا - نادرشاہ نے اُسے بچاؤ کی تدبیر
کے سوچنے کا موقع نہ دیا - فی الفور اپنی پگڑی محمد شاہ کی دستار سے بدل لی - شاہان
مشرق کے مستقل مزاجی مشہور ہے - محمد شاہ نے کسی حس و حرکت سے اپنا نقصان
ظاہر نہ کیا - یہانتک کہ نادرشاہ کو شک ہوگیا کہ شاید اُسے دہوکا دیا گیا ہے - اپنے
اس شک کے رفع کرنے کے لئے اُس نے فی الفور دربار برخاست کرکے اپنے خیمہ
میں آکر پگڑی کھولی - تو یہ درخشاں جواہر ملا - دیکھتے ہی اسنے اس کا نام کوہ نور رکھا
نادرشاہ کے پاس یہ الماس تادم اخیر رہا - بعدہٗ یہ الماس اُسکے بیٹے شاہ رخ کے ہاتھ

آیا جس نے اگرچہ اسکے باعث کئی طرح کی سختیاں برداشت کیں لیکن اس جواہر کو جدا
نہ کیا۔ یہانتک کہ اندھا ہوگیا۔ اس خستہ حالت میں اُسے شہر مشہد میں حاکم ضلع بکر
رہنے کی اجازت ہوئی۔ وہ کوہ نور اور دیگر جواہرات کو ساتھ لیکر وہاں چلاگیا۔ آغا محمد
نے جو ان جواہرات کے لینے کا بڑا مشتاق تھا کسی حکمت عملی سے انکو لینا چاہا چنانچہ
وہ ایک بڑی فوج کے ساتھ مشہد کیطرف اس بہانہ سے روانہ ہوا کہ امام رضا کے
مزار کی زیارت کے لئے چلا ہے۔ اس طرح چپ چاپ اُس نے شہر کا محاصرہ کرلیا
اور اپنا بھیس بدلکر نابینا شاہزادہ کو اپنے جواہرات سے دست بردار ہونیکے لئے مجبور
کیا۔ چنانچہ اُسے کئی طرح کی عقوبتیں پہنچائیں جس سے اُس نے کئی ایک جواہر دیدیئے
لیکن چونکہ اُسے کوہ نور نہ ملا اس لئے اُس نے اس کے طمع پر ایک ناجائز حرکت کی
یعنے اُس نے حکم دیا کہ شاہ رخ کا سر منڈا کر اسکے سر پر خمیر اور لئی کا تاج بناکر
پہنایا جاوے۔ اور اس کے حلق میں اُبلتا ہوا تیل ڈالا جاوے۔ اس دردناک تکلیف سے
صرف اُس نے ایک بڑا یاقوت[1] دیا۔ اور کوہ نور پھر بھی اپنے پاس رکھا۔ ان عقوبتوں
سے اسکی جان نہ بچ سکی ۱۷۵۰ء میں اس کی موت سے کچھ روز پیشتر احمد شاہ بانی
خاندان دُرانی اُسکی مدد کو آیا۔ اور امداد کے عوض میں یہ مہلک الماس حاصل کیا۔ اس
منحوس الماس کی سبز قدمی سے خاندان دُرانی پر بھی وہی آفات نازل ہوئیں۔ جو اسکے
باعث خاندان مغلیہ و نادر شاہی پر ہوئی تھیں*

احمد شاہ کی وفات کے بعد یہ الماس اسکے بیٹے تیمور شاہ کے ہاتھ آیا جب تیمور شاہ ۱۷۹۳ء
میں مرگیا تو یہ اسکے بیٹے شاہ زمان کے ہاتھ لگا۔ جسکو اسکے بھائی شاہ شجاع الملک نے تخت
سے اُتار کر اور اندھا کرکے قید کرلیا۔ یہ الماس شاہ زمان کے ساتھ کچھ عرصہ تک قید خانہ
میں رہا۔ چنانچہ شاہ زمان نے اسے احتیاطاً دیوار کی لپائی میں چھپا رکھا تھا۔ اتفاقاً

---

[1] میر عالم خاں سردار کابلی کہتے ہیں کہ یہ یاقوت اورنگ زیب کے تاج میں مرصع تھا*

لیائی کے ایک ٹکڑے کے گرنے سے الماس کا ایک گوشہ برہنہ ہوگیا۔ اور ایک عہدہ دار
کی نظر میں پڑنے سے کوہ نور ظاہر ہوگیا اور اس طرح شاہ شجاع کے ہاتھ آیا۔ جو بڑے
بڑے جشنوں میں اسے اپنے سینہ پر پہنتا تھا۔ چنانچہ الفنسٹن (Elphinstone) صاحب نے اس الماس
کو شاہ شجاع کے سینہ پر لہراتا دیکھا۔ شاہ محمود نے جو تیمور شاہ کا تیسرا بیٹا تھا شاہ شجاع
کو آنکھوں سے اندھا کر کے تخت سے اتار دیا۔ اور جلاوطن کر دیا۔ لیکن ان مصائب میں
وہ کوہ نور کو جدا نہ کرسکا۔ بلکہ اسے لیکر اپنے بھائی شاہ زمان کے ساتھ ۱۸۱۳ء میں مہاراجہ
رنجیت سنگھ بہادر کے پاس چلا آیا۔ مہاراجہ صاحب نے ان دونوں آفت زدہ شہزادوں
کی بڑی خاطرداری کی۔ بلکہ ان کے لئے شاہ محمود سے لڑکر کشمیر چھین لی۔ چونکہ مہاراجہ صاحب
نے کوہ نور کی تعریف پہلے ہی سنی ہوئی تھی اور اس کے حاصل کرنیکا بڑا اشتیاق تھا
اس لئے وفا بیگم زوجہ شاہ شجاع سے جو مہاراجہ صاحب کی ظل حمایت میں پناہ گزین
ہوکر بمقام شاہدرہ مقیم تھی۔ انہوں نے الماس طلب کیا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ
الماس میرے پاس نہیں۔ اس لئے حکم ہوا کہ بیگم کا تمام متاع و اسباب لاہور میں
لایا جاوے۔ مہاراجہ کو اس اسباب میں سے بڑے بڑے قیمتی جواہرات ملے لیکن
کوہ نور انمیں نہ تھا۔ اس لئے مہاراجہ نے بیگم کی تلاشی لی۔ اور خدم و رفقا میں سے
دو قید کئے گئے۔ اور دیگر خادمات کا آب و دانہ بند کیا گیا۔ کسی شخص کو تلاشی دینے
کے بغیر بیگم کے پاس آنے جانے کی اجازت نہ تھی۔ بیگم نے بڑے قیمتی جواہرات
روانہ کئے جن میں ایک بڑا بیش قیمت یاقوت تھا۔ مہاراجہ صاحب کو چونکہ علم جواہرات
میں چنداں دخل نہ تھا اسلئے انہوں نے اسکو کوہ نور تصور کیا۔ اور تصدیق کے لئے
ایک ایسے شخص[1] کے آگے جس نے کوہ نور دیکھا ہوا تھا سب جواہرات رکھکر پوچھا
کہ انمیں کوہ نور کونسا جواہر ہے اس نے جواب دیا کہ وہ الماس ان میں نہیں اسکے

[1] گورنمنٹ ہند نے اس شخص کو پشاور میں بطور سفیر روانہ کیا تھا ۱۲

مقابلہ میں سب ہیچ ہیں۔ اس سے مہاراجہ کا شوق اور بھی بڑھا اور پھر بیگم کو ستانا
شروع کیا۔ جب دو روز تک بھوکا رکھنے سے بھی اُس نے یہ الماس نہ دیا تو مہاراجہ
کو نا امیدی ہو گئی۔ الغرض نہایت ستائے جانیسے بیگم نے وعدہ کیا کہ اگر شاہ شجاع
کشمیر سے رہا کیا جاوے اور عمر بھر کے لئے اُسے جاگیر عطا ہو تو میں الماس دیدونگی شاہ
شجاع فی الفور رہا کیا گیا۔ لیکن ساری شرطیں پوری نہ ہوئیں اس لیے بیگم نے کہا
کہ الماس میرے پاس نہیں بلکہ قندھار میں ایک سوداگر کے پاس ہے۔ اس لئے مہاراجہ
نے بیگم کو پھر عقوبتیں دینی شروع کیں اور ایک دفعہ اسکا کھانا پھر بند کیا گیا لیکن
کچھ کارگر نہیں ہوا۔ قصہ کوتاہ شاہ شجاع نے الماس مطلوبہ کے دینے کا وعدہ کیا
اور اس وعدہ وفائی کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ یکم جون ۱۸۱۳ء روز مقررہ پر مہاراجہ
صاحب شاہدرہ میں گئے۔ ملاقات کے بعد دونوں بیٹھ گئے۔ کچھ عرصہ تک دونوں
طرف سے خاموشی رہی آخر مہاراجہ نے اپنے ایک نوکر کو اشارہ کیا کہ شاہ شجاع کو اس
ملاقات کا مطلب یاد دلائے۔ اس پر شاہ شجاع نے ایک غلام کو اشارہ کیا۔ جو ایک
ڈبیہ لے آیا۔ اور دونوں بادشاہوں کے درمیان اُسے رکھدیا۔ مہاراجہ نے اپنے
ایک نوکر کو ڈبیہ کھولنے کا حکم دیا جسمیں سے یہ تابندہ الماس نکلا۔ جسکو ماہرین نے
الماس کوہ نور قرار دیا۔ اس مدت کی آرزو بر آنے سے مہاراجہ نے نہایت مہربانی سے
شاہ شجاع کو پوچھا کہ آپ اسکی کیا قیمت مقرر کرتے ہیں؟ شاہ شجاع نے جواب دیا "اقبال" کیونکہ یہ ہمیشہ
ایسے اشخاص کے پاس رہا ہے جنہوں نے اقبال کی یاوری سے انپر اعداء پر فتح پائی ہو۔ ایک ایسے شخص کا جسنے
یہ ماجرا بچشم خود دیکھا) بیان ہے کہ شاہ شجاع الملک اس موقع پر ایسے فراخ حوصلگی
اور استقلال کو کام میں لایا کہ سب حاضرین دنگ رہ گئے اور مہاراجہ نے اُسے سوا لاکھ روپیہ

سلہ شاہ شجاع کا یہ جواب بھی درست ہو سکتا تھا کہ "بدبختی" کیونکہ ہمیشہ مالک کے لئے باعث بدبختی ہے ۱۲
"یہ بھی روایت ہے کہ بیگم نے جواب دیا کہ اگر کوئی شخص پانچ پتھر ہاتھ میں لیوے اور [illegible] سپاہی پتھر
ہر ایک سمت مشرق مغرب جنوب کی طرف اور پانچواں آسمان کی طرف پھینکے اور جبکہ یہ پتھر [illegible] کی [illegible]
ہوا [illegible] سے بھر جاوے تب بھی الماس کی قیمت کو نہیں پہنچتا۔ جو ہری [illegible] اس کی اصلی قیمت کا اندازہ نہ لگا سکے گا

عنایت کیا۔ اس الماس کو مہاراجہ نے اپنے بازو بند میں جڑوایا اور بڑے بڑے جشنوں میں اسے
پہنتے تھے سنہ ۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگھ کی رحلت کے وقت یہ تجویز ہوئی یہ الماس حصول عنایات
ربانی کیلئے مندر جگنناتھ میں بھیجا جائے کہتے ہیں کہ مہاراجہ نے سر کے اشارہ سے اس درخواست کو منظور بھی کیا
لیکن خزانچی نے کہا کہ جبتک کوئی ارشاد بصیغہ خاص نہ ہو میں الماس نہ دونگا اسطرح یہ الماس مہاراجہ کی
وفات کے بعد دلیپ سنگھ کے ہاتھ آیا۔ جب ۱۸۴۹ء میں صوبہ پنجاب سلطنت انگلشیہ سے ملحق ہوا تو قرار پایا
کہ اس ریاست کی تمام جائداد ایسٹ انڈیا کمپنی اس رقم کے عوض جو ریاست پنجاب سے صرف
جنگ اور قرضہ کے واجب الادا رہیں ہم ضبط کریں۔ اور کوہ نور ملکہ معظمہ انگلستان کے حضور میں
بھیجا جاوے جب کمپنی کے ہاتھ کوہ نور آیا تو تاریخ ۶ اپریل ۱۸۵۰ء کو لارڈ ڈلہوزی کے عہد و
اہتمام میں انگلستان کو بھیجا گیا۔ لارڈ موصوف اپنے قلم سے تحریر کرتے ہیں کہ جبتک ہیرا
انکی حفاظت میں رہا وہ کیسے اضطراب دل میں رہے۔ اور کس طرح بذات خاص اسکی حفاظت کرتے
رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "کوہ نور بمبئی سے بتاریخ ۶ اپریل جہاز میڈیا میں روانہ ولایت کیا گیا اس وقت
یہ راز ظاہر نہیں کیا گیا تھا لیکن بات یہ ہے کہ میں خود اس ہیرے کو لاہور سے لایا۔ اسکو بڑی احتیاط
سے اپنی حفاظت میں رکھا اور تب آرام کا دم لیا جبکہ وہ خزانہ بمبئی میں رکھا گیا۔ اسکو ایک بٹوے میں
دوہرا سی کر میں نے اپنی کمر میں باندھا ہوا تھا۔ اور بٹوے کے ایک سرے میں زنجیر لگا کر اپنے
گلے میں لٹکائے ہوئے تھے میں نے اسکو کبھی دن رات جدا نہ کیا۔ ہاں جب میں ڈیرہ غازیخاں
گیا تو ایک صندوق خزانہ میں بند کرکے کپتان افسر کے سپرد کیا گیا کہ بڑی احتیاط
سے وہ صندوق کے اوپر بیٹھا رہے جب تک میں واپس نہ ہوں۔ جب میں نے اس

لہ یہہ مندر اڑیسہ میں ہے ۱۲ منہ ۔ بورڈ گورنمنٹ پنجاب نے اس الماس کو سر جان لارینس صاحب کے
سپرد کیا کہ ولایت میں بھیجدیویں۔ روایت یہ ہے کہ جب یہ چھوٹا سا بکس جس میں محولہ الماس مذکور
سر جان کے حوالہ کیا گیا۔ تو انہوں نے واسکٹ کی جیب میں ڈالدیا۔ اور کثرت کام میں یہ بکس انکو یاد
نہ رہا۔ جب ۶ ہفتہ بعد یہ الماس ان سے مانگا گیا تو اسکو فوراً یاد آیا۔ اور گھبرا کر وہ گھر کی طرف دوڑے
اور اپنے بہرہ سے اس بکس کی بابت دریافت کیا۔ یہہ خوش قسمتی تھی کہ بہرہ نے یہ بکس پاکٹ سے نکالکر رکھا
ہوا تھا۔ اور وہ سمجھتا تھا کہ یہ صرف ایک ٹکڑہ شیشہ کا ہے۔ یہہ حسن اتفاق تھا کہ بہرہ نے یہہ
ٹکڑہ شیشہ احتیاط سے رکھا۔ ورنہ کوہ نور کا نشان دنیا سے مٹ جاتا۔

جواہر سے مخلصی پائی تو کیا آرام معلوم ہوا"۔ اس طرح یہ الماس مشرق سے مغرب تک پھرا اور آخرش ۳۔ جون ۱۸۵۰ء کو قیصرہ ہند کی نذر ہوا۔ اگلے سال یہ الماس ہائیڈ پارک (Hyde park) کی نمایش گاہ میں دکھلایا گیا۔ اور اگرچہ ہندوستانی سنگ تراش نے ایسا خراب کاٹا تھا کہ یہ بلور ہی معلوم ہوتا تھا۔ پھر بھی ناظرین اسکی آب وتاب کو دیکھکر دنگ ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ناتراشیدہ حالت میں کوہ نور کا وزن ۷۹۳ قیراط تھا۔ اسے ایک ہندو حکاک نے کاٹ کر ۱۸۶ قیراط کا بنا دیا تھا۔ اور انگلستان میں بھی اسکا یہی وزن نکلا۔ چونکہ یہ خراب طرح کاٹا ہوا تھا اسلئے شاہزادہ البرٹ نے ڈیوڈ بریوسٹر (Sir David Brewster) سے مشورہ کیا کہ یہ الماس کسی طرح ایک دفعہ پھر کاٹا جاوے کہ اسکی شکل عمدہ نکل آوے۔ اُس نے اس الماس میں چھوٹے چھوٹے نشیب اور دیگر کئی عیب دیکھنے سے کہا کہ بھاری نقصان کے بغیر اس کا کاٹا جانا ناممکن ہے۔ لیکن امسٹرڈم کے سوداگران کاسٹر (Coster) نے رائے دی کہ کاریگروں کے ہاتھوں میں جواہرات کے کئی عیب چھپ سکتے ہیں۔ ملکہ معظمہ اور شاہزادہ کے آگے کاٹ کے کئی ایک نمونے پیش کئے گئے جن میں سے برلینٹ کاٹ پسند ہوا اس الماس کے کاٹنے کا اہتمام کاسٹر کے ورسینگر (Voorsanger) صاحب کے تفویض ہوا۔ [illegible] میں ختم ہوا۔ [illegible] گھنٹہ کام ہوتا تھا۔ اس طرح الماس کا وزن ۱۸۶ قیراط سے ۱۰۶ قیراط رہ گیا۔ اور ۸ ہزار پونڈ لگوانے پر لاگت بیٹھی۔ لیکن شاہزادے اور کئی ایک ماہرین نے اسکے نتیجہ سے ناخوشی ظاہر کی چنانچہ ٹننٹ صاحب لکھتے ہیں "چونکہ اس کی شکل بیضوی اور چوڑی تھی۔ اسلئے اگر اسکی شکل مثلث بنائی جاتی تو عمدہ تھی۔ اور یہ نہایت پتلا نہ ہونیکے باعث برلینٹ کاٹ کے لائق نہ تھا"۔ اگر ملکہ معظمہ اسکو امسٹرڈم میں بھیجتے تو شاید نتیجہ حسب مراد نکلتا۔ [illegible]

[illegible] کہتے ہیں کہ روسکے ہو گئیں کے انتشار ہونیکی خاصیت کے باعث یہ نشیب تھے۔

اب قلعہ ونڈسور (Windsor) میں رکھا ہوا ہے۔ عام شائقین کو دکھلانے کیواسطے اسکی ایک نقل قلعہ لنڈن کے جواہر خانہ میں موجود ہے۔ اگرچہ یہ الماس بہت عمدہ آب وتاب کا نہیں اور رنگ بھی اسکا بھورا سا ہے پھر بھی اسکی قیمت دوبارہ کاٹے جانے سے پیشتر ۳۰ لاکھ روپیہ پڑی۔ اگرچہ چمک و دمک میں ایک دو اور مقدار میں کئی ایک الماس اس سے افضل ہیں لیکن تاریخی واقعات کے رو سے یہ تمام ہیروں میں بےنظیر[1] ہے۔ کوہ نور کا جہانتک واقعی اور درست حال مل سکا اوپر درج کر دیا ہے کئی لوگ اسکے برخلاف چند رائیں بیان کرتے ہیں جن میں سے تین بڑی مفصلہ ذیل ہیں:۔

غلط روایات کی تردید

اول بعض کی رائے ہے کہ "الماس مغل اعظم اور کوہ نور ایک ہی ہیں"۔ اسکی تردید میں الماس مغل اعظم کے بیان میں کافی ثبوت[2] دیئے گئے ہیں۔ دوم۔ بعض کا خیال ہے کہ "الماس آرلوف اور کوہ نور تخت طاؤس کی آنکھوں میں مزین تھے نادر شاہ نے تخت طاؤس کو توڑ کر یہ الماس حاصل کیا"۔ ناظرین کوہ نور کے متذکرہ بالا بیان پر نظر غور ڈالنے سے خود ہی معلوم کرینگے کہ نادر شاہ نے تخت طاؤس توڑ کر بلکہ فریب سے محمد شاہ کی پگڑی میں سے یہ الماس لیا تھا۔ اور یہ تخت طاؤس میں مزین نہ تھا۔ سوم۔ کئی لوگوں کی یہ بھی رائے ہے کہ الماس مغل اعظم۔ کوہ نور۔ اور ایک الماس جو ۱۸۳۲ء میں بمقام کوچہ دریافت ہوا تھا۔ ایک بڑے الماس کے ٹکڑے ہیں۔ اور کوہ نور کے نچلی طرف جو چوڑی ہے وہاں سے یہ کاٹ معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ تینوں ٹکڑے وزن و مقدار میں الماس سینہ توریز کے برابر ہوتے ہیں اس رائے کی تردید میں ہم ناظرین کی توجہ الماس عباس مرزا کیطرف[3] دلاتے ہیں۔

---

[1] اگرچہ شاہی جواہرات تاج برطانیہ میں اب بھی جواہر جیسا الماس لیکن آب جدید ایزاد ہوا ہے۔ لیکن اب بھی کوہ نور سب میں ممتاز گنا جاتا ہے ۱۲۔

[2] دیکھو بیان الماس مغل اعظم صفحہ ۱۶۵ کتاب ہذا ۱۲ ٹیلر صاحب کی تصنیفات انکے شاہد ہیں دیکھو بیان الماس آرلوف صفحہ ۱۶۸ کتاب ہذا ۱۲

[3] دیکھو صفحہ ۱۹۲ کتاب ہذا ۱۲

Porter Rhodes

(۱۳) الماس پورٹر رہوڈس کا بیان

جب سے یہ الماس ۱۸۸۰ء کی نمائش گاہ بانڈ سٹریٹ (Bond street) (واقعہ لنڈن) میں دکھلایا گیا ہے تب سے اسکا شہرہ دور دور تک پھیلا ہے - اس الماس کا نام اسکے مالک مسٹر پورٹر رہوڈس کے نام پر پڑا ہے - صاحب مذکور کا بیان ہے کہ یہ نیلا سا سفید الماس ۱۲ - فروری ۱۸۸۰ء کو میری ایک زمین میں سے (جو جنوبی افریقہ کی کان کمبرلی میں) واقع ہے برآمد ہوا تھا - چار ماہ تک لوگوں کو یہ الماس نہیں دکھایا گیا - لوگ اس کے دیکھنے کے یہانتک مشتاق تھے کہ ہر ایک شخص دکھلائی کے لیے ایک پونڈ دینے کو راضی ہو گیا - اور ایک گھنٹہ میں مجھے ایک سو پونڈ مل گیا - بڑی تحقیق کرنیسے سب نے تسلیم کیا کہ یہ بہت عمدہ آب و تاب کا الماس ہے - شاہی جواہرات کے خزانچی Colonel Gawler کرنیل گالر نے مجھے ترغیب دی کہ میں ملکہ معظمہ کو یہ الماس دکھلاؤں - میں لنڈن سے روانہ ہو کر ۱۸ فروری ۱۸۸۱ء کو بمقام اوسبارن (Osborne) جہاں کہ ملکہ معظمہ مقیم تھیں گیا - اور ملکہ اور شاہزادہ کو یہ الماس دکھلایا - ملکہ اسے دیکھکر نہایت محظوظ ہوئی - اور پوچھا کہ کیا فی الحقیقت یہ الماس کیپ[1] سے نکلا ہوا ہے - میں نے سب حال عرض کر دیا - پھر میں نے ملکہ یوجنی[2] (Eugenie) کو یہ الماس دکھلایا - جو اسکو ملاحظہ کر کے خوش ہوئیں - ملکہ معظمہ نے مجھے ایک گھڑی اور زنجیر مرحمت کی - انگلستان کے ہیروں کے سوداگروں نے اسکی قیمت ساٹھ ہزار پونڈ دینے منظور کئے - لیکن اس نے کہا کہ دو لاکھ پونڈ سے اسکی زیادہ قیمت ہے - یہ الماس ابتک ناتراشیدہ اور وزن میں ۱۵۰ قیراط ہے *

[1] دیکھو خط جناب مسٹر پورٹر رہوڈس بنام مسٹر سٹریٹر ۱۲ کیپ جنوبی افریقہ میں واقع ہے ۱۲

[2] قیصرہ فرانس ۱۲

(۱۴) الماس تاج ماہ کا بیان

یہ الماس جو آب الماس دریائے نور کے ساتھ شاہ فارس کے بازو بند میں مرصع ہے بڑی آب و تاب کا ہے کہتے ہیں کہ دریائے مہاندی[1] سے برآمد ہوا تھا - آخرش یہ جواہر میر جملہ کے ہاتھ آیا جس نے اسکو شاہجہان کی نذر کیا - یہ الماس اس طرح خاندان مغلیہ سے نادرشاہ - آغا محمد - صادق خاں کے ہاتھوں سے گذر کر شاہ فارس کے قبضہ میں آیا - اسکا مفصل بیان[2] الماس دریائے نور کی داستان میں درج ہے یہ الماس ہندوستان کا بقطع گلابی کاٹا ہوا ہے اور اسکا وزن ۱۴۶ قیراط ہے ✦

Austrian Yellow

(۱۵) الماس آسٹرین ییلو کا بیان

اس الماس کی داستان کو مختلف مصنفوں نے غلطی کر کے بڑا پیچیدہ کر دیا ہے ہم اس الماس کے بیان کو غلطیوں سے پاک کر کے ذیل میں درج کرتے ہیں - یہ وہی الماس ہے جسکی بابت ٹوورنیر لکھتے[3] ہیں کہ ہم نے اس الماس کو گرینڈ ڈیوک آف ٹسکنی (Grand Duke of Tuscany) کے پاس کئی بار دیکھا ہے - اسکا وزن ½۱۳۹ قیراط ہے - اور یہ خالص اور خوش وضع ہے - اسکی ہر طرف پہل تراشے ہوتے ہیں اور اس کا رنگ لیموسا زرد ہے ٹوورنیر کے وقت اگرچہ یہ الماس یورپ کے کل ہیروں سے بڑا گنا جاتا تھا لیکن زرد رنگت کے باعث اس کا چنداں شہرہ نہ تھا - جواہرات کی قیمت دریافت کرنیکے قاعدہ کے مطابق (جو ٹوورنیر نے لکھا ہے) اس الماس کی قیمت

[1] یہ دریائے بنگالہ میں مغرب سے مشرق تک بہتا ہوا خلیج بنگالہ میں گرتا ہے ۱۲
[2] دیکھو صفحہ ۴۸ کتاب ہذا ۱۲ [3] جلد دوم صفحہ ۲۹ کتاب مصنفہ ٹوورنیر ۱۸۸۹ء
[3] دیکھو باب دوم　کتاب ہذا ۱۲

۲۶۰۸۳۳۵ بوڈس[1] ہوتی ہے۔ دیگر بعض نے اس الماس کی قیمت چار پانچ لاکھ روپیہ بلکہ دس لاکھ روپیہ تک بیان کرتے ہیں۔ اس الماس کو فلورن ٹن Florentine اور ٹسکن Tuscan بھی کہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ الماس ممالک شرقیہ سے اٹلی میں گرینڈ ڈیوک آف ٹسکنی Grand duke of Tuscany یعنے حاکم ٹسکنی[2] کے ہاتھ آیا۔ بعدہٗ جب اس شاہزادہ کا ملکہ میریا تھیریسیا Maria Theresa سے تعلق ہوا تو اس نے الماس مذکور ملکہ کی نذر کیا۔ یعنے اسی شہزادہ کے ذریعہ یہ الماس (۴ اکتوبر ۱۷۴۵ء میں) شاہان آسٹریا کے گھرانے میں آیا۔ اور میریا تھیریسیا کے وقت سے اسی گھرانے میں چلا آتا ہے۔ اور چونکہ اس الماس کا رنگ زردی مائل ہے اسلئے اسے آسٹرین[3] ییلو یعنے آسٹریا کا زرد الماس کہتے ہیں۔ بعض مصنف اس الماس کو اس الماس سے ملا دیتے ہیں جو چارلس ڈیوک آف برگنڈی Charles Duke of Burgundy یعنے چارلس نواب برگنڈی کے پاس تھا۔ اور جو ایک لڑائی میں گم ہوگیا تھا۔ چنانچہ آسٹریا کے خزانے کے شاہی اسباب کی فہرست میں الماس فلورن ٹن کی داستان اس طور پر درج ہے:-

"الماس فلورن ٹن جو کہ شاہی کلاہ میں منضبط ہے۔ ۱۳۳ ۵/۶ قیراط وزنی اور زرد رنگ کا ہے۔ اس کو ۹ پہلوؤں میں کاٹ کر ان پر ایسے طور سے ذل بنے ہوئے ہیں۔ کہ یہ الماس نوکرنوں والا ستارہ دکھلائی دیتا ہے۔ یہ الماس کسیوقت چارلس دی بولڈ ڈیوک آف برگنڈی کے پاس تھا۔ جو اپنے تمام جواہرات مورت کی لڑائی میں (۲۲ جون ۱۴۷۶ء کو واقع ہوئی) ایک کرسب کو کھو بیٹھا۔ ان میں یہ الماس بھی تھا۔ روایت اسطرح ہے کہ ایک کسان نے اسے شیشہ کا ٹکڑا سمجھکر اٹھالیا اور ایک فلورن پر بارتھولومیوی Bartholomew May باشندہ برن[4]

---

[1] فرانس کا ایک سکہ جو ۱ پنس یعنے تقریباً ۱۰ پائی کے برابر ہوتا ہے [2] ملک اٹلی کا ایک صوبہ جو غربی ساحل پر واقع ہے
[3] آسٹرین یعنے آسٹریا کا۔ اور ییلو یعنے زرد [4] فرانس کا ایک صوبہ [5] ریبا قیراط فرانس کے قیراط سے بنا ہے جو اٹلے دنیا کے ۱/۲ ۳۳ قیراط فرانس کے قریباً ۱۳۹ قیراط کے برابر ہوتے ہیں [6] سوئٹزرلینڈ کا دارالسلطنت ۱۲

کے پاس فروخت کردیا۔ جس نے اسے سکاربینو[4] کے پاس فروخت کیا۔ جس سے یہ ایک شخص مسمی لوڈو ویکو مارو سفروزا (Ludovico Moro Sfroza) کے ہاتھ آیا۔ فگرس Fuggers خاندان کے ذریعہ یہ الماس خزانہ فلورنس[1] میں داخل ہوا۔ جب فرنکس سٹیفن (Francis Stephen) باشندہ لورین[2] ٹسکنی کا نواب ہوا تو اُسکے ہاتھ یہ الماس آیا۔ یہ نواب بعدہ ملکہ میریا تھیریسیا کا خاوند بنا اور اس طرح فرنکس سٹیفن کے تخت نشینی کے وقت بتاریخ ۵۔ اکتوبر ۱۷۴۵ء میں یہ الماس آسٹریا کے گھرانے میں داخل ہوا۔" اس بیان میں بھاری غلطی یہ ہے کہ "یہ الماس کسیوقت چارلس کے پاس تھا" مفصلہ ذیل دلائل سے ہم ثابت کرتے ہیں کہ یہ الماس چارلس کے پاس نہ تھا اور جس الماس کی داستان اس الماس کے ساتھ خلط ملط کی گئی ہے وہ اس سے ایک علیحدہ الماس ہے جو کہتے ہیں کہ چارلس کے پاس تھا۔ اور اُس سے لڑائی میں گم کیا۔ چارلس کے پاس تین ہیرے تھے جو اُس نے ایل۔ ڈی برکوم (L. De Berguem) کو کاٹنے کیواسطے دیئے تھے۔ ان میں یہ الماس فلورنٹن نہ تھا۔ کیونکہ رابرٹ ڈی برکوم کا بیان ہے کہ "چارلس نے جو تین ہیرے میرے چچا ایل ڈی برکوم کو کاٹنے کیواسطے دے اُس نے ایک کو کاٹ کر موٹا۔ دوسرے کو نپلا اور تیسرے کو مثلث شکل کا بنا دیا۔ چارلس نے پتلا ہیرا تو پوپ کو دیدیا۔ مثلث عدد کو لوس یازدہم کی نذر کیا۔ اور تیسرا یعنے موٹا نگینہ اپنی انگشتری میں جڑوایا۔ لیکن جب اس سے ایک برس بعد یعنے ۱۴۷۷ء میں وہ ننیسی[3] پر مقتول ہوا۔ تو یہ الماس گم ہوگیا۔" چارلس کے اس مندرجہ بالا الماس کا الماس فلورنٹن ہونا کسی قوی دلیل پر مبنی نہیں۔ یہ کس طرح عقل میں آسکتا ہے کہ ۱۳۹½ قیراط وزنی نگینہ

---

[1] ملک اٹلی کا ایک صوبہ جو اٹلی کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ [2] صوبہ ٹسکنی کا دارالسلطنت ہے
[3] فرانس کا ایک صوبہ ۱۲
[4] دیکھو باب اول صفحہ کتاب ہذا ۱۲۔

انگشتری میں جڑا ہو ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ الماس جسکا برگوم ذکر کرتا ہے
اس الماس فلورن ٹن سے مختلف ہے۔ ہاں مصنفوں کی غلطی سے چارلس کے
الماس کی داستان الماس فلورن ٹن میں خلط ملط ہوئی ہے۔ یعنے جو روایت
الماس فلورن ٹن کے بیان میں لکھی گئی ہے فی الحقیقت وہ چارلس کے الماس کی
ہے۔ چنانچہ ڈی کامنس (De Comines) اس الماس چارلس کے بارہ میں لکھتا
ہے کہ "جب چارلس نے ۱۴۷۶ء کے معرکہ گرین سن میں یہ الماس کھو دیا۔ تو ایک
سوٹزرلینڈ کے سپاہی نے اس الماس کو ایک قیمتی موتی کے ساتھ ایک ڈبیہ
میں پایا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اسکو بمقام مونٹی گنی (Montigny) ایک پادری کے پاس ایک
فلورن پر بیچ ڈالا۔ جس نے اسے سرکار برن کے پاس ۳ فرنک پر فروخت کیا۔ اس
وقت شہر برن کے ایک سوداگر بارتھولو میومی نے اس الماس کو ۵ ہزار فرنک پر خرید
کر جنیوا کے ایک سوداگر کے پاس فروخت کر دیا۔ اس شخص سے میلان کے ریجنٹ لوڈو
ویکو سفورزا نے خریدا۔ جس سے پوپ جولیس دوم نے اسے ۲۰ ہزار ڈکٹ پر
خرید لیا۔" اس الماس چارلس کے اس بیان میں ایک غلطی ہے۔ یعنے سرکار برن سے
بارتھولومیومی نے اس الماس کو نہ خریدا۔ بلکہ جیکب فگر نے مول لیا۔ اور اسکے ساتھ
اس نے چارلس کا اور بہت سا اسباب بھی خریدا۔ جی جی فگر اس الماس کی جو تعریف
بیان کرتا ہے وہ کسی موجودہ الماس پر عائد نہیں ہو سکتی اور فلورن ٹن تو اس تعریف
میں بالکل نہیں آتا۔ اسکا بیان ہے کہ "الماس چارلس کی شکل مینار کی صورت کی
تھی جسکا نچلا حصہ ۵/۸ انچ مربع تھا۔ اور مینار کے ہر ایک پہلو پر ایک ایک ستارہ
بنا ہوا تھا۔ یہ الماس دیگر ہیروں کے ساتھ ایک زیور میں منسلک تھا۔" شخص
مذکور نے ۱۵۴۷ء میں ہینری ہشتم شاہ انگلینڈ کے پاس فروخت کر دیا۔ ملکہ
میری نے اس الماس کو ۱۵۵۴ء میں اپنے خاوند فلپ دوم کی نذر کیا۔ اور اس

طرح یہ الماس ۷۰ سال کے بعد اپنے اصلی مالک چارلس ڈیوک آف برگنڈی کی چوتھی پشت کے جانشین کے ہاتھ آیا ۞

اس سے صاف ظاہر ہے کہ چارلس نے جو الماس لڑائی میں کھو دیا وہ سوٹزرلینڈ جیکب فگر اور جی جی فگر سے ہوتا ہوا ہینری ہشتم کے ہاتھ آیا جسکی دختر میری نے اسے فلپ کی نذر کیا۔ درحالیکہ الماس فلورن ٹن گرینڈ ڈیوک آف ٹسکنی سے میریا تھیریسا کے ہاتھ آیا۔ اور اسکا کھوج چارلس ڈیوک آف برگنڈی تک نہیں لگایا جا سکتا۔ بلکہ اسکی داستان گرینڈ ڈیوک آف ٹسکنی سے شروع ہوتی ہے۔ جسکے پاس ٹورنیئر نے اسے دیکھا۔ علاوہ بریں ان ہیروں کی شکل و شباہت کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ چنانچہ فگر الماس چارلس کی تو مینار کی شکل بتلاتا ہے۔ جسکا اوپر کا حصہ چار کرنوں والے ستارہ کی صورت کا ہے۔ درحالیکہ الماس فلورن ٹن کی بابت بیان کیا گیا ہے کہ اسکے ۵ پہلو ایسے ہیں کہ ۵ کرنوں والا ایک ستارہ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ نیز الماس فلورن ٹن کی کاٹ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ ہندوستان کا تراشیدہ ہے۔ اسلئے یہ وہ الماس نہیں ہو سکتا۔ جسے برکوم نے کاٹا۔ ان مفصلہ بالا دلائل سے صاف ظاہر ہو گیا کہ الماس فلورن ٹن یعنے آسٹرین ییلو۔ الماس ڈیوک آف برگنڈی سے جسے الماس فگر بھی کہتے ہیں۔ مختلف ہے اس تفرقہ کے مٹانے کیواسطے الماس فلورن ٹن کو الماس میکسی میلین Maximilian بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ ہیری صاحب کا بیان ہے "الماس میکسی میلین یعنے آسٹرین زرد رنگ اور گلابی قطع کا ہے اور اس نام سے (یعنی میکسی میلین) بادشاہ کے گھرانے میں مدت سے چلا آتا ہے"۔ لیکن یہ الماس فلورن ٹن آسٹریا کے گھرانے میں میریا تھیریسا کے وقت (یعنے سنہ ۱۷۴۳ء) سے داخل ہوا ہے۔ تو یہ کسطرح ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ الماس میکسی میلین کے وقت سے یعنے دو سال پیشتر سے اس گھرانے

میں آیا ہو کیونکہ شاہ میکسی میلین دوم ۱۵۶۴ء میں فرمانروا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس الماس کا مرّی صاحب ذکر کرتا ہے وہ انہیں سے ہوگا جو جیکب فگر نے خریدے تھے اور میکسی میلین دوم کے ہاتھ آئے۔ اسلئے اس الماس کا نام میکسی میلین رکھنا درست نہیں۔ بعض مصنف ایک اور بھاری غلطی کرتے ہیں یعنے الماس فلورن ٹن کے بیان کو الماس سینسی سے ملا دیتے ہیں۔ لیکن الماس سینسی کے بیان سے ظاہر ہوگا کہ یہ الماس وزن شکل اور تواریخ کے لحاظ سے اُس سے مختلف[1] ہے ❊

Pitt or Regent
(۱۶) الماس پٹ یعنے ریجنٹ کا بیان

یہ خوبصورت الماس دنیا کے بڑے مشہور و معروف ہیروں میں سے ہے۔ یہ عمدہ تراشیدہ ہے اور جسم ۱۳۶ قیراط ورنگ گل تر کل ورہ انچ طول ۱ انچ موٹا اور یک انچ چوڑا ہے۔ اسکی داستان اس طور پر بیان کی جاتی ہے۔ کہ الماس کو ایک غلام نے ۱۷۰۱ء میں کان پرتیال[2] واقعہ دریائے کشنا میں سے حاصل کیا تھا۔ اور اسے پوشیدہ رکھنے کی غرض سے اس نے اپنی پنڈلی میں سوراخ کرکے اُسمیں الماس کو چھپا دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے الماس کو پنڈلی میں پٹی باندھ کر چھپایا ہوگا۔ کیونکہ ۴۱۰ قیراط وزنی ہیرے کا زخم میں رہنا مشکل ہے۔ غلام اس الماس کو لیکر ساحل کیطرف بھاگا۔ جہانکہ اسے ایک انگریز جہازران ملا جسکے آگے اس نے یہ راز ظاہر کردیا۔ جہازران نے اُسے ایک آزاد ملک میں لیجاکر اُسکے گلے سے طوقِ غلامی کے دُور کرنے اور اُسے کچھ نقدی دینے کا وعدہ کر کے الماس اُس سے لے لیا۔ اور اُسی جہاز میں جگہ دی۔ لیکن دغابازی سے جہازران نے راہ میں اس بیچارہ کو سمندر میں ڈالدیا۔ اور اس الماس کو جا چند

---

[1] دیکھو صفحہ کتاب ہذا ۱۱۵ [2] دیکھو باب دوم صفحہ ۲۵

سوداگر کے پاس دس ہزار روپیہ میں بیچ ڈالا۔ اور جاچند نے اسے مسٹر ٹی گورنر
فورٹ سینٹ جارج کے پاس دو لاکھ چار ہزار روپیہ کے عوض فروخت کر دیا۔ کئی
دشمنوں نے جو مسٹر پٹ کے درپے تخریب تھے مشہور کر دیا کہ پٹ نے یہ الماس ناجائز
طور پر لیا ہے۔ جب یہ خبر پٹ کو پہنچی۔ تو اُس نے اسکی خرید کا سارا حال ۱۷۱۰ء
میں شہر برگن کے اخبار یورپین میگزین ماہ اکتوبر ۱۷۱۰ء میں بذریعہ خط شائع کرایا۔ اس
نوشت کی ایک نقل صاحب مذکور کے خاندان میں اب تک موجود ہے۔ اخبار ڈیلی
پوسٹ مورخہ ۳۔ نومبر ۱۷۴۳ء میں اسکی نقل چھپوی گئی۔ جسکا خلاصہ ہدیہ ناظرین ہے۔ پٹ
صاحب لکھتا ہے کہ "جب میں نے سنا کہ اس الماس کے خریدنے کے باعث میری
عزت پر دھبا لگایا جاتا ہے تو مجھے اسکے خریدنیکے مفصل حالات ظاہر کرنے ضروری معلوم
ہوئے ہیں۔ مدراس میں پہنچنے سے دو تین سال بعد جاچند نامی ایک سوداگر میرے پاس
ایک الماس ۳۰۵ مینگلن؎ وزنی لایا۔ اور اسکی قیمت دو لاکھ پگوڈا یعنے قریباً ساڑھے
آٹھ لاکھ روپیہ بتلائی۔ لیکن چونکہ اسکے کھولنے سے بہت نقصان متصور تھا۔ اسلئے میں
نے منظور نہ کیا۔ آخرش ایک دفعہ اُس نے ایک لاکھ پگوڈا یعنے نصف قیمت لینی منظور
کی لیکن پھر بھی میں نے منظور نہ کیا۔ کئی تکرار کے بعد ۴۸۰۰۰ پگوڈا یعنے ۲۰۴۰۰۰
روپیہ قرار پایا۔ اسمیں خدا گواہ ہے کہ میں نے کسی ناجائز طور پر سوداگر سے الماس نہیں لیا
اس نوشتہ کو بتاریخ ۲۹۔ جولائی ۱۷۱۰ء میں نے بمقام برگن تحریر کیا۔ صداقت اور
[illegible] اس پر اپنے دستخط ثبت کرتا ہوں" یہ الماس لنڈن میں دو سال کے
عرصہ میں کاٹا گیا۔ اور ۴۱۰ قیراط سے ۱۳۶ قیراط رہ گیا۔ اور کٹوائی میں پانچ ہزار پونڈ
صرف ہوا اسکے کاٹنے میں جو برادہ اور ٹکڑے ہاتھ آئے انکی قیمت سات آٹھ ہزار پونڈ
پڑی۔ جب الماس کاٹا گیا تو اسکی ایک نقل لی گئی۔ چونکہ اس الماس کی نگہبانی میں

؎ واضح ہو کہ [illegible] السلطنت [illegible] سے گولکنڈہ اور مدراس کا ایک باٹ جو تقریباً ۳/۸ قیراط کے برابر ہے

اُس کی خواب و خورش حرام تھی۔ اسلئے اُس نے اس بے آرامی سے نجات پانے کی غرض سے اس الماس کو ڈیوک آف آرلینز ریجنٹ Duke of Orleans Regent of France فرانس کے پاس بیچنے کی تجویز کی۔ اور اس کارروائی میں پانچ ہزار پونڈ صرف ہوا۔ اسکی نقل شہر پیرس میں بوساطت جاہن لار John Law صاحب مرسل ہوئی۔ جو اسے ریجنٹ کے پاس لے گیا۔۔ اور ریجنٹ نے ایک لاکھ پینتیس ہزار پونڈ دینا منظور کیا۔ اور اس طرح یہ الماس ۱۷۱۷ء میں ریجنٹ کے ہاتھ آنے سے نام ریجنٹ مشہور ہوا۔ یہ الماس بمقام گرینڈ میوبل (Grand Meuble) جہاں شاہی جواہرات رکھے جاتے تھے رکھا گیا۔ جہاں سے یہ ماہ اگست ۱۷۹۲ء میں غائب ہوگیا لیکن کچھ عرصہ بعد مل گیا۔ اور اب تک شاہ فرانس کے پاس ہے پہلے یہ الماس ایک تلوار کے قبضہ میں جڑا ہوا تھا۔ یہ الماس ۱۸۵۵ء کی نمائش گاہ لنڈن میں دکھلایا گیا۔ لیکن ۱۸۱۰ء میں شاہ نیپولین کے حکم سے جواہرات کی جو فہرست تیار ہوئی اسمیں یہ الماس نہیں تھا کیونکہ اسکا باعث یہ بتلاتا ہے کہ ۱۷۹۲ء میں جب یہ چوری جانیکے بعد دستیاب ہوا تو برلن کے ایک سوداگر کے پاس گروی رکھا گیا۔ اور بعدہ پھر یہ فرانس میں آگیا۔ کیونکہ گروبز Grubo صاحب ۱۸۳۳ء میں لکھتا ہے کہ " یہ الماس فرانس کے سب جواہرات میں سے بڑا ہے " اسکی باربٹ بھی تصدیق کرتے ہیں۔ اب یہ الماس شاہ فرانس کے پہلے تاج میں مزین ہے۔ جواہرات کی فہرست میں جو ۱۷۹۱ء میں تیار ہوئی۔ اس الماس کی قیمت ۱۲۰۰۰۰۰۰ فرنک یعنے قریباً ۴۸ لاکھ روپیہ بیان کی گئی ہے ؛

(۱۷) کوہ نور دوم کا بیان

یہ الماس وہ کوہ نور نہیں جو کہ ملکہ معظمہ کے پاس ہے بلکہ یہ ایک اور الماس کوہ نور نامی اور ۱۳۵ قیراط وزنی شاہ فارس کے پاس ہے۔ جسکا عمدہ آب دار ہونیکے

باعث کوہ نور نام پڑا - یہ الماس عمدہ تراشیدہ نہیں ٭
اسکی قیمت ۰۰۰،۰۰،۵۸ روپیہ بیان کیجاتی ہے - اسکا ٹھیک حال معلوم نہیں ہوتا؟

(۱۸) الماس عباس مرزا کا بیان

۱۲۳۲ء میں جب شاہ عباس مرزا کی فوج نے خراسان کا محاصرہ کیا تو بمقام کوچہ رضا قلی خان کے جواہرات میں سے یہ بڑا ۱۰۰ قیراط وزنی الماس دستیاب ہوا - اور عباس مرزا کے ہاتھ آنے سے بنام الماس عباس مرزا مشہور ہوا - کہتے ہیں کہ پہلے یہ الماس خراسان کے ایک غریب شخص کے پاس تھا - جو آگ نکالنے کے لیے اسے استعمال کرتا - جس سے یہ بہت خراب ہو گیا - شاہ فارس نے اس الماس کو اپنے باپ فتح علی شاہ کی نذر کیا - اس الماس کی کٹوائی کی مزدوری ایک آرمینیا کے سوداگر نے دس ہزار پونڈ مانگے - لیکن بادشاہ نے اتنی لاگت پر کٹوانا منظور نہ کیا - یہ الماس تا حال شاہ فارس کے خزانہ میں[1] ہے ٭

معلوم ہوتا ہے کہ یہ الماس - الماس مغل اعظم کا ایک ٹکڑہ ہے - کیونکہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ الماس مغل اعظم کے غبن کرنیوالے نے اس سے ایک دو ٹکڑے کاٹے ہونگے اور یہ الماس اُن ٹکڑوں میں سے ہوگا - نیز تورنیر صاحب الماس مغل اعظم کے بیان میں لکھتے ہیں[2] کہ "اگر بورگیو چالاک ہوتا تو وہ اس بڑے الماس سے چند چھوٹے ٹکڑے کاٹ لیتا" تو اس سے خیال ہو سکتا ہے کہ شاید بورگیو نے ایسا ہی کیا ہو - یعنے اس سے ایک بڑا الگ ٹکڑہ کاٹ لیا ہو - اور کسی موقع پر فروخت کر دیا ہو - جو کئی ہاتھوں سے گذر نکلے بعد کوچہ میں پہنچ گیا ہو ٭

---

[1] تعجب کی بات ہے کہ شاہ فارس کے جواہرات کی فہرست میں اس الماس کا اشارہ نہیں دیا گیا ۔

[2] سفرنامہ تورنیر - سفر ششم جلد دوم صفحہ ۲۲۶ ٭

بعض حکما کی رائے ہے کہ الماس مذکور کوہ نور کا ایک ٹکڑہ ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر بیک (Dr: Beke) کا بیان ہے کہ "یہ الماس کوہ نور کا ایک ٹکڑہ ہے۔ اور اسکی چوڑی طرف سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی بڑے الماس سے کاٹی ہوئی ہے" اور پروفیسر ٹی ٹینینٹ Professor Tennant صاحب بھی اس رائے کی تصدیق کرتا ہے کہ "جب الماس کوہ نور کی دونوں بڑی سطحیں کاٹی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ جن میں سے ایک پر جلا نہ ہوا ہو۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الماس اصلی الماس کا ایک ثلث بھی نہیں جو معلوم ہوتا ہے کہ شبیہ معین دوازدہ اضلاع ہوگا۔ اور اگر یہ ذرا بھی بڑھا ہوا ہو۔ تو اسکی شکل توریز کی تعریف کے مطابق ہوتی ہے کہ یہ بیضوی شکل ہے" اور بریوسٹر بھی متفق الرائے ہے کہ یہ الماس ایک بہت بڑے عمدہ الماس کا ٹکڑہ ہے۔ اور یہ تینوں الماس یعنے کوہ نور۔ عباس مرزا۔ اور آرلوف ایک بڑے الماس کے ٹکڑے ہیں لیکن فی الحقیقت انکے بیانات سے ظاہر ہے کہ یہ الماس مغل اعظم کا اشارہ دے رہے ہیں کہ یہ اسکا ٹکڑہ ہے۔ کیونکہ بریوسٹر لکھتا ہے کہ "یہ ایک بہت بڑے الماس کا ٹکڑہ ہے" چونکہ کوہ نور کا صرف ۱۰۶ قیراط ہی وزن ہے۔ اس لئے یہ بہت بڑا نہیں کہلا سکتا۔ اور الماس عباس مرزا جو ۱۳۰ قیراط وزن میں ہے ۸۶ قیراط وزنی عدد کا چھوٹا ٹکڑا نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر اسے الماس مغل اعظم کا جو ۲۸۰ قیراط وزنی ہے چھوٹا ٹکڑا کہا جائے تو بجا ہے۔

Star of the South

(۱۹) الماس سٹار آف دی سوتھ یعنی نجم الجنوب کا بیان

اس الماس کو ماہ جولائی ۱۸۵۳ء میں ایک حبشن نے صوبہ مائنس گیراس (واقعہ برازیل) کی کانوں پر کام کرتے حاصل کیا۔ اس الماس کی معدنی شکل شبیہ

معین دوازدہ اضلاع تھی - جسمیں ۲۴ قدرتی پہلو تھے - اور ساتھ چند ہلکے ڈورے تھے - ایک پہلو میں ایک گہرا نشیب تھا جسکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ اسمیں ایک اور تختی شکل پارہ الماس پھنسا ہوا ہوگا - جو دیگر نشانات کے دیکھنے سے خالص الماس قرار دیا جاتا ہے - نچلی سطح پر بھی اسی طرح کے دو نشان تھے - لیکن اتنے گہرے نہ تھے ایک میں تین چار عددوں کے کھوج دیکھے جاتے ہیں - اسیطرف ایک چوڑی جگہ ہے جہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ڈھانچہ سے علیحدہ ہوا ہوگا - ان تمام نشانات کے دیکھنے سے کئی محققین کا وہم ہے کہ یہ الماس اوائل میں کئی ایک ہیروں کا مجموعہ ہوگا - یعنے کئی ہیرے ایک دوسرے سے پیوستہ ہوکر ایک بڑا مجمع بن گئے ہونگے - اور انمیں سے ایک یہ بھی ہوگا - لیکن مسٹر باربٹ جس نے اس الماس کے بارہ میں اچھی طرح غور کیا ہے اس رائے کے برخلاف ہے اور لکھتا ہے کہ یہ نشیب اسکے پردوں کے سیال بننے کے باعث تھی - نیز الماس ڈھانچہ کے مختلف حصوں میں پیدا ہوتے ہیں اور سپار Spar اور کوارٹز Quartz کی طرح ایک دوسرے پر پیوستہ و پیوند نہیں ہوتے - اس حبشی کو جس نے یہ الماس دریافت کیا تھا رواج ملک کے مطابق آزادی اور عمر بھر کیواسطے جاگیر عطا ہوئی - لیکن اسکے مالک کیمیر ڈی ٹال Casimirs de Tul کو اسکی قدر و قیمت کا چنداں خیال نہ تھا - اسلئے اس نے ۳ ہزار پونڈ پر اس الماس کو فروخت کردیا - اور خریدار نے اسے رایو ڈی جینرو کے بنک میں ۳۰ ہزار پونڈ پیشگی پر رکھدیا - بعدہٗ اسکو ایک شخص نے ۲۵ ہزار پونڈ میں خرید لیا - اس وقت ناتراشیدہ حالت میں اسکا وزن ۲۵۴½ قیراط تھا - مالک نے اسکا کٹوانا ضروری سمجھا - اسکے کاٹنے کیواسطے ورسینگر[۱] Voorsanger صاحب مقرر ہوا - اس نے اسے کاٹ کر ۱۲۵ قیراط وزنی کردیا - لیکن اسکی شکل عمدہ بیضوی نکل آئی - روشنی عمدہ سفید معکوس

[۱] یہ کاریگر کاسٹر صاحب کے اسٹرڈم کے کارخانہ سے تعلق رکھتا تھا - اسی نے الماس کوہ نور کاٹا تھا ۱۲

ہونے کی۔ طرفہ تر یہ کہ انعکاس روشنی کیوقت اسکا گلابی خوشنما رنگ نکل آتا ہے۔ یہ خوبی اسکی منشوری شکل ہونیکے باعث ہے۔ یہ اب ۱/۵ ۱۔ انچ طول۔ ۱/۵ ۱۔ انچ عرض اور ۱/۵ انچ موٹائی میں ہے ؎

جب اس الماس کے اوصاف کا شہرہ پھیلا تو سوداگران ہیلفن (Messrs. Halphen) اور پیرس کے دیگر سوداگران نے ملکر اور ایک کمپنی بنکر اس الماس کو خریدا۔ اور اسکا نام اسٹریلا ڈو سوڈ (Estrella du Sud) (یعنے نجم الجنوب) رکھا اور اسے نمائش گاہ لنڈن ۱۸۶۲ء و نمائش گاہ پیرس ۱۸۶۷ء میں دکھلایا۔ جس سے یہ الماس شہرہ آفاق ہوا۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ہندوستان میں سے ایک راجہ کے واسطے اسکے خریدنے کی درخواست ہوئی اور ۱۱ لاکھ روپیہ قیمت مقرر ہوئی۔ اس لئے یہ الماس ہندوستان کو بھیجا گیا۔ اور چونکہ سودا نہ بنا اسلئے یہ پھر کمپنی مذکور کے پاس واپس آیا۔ جب یہ الماس ہندوستان میں تھا تو اسکی صفات کا شہرہ راجہ بڑودہ کے کانوں تک پہنچا۔ اس نے مسٹر ڈریزڈن (E. Dresden) سوداگر لنڈن و بمبئی کی معرفت اس الماس کے خریدنے کیلئے ۸ لاکھ روپیہ دینا منظور کیا۔ اگرچہ کمپنی نے فی الحال ۱۱ لاکھ روپیہ بھی نامنظور کیا تھا لیکن راجہ بڑودہ کی درخواست کو نامنظور نہ کرسکے اسواسطے یہ کمیاب الماس راجہ بڑودہ کے ہاتھ آیا اور اب تک اسکے جانشینوں کے پاس خیال کیا جاتا ہے ؎

Moon of Mountains

(۲۰) الماس ماہ کوہستان کا بیان

کہتے ہیں کہ یہ الماس شاہان مغلیہ کے ہیروں میں سے ہے۔ اور جب نادرشاہ نے دہلی کی لوٹ میں شاہان مغلیہ کے تمام بڑے بڑے قیمتی جواہر

چھین لئے تو یہ الماس اُس کے ہاتھ آیا کئی لوگوں کا بیان ہے کہ یہ الماس الماس
شمس دریا کے ساتھ نادرشاہ کے تخت میں مزین تھا۔ جب نادرشاہ راہ میں مقتول
ہوا۔ تو اسکی سب لوٹ قاتلوں کے ہاتھ آئی۔ یہ الماس ایک نیلم۔ ایک عمدہ قیمتی یاقوت
اور ایک زمرد اور دیگر قیمتی جواہرات کے ساتھ ایک افغان کے حصہ میں آیا۔ جو پہلے
نادرشاہ کا ملازم تھا۔ یہ شخص ان بیش قیمت جواہرات کو لیکر شہر بصرہ[1] میں جا پہنچا۔ اور
آرمینا کے ایک سوداگر شیفراس نامی کو جو شہر بصرہ میں رہتا تھا اپنے جواہرات دکھلائے
اور بہت تھوڑی قیمت پر انہیں فروخت کردینا چاہا۔ لیکن چونکہ سوداگر کے پاس اس
وقت ان کے خریدنے کیواسطے کافی روپیہ موجود نہ تھا اسلئے اُس نے چند روز کا وعدہ
کیا۔ افغان کو شیفراس پر کچھ شک گذرا۔ اسلئے وہ بصرہ کو چھوڑ کر بغداد[2] میں چلا گیا۔ وہاں
اُس نے ایک یہودی کے ساتھ سودا بنا کر کل جواہرات ۶۵ ہزار پیاسٹر[3] (یعنے قریباً
۵۰۰ پونڈ) اور دو عربی گھوڑوں کے عوض فروخت کردیئے۔ اور اس مفت ہاتھ آئی
دولت کو بغداد میں اُڑانے لگا۔ اتفاقاً شیفراس بھی اُسکی تلاش میں وہاں آیا ہوا تھا۔
ایک روز افغان اُسے مل گیا۔ لیکن جب اُس نے سُنا کہ الماس ایک غیر شخص کے ہاتھ فروخت
ہوگئے ہیں تو وہ بڑا افسوس کھانے لگا۔ الغرض اُس نے اُس یہودی سے جسکے پاس
افغان نے جواہرات بیچے تھے اُنکے خریدنے کی تجویز کی۔ اور یہودی کو خرید سے دوگنی
قیمت دینی چاہی۔ لیکن اُس نے منظور نہ کی۔ شیفراس نے اپنے دونوں بھائیوں
کے ساتھ جو اُسکے ہمراہ آئے ہوئے تھے صلاح کی کہ یہودی کو مار کر یہ خزانہ حاصل کریں
چنانچہ موقعہ پاکر انہوں نے یہودی کو قتل کردیا اور سب جواہرات پر قابض ہوگئے۔ انہوں
نے افغان کا بھی ایک رات جلسہ میں شامل کرکے اور جام شراب کے ساتھ زہر کا پیالہ دیکر
کام تمام کیا۔ اور دونوں لاشوں کو دریائے دجلہ میں ڈالدیا۔ یہانتک تو سب

---

[1] [2] واقع ملک روم [3] ایک اٹلی کا سکہ ۵ شلنگ کے برابر ۱۲

خوش تھے لیکن وہ اس لوٹ کی تقسیم کرنے لگے تو اُن میں بڑی تکرار پیدا ہوئی ہر ایک اُن
میں سے اس الماس کے لینے پر تُلا ہوا تھا۔ چونکہ شیفراس کو یہ الماس دینا منظور نہ تھا اسلئے
وہ دونوں بھائیوں کا کام تمام کرکے تمام جواہرات پر قابض ہوگیا۔ اُس نے بغداد میں زیادہ
دیر تک ٹھیرنا خطرناک سمجھکر قسطنطنیہ کی راہ لی۔ اور وہاں سے ہنگری اور سیلشیا کے
راہ ہالنڈ میں پہنچا۔ یہاں وہ جوہری بن بیٹھا۔ اور اُسکے عجیب وغریب جواہرات کا شہرہ
یورپ میں پھیلا۔ ملکہ کیترائن دوم نے اُسے لکھا کہ سینٹ پیٹرزبرگ میں آکر شاہی جوہری
سٹر لاسارف (Sasarof) کیساتھ اس بڑے الماس کی بابت سودا کرے۔
چنانچہ حسب فرمائش ملکہ اُس نے وہاں جاکر گفتگو کی۔ اور بڑی تکرار کے بعد دس ہزار
روبل[1] سالانہ جاگیر اور چند دیگر جواہرات کے عوض ایک عزت کا خطاب دینا منظور ہوا۔
لیکن شیفراس ۲ لاکھ روبل نقد مانگتا تھا جو کہ بہت زیادہ سمجھا جاتا تھا۔ شیفراس کو کئی طرح
کے جھوٹے وعدے دیئے گئے۔ جنکی امید پر وہ فضول خرچ ہوکر مقروض ہوگیا۔ اسوقت
کونٹ پینین (Count Panin) نے جو سلطنت روسیا کا ایک رکن تھا شیفراس
کو نوٹس دیا کہ قرضخواہوں سے فیصلہ کرنیکے بغیر تم کسیطرح یہاں سے جا نہیں سکتے۔
اسوقت وہ بڑی دقت میں گرفتار ہوا۔ اُس نے کچھ جواہرات فروخت کرکے اپنا قرضہ
ادا کیا۔ اور پھر الماس لیکر وہاں سے چلا آیا۔ کچھ عرصہ تک اسکی کچھ خبر نہ ملی۔ دس سال
بعد ملکہ روس کو خبر ملی کہ شیفراس اسطرخاں میں رہتا ہے۔ اس جگہ پھر اُس سے الماس
کے خریدنے کیواسطے خط وکتابت ہوئی۔ اور آخرش اُنہیں پہلی شرائط پر اُس نے
الماس دیدیا۔ اور تاحال یہ الماس روس کے خزانہ میں ہے۔ اسکا وزن ۱۹۳ قیراط ہے ۔
اس الماس کے بارہ میں مختلف علما کے مختلف بیان ہیں۔ بعض اسکے بیان کو
الماس آرلوف سے ملا دیتے ہیں۔ چنانچہ مرّی صاحب الماس آرلوف کے بارہ میں لکھتے

[1] روبل کا سکہ جو ۳ شلنگ ۲ [illegible] پنس کے برابر ہوتا ہے۔ ۲۰۰۰۰ روبل کے پونڈ۔

ہیں کہ "ایک یونانی سوداگر مسمی گریگوری شیفراس Gregory Shafrass نے اس الماس کو ۱۷۶۶ء میں بمقام اسٹرڈم شاہزادہ آرلوف کے پاس فروخت کیا جسنے اسے ۹۰ ہزار پونڈ نقد اور ۴۰۰۰ پونڈ سالانہ جاگیر اور ایک خطاب دیکر خریدا"[1] لیکن ٹوینن صاحب جسکی وہ اپنے کلام کی تصدیق میں شہادت پیش کرتا ہے۔ الماس آرلوف کے بیان میں شیفراس کا کچھ ذکر نہیں کرتا۔ الماس آرلوف کے بیان میں شیفراس کا ذکر کرنا اس سب پیچیدگی کا باعث ہے۔ اس نام کو الماس آرلوف کے بیان سے مٹا دینے سے سب تفرقہ دور ہو جاتا ہے۔ الماس آرلوف تو سید ھا مندر سیرنگھم واقعہ میسور سے براہ سمندر یورپ کو پہنچا۔ درحالیکہ الماس ماہ کوہستان دہلی سے براہ خشکی فارس بصرہ بغداد قسطنطنیہ سے ہوتا ہوا یورپ میں داخل ہوا۔ کچھ عرصہ تک یہ دونوں الماس اسٹرڈم میں رہے جہاں سے کہ الماس آرلوف کو تو شہزادہ آرلوف نے کیترین کے واسطے ایک یونانی سوداگر فعل سے خریدا۔ درحالیکہ شیفراس نے الماس ماہ کوہستان کو یہاں سے سینٹ پیٹرزبرگ اور اصطرخاں کو لیجاکر دربار روس کے پاس فروخت کیا۔ مسٹر باربٹ کا بیان ہے کہ "الماس مون آف مونٹیس Moon of Mountains (یعنی ماہ کوہستان) پہلے ایک افغان کے ہاتھ آیا۔ جس نے اسے شیفراس کے پاس ۵۰ ہزار پیاسٹر کے عوض فروخت کر دیا۔ شیفراس نے بارہ سال تک اس الماس کو رکھکر بعدہ اپنے بھائی کو اسٹرڈم میں اس الماس کو شاہ روس کے پاس بیچنے کے لئے بھیجا۔ اس نے اسے ۴½ لاکھ روبل کے عوض شاہ روس کے پاس فروخت کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ بیان پالس M. Pallas کے بیان سے اخذ کیا ہے۔ جس نے اصطرخان میں شیفراس کے وارثوں کی زبانی اس الماس کی داستان سُنی۔ وہ اسکی ٹھیک ٹھیک داستان بیان کرتا ہے جو ہم نے اوپر درج کی ہے صرف فرق یہ ہے کہ وہ لکھتا ہے کہ

[1] سفرنامہ ممالک جنوبی روس صفحہ ۲۷۹ جلد دوم۔

شیفراس نے افغان سے یہ جواہر قیمتاً لیا - اور فریب و مکر قتل کرنیکا کچھ ذکر نہیں کرتا۔ بھلا شیفراس کے وارثوں نے یہ خونی واردات کب بتلائی ہوگی - پالس ایک اور بھاری غلطی کرتا ہے وہ یہ داستان الماس آرلوف کی بیان کرتا ہے - لیکن وہ خود ہی لکھتا ہو کہ شیفراس نے اصطرخان میں واپس آکر الماس فروخت کیا - درحالیکہ الماس آرلوف کو شاہزادہ آرلوف نے اسٹرڈم میں ایک فارس کے سوداگر سے خریدا اس سے ثابت ہوا کہ شیفراس والی داستان الماس ماہ کوہستان کے اور خواجہ فضل والے الماس آرلوف کے متعلق ہے ؛

Hustings

(۲۱) الماس ہیسٹنگس کا بیان

نظام حیدرآباد (دکن) نے ۱۷۸۵ء میں وارن ہیسٹنگس گورنر جنرل ہند کے ذریعہ اس الماس کو شاہ جارج سوم کے پاس بھیجا - اس سے لوگوں نے اڑا دیا کہ وارن ہیسٹنگس بادشاہ کو طمع دیکر مورد عنایات ہوا ہے - یہ الماس ایک عمدہ خریطہ میں بادشاہ کے پاس گورنر جنرل نے بوساطت میجر سکاٹ بھیجا - لوگوں نے مشہور کر دیا کہ اس نے اپنی جانب سے الماس بھیجا ہے - اور اخفائے راز کے لئے نظام کا نام لیا ہے - اسکا وزن ۱۰۱ قیراط ہے - مسٹر مار اسکی بابت لکھتا ہے کہ "ایک عمدہ الماس ۱۰۱ قیراط وزنی برلینٹ قطع ہیسٹنگس نے بادشاہ کی نذر کیا - معلوم ہوتا ہے کہ یہ الماس اب بھی ملکہ معظمہ انگلینڈ کے خزانہ میں ہے ؛

(۲۲) الماس شاہ کا بیان

یہ الماس زیادہ تر مشہور اسلئے ہے کہ اس پر تین بادشاہوں کے نام کھدے

ہوتے ہیں۔ فارس کے جواہر خانہ میں یہ الماس مدت تک رہا ہے۔ بار بٹ کا بیان ہے
کہ جب نادر شاہ کی وفات کے بعد ۱۷۴۷ء میں اُسکے خزانے لُوٹے گئے تو یہ بھی غارت میں
گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد دستیاب ہو گیا۔ کاسرہوس شاہ ایران (ابن عباس مرزا)
جب ۱۸۲۹ء میں سینٹ پیٹرزبرگ کو گیا تو اس نے نکلس اول قیصر روس کو یہ الماس
نذر دیا۔ یہ الماس ٹیبل کاٹ کا عمدہ آبدار اور بے رگ ہے۔ یہ ایسا خاص تھا کہ کاٹنے
میں حکاک کو کچھ وقت نہ ہوئی۔ اور اسکے کئی ایک قدرتی پہلو قائم رکھے گئے۔ اور اسلئے
کاٹنے میں نقصان بھی کم ہوا۔ اسکا اصلی وزن ۹۵ قیراط تھا۔ کاٹنے کے بعد ۸۶ قیراط
رہگیا۔ تین پہلو جو کاٹ کر بنائے گئے اُن میں اکبر شاہ۔ نیم شاہ۔ اور فتح علی شاہ تین نام بڑی
خوبی سے نقش ہیں۔ اوپر کیطرف زنجیری سے لٹکانے کے لئے جگہ چھوڑی ہوئی ہے۔ غالباً
یہ انٹیگلیو نقش کسی یورپ کے سنگ تراش نے کسی شاہ فارس کے حکم سے کیا ہوگا۔

(۲۳) الماس نساک کا بیان

جبکہ بجاراؤ پیشوا نے ۱۸۱۸ء میں اخیری جنگ مرہٹہ میں انگریزوں کی اطاعت
منظور کی تو اسکا سب اسباب فتح یاب فوج نے لوٹ لیا جسمیں یہ الماس بھی تھا۔
چونکہ پیشوا مذکور نے اس الماس کو شہر نساک[1] کے شوجی مہاراج کے ایک مندر سے لیا تھا
اس لئے شہر کے نام پر اس الماس کا نام بھی نساک مشہور ہوا۔ اگرچہ پیشوا نے اسے چھپایا
ہوا تھا۔ لیکن کرنیل جی برگس (Colonel G Brigg) نے اسے نکلوا کر ہیسٹنگس گورنر
جنرل کے حوالہ کیا۔ جس نے اسے کمپنی بہادر کے نذر کر دیا۔ ۱۸۱۸ء میں یہ لنڈن کو بھیجا
گیا جہاں کمپنی نے اسے سوداگران رنڈل و برج (Messrs Rudell & Bridge)
کے پاس فروخت کر دیا۔ جب یہ الماس یورپ میں پہنچا تو اسکی شکل کوہ نور کیطرح بہت

[1] یہ شہر کنار دریائے گوداوری بمبئی سے ۹۵ میل بجانب شمال مشرق واقع ہے۔

خراب طور پر تراشی ہوئی تھی - اس لئے سوداگران مذکور نے اسکو دوبارہ کٹوانا مناسب سمجھا - اور کاریگروں نے اسے کاٹ کر عمدہ آبدار و چمکیلا ہیرا بنادیا - اور یہ ۹۰ ¾ قیراط سے ۶۷ ½ قیراط رہگیا - یہ سوداگران مذکور کے پاس ۱۰ سال تک رہا - اور ماہ جولائی ۱۸۳۱ء میں ۲۷ ہزار روپیہ کے عوض سوداگران ایمی نال برادرس Messrs. Fomanaud Brothers کے پاس فروخت ہوا - بعدہٗ ماہ اگست ۱۸۳۷ء میں سوداگران مذکور نے اس الماس کو مارکوئیس آف ویسٹ منسٹر Marquis of Westminister کے پاس فروخت کیا - ملکہ معظمہ وکٹوریہ دام اقبالہا کے روز پیدایش کے جشن کے دن مارکوئیس کی تلوار کے قبضہ میں یہ الماس مزین تھا - اب اس کی قیمت اڑھائی تین لاکھ روپیہ پڑتی ہے ✤

(English Dresden)

(۲۴) الماس انگلش ڈرزڈن

یہ مشہور الماس ۱۸۵۷ء میں ضلع بگاگم[۱] واقع برازیل سے برآمد ہوا - اسکا مالک ای ڈرزڈن (E. Dresdon) صاحب تھا جسکے نام پر یہ بنام ڈرزڈن مشہور ہوا - یہ الماس برآمد ہوتے ہی رایو جینرو کو بھیجا گیا جہاں کہ ڈرزڈن صاحب کے گماشتوں نے اسے خرید کر اسی سال لنڈن میں بھیجدیا - اسکا وزن ۱۱۹ ½ قیراط تھا - یہ الماس کسی بڑے ہیرے کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا - اور اس کا دوسرا ٹکڑا قدرتی ڈھانچہ میں باقیماندہ خیال کیا جاتا ہے - مالک نے اسکو اسٹرڈم میں ایک ہوشیار کاریگر کے پاس بھیجا - جس نے اسے عمدہ قطرہ شکل الماس بنادیا - اسکا وزن کاٹے جانے سے ۷۶ ½ قیراط رہگیا - اس کی شکل بہت عمدہ نکل آئی - اور اسکے سب عیب اور نقص دور ہوگئے - یہانتک کہ ڈرزڈن صاحب کا قول ہے

---

[۱] مدینہ بگاگم یہ وہ کوہ دیا ڈیرا سے نکل کر صوبہ گویا سے گذرتا ہے ۱۲

کہ دنیا میں کوئی جواہر اس سے بڑھکر نہیں۔ ہم نے اس الماس کو کوہ نور کے مقابلہ
میں رکھکر دیکھا کہ کوہ نور کا رنگ اسکے آگے زردی مائل ہونے لگا جس سے ناظرین اسکی
چمک اور اسکا رنگ دیکھکر دنگ ہو گئے۔" فی الحقیقت یہ الماس خالص اور عمدہ چمکیلا ہے
سب یورپ کے بادشاہوں کے پاس اس الماس کے فروخت کیواسطے درخواستیں کیں۔
لیکن کسی نے اتنا قیمتی جواہر خریدنا منظور نہ کیا۔ آخرش سنہ ۱۸۶۳ء میں ایک راجہ اسے خریدنے
کیواسطے لنڈن میں آیا۔ لیکن چونکہ اسکی قیمت ۴ لاکھ روپیہ مقرر کی گئی اس لئے اُس نے
منظور نہ کی۔ راجہ کیساتھ ایک بمبئی کا انگریز سوداگر تھا۔ جس نے اس الماس کی چمک و
دمک دیکھکر اسکے حاصل کرنیکی خواہش کی۔ لیکن چونکہ اُسوقت اسکے خریدنے کی استطاعت
نہ رکھتا تھا۔ اس لئے اُس نے وعدہ کیا کہ جب میرے پاس کافی روپیہ ہوگا میں اسے خریدونگا
ایک سال میں اُس نے روئی کی فروخت سے بہت نفع اُٹھایا۔ اور جب اُس نے حصول مراد
دل کیلئے کافی روپیہ دیکھا تو مسٹر ڈرزڈن کو اسکے خریدنے کیلئے خط لکھا۔ اور اپنے گماشتہ
کو لنڈن میں بھیجا جس نے اس سودے میں اپنے خوب ہاتھ رنگے پہلے تو اس نے عذر کیا
کہ شاید یہ الماس اصلی نہو۔ اور جب محققین نے اسکی تشفی کر دی کہ یہ خالص ہے تو اُس نے
کہا کہ ۴۰ ہزار پونڈ میرے آقا کو منظور نہیں۔ ہاں میں ۳۲ ہزار پونڈ منظور کرا دیتا ہوں یہاں
طرح ۸ ہزار پونڈ اُس نے خود اُڑا لیا۔ اور سوداگر کو کہدیا کہ چالیس ہزار پونڈ کو خریدا ہے۔ سوداگر
بمبئی نے جب اپنا سرمایہ ایک پتھر خریدنے میں صرف کر دیا تو نہایت تنگدست ہو گیا۔ اور
چونکہ روئی سے بھی اُس نے نقصان اُٹھایا۔ اس لئے الماس کو راجہ گائکواڑ کے پاس
۳ لاکھ روپیہ کے عوض بیچ ڈالا۔ اور یہ ابتک راجہ کے جانشینوں کے پاس ہے خیال کیا
جاتا ہے۔ یہ عجیب ماجرا ہے کہ دو نہایت عمدہ ہیرے یعنے الماس سٹار آف دی ساوتھ
اور الماس انگلش ڈرزڈن کی داستان قریباً ایک سی ہے۔ دونوں قریباً ایک ہی وقت
ایک ہی ضلع بگاگم سے برآمد ہوئے۔ اور ایک ہی جگہ رابو جنیرو سے خریدے گئے۔ ایک

ایک ہی مقام پر کٹوائے گئے - اور دونوں ڈرزوڈن صاحب کی معرفت خریدے گئے - اور آخرش راجہ بڑودہ کے ہاتھ آئے ۔

(۲۵) الماس اکبر شاہ جہانگیر شاہ

یہ الماس پہلے اکبر شاہ کے پاس تھا - اور شاہجہان کے عہد تک خاندان مغلیہ میں رہا - شاہجہان نے اسکے دونوں طرف عربی حروف میں طغرا کندہ کرائے - طغرا نمبر اول کی تاریخ ۱۰۲۸ھ ہجری اور دوم کی ۱۰۳۹ھ ہجری ہے - جس سے صاف ظاہر ہے کہ شاہجہان نے اس پر یہ صنعت کرائی - اور حروف طغرا ظاہر کرتے ہیں کہ یہ پہلے اکبر بادشاہ کے پاس تھا - ان دونوں نقشوں کی نقل ابتک موجود ہے - اور حسب ذیل ہے :-

شاہ جہان			شاہ اکبر جہانگیر شاہ
۱۰۳۹ھ	[illegible] ۱۰۳۹	[illegible] ۱۰۲۸	۱۰۲۸ھ

سترھویں صدی کے اخیر میں یہ الماس گم ہوگیا - لیکن پھر پیدا ہوگیا - کچھ سال گذرے ہیں کہ روم میں اس کا سراغ لگا - وہاں یہ سنگ شبان کے نام سے مشہور تھا - اسکے دونوں طغرا سے اسکی قدیمی داستان معلوم ہو گئی ماہ فروری ۱۸۶۶ء میں مسٹر جارج بلاگ George Blog نے اس الماس کو بمقام قسطنطنیہ خریدا - اور لندن میں مسٹر لاکر ایل - ایم - آربیان (L.M. Auerhaan) کو کاٹنے کیواسطے دیا - اس کا وزن ۹۶ء۱۱ قیراط (۱۲۰ عربی قیراط) تھا - کاٹنے سے یہ ۷۲ قیراط رہگیا - اور اسکے دونوں طغرا منہدم ہوگئے ۱۸۶۶ء میں مسٹر بلاگ نے اسے راجہ گائکواڑ والی بڑودہ کے پاس ۳ لاکھ روپیہ فروخت کر دیا - اور ابتک یہ راجہ صاحب کے خزانہ میں ہے - لیکن اس راجہ کے اور جواہرات کیطرح اسکا بھی پتہ نہیں ملتا ۔

Mas Carenhas

(۲۶) مس کرنیاس اول و دوم

توریز ان دونوں ہیروں کی بابت لکھتا ہے کہ گوا کے حاکم ڈان فلپ مس کرنیا Don Phillip Mascarenha کے پاس دو عمدہ ہیرے ہیں جو اُس نے مجھے سنہ ۱۶۴۲ء میں دکھلائے۔ ایک کا وزن ۶۷ ½ قیراط اور دوم کا ۵۷ قیراط تھا۔ دونوں عمدہ آبدار تھے اور ہندوستان کے کاٹے ہوئے تھے۔" اب ان کا کچھ پتہ نہیں ملتا۔ کہ کس کے پاس ہیں ❖

(۲۷) الماس کلور کا بیان

توریز کی فہرست الماس میں اس الماس کو ۶ نمبر پر رکھا ہے اور پہلی جلد میں اسکا ذکر اسطرح ہے کہ "میں نے یہ الماس کان کلور پر سنہ ۱۶۵۳ء میں خریدا۔ یہ خوش وضع اور خالص ہے اور تراشیدہ ہے۔ وزن میں ۶۳ منگلن جو ۲۳ ۶ قیراط کے برابر ہوتی ہیں ہے۔" توریز کے اس بیان میں ظاہراً یہ غلطی ہے کہ صاحب مذکور اپنی کتاب میں منگلن ۱ ۳/۴ قیراط کے برابر لکھتے ہیں۔ اور اس طرح ۶۳ منگلن ۹۶ ½ قیراط کے برابر ہوتے ہیں۔ شاید رتی کیطرح مختلف مقامات واوقات میں منگلن کا بھی مختلف وزن ہوتا ہو ❖

Pear

(۲۸) الماس پیر کا بیان

سنہ ۱۶۶۵ء میں توریز نے اورنگ زیب کے خزانہ میں جو جواہرات دیکھے انمیں الماس مغل اعظم سے دوم درجہ پر یہ الماس تھا۔ اسکی بابت وہ لکھتا ہے کہ "یہ عمدہ شکل۔ پیر شکل عمدہ آبدار۔ اور ۶۲ ½ رتی یعنے ۲۰ ۳/۴ قیراط وزنی ہے" معلوم ہوتا ہے کہ توسط نام صفائی چمک

یہ الماس شاہان مغلیہ کے پاس رہا +

Savoy.

(۲۹) الماس سیوائی کا بیان

سیوائی[۱] کے شاہی گھرانے کی فہرست جواہرات میں جو ۱۹۔ اکتوبر ۱۶۷۹ء میں لکھی گئی۔ پہلے اسی جواہر کا ذکر ہے۔ "کہ ایک بڑا مجبل قطہ ۵۴ قیراط وزنی الماس پیر شکل تین موتیوں کے ساتھ ایک سنہری ظرف میں مزین ہے اور کرسچینا (Christina) ملکہ فرانس کی ایک وصیت مورخہ ۵۔ اپریل ۱۶۶۳ء کے رو سے یہ الماس اس گھرانے کو دیا گیا۔" کئی لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی الماس ہے جسے توریز کا ہیرا کہتے ہیں۔ کیونکہ دونوں کا وزن اور شکل ایک جیسی ہے۔ جو الفاظ تعریف یعنی پیر شکل اس الماس کے بیان میں استعمال کئے گئے ہیں۔ وہ فی الحقیقت تین موتیوں کے لئے ہیں۔ لوگ غلطی سے انہیں الماس سیوائی پر عائد کرتے ہیں اور اسی طرح اسے پیر شکل بیان کرکے توریز کے پیر شکل الماس سے ملا دیتے ہیں۔ الماس پیر کے [illegible] ن سے ظاہر ہے کہ توریز نے اسے ۱۶۵۸ء میں خزانہ اورنگ زیب میں دیکھا اور یہ نادر شاہ کے حملہ (یعنی ۱۷۳۹ء) تک خاندان مغلیہ میں رہا۔ درحالیکہ ۱۶۶۳ء میں یہ الماس سیوائی سیوائی کے گھرانے میں آیا۔ اسواسطے الماس سیوائی اور پیر ایک نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ تعجب ہے کہ ان دونوں کا پتہ نہیں ملتا۔ الماس پیر کو تو نادر شاہ [illegible] میں لیگیا ہوگا۔ اور یہ [illegible] گم ہوگیا ہوگا۔ اور الماس سیوائی بھی شاید کاٹا گیا ہوگا اور اس کا [illegible] اسواسطے اب اس کا نشان منعدم ہوگیا ہے +

---

[۱] صوبہ اٹلی۔ اٹلی کے شمال مغرب کی طرف۔

Great Sancy.

(۲۰) الماس گریٹ سینسی کا بیان

اس الماس کا بیان تاریکی میں پڑا ہوا ہے۔ مصنّفوں نے اس کے بیان کو الماس فلورنٹن سے ملاکر بہت پیچیدہ کر دیا ہے۔ ہم نے اس کا واقعی بیان بڑی چھان بین کرکے دریافت کیا ہے جو مفصلہ ذیل ہے۔ یہ الماس بادامی شکل کا دونوں طرف سے پہلوں میں ترشا ہوا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ الماس ہندوستانی کاٹ کا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اُن ہیروں میں سے ہے جو چارلس حاکم برگنڈی نے معرکہ گرین سن میں کھود کر نکالے تھے۔ لیکن اس کی تعریف مندرجہ بالا کے روسے ہم فی الفور کہدینگے کہ یہ الماس اُن ہیروں میں سے نہ تھا۔ جو لوس باشندہ برکوم نے چارلس کے لئے کاٹے۔ اور اس لئے یہ چارلس کے ہیروں میں سے نہ تھا۔ اس الماس کو مسٹر سینسی ممالک مشرقیہ سے لایا۔ یہ شخص فرانسیسی امیر تھا۔ جو شاہ ہینری سوم و چہارم کے دربار میں ملازم تھا۔ شاہ ہینری سوم کی طرف سے تو یہ ملک روم میں وکیل تھا۔ اور ہینری چہارم کی طرف سے وہ ملکہ الزبتھ کے عہد میں انگلستان کا وکیل تھا۔ اُس نے یہ الماس سنہ [illegible]ء میں شہر قسطنطنیہ سے خریدا۔ ہینری سوم کو اس غرض سے دیا کہ وہ اسے گروی رکھکر سپاہیان سوئٹزرلینڈ سے فوج بھرتی کرے۔ چنانچہ لکھا ہے[1] کہ "۱۶ سولہ سال کی عمر میں ہینری سوم گنجا ہوگیا۔ اور اپنے عیب کو ڈھانپنے کے لئے وہ ایک پگڑی سر پر باندھتا تھا۔ جس کے مقابل میں ایک بڑا الماس مزین تھا۔ جو ہنری نے سینسی سے عاریتاً لیا۔" سنہ [illegible]ء میں مہم فتح ہوجانے سے یہ الماس گروی نہ رکھا گیا۔ ہینری سوم نے یہ الماس سینسی کو واپس دیدیا۔ کچھ عرصہ بعد ہنری سوم کے جانشین ہنری چہارم نے سوئٹزرلینڈ کے سپاہیوں کو بھرتی کرنے کے لئے سینسی سے یہ الماس عاریتاً لیا۔ کہ

سلہ دیکھو دیریلکس میماترس ۱۲

اسے گروی رکھکر روپیہ لیوے۔ ایک شخص اس الماس کو لیکر ہنری چہارم کے پاس پہنچانے کے لئے مقرر ہوا سینسی سے روانہ ہوکر وہ شخص ہنری چہارم کے پاس جارہا تھا کہ راہ میں قتل ہوا۔ کچھ عرصہ تک اس کا حال معلوم نہ ہوا جب اس کے قتل کی واردات مشہور ہوئی تو سینسی اس کی تلاش کے لئے روانہ ہوا۔ اور بعد جستجو ایک جنگل میں اس کی لاش ملی لاش کو چاڑنے سے شکم میں سے یہ الماس نکلا۔ خیال کیا گیا کہ نمک حلال نوکر نے الماس کو چوروں کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے نگل لیا ہوگا۔ اِس طرح پھر یہ الماس سینسی کے ہاتھ آیا۔ جب شاہ ہنری کی طرف سے یہ شخص ملکہ الزبتھ کے دربار میں وکیل تھا۔ تو اس نے ۱۵۹۰ء اور ۱۶۰۰ء کے درمیان یہ الماس ملکۂ مذکورہ کے پاس فروخت کردیا۔ جب جیمز اوّل تاجدار انگلستان ہوا تو اس نے ۱۶۰۵ء میں اس الماس کو ایک زیور موسومہ مرر آف دی گریٹ برٹن (Mirror of the Great Britan) (یعنی آئنہ برطانیہ کلان) میں جڑوایا۔ قلعۂ لندن کے جواہرات کی فہرست مورخہ ۲۲۔ مارچ ۱۶۰۵ء میں اس زیور کی تعریف اس طرح درج ہے کہ "برطانیہ کلان کے مشہور ومعروف زیور مرر آف دی گریٹ برٹن میں ایک عمدہ یاقوت دو بڑے یاقوت۔ دو گول مروارید اور ایک عمدہ الماس جس کے ہر طرف پہلو بنے ہوئے ہیں۔ اور جو سینسی صاحب سے خریدا گیا"۔ یہ الماس ۱۶۲۹ء تک اس شاہی گھرانے میں رہا۔ جب یہ ہنریٹا میریا (Heneneta Maria.) ملکۂ انگلستان کے ہاتھ آیا۔ تو اس نے اس الماس کو یاقوتوں کی مالا میں منسلک کرکے اڈورڈ سومرسٹ (Edward Somerest.) حاکم ورسیسٹر (Worecester) کو بطور تحفہ دیدیا۔ اسکی نوشت یہ ہوئی:۔ میں ہنریٹا میریا ملکۂ انگلستان نے اپنے مکرم ومعظم بادشاہ کے حکم سے اپنے عزیز القدر بھتیجے اڈورڈ سومرسٹ نواب اورسیسٹر کو ایک یاقوتوں کی مالا جس میں ۱۹۰ مروارید منسلک ہیں اور الماس سینسی اور پرتگال مزین ہیں دیدی ہے"۔ چارلس دوم کے عہد میں جیمز دوم کو یہ الماس دستیاب ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ جیمز دوم نے یہ الماس سینسی سے خریدا

لیکن ناظرین کو اس میں کچھ کلام نہ ہوگا کہ سو برس سے یہ الماس خاندان انگلینڈ کے پاس آیا ہے۔ ہاں یہ اغلب ہو سکتا ہے۔ کہ اڈورڈ نے جسکو ملکہ انگلستان نے یہ الماس بطور تحفہ دیا۔ یہ الماس جیمز دوم کو نذر دیا ہو۔ جیمز دوم نے اس الماس کو ۱۶۹۵ء میں ۲۵ ہزار پونڈ پر لوئس چہاردھم شاہ فرانس کے پاس فروخت کر دیا۔ بعدہٗ یہ الماس اس کے جانشین لوئس پانزدہم کے ہاتھ آیا جس نے تخت نشینی کے وقت اسے اپنے کلاہ میں مزین کرایا۔ فرانس کے شاہی جواہرات کے ۱۷۹۱ء کی فہرست میں یہ الماس درج ہے اور اس کی قیمت ۴۰ ہزار پونڈ لکھی ہوئی ہے۔ یہ الماس ۱۷۹۱ء میں دیگر قیمتی جواہرات کے ساتھ مقام گریسٹ میوبل سے گم ہو گیا۔ بہت عرصہ تک اس کا کچھ سراغ نہ ملا۔ مسٹر ہاربٹ صاحب لکھتا ہے کہ الماس سینسی کے ہمشکل ایک الماس ۱۸۳۵ء میں بوربونس کے ایک گماشتہ کے پالا ڈیمی ڈوف Paula Dewidoff کے پاس پانچ لاکھ روبل تقریباً ۱۲ لاکھ روپیہ کے عوض فروخت کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ الماس کسی طرح ملکہ ہسپانیہ کے ہاتھ لگا جس نے اسے اپنے عزیز گوڈوائی (Godoi) کی نذر کیا۔ لیکن یہ دونوں بیان درست نہیں۔ واقعی امر یہ ہے کہ الماس مذکور ایک فرنسیسی سوداگر کے ذریعہ ۱۸۳۰ء میں خاندان ڈیمی ڈوف (Demidoff) کے قبضہ میں آیا کچھ عرصہ تک یہ اسی خاندان میں رہا۔ بعدہٗ شہزادہ ڈیمی ڈوف نے ایک شخص مسمّی لیورٹ (Levart) کے پاس یہ الماس ۲۰ ہزار پونڈ پر فروخت کرنا چاہا۔ اور لیورٹ نے منظور کر لیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد لیورٹ نے کہا کہ یہ الماس دوبارہ کاٹے جانے سے بہت کم مقدار ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کی قیمت ایک ثلث بھی نہیں رہی۔ اس حجت سے مجبور ہو کر شہزادہ مذکور نے ۲۰۰۰۰ پونڈ لینا بھی منظور کیا۔ اور یہ رقم ۶ مہینوں کے درمیان تین قسطوں میں ادا ہونا مقرر ہوئی اور خریدار نے سوس کمپنی (Swiss Company) کے ۱۰۰ حصص کے ہاتھ بطور ضمانت رکھو لیکن چونکہ لیورٹ پہلی قسط کو بھی میعاد مقررہ میں ادا نہ کر سکا۔ اس لئے ڈیمی ڈوف نے اپنے الماس کو واپس لینے کے واسطے مقدمہ دائر کیا۔ جس کا فیصلہ مدعی کے

حق میں ہوا اور اس کو اختیار دیا گیا کہ وہ مدعاعلیہ سے الماس لے لیوے۔ بلکہ مدعاعلیہ کو مقدمہ کا خرچہ بھی دینا پڑا۔ یہ مقدمہ ۱۰ جون سنہ ۱۸۳۲ء کو فیصلہ ہوا۔ ماہ فروری سنہ ۱۸۶۵ء میں لنڈن کے ایک سوداگر نے اس الماس کو ایک پارسی سوداگر جمسیٹجی جی جی بھائی باشندہ بمبئی کے واسطے ۲۰ ہزار پونڈ پر خریدا۔ اس پارسی سوداگر سے یہ الماس سوداگران اول منس (Oalmans) کے ہاتھ آیا۔ اور سنہ ۱۸۶۷ء کی نمائش گاہ پیرس میں دکھلایا گیا۔ اسکی قیمت کئی لاکھ روپیہ بتلائی گئی۔ جس سے کوئی شخص اس کے خریدنے کی جرأت نہ کرتا۔ آخر ش مہاراجہ صاحب پٹیالہ اسکے خریدار بنے جب شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے ہندوستان میں دربار اعظم منعقد کیا تو مہاراجہ صاحب کی پگڑی میں یہ الماس مزین تھا۔ کہتے ہیں کہ مہاراجہ صاحب کے فوت ہو جانے پر اس الماس کے بیچ ڈالنے کے واسطے تجویز ہو رہی ہے ❖

(۳۱) توریز۔ الف۔ ب۔ س

توریز صاحب نے جولوئس چہاردہم کے پاس ۲۰۔ الماس فروخت کئے تھے۔ اُن میں سے صرف چار ہیرے ہی ۲۰ قیراط سے زیادہ وزنی تھے ان میں سے بڑا الماس توریز تھا جس کا بیان آگے کیا گیا ہے[1]۔ اب بقیہ تین الماس کا بیان کیا جاتا ہے۔ سہولیت کے واسطے ان کا نام ا۔ ب۔ ج رکھا جاتا ہے۔

الف

اس کی بابت توریز لکھتا ہے کہ اس کا وزن ۵۱ ۹/۱۶ قیراط ہے۔ یہ سفید اور خالص ہے اور ہندوستانی وضع کا تراشیدہ ہے۔ توریز کے وقت سے بعد کا اس جواہر کا کچھ حال معلوم نہیں معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۷۹۲ء میں یہ بھی گرینڈ موبل سے گم ہو گیا تھا۔ سنہ ۱۸۶۰ء میں نپولین سوم قیصر فرانس نے ایک خوبصورت الماس خریدا۔ جو اس الماس کے بہت مشابہ

---

[1] دیکھو صفحہ ۱۳۳ کتاب ہذا باب دوم۔

ہے۔ قیصر مذکور نے اسے ملکہ یوجنی کے نذر کیا۔ یہ عمدہ برلینٹ۔ بادامی شکل کا۔ ایک طرف سے گھسا ہوا۔ اور بہت عمدہ تراشیدہ ہے اور ۵۱ قیراط[۵۱] وزنی ہے۔

ب

یہ الماس ۳/۸ ۳۲ قیراط وزنی ہے۔ چونکہ یہ ناتراشیدہ تھا۔ اس لئے شاید یہ کاٹا گیا ہو۔ اب اس کا پتہ نہیں ملتا۔

ج

یہ الماس بھی الماس الف کی طرح سفید۔ خالص اور ہندوستانی کاٹ کا تھا۔ اس کا وزن ۳/۸ ۳۱ قیراط تھا۔ اب اس کا کچھ پتا ملا ہے۔ فرانس کے شاہی جواہرات کی فہرست میں جو سنہ ۱۷۹۱ء میں تیار ہوئی۔ ایک الماس ۳/۸ ۳۱ قیراط وزنی چوتھے درجہ پر لکھا ہوا تھا اس کی قیمت ۳ لاکھ فرنک یعنی قریباً ۱۲ ہزار پونڈ درج تھی۔ ارزوئے حساب اس کی قیمت اڑھائی تین ہزار پونڈ سے زیادہ نہیں ہوسکتی۔ اس الماس کی توریز کے الماس ج ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں۔ سنہ ۱۸۱۰ء کی فہرست میں یہ جواہر درج نہیں۔ اس لئے یا تو یہ الماس سنہ ۱۷۹۲ء میں گرینڈ میوبل سے گم ہوگیا ہوگا۔ یا شاہی تاج میں جڑا گیا ہوگا۔

(Eugenie)

(۳۲) الماس یوجنی کا بیان

یہ الماس عمدہ برلینٹ قطع ۵۱ قیراط وزنی۔ اور بیضوی شکل کا۔ ایک طرف سے گھسا ہوا اور بہت عمدہ تراشیدہ ہے[۵۲]۔ اور کیتھرائن دوم قیصرۂ روس کے سر کے ایک زیور میں مزین تھا۔ جبکہ پوٹمکین روس کا عزیز تھا۔ تو قیصرہ نے الماس مذکور اس کو دیدیا۔ کچھ عرصہ تک تو

---

[۵۱] دیکھو بیان الماس یوجنی ۱۲ [۵۲] اگرچہ یہ الماس الف توریز الف کے بہت مشابہ ہے۔ لیکن یہ کہا نہیں جاسکتا کہ یہ دونوں ایک ہیں یا جدا جدا۔

یہ الماس پوتم کین کے پاس رہا۔ بعدہ نپولین سوم نے اپنی شادی کے وقت اس کو پوتم کین کے بھتیجے سے خریدا۔ اور اپنی دولہن کو دیدیا۔ اس قیصرۂ فرانس نے اس کا نام دوبارہ یوجنی رکھا اور اسے ہیروں کی مالا میں بطور مُہرۂ امام منسلک کیا۔ بعدہٗ قیصرہ نے اس الماس کو گائکواڑ مہاراجہ بڑودہ کے پاس ۱½ لاکھ روپیہ پر فروخت کر دیا۔ جب سے راجہ اپنی حکومت سے دست بردار کیا گیا ہے تب سے الماس کا کچھ پتہ نہیں ملا۔ معلوم ہوتا ہے کہ راجہ نے جواہرات کے ساتھ اسے دفن کر دیا ہوگا۔

Pigott.

(۲۳) الماس پگوٹ کا بیان

یہ الماس لارڈ پیگٹ گورنر مدراس کے ہاتھ آیا۔ لیکن یہ نہیں کھلتا۔ کہ کس طرح اس کے ہاتھ آیا۔ آیا اس کے دوست راجہ تنجور نے نذر دیا۔ یا نواب آرکوٹ نے پیگٹ صاحب اسکوٹ ۱۷۷۵ء میں انگلستان میں لائے سنہ ۱۸۰۱ء میں یہ الماس لاٹری کے طور پر تیس ہزار پونڈ پر فروخت ہوا۔ خریدار نے کچھ عرصہ بعد اُسے کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا سنہ ۱۸۱۸ء میں یہ الماس سوداگران رنڈل اور برج کے ہاتھ آیا۔ جنہوں نے اُسے علی پاشا کے پاس تین لاکھ روپیہ پر فروخت کر دیا۔ مری صاحب کا بیان ہے کہ پاشا مذکور اسے ایک ریشمی خریطہ میں رکھتا تھا۔ جو اس کی کمر پر بندھا ہوا ہوتا تھا اور جب سنہ ۱۸۲۲ء میں رشید پاشا نے علی پاشا کو زخم کاری لگایا۔ تو مجروح پاشا نے حکم دیا کہ میری عزیز جورو واسیکا کو زہر دیدو۔ اور میرے روبرو اس الماس کو توڑ کر چورہ چورہ کر دو اس حکم کی فوراً تعمیل کی گئی۔ اور الماس تلف ہوگیا۔ دیگر مصنفوں کی رائے ہے کہ یہ الماس تا حال موجود ہے لیکن اس کے مالک کا پتہ نہیں ملتا مسٹر مری کا بیان ہے کہ اس کا وزن ۴۷½ قیراط۔ مسٹر ڈیولی فٹ ۸۱½ قیراط اور مائیو ٹیول ۴۹ قیراط اور کلیوج ۸۲¼ قیراط بتلاتے ہیں۔ ان کا بیان اس وقت کا ہے جب کہ یہ الماس ابھی

علی پاشا کے پاس فروخت نہ کیا گیا۔ اس لئے یہ قابل تسلیم سمجھا جاتا ہے۔ صاحب مذکور اسکی بابت لکھتے ہیں کہ یہ الماس برلینٹ قطع ہے۔ اور اس کی سطح فراخ اور چمک مدھم سی ہے

(۳۴) الماس نیان

اس الماس کو تورنیر نے کان راول کنڈہ پر ایک بنئے سے خریدا۔ اور ڈچ کپتان کے پاس سورت میں فروخت کردیا۔ اس الماس کی بابت تورنیر لکھتا ہے کہ ایک دن شام کیوقت ایک ٹوٹے پھوٹے لباس والا بنیا میرے پاس آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے پوچھا کہ آپ یاقوت خریدنے چاہتے ہیں اور بیس یاقوت کی انگشتریاں مجھے دکھلائیں۔ جن میں سے چند میں نے خریدیں۔ جب میں اکیلا ہوا تو اس نے اپنی پگڑی اتاری اور ایک چیتھڑے میں سے ایک الماس ۴۸ ½ قیراط وزنی نکالا۔ جو گلابی کاٹ کا عمدہ آبدار تھا۔ اس کا ⅔ حصہ تو عمدہ تھا اور باقی حصہ میں رگیں اور سرخ داغ تھے۔ میں نے اس الماس کو خرید کر سورت میں ایک ڈچ کپتان کے پاس فروخت کردیا۔ اس الماس کی بابت آگے کچھ حالات معلوم نہیں ہوتے۔

Dudley or Star of South Africa.

(۳۵) الماس ڈڈلی یعنی سٹار آف دی سوتھ افریقہ کا بیان

جب مسٹر وان نیکرک کو یقین ہوگیا کہ ۲۲ ½ قیراط وزنی الماس جو اس کے لڑکے نے پتھروں میں سے کھیلتے نکالا تھا۔ خالص الماس[۱] ہے تو اُسے یاد آیا کہ اسی قسم کا ایک پتھر میں نے ایک دیسی کے پاس دیکھا تھا۔ اس لئے اُس نے اسکی تلاش شروع کی۔ اور جستجو کرنے سے اسکا پتہ مل گیا۔ صاحب مذکور نے اس کے عوض ۵۰۰ گھوڑے اور بھیڑیں دیں۔ اور

---

[۱] دیکھو صفحہ ۳ باب دوم کتاب ہذا۔

اسے بعد سوداگران لیلین فیلڈ برورس (Inte… field brothers) کے پاس ۱۱۲۰۰ پونڈ پر فروخت کردیا۔ ان سوداگروں نے اس کا نام سٹار آف دی سوتھ افریقہ (یعنے ستارۂ جنوبی افریقہ) رکھا۔ اور اسے انگلستان میں بھیجدیا۔ آخرش سوداگران ہنٹ راسکل Messrs Hunt and Roskell کے ہاتھوں میں سے گذر کر یہ الماس بیگم ڈڈلی کے ہاتھ آیا۔ اور اُسی کے نام پر اسکا نام بھی ڈڈلے مشہور ہوا۔ اس کا اصلی وزن ½۸۳ قیراط تھا کٹوانے سے یہ الماس ½۴۶ قیراط رہگیا۔ اور اس کی شکل ایسی عمدہ نکل آئی کہ ہندوستان کے ہیروں جیسی آب و تاب دینے لگا۔ حال کے نواب ڈڈلے نے اسکے گرد ۹۵ چھوٹے بیڑے جڑوائے ہیں۔ اور اس کی چمک دمک کو اور بھی زیادہ رونق دی ہے۔

{Hope Blue French blue Ta…versougmor Blue}

(۴۶) الماس توریز ابیو۔ فرنچ بلیو۔ یعنی ہوپ بلیو کا بیان

اس الماس کی داستان نہایت ہی دلچسپ ہے۔ دو دفعہ یہ گم ہوا۔ اور دو ہی دفعہ اس کے نام اور وزن میں تغیر ہوا۔ اسکی داستان اس طور پر ہے کہ توریز صاحب ۱۶۴۲ء میں ہندوستان سے خرید کر یورپ میں لائے۔ اور لوئس چہاردہم شاہ فرانس کے پاس ۱۶۶۸ء میں فروخت کردیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ [illegible] تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہندوستان کے جنوبی مغربی گھاٹوں میں سے [illegible] ہوا تھا۔ اس کا اصلی وزن ۱۱۲ قیراط تھا۔ چونکہ توریز نے اس الماس کو نہایت [illegible] اس لئے یہ الماس بنام توریز آف ڈایامنڈ (یعنے توریز [illegible] یعنے توریز کا نیلگوں) مشہور ہوا۔ شاہ فرانس کے ہاتھ آنے سے یہ الماس کاٹا گیا اور وزن میں ۶۷ قیراط رہگیا۔ اور بنام فرنچ بلیو (یعنے فرانس کا نیلگوں الماس) مشہور ہوا۔ اور لوئس چاردہم کے خریدنے کے بعد ایک صدی تک اس الماس کا کچھ پتہ نہ ملا۔ بعدہ ایک مثلث شکل پہلودار ہیرا سے نیلے رنگ کا [illegible]

کے شاہی جواہرات میں پایا گیا۱؎ جس کا وزن ۶۷ ۱/۸ قیراط تھا - اور یہی توریز کے الماس کا وہ
کاٹا جانے سے رہ گیا تھا - فرانس کے شاہی جواہرات کی فہرست میں (جو ۱۷۹۱ء میں تیار ہوئی)
یہ الماس دوم درجہ پر رکھا گیا ہے - اور اسکی قیمت ۳۰ لاکھ فرنک یعنی ۱۲ لاکھ روپیہ اور وزن
۶۷ ۱/۲ قیراط بیان کیا گیا ہے - یہ الماس ۱۷۹۲ء میں بمقام گرنیڈ میوبل واقعہ پیرس رکھا گیا - جہاں
سے کہ اسی سال یہ الماس ۱۷ ستمبر میں کھو گیا - بعدہ اسکی سرگذشت اس طرح ہے کہ یہ الماس
پھر کاٹا گیا ہو - چنانچہ کچھ عرصہ بعد ایک الماس اسی رنگ ڈھنگ کا دستیاب ہوا - جس سے
لوگوں کو یقین ہوا کہ یہ الماس وہی - توریز کا الماس ہے جو بنام فرنچ بلیو مشہور تھا - اور دوبارہ
کاٹے جانے سے پہچانا نہیں جاتا - یہ الماس دوبارہ کاٹا جانے سے ۴۴ ۱/۴ قیراط رہ گیا تھا - اسکو
مسٹر ہوپ نے ۱۸ ہزار پونڈ پر خریدا - اور اس لئے یہ بنام ہوپ بلیو یعنی (ہوپ صاحب کا
نیلگوں الماس) مشہور ہوا - اور ۱۸۳۰ء میں ڈینیل الایاسن (Daniel Aliason) صاحب
کے پاس دیکھا گیا - اس دلیل پر زیادہ تر اس لئے اعتبار کیا جاتا ہے کہ توریز کا الماس ایک طرف
سے بڑھا ہوا تھا - جس سے الماس کی مقطع سی شکل ہی تھی - پہلی دفعہ کاٹنے میں الماس کی پہلی
شکل ہی قایم رہی جس سے یہ بدشکل برلینٹ دکھلائی دینے لگا - اس سے بعدہ ایک ٹکڑا ۱۳
یا ۱۴ قیراط کا کاٹا گیا ہوگا - اور پھر عمدہ برلینٹ بنانے کے لئے ایک دو اور چھوٹے ٹکڑے
کاٹے گئے ہونگے - جس کے باعث یہ ۶۷ ۱/۲ سے ۴۴ ۱/۴ قیراط رہ گیا - چونکہ اب بھی الماس
ہوپ کی ایک طرف سیدھی ہے اسلئے صاف ظاہر ہے کہ اس سے ایک دو ٹکڑے علحدہ کاٹے
گئے ہونگے - اگر وہ ٹکڑا یا ٹکڑے جو اس سے کاٹے ہوئے خیال کئے جاتے ہیں دستیاب
ہو جاویں تو اس الماس ہوپ کے الماس توریز ہونے میں کچھ شک نہیں رہتا - ان ٹکڑوں کے
ملنے اور پہچاننے میں مشکل یہ ہے کہ وہ بھی ضرور دوسری دفعہ کاٹے اور جلا دیئے گئے ہونگے -
کاٹا ہوا ٹکڑا ضرور پہلے مثلث شکل ہوگا - اور اُس کا وتر ہوپ الماس کے ضلع مستقیم کے متشابہ

۱؎ چنانچہ مار صاحب کا بیان ہے کہ فرانس کے شاہی جواہرات میں ایک الماس ۶۷ ۱/۲ قیراط وزنی ہے ۔

ہوگا۔ اگران علامات کا کوئی رنگ ملجاوے توسب تفرقہ مٹ جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۱۲ء میں ایک ایسا ہی الماس جو الماس ہوپ والماس توریز کے رنگ ڈھنگ کے مشابہ تھا ڈیوک آف برنزوک (Duke of Bruswick) کے پاس تھا جس نے اسے ۱۱ اپریل سنہ ۱۸۷۴ء میں بمقام جینوا سوداگران آکس براورس Messrs Ochs Brothers کے پاس ۶۸۰ پونڈ پر فروخت کردیا۔ اس کا وزن ۱۳ قیراط تھا۔ تیسرا ٹکڑا اب معلوم ہوا ہے جو رنگ ڈھنگ میں الماس ہوپ والماس ڈیوک آف برنزوک سے متشابہ ہے۔ اس کا وزن ۱ قیراط ہے۔ قریباً بیس سال گذرے ہونگے کہ اس چھوٹے ٹکڑے کو شہرہ دنیا میں سوداگران ہرٹز Herlz & Co نے خریدا۔ جس سے مسٹر سٹریٹر نے ۳۰۰ پونڈ پر خرید لیا۔ اب ان تینوں ٹکڑوں کا وزن ۴۴ + ۱۳ + ۱ = ۵۹ قیراط ہوا۔ لیکن چونکہ فرینچ بلیو الماس کا وزن جس کے یہ تینوں ٹکڑے ہیں ۶۷ قیراط تھا۔ اسلیئے خیال کیا جاتا ہے کہ بقیہ ۷ قیراط کٹوائی میں گئے ہونگے۔ اس سے ثابت ہوا کہ الماس برنزوک اور ہوپ بلیو۔ الماس فرینچ بلیو کے ٹکڑے ہیں اور الماس توریز بلیو۔ فرینچ بلیو۔ اور ہوپ بلیو تینوں ایک الماس کے نام ہیں ✦

الماس ہوپ بہت عمدہ خوشنما۔ اور نیلم سا نیلگوں ہے۔ اس کی چمک دمک بہت عمدہ ہے۔ مسٹر وسٹرپ اس کی قیمت قریباً ۲ لاکھ روپیہ بیان کرتا ہے۔ ا صاحب فرینچ بلیو کی قیمت ایک لاکھ روپیہ بتلاتے ہیں۔ یہ الماس اب ۱ انچ طول۔ اور ۷ انچ عرض میں ہے۔ اور یہ بے عیب و بے رگ ہے ✦

Little Sancy

(۳۷) الماس لٹل سینسی کا بیان

یہ الماس پرشیا کے شاہی خزانہ میں ہے۔ اور بریلینٹ قطع اور ۳۴ قیراط وزنی ہے۔ اس کو فریڈرک ہینری Frederick Henry شاہ اورینج Orange

نے (جو ۱۶۲۳ء میں مرگیا) خریدا تھا۔ فرڈریک کے ذریعہ یہ الماس اورینج سے پرشیا کے شاہی خزانہ میں داخل ہوا۔ جب شہزادہ آلبرٹ کی شادی شاہزادی میری سے ہوئی تو یہ الماس دولہن کی مالا میں منسلک تھا۔ اس کا نام لٹل سینسی یعنے سینسی خرد اسواسطے پڑا کہ یہ الماس بھی پہلے نکلس ہرلائی ڈی سینسی کے پاس تھا۔ اُس کی وفات کے بعد یہ الماس فروخت ہوا اور فرڈریک ہینری سے ... سے خریدا۔ چونکہ سینسی کے بڑے ۵۴ قیراط وزنی ہیرے کا نام گریٹ سینسی یعنے سینسی کلاں ہوا اس لئے اُس سے چھوٹے ۳۴ قیراط وزنی ہیرے کا نام لٹل سینسی پڑا +

Napolean

(۳۸) الماس نیپولین کا بیان

مسٹر مری کا بیان ہے کہ یہ الماس مسٹر الیاسن[۲] کے پاس تھا۔ اس شخص سے شاہ نیپولین بوناپارٹ نے اس الماس کو ۸ ہزار پونڈ پر خریدا۔ اور جب شاہ مذکور نے ۱۷۹۶ء میں ... تو یہ الماس اُس کی تلوار کے قبضہ میں مزین تھا۔ اس کے بعد اس کی بابت کچھ حال معلوم نہیں ہوتا۔ ۱۸۱۰ء میں جو شاہی جواہرات کی فہرست تیار ہوئی۔ اس میں اس کا کچھ ذکر نہیں شاید یہ تلوار سے نکالکر کسی اور جگہ لگا گیا ہوگا۔ جو شاہ نیپولین سوم کی تخت نشینی سے پیشتر فروخت کیا گیا ہوگا +

---

[۱] یہ وہی شخص ہے جس نے الماس سینسی کلان ہینری سوم و چہارم کو دیا تھا۔ دیکھو صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶ باب دوم ۱۲

[۲] یہ وہ ہی شخص ہے جس نے الماس ہوپ ہوپ صاحب کے پاس بھیجا تھا ۱۲

مشہور و معروف ہیروں کی فہرست

نمبر شمار	نام الماس	وزن در قیراط: ناتراشیدہ	وزن در قیراط: تراشیدہ	ماہیت	جائے برآمد	سنہ برآمد	قیمت تخمینا	نام مالک وکیفیت
۱	برگنزا	۱۶۸۰	۰	بط کے بیضہ کے برابر ہے شک ہے کہ شاید یہ ٹھیک صحیح ہو	دریائے ایبٹے واقعہ برازیل	سنہ ۱۷۴۱ء	۵۹۴۴۸۰۰۰ روپیہ	شاہ پرتگال یہیں مجبور ہوئے حالت جلاوطنی میں اسے رہا
۲	مٹن	۳۶۷	۰	بیضوی شکل۔ ایک طرف سے بڑا ہوا ہے نیلی مائل سفید عمدہ خاص	کان لنداک واقعہ جزیرہ بورنیو	سنہ ۱۷۸۷ء	۲۶۹۳۸۰۰ روپیہ	راجہ مٹن۔ ایک دیاک نے نکالا تھا۔ راجہ کو بڑا عزیز ہے
۳	نظام	۳۴۰	۰	بادامی شکل۔ ایک طرف سے ٹوٹا ہوا۔ اسکی شکل خیال سے ڈھب نہیں	کان کلور واقعہ ہندوستان	نامعلوم	۲۰ لاکھ روپیہ	نظام حیدرآباد کے خزانہ میں ہے خیال کیا جاتا ہے ٹھیک پتہ نہیں ملتا۔
۴	ستیوارٹ	۲۸۸ ⅜	۰	جنوبی افریقہ کے اکثر ہیروں کی طرح ہلکے زرد رنگ کا ہے۔ ہیئت معدنی عمدہ ہے	جنوبی افریقہ	سنہ ۱۸۷۲ء	۰	سوداگران پیٹر اور سن کے ہاتھ فروخت ہوا۔
۵	مغل اعظم	۷۸۷ ½	۲۷۹ ۹/۱۶	نیم بیضوی مرغی کے انڈے کے برابر عمدہ آبدار گلابی مائل ایک طرف سے کچھ اونچی نکلی طرف رگ۔	کان کلور واقعہ ہندوستان	سنہ ۱۶۵۰ء	۶۰ لاکھ روپیہ	تاورنیر نے اسے اورنگ زیب کے دربار میں دیکھا تھا۔ اس کا پتہ نہیں ملتا۔
۶	ڈوٹائیٹ امل	۲۴۴	۰	ہلکا رنگ۔ بے رنگ عمدہ آبدار نہیں۔	ڈوٹائیٹ یان جنوبی افریقہ	سنہ ۱۸۷۹ء	۰	۰
۷	گریٹ ٹیبل	۰	۲۴۲	ٹیبل کاٹ کا۔ عمدہ شکل کا	دریائے گوداوری واقعہ ہند	۰	۵ لاکھ روپیہ	پہلے یہ شاہ گولکنڈہ کے پاس تھا تاورنیر نے ۱۶۴۲ء میں دیکھا اب اس کا پتہ نہیں ملتا

نمبر شمار	نام الماس	وزن	وزن	ماہیت	مقام دریافت	تاریخ دریافت	قیمت تخمینی	نام مالک و کیفیت
۸	رجنٹ آف پرتگال	۲۱۵	۰	گول شکل	دریائے ابیٹ واقعہ برازیل	۱۷۷۵ء	۴۴۱۶۶۴۰۰۰ روپیہ	شاہ پرتگال۔ ایک غلام نے اسے دریافت کیا تھا۔
۹	جیگرس فونٹین	۲۰۹¼	۰	۰	جیگرس فونٹین واقعہ جنوبی افریقہ	نومبر ۱۸۹۳ء	۵۰ ہزار روپیہ	یہ الماس فریئر کی زمین سے نکلا اور چوری میں گیا۔ پھر پتا ہوگیا۔
۱۰	آرلوف	۰	۱۹۴	کبوتر کے انڈے کے برابر۔ زردی مائل بکم ہندستانی کاٹ کا۔ اوپری طرف پہلو۔	ہند	۰	۱۲ یا ۱۴ لاکھ روپیہ	شاہ روس۔ یہ پہلے سری رنگ کی آنکھ میں مزین تھا۔
۱۱	دریائے نور	۰	۱۸۶	گلابی کاٹ کا بیضوی شکل چمک اعلیٰ درجہ کی نہایت خوشنما۔	ایضاً	۰	نہایت قیمتی	شاہ فارس۔ کیانی بیش قیمت بازوبند میں مزین ہے پہلے شاہان مغلیہ کے پاس تھا
۱۲	کوہ نور	۱۹۴	(۱) ۱۶۸ (۲) ۱۰۶	برلینیٹ قطع۔ بیضوی شکل۔ بھورا سا رنگ۔ آب بہت عمدہ نہیں	دریائے کشنا واقعہ ہند کے متصل کان سے۔	۰	۴۰ لاکھ روپیہ	ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا پہلے شاہان مغلیہ کے پاس تھا
۱۳	Porter Rhodes پورٹر رہوڈس	۱۵۰	۰	بہت عمدہ چمکیلا نیلا سا سفید۔ آبدار۔	کان کمبرلے واقعہ جنوبی افریقہ	۱۲ فروری ۱۸۸۰ء	۲۰ لاکھ روپیہ	پورٹر رہوڈس صاحب
۱۴	ٹرکی اول Turkey	۰	۱۴۷	۰	ایک لڑکے نے ریتا میں سے نکالا	۰	۰	شاہ روم۔ اسکا ٹھیک حال معلوم نہیں ہوتا۔
۱۵	ایضاً دوم	۰	۸۴	۰	۰	۰	۰	ایضاً
۱۶	تاج ماہ	۰	۱۴۶	عمدہ آبدار۔ گلابی قطع۔ عمدہ خوشنما	دریائے مہانڈی واقعہ ہندوستان	۰	قیمتی ہے	شاہ فارس۔ بازوبند میں مزین ہے۔
۱۷	فلورنٹن	۰	۱۳۹½	لیموں سا زرد رنگ ۹ پہلو دار۔	ہند		۱۵½ لاکھ روپیہ	شاہ آسٹریا۔
۱۸	پٹ یا ریجنٹ	۴۱۰	۱۳۶ ¾	گول شکل۔ عمدہ تراش شدہ ۱½ انچ طول ۱ انچ چوڑا ¾ انچ موٹا۔	کان برتیال واقعہ ورکنڈا ہندوستان	۱۷۰۱ء	۴۸ لاکھ روپیہ	شاہ فرانس۔ ہیرا نے تاج میں مزین ہے۔

نمبر شمار	نام الماس	وزن در قیراط (بعد تراش)	وزن در قیراط ([illegible])	ماہیت	مقام پیدائش	[illegible]	قیمت تخمینہ	نام مالک و کیفیت
۶۳	بن تم	۰	۳۶	پہلودار	بورنیو	۰	۱۵ یا ۱۶ ہزار کروڑ	۔ جبن تم ۔ تویرنے اسے ۱۶۴۳ء میں راجہ بنتم کے پاس دیکھا۔ راجہ نے کہا کہ میں نے یہ الماس ملکہ بورنیو سے لیا تھا۔ اور کٹوانے کے واسطے اسے گوا میں بھیجا۔ جب ہالینڈ والوں نے بنتم کو فتح کیا تو یہ انکے قبضہ میں آیا اور آجکل جواہر خانہ ہالینڈ میں خیال کیا جاتا ہے
۶۴	ہارن بی Hornby	۰	۳۶	۰	ہند سے آیا۔	۰	۰	مری صاحب لکھتا ہے کہ ۱۷۷۵ء میں ولیم ہارن بی گورنر بمبئی اس الماس کو ہندوستان سے لایا۔ اور اب شاہ فارس کے پاس ہے اب اسکا کوئی ٹھیک پتہ نہیں لگتا
۶۵	ہالینڈ Holland	۰	۳۶	ہتھیلی شکل	بورنیو	۰	۱۰۳۶۸۰ روپیہ	شاہ ہالینڈ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہالینڈ کے کسی کالونی میں سے یہ بطور نذرانہ ملا ہوگا۔ مری صاحب اسکی بابت مجملاً لکھے ہیں
۶۶	ہرٹ یعنے صنوبری Heart	۰	۳۵	صنوبری شکل گلابی فقط عمدہ آبدار۔ تین رکھیں۔	۰	۰	۰	تورنیر لکھتا ہے کہ ۱۶۶۵ء میں میں نے شاہی جواہرات میں ایک کلاہ دیکھا جسمیں کئی ایک الماس مزین تھے۔ انمیں ایک الماس گلابی اور صنوبری شکل تھا۔ جو [illegible] نے دکھلایا۔ یہ جواہرات [illegible] مغلیہ کے کلاہ میں مزین ہو [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ نادر شاہ اور جواہرات کے ساتھ اسے بھی لے گیا ہوگا۔ اسکا کچھ پتہ نہیں لگتا
۶۷	[illegible]	۰	۳۴	برنیٹ [illegible] کا عمدہ رنگ [illegible] کا				شاہ پرشیا۔ پہلے سیفی صاحب کے پاس تھا۔
۶۸	[illegible]	۰	۳۴	خوبصورت عمدہ آبدار		۰	۴۰ ہزار روپیہ	شاہ فرانس۔ نپولین بوناپارٹ نے خریدا۔
۶۹	کمبرلینڈ Cumberland	۰	۳۲	۰	۰	۰	الا کھ [illegible]	اہالیان لنڈن نے یہ الماس خرید کر ولیم ڈیوک آف کمبرلینڈ کو ۱۷۴۶ء میں دیا۔ ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے ۱۸۶۶ء میں اس الماس کو شاہ ہینوور کر دیا لیکن کچھ ٹھیک پتہ نہیں تھا۔

نمبر	نام الماس	وزن در قیراط قبل تراش	وزن در قیراط بعد تراش	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	نام مالک و کیفیت
۷۰	برازلیین Brazeelaan	۹۰	۳۲	برلینٹ کاٹ ۔		.	.	ما۔ صاحب ۹۴ صفحہ پر لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے برازیل سے ایک الماس ۹۰ قیراط وزنی لیا ہے ۔ جو کٹوانے سے ۳۲ قیراط رہگیا کٹوائی میں ۲ ہزار روپیہ لگا نہ
۷۱	توریزب	سبحہ ۲۴	.	.	.	.	.	چونکہ یہ تراشیدہ تھا ۔ اسلئے کاٹا جانے سے اس کی شکل بدل گئی ہوگی ۔ اس لئے اب پہچانا نہیں جاتا ۔
۷۲	توریزنج	.	سبحہ ۳۱	سفید ۔ خالص ہند کا تراشیدہ	.	.	۱۲۰۰۰ روپیہ	شاہ فرانس ۔ اسکا ٹھیک پتہ نہیں ملتا معلوم ہوتا ہے کہ تاج میں جڑا گیا ہوگا ۔
۷۳	ڈرزڈن سفید Dresden white	.	۳۰ ٭	سفید ۔ برلینٹ عمدہ آبدار				مجمع الجواہرات ڈرزڈن میں یہ ایک عمدہ جواہر ہے اور ایک زیور میں مزین ہے ۔
۷۴	ڈرزڈن زرد Dresden yellow	.	۳۰	زرد رنگ برلینٹ ؟ خوبصورت			.	گرین والٹ واقعہ ڈرزڈن ۔ سکیو صاحب اس کی بابت مجمل سا ذکر لکھتے ہیں ۔

فصل دوم

Ruby

یاقوت کا بیان

یاقوت جسے انگریزی میں روبی[۱] Ruby اور ہندی میں مانک کہتے ہیں۔ بڑا بیش قیمت جواہر ہے۔ یہ ندرت۔ رنگت اور خوش وضعی کے باعث سب جواہرات سے افضل گنا جاتا اور نہایت ہی قبول نظر ہے۔ اصل میں یہ جواہر کارنڈم[۲] کی ایک قسم ہے۔ الماس کے بیان میں لکھا گیا ہے۔ کہ ہیرے کا اصل کاربن ہے۔ اب یہ سوال ہوسکتا ہے کہ آیا صرف اکیلا کاربن ہی کل بدل کر سب جواہرات بنجاتا ہے۔ یا کوئی اور شے بھی ہے۔ جو جواہرات کا مادہ کہی جا سکے۔ تو جواب ہوسکتا ہے۔ کہ پیدایش قدرت میں ایک شے ایلومینا[۳] ہے جو بڑے بڑے جواہرات کے مرکبات کیمیائی میں ایک جزو بنتا ہے۔ ایسی قسم کے جواہرات کو جن میں یہ مادہ مرکب ہے "رنڈم" کہتے ہیں۔ اور یہ جواہرات خواص اور اوصاف کے لحاظ سے الماس پر بھی سبقت لے گئے ہیں۔ لفظ کارنڈم میں دو جواہر پر حاوی ہے یاقوت اور نیلم +

کیمیاگر یاقوت کی چار قسمیں بتاتے ہیں اول مشرقی یاقوت۔ دویم سیائنل۔ و[۴] جسے ہندوستانی لعل رمانی کہتے ہیں۔ سیوئم بیلیس[۵] روبی۔ اور چہارم روبیل اگرچہ آخری تین قسمیں رنگ ڈھنگ کے باعث یاقوت کے ہم پلہ ہیں لیکن سختی وزن مخصوص اور ایک دو خواص کے لحاظ سے یاقوت سے کم درجہ ہونے کے باعث اس سے مختلف ہیں۔ اس لئے

corundum

[۱] لفظ روبی سے نکلا ہے جسکے معنے سُرخ ہیں اور اب یاقوت پر بولا جاتا ہے ۱۲ [۲] کارنڈم سنسکرت کے لفظ کورنڈ کے مرادف ہے جو ہندوستانی ایک اور جواہر کو جو بے رنگ اور براق ہوتا ہے۔ ۲ رنڈم کہتے ہیں اسکا ذکر حصہ دوم میں کیا جاویگا ۱۲ [۳] Alumina ایک مفرد عنصر کا نام ہے دیکھو باب اول ملکہ کتاب ہذا ۱۲ [۴] ۔۔۔ باب سوئم

جواہرات درجہ دوئم میں شمار ہوتے ہیں۔ یاقوت مشرقی کے اہل عرب وفارس دو نوع بتلاتے ہیں ایک یاقوت دوئم لعل۔ اب یاقوت کا بیان کیا جاتا ہے ؛

یہ جواہر اپنی ندرت اور خوش رنگی کے باعث نہایت ہی بے بہا ہے۔ زمانہ قدیم سے یہ عجیب جواہر نامزد عالم چلا آتا ہے۔ کئی عالموں نے اسکی بابت طرح طرح کے بیان لکھے ہیں شاعر لوگ اسے استعارتاً اپنے شعروں میں استعمال کرتے ہیں اور خاصکر لبِ معشوق کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک شاعر لکھتا ہے۔ ؎

لب لعل تو یاقوت است یاقوت است مرجان را ... خم زلف تو بادام است یا دام است انسان را

بعض لوگ اس کی نسبت خیال کرتے ہیں کہ یہ رات کو بھی دن سا درخشاں ہے۔ اور اس لئے شب چراغ کہتے ہیں زمانہ قدیم میں آجکل سے بھی اسکا زیادہ قدر ہوتا تھا ؛

تھیوفرسٹس۔ لکھتے ہیں۔ کہ یاقوت کی شکل ایک جلتے ہوئے کوئلے کیطرح ہے جو شعاع آفتاب میں رکھا ہوا ہو۔ اسی طرح کئی اور مصنفوں کے بیان اس کی چمک دمک کے بارے میں ہیں آجکل کے جوہری اسکی یہ قسمیں بیان کرتے ہیں ؛

(۱) **چولاورن** (خوب سرخ)۔ (۲) **بنوسی** (سیاہی مائل سُرخ یہ خراب قسم ہے)۔ (۳) **تاجات** (جسمیں شگاف ہوں یہ بھی خراب قسم ہے)۔ (۴) **گلگون** (زردی مائل)۔ (۵) **اطلسی** (۶) **آتشی** اور (۷) **کھیرا** (جس کا رنگ کتھ کی طرح ہو) ؛

(۲) خواص وماہیت

(۱) یاقوت ایک عمدہ خوش شکل جواہر ہے۔ حالت آغاز میں اسکی معدنی شکل مسدس اور متوازی الاضلاع ہوتی۔ اور اس کا ہر ایک گوشہ عموماً کمیلا ہوتا ہے۔ اسے بعدہٗ کاٹ کر حسب ضرورت اور شکل کا بنا دیتے ہیں ؛

(۲) الماس سے اُتر کر یہ جواہر کسی جواہر سے سختی میں کم نہیں۔ اس واسطے یہ صراف

سے بھی کاٹا جا سکتا ہے - اور نیلم زمرد - پکھراج اور سنگ یشم کو یہ کاٹ سکتا ہے - اسکی سختی نو درجہ کی ہوتی ہے ؛

(۳) چمک اس جواہر کی بلورین ہے - متقدمین کو اسکی چمک کا یہانتک خیال تھا - کہ وہ بیان کرتے کہ یہ جواہر اندھیری رات میں چراغ کا کام دیتا ہے ؛

(۴) یہ جواہر عمدہ خوش رنگ ہوتا ہے - اسکا رنگ قرمزی - کبوتر کے خون سا سُرخ گلابی اور ارغوانی رنگ مائل ہوتا ہے - اہل عرب اسکے اور کئی رنگ بیان کرتے ہیں :- مثلاً زرد - کبود - سبز اور سفید اور ہر ایک رنگ کی مختلف قسمیں بیان کرتے ہیں ان سب سے رمانی یعنے انار کا رنگ عمدہ سمجھا گیا ہے - سُرخ رنگ یاقوت کی یہ نوعیں بتلاتے ہیں ؛ (۱) سُرخ حمری (یعنے بڑا سُرخ (۲) سُرخ اودی (گلابی) - (۳) سُرخ نارنجی (۴) سُرخ زعفرانی (۵) سرخ نیموی (یعنے پختہ لیموں رنگ) - کبود رنگ کی یہ اقسام بیان کرتے ہیں کبود - آسمان گون (یعنے آسمانی رنگ) - (۲) کبود کوہلے (یعنے سُرمہ رنگ) کبود لاجوردی (لاجورد رنگ) کبود پستائی (پستہ رنگ) : (۵) یاقوت شفاف ہوتا ہے (۶) اسکا وزن مخصوص ۶ر۴ سے ۸ر۴ درجہ تک ہوتا ہے اور بعض ۹۹ر۳ سے ۲ر۴ درجہ تک بیان کرتے ہیں (۷) اسمیں طاقتِ انعکاس دو چند ہے لیکن تھوڑے درجہ کی (۸) ملنے سے اس میں طاقت برقی پیدا ہوتی ہے اور چند گھنٹوں تک رہتی ہے (۹) اسمیں ۸ر۹۸ حصہ الیومینا ہ ۱ حصہ آکسڈ آف آئرن[1] اور ۵ حصہ چونا مرکب ہیں (۱۰) بعض کہتے ہیں کہ سُرخ رنگ یاقوت کے بغیر اور کوئی قسم یاقوت تاب گرمی نہیں سہار سکتا - بعض کی رائے ہے - کہ سرخ رنگ یاقوت کو گرمی دیجاوے تو اسکی چمک بڑھتی ہے - اور سُرخی مائل سفید رنگ یاقوت کو گرمی پہنچانے سے وہ سرخ ہو جاتا ہے - درحقیقت دھواں - پسینہ - روغن اور بدبو یاقوت کے رنگ پر اثر کرتے ہیں - یعنے اسکے رنگ کو ہلکا یا خراب کر دیتے ہیں لیکن یہ بات کہ گرمی

---

[1] دیکھو باب اول صفحہ ۱۵۱ لوہے کا آکسڈ ۱۲

پہنچانے سے یاقوت کا رنگ تیز ہو جاتا ہے تجربہ سے ثابت نہیں ہوتی - بقول حکماء یونان یاقوت میں یبوست درجہ دویم کی ہے اور زرد اقسام میں برودت اور یبوست درجہ دویم ہے ؞

(۳) یاقوت کہاں سے پایا جاتا ہے

مشرقی یاقوت اکثر کھار ریت میں پایا جاتا ہے اور دیگر جواہرات کے ساتھ بھی اکثر ملتا ہے - لیکن عموماً اسکے ساتھ گرینائیٹ - بسالٹ گینیس (Gnets) ہارن بلینڈ[1] اور دیگر پتھر پائے جاتے ہیں[2] بعض حکما کا بیان ہے - کہ " یاقوت گندھک اور سیماب کی کانوں میں پایا جاتا ہے - اور کبھی کبھی الماس کی طرح اپنے اصلی وطن سے بہ کر دریاؤں میں سے بھی دستیاب ہوتا ہے - اسکی پیدائش کے مقامات مفصلہ ذیل ہیں :-

برہما - سیام - پیگو - ہندوستان - بدخشان - سراندیپ - دریائے الب - ڈینوب سوبہ بوہیمیا - فرانس - برازیل - آسٹریلیا - بورنیو - اور سماٹرا - لیکن ان میں سے چند ہی ممالک ہیں جو ان کی بکثرت پیدائش کے باعث نامزد ہو سکتے ہیں ؞

(۱) برہما میں سب ممالک کی نسبت عمدہ یاقوت پائے جاتے ہیں اس جگہ سب سے عمدہ یاقوت بمقام موگاسٹ رکیات پیان جو شہر آوا[3] سے پانچ روز کی راہ پر ہیں ملتے ہیں لیکن آجکل کے جوہری کہتے ہیں - کہ سب سے عمدہ وہ یاقوت ہیں جو شہر مانڈلے کے شمال مشرقی حصہ اور دریائے اپرسالوین کے جنوبی حصہ کے درمیان پائے جاتے ہیں - مانڈلے سے دس روز کی راہ پر یاقوت کی کانیں ہیں - یہ اُن پہاڑوں کے نیچے ہیں جو ملک کے شمالی حصہ میں واقع ہے - یہ تین کانیں ہیں جن کو مونو - کاڈی - اور چاپکین کے نام سے پکارتے ہیں - کان مونو - سے بہت ہی عمدہ یاقوت برآمد ہوتے ہیں - یہ کانیں ملک کے کسی بڑے رئیس کو بطور ٹھیکہ دی

---

[1] ایک قسم کا پتھر جو گرینائیٹ کیطرح ہوتا ہے ۱۲ [2] ایک قسم کا سبز تاریک رنگ کا پتھر [3] سنگ ریزہ یاقوت کی شکل میں - ... - اور مشرقی یاقوت کی شکل معدنی پلیٹ ... ہے [3] برہما کا دار الحکومت ... عرض شمالی ... درجات طول شرقی پر ۱۲

جاتی ہیں۔ اور جو یاقوت الف ہزار روپیہ سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ بادشاہ کی اجازت کے
بغیر ملک سے باہر نہیں بھیجا جاسکتا۔

مسی (Mesny) صاحب جو چین اور تبت سے سیر کرتے ہوئے برہما میں داخل
ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اپر برہما[1] کے کوہستانی صوبجات میں جنکو کچن (یعنے برفانی پہاڑ) کہتے
ہیں۔ وہاں کے باشندے یاقوت اور دیگر جواہرات کی بڑی تجارت کرتے ہیں اور گورنمنٹ
چین و برہما کو معقول خراج دیتے ہیں چونکہ برہما میں کئی مہینوں تک طوفان آتے رہتے
ہیں اس لئے یہ لوگ سال بھر میں تین چار مہینوں سے زیادہ یاقوت کی تلاش نہیں کرسکتے جبکہ
طوفان کے موسم کا آغاز ہوتا ہے تو یہ لوگ تلاش کرنا چھوڑ کر سرحد چین کے شہروں میں
چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے یاقوت صرف ہندوستان کے روپیہ یا دیگر سکہ جات مجریہ
گورنمنٹ ہند کے عوض فروخت کردیتے ہیں۔ برہما میں ان یاقوتوں کی نسبت بڑے بڑے
سخت قانون جاری ہیں۔ چنانچہ جاہن کرافورڈ[2] (John Crawford) صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "ہم ایک آرمینیا
کے رہنے والے کے ہاں یاقوت اور نیلم دیکھنے گئے۔ اس نے ہمیں چند چھوٹے عدد دکھلائے
اور علیحدگی میں کہا کہ ان سے بڑے نگ میں اس جگہ نکال نہیں سکتا۔ کیونکہ ستر پونڈ سے
زیادہ قیمتی یاقوت دولت سرکار سمجھا جاتا ہے۔ اور ان کا چھپانیوالا ملزم قرار پاتا ہے۔ اور
سزائے جرمانہ اور قرقی جائداد کا مستوجب ہوتا ہے" اس جگہ ایک اور سخت قانون ہے
کہ جس سے بڑے بڑے یاقوت بازار میں فروخت نہیں ہوسکتے۔ یعنے جو شخص ایک سو
ٹکال[3] وزنی یاقوت کہیں سے حاصل کرے۔ اسے بڑی تکلیف دیکر جواہر کو محکمہ دیوان مال
میں سپرد کرنیکو مجبور کرتے ہیں۔ اکثر وہ لوگ سزا اور جرمانہ سے بچنے کے لئے ایسے وزنی
عدد کو توڑ کر فروخت کردیتے ہیں جس سے سرکار کو ایک طرح نقصان پہنچتا ہے" چونکہ شاہ
برہما انکا بڑا شائق ہے۔ اس لئے اس کا لقب لارڈ آف دی روبیز (Lord of the Rubies)

[1] برہما کا شمالی حصہ [2] ایک مشہور سیاح [3] ایک وزن کا نام جو ۹۳ رتی کے برابر ہوتا ہے۔

یعنے مالک یاقوت برما ہے۔ کہتے ہیں کہ مرحوم شاہ فرمانروائے برہما ان کا بہت ہی مشتاق تھا۔ اُس نے ان کا غیر وطن و ممالک میں تجارت کے لئے بھیجنا بند کر دیا۔ یہانتک کہ چند ناظم شخصوں کے بغیر اور کوئی یاقوت خریدنے نہ پاتا۔ اور صرف چند ہی یاقوت (پوشیدہ طور سے) ملک سے باہر جا سکتے۔ اس ملک کے دیسی لوگوں کا وہم ہے کہ یاقوت زمین میں پکتے ہیں اور پہلے بیرنگ ہوتے ہیں۔ بتدریج پکتے پکتے زرد۔ سبز اور نیلگوں ہو کر آخر سرخ رنگ ہو جاتے ہیں۔ برہما کی زبان میں سرخ رنگ یاقوت کو مینیو گنی کہانا یا گھی اور گلابی رنگ کو پانی یانگ کہتے ہیں۔ عیب دار یاقوت کے برہما کی زبان میں یہ نام ہیں (۱) آیہ دی (سرخ رنگ سیاہی مائل)۔ (۲) نوح۔ (دودھیا رنگ عیب دار) (۳) آتے زوئی۔ (یعنی ایک حصے میں گہرا رنگ ہو اور دوسرے میں ہلکا)۔ (۴) آتے ملے (غیر چمکدار)۔ (۵) اَیمبو (خراب آبدار) ناتراشیدہ یاقوت کو کینو سایا آتے آنے اور تراشیدہ کو تابلا کہتے ہیں اور جن کو صرف جلا ہی دی گئی ہو۔ انہیں نجن کہتے ہیں۔

پیگو[1] بھی یاقوتوں کا وطن کہلاتا ہے اور بافراط پیدائش یاقوت کے باعث نامزد چلا آتا ہے۔ بعض بیان کرتے ہیں کہ یہاں کی کانوں کے اردگرد کی زمین بالکل غیر آباد ہے اور زمین سے گندھک کی بو نکلتی ہے۔ فقیر لوگ ان دشوار گذار مقامات سے یاقوت جمع کرتے ہیں۔ اور حسب قانون ملک پادشاہ کے پاس فروخت کر دیتے ہیں ۱۸۵۲ء میں جب پیگو گورنمنٹ انگلشیہ کی حدود سے ملحق ہوا تو بڑی آمدنی کی امید تھی۔ لیکن یہاں سے اب یاقوت کم نکلتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کانوں کے اردگرد بڑے بڑے درندے جانور ہیں اسلئے وہاں جانے کی کوئی شخص جرأت نہیں کر سکتا۔ برہما اور پیگو کے علاوہ سیام۔ سرندیپ اور دیگر مشرقی ممالک کے یاقوت عمدہ خوش رنگت کے باعث مشہور ہیں۔ یہ عام سنگریزوں کی طرح دریاؤں اور نہروں میں پائے جاتے ہیں ان کے ساتھ

---

[1] برہما کے شمال کیطرف ۱۸ عرض شمالاً ۹۶ طول شرقاً پر واقع ہے ۱۲

لعل رمانی بھی ملتے ہیں۔ لیکن جو یاقوت پیگو میں پائے جاتے ہیں ان سے افضل ہوتے ہیں
یاقوت کی مشہور و معروف کانیں بدخشان میں پائی جاتی ہیں۔ جو دریائے آکسس[1] کے متصل اور شونان سے تھوڑے فاصلے پر واقع ہیں۔ یہاں کے دیسی لوگوں کو وہم ہے کہ بڑے یاقوت ہمیشہ جوڑا ہی ملتے ہیں۔ اسلئے اگر کسی شخص کو کوئی یاقوت کہیں دستیاب ہو تو وہ اسے چھپا رکھتا ہے۔ جب تک کہ دوسرا نہ ملے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اگر دوسرا ہاتھ نہ آوے تو وہ پہلے کو توڑ ڈالتا ہے۔ ان کانوں کے نزدیک نیلگوں فلسپار[2] بھی پائے جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا استفامات کے علاوہ یاقوت برازیل۔ آسٹریلیا۔ بوربیو وغیرہ سے بھی دستیاب ہوتے ہیں ؏

(۴) یاقوت کے کاٹنے کا بیان

یاقوت ایک لوہے کے چکر پر کاٹا جاتا ہے اور الماس کے سوا اسے اور کوئی پتھر کاٹ نہیں سکتا اور چونکہ یہ جواہر بڑا سخت ہے اسلئے اُس پر نقش کا کام مشکل سے ہوتا ہے پھر بھی کئی منقش یاقوت دیکھے گئے ہیں۔ چنانچہ ایک بڑی مرغی کے بیضے کی شکل کے یاقوت پر جو شہر ڈیون شائر[3] میں ہے زحل کا نقش کھدوا ہوا ہے۔ ہماری ملکہ معظمہ کے پاس اس قسم کے بہت سے یاقوت موجود ہیں ایک پر لوئس دوازدہم کی تصویر منقش ہے ؏

(۵) یاقوت کی قیمت

یاقوت سب جواہر سے زیادہ قیمتی ہے۔ بڑی مقدار کے یاقوت اکثر بے بہا ہوتے ہیں۔ الماس سے بھی اسکی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ خالص اور عمدہ پانچ قیراط یاقوت کی قیمت اسی وزن کے الماس سے دس گنا ہوگی۔ یاقوت کی قیمت دیکھتے وقت اس

[1] دریائے آکسس یعنے آمو تاتار میں واقع ہے ۴۰ درجات طول شرقی ۔ ۴۰ عرض شمالی [2] یہ ایک معدن ہے جو کوارٹز کے مشابہ ہوتا ہے [3] انگلستان میں واقع ہے

بات کا امتحان کر لینا چاہیے۔ کہ یاقوت خالص تو ہے کیونکہ پلک۔ لعل رُمانی اور گلابی کھپلے یاقوت سے ایسے مشابہ ہوتے ہیں کہ اس کی بجائے یاقوت فروخت کئے جاتے ہیں سوائے دُوربین[1] کے اس کا فرق دریافت نہیں ہوسکتا۔ اسکے ذریعہ یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ آیا اس جواہر میں خواص ڈچروازم[2] ہے۔ یعنے اگر دو طرفوں سے دیکھیں تو دو علیحدہ علیحدہ رنگ دکھلائی دیتے ہیں۔ جو جواہر کہ از قسم تسرل[3] ہیں۔ اُن میں یہ خاصہ نہیں پایا جاتا اس کے علاوہ خواہ کسی قسم کا جواہر ہو اُسمیں یہ خاصہ پایا جاویگا۔ لعل رمانی اور پلک تسرل قسم سے نہیں۔ اس لیئے ان میں دورنگی معلوم نہ ہوگی اور یاقوت چونکہ ہیکسی گھنل[4] قسم سے ہے۔ اسلئے اُس میں یہ خاص ضرور پایا جاویگا۔ اگرچہ آنکھوں سے یہ رنگ دکھائی نہ دیوے لیکن دوربین سے یہ دورنگی ضرور ظاہر ہوجاویگی۔ بعض اسکی شناخت کا یہ طریق بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک سفید کاغذ پر یاقوت رکھیں اور اسی کاغذ پر کبوتر کے تازہ خون کا قطرہ ڈالیں اگر یاقوت اور قطرہ کا رنگ یکساں ہو تو یاقوت خالص اور عمدہ سمجھا جاویگا لیکن شناخت کا سب سے عمدہ طریق یہ ہے۔ کہ جس جواہر پر شبہ ہو اس کا وزن مخصوص اور خواص دریافت کر کے معلوم کریں کہ یہ کونسا جواہر ہے۔ چنانچہ اصلی یاقوت صرف الماس سے ہی کٹ سکتا ہے۔ اگر کوئی کم قدر جواہر اسے کاٹے تو یہ یاقوت نہ ہوگا۔

جب یہ تحقیق ہوگیا کہ یاقوت خالص ہے تو پھر اُسکے عیوب اور نقصوں کیطرف توجہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ عیب اور شگاف یاقوت کی قیمت بہت کم کردیتے ہیں بعض یاقوت میں یہ عیب گنتے ہیں (۱) چیر (یعنے شگاف)۔ (۲) دودھک۔ (یعنے دُودھیا رنگ وار)۔ (۳) ابرق (جس میں ابرق جیسے پردے ہوں)۔ (۴) ڈابھا (بے آب) (۵) نبُوسی (خراب سیاہ رنگ) (۶) باریک (یعنے شگاف دار ودودھیا رنگ داغوں والا) (۷) جونلا (کسی عیب کے ساتھ زردی مائل رنگ ہونا) اور (۸) جاولا

---

[1] اس دوربین کو ڈکرا سکوپ کہتے ہیں [2] جس جواہر میں یہ خاصیت ہوتی ہے اُسکو دو طرف سے دیکھنے سے دو رنگ دکھلائی دیتے ہیں [3] دیکھو ب ۲۴ [4] دیکھو ب ۲۵ ۱۲

(کسی عیب کے ساتھ گلابی یا سیاہ رنگ ہونا) - چونکہ شاہ برہما کوئی عمدہ حتی المقدور ملک سے باہر نہیں جانے دیتا اس واسطے مشرقی یاقوت کمیابی کے باعث نہایت گراں ہیں اور الماس سے بھی بڑھکر قیمت پاتے ہیں آجکل ایک یاقوت انگریزی کاٹ کا ہوا نیم قیراط وزنی چار پونڈ سے دس پونڈ تک اور اگر ہندوستانی کاٹ کا ہو - تو ایک پونڈ سے چار پونڈ تک قیمت پاتا ہے - اسی طرح

اگر ایک عمدہ یاقوت	ایک	قیراط وزن میں ہوتو	۱۴ پونڈ سے ۲۰ پونڈ تک	قیمت پاتا ہے
ایضاً	۱½	ایضاً	۲۵ پونڈ سے ۳۵ پونڈ	ایضاً
"	۲	"	۷۰ پونڈ سے ۸۰ پونڈ	"
"	۳	"	۲۰۰ پونڈ سے ۲۵۰ پونڈ	"
"	۴	"	۴۰۰ پونڈ سے ۴۵۰ پونڈ	"

چار قیراط سے زیادہ وزنی یاقوت بہت ہی بیش قیمت ہوتے ہیں ان سے بڑے یاقوتوں کی قیمت دریافت کرنیکا کوئی کلیہ قاعدہ بیان کرنا مشکل ہے - کیونکہ کوئی اور جواہر یاقوت کے برابر مقدار کے لحاظ پر اتنی قیمت نہیں پاتا - خواہ اور اوصاف وہی ہوں صرف مقدار میں بڑا ہو - تو قیمت بہت بڑھ جاتی ہے - دس قیراط سے زیادہ وزنی یاقوت بے بہا گنا جاتا ہے - جو یاقوت شگاف دار ہوں - یا جن میں کوئی داغ یا دُودھیا رنگ ہو اُن کی قیمت کم ہوتی ہے - چنانچہ زرد رنگ یاقوت چار قیراط وزنی ۲ پونڈ سے بھی گراں ہوتا ہے - بڑے یاقوتوں کی قیمت دریافت کرنیکا کوئی کلیہ قاعدہ بیان کرنا مشکل ہے - ایک ہندوستانی شہزادہ کے پاس ۲۴ قیراط سے بھی کم یاقوت تھا جو ۱۵۶ پونڈ طلا سے خرید گیا - اس کی قیمت دریافت کرنے کے لیئے بڑی مہارت درکار ہے +

---

(۶) خواص عجوبہ سحری و فواید طبی

حکماے عرب یا فارس کہتے ہیں[1] کہ یاقوت کا پہننے والا ہمیشہ استقلال معدہ و طاقت مغز رکھتا ہے۔ اس کی ایک درم خوراک مرگی۔ جنون۔ ہیضہ۔ طاعون اور اجراء خون کو شفا دیتی ہے۔ خون کو باقاعدہ متحرک رکھتی ہے۔ اور شیطان کو دل میں اضطراب ڈالنے سے روکتی ہے۔ یہ تمام سمیات مثلاً زہر افعی و زہر دشمن کو روکتا ہے اور ہوا کو ہیضہ سے خراب و مہلک ہونے سے بچاتا ہے۔ اور خون کو صاف کرتا ہے۔ اور نبض کی مہلک تیز رفتار کو اصلی حالت پر لاتا ہے۔ روح کی طاقت کو بڑھاتا ہے۔ جو شخص یاقوت کو انگشتری میں پہنتا ہے۔ خدا سے اپنی دلی مرادیں حاصل کرتا ہے۔ اور ہیضہ۔ طاعون۔ بجلی وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر آنکھوں کے نزدیک پہنا جاوے یا سرمہ بنا کر اُن میں ڈالا جاوے۔ تو سب شکایاتِ چشم دُور کرتا ہے۔ اور اگر دہان کے نزدیک رکھا جاوے تو اُسکی بدبُو دُور کرتا ہے۔ پیاس بند کرتا ہے۔ اور دل کو استقلال دیتا ہے۔ پہننے والے کے لئے باعث عزت و رفعت ہوتا ہے۔ اندازہ خوراک ایک قیراط یعنے ۴ جو سے ایک دانگ یعنے ۱۶ جو تک ہے۔ زیادہ مفصل بیان یاقوت کے باریک سفوف بنانیکا قرابادین کبیر سے معلوم ہوسکتا ہے ؛

(۷) مشہور و معروف یاقوت

دنیا میں کئی ایسے یاقوت ہیں جو اپنی خوبصورتی۔ خوش رنگی اور مقدار کے باعث نامزد عالم ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے ؛

---

[1] یہ جواہر مفرح اور دماغ کو قوت دیتا ہے۔ خون منجمد کا محلل۔ اور ذرق الدم کا دافع ہونے اور وبائی کو فائدہ مند۔ حرارت غریزی کا محافظ

(۱) ایک یاقوت نار یا کتھرائن Czarina Catherine قیصرہ روس کے تاج میں کبوتر کے انڈے جتنا بڑا مزین ہے۔ یہ یاقوت گستوس Gustavus سوم شاہ سویڈن نے بوقت ملاقات قیصرہ ممدوحہ کو ۱۷۷۷ء میں نذر دیا تھا۔ اسکا رنگ عمدہ ہے۔ اور وزن میں یہ قریباً سو قیراط ہے۔

(۲) ایک یاقوت ۱/۲، ۷۰ قیراط وزن کا پیرس میں دیکھا گیا۔

(۳) چارڈن (Chardin) صاحب نہایت تعجب سے ایک یاقوت کی بابت ذکر کرتے ہیں جو کہ نیم بیضہ جتنا مقدار میں ہے اور اس پر الفاظ تہلک لیپہی Thelk Lephy کندہ ہیں۔

(۴) شاہ برہما کے پاس ایک عمدہ یاقوت چھوٹی مرغی کے انڈے جتنا تھا جسے وہ بالے میں پہنتا تھا (۵) سب معلومہ یاقوتوں سے اب بڑا وہ سمجھا جاتا ہے۔ جو شاہ روس کے تاج میں مزین ہے۔ یہ چین سے لایا گیا۔ (۶) کہتے ہیں کہ شاہ برہما کے پاس کبوتر کے انڈے کے برابر ایک یاقوت ہے۔ (۷) دو نہایت عمدہ یاقوت ۱۸۷۵ء میں انگلستان میں لائے گئے۔ ایک تو ۳۷ قیراط وزنی گہرے رنگ کا اور دوسرا مستطیل شکل ۱/۲، ۴۷ قیراط وزنی نیلے رنگ کا تھا۔ یہ مناسب سمجھا گیا کہ ان کو دوبارہ کٹوایا جاوے۔ چنانچہ کٹوانے سے یہ ۵/۱۶ ۳۲ قیراط اور ۵/۱۶ ۳۸ قیراط رہگئے اور بہت عمدہ نکل آئے۔ چھوٹا عمدہ ایک لاکھ روپیہ پر اور بڑا دو لاکھ روپیہ پر فروخت ہوا۔ (۸) ۱۸۵۱ء کی نمایش گاہ میں دو یاقوت دکھائے گئے۔ ایک پر مشتری کی تصویر اور دوسرے پر مائینروا پولیاڈا Minerva Polada کا نقش کندہ تھا (۹) تورنیز کا بیان ہے کہ راجہ دلیپا پور کے پاس پچاس قیراط وزنی ایک یاقوت تھا (۱۰) کہتے ہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس ایک یاقوت چودہ تولہ وزنی تھا جس پر احمد شاہ اورنگ زیب وغیرہ کے نام کھدے ہوئے تھے۔ مہاراجہ ستیند دموہن ٹیگور کے پاس ایک عمدہ یاقوت ہے۔ جسپر حروف

چینی کندہ ہیں ؎

(۸) لعل کا بیان

اس جواہر کا ذکر کتب عربی و فارسی میں اکثر آتا ہے - علماے یورپ اس جواہر کی نسبت کچھ نہیں لکھتے - منافع الاحجار کا مصنف اس جواہر کی بابت لکھتا ہے کہ قریباً تین ہزار برس گذرے ہیں - کہ یہ جواہر کوہ بدخشان میں جو زلزلہ کے باعث گر گیا تھا پایا گیا تھا یہ یاقوت کی ایک قسم ہے لیکن اس میں اتنی سختی نہیں - اس کا رنگ ارغوانی پھول کیطرح ہوتا ہے - گرمی اور سردی اس میں یکساں ہوتی ہے - اور یبوست درجہ دوم - یونانی حکما کہتے ہیں - کہ لعل کے پہننے سے صبر حاصل ہوتا ہے سیلانِ خون بند ہو جاتا ہے - بواسیر اور دیگر بلغمی امراض دور ہوتے ہیں - اگر اسکا سرمہ بناکر آنکھ میں ڈالیں تو بصارت کو بڑھاتا ہے اسکی خوراک کا اندازہ ایک قیراط یعنے چار جو سے ایک دانگ یعنے ۷ جو تک ہے -

اسکی کانیں بدخشان واقع تاتار میں ہیں - عربی کتاب عذاب البلدان میں یہ تحریر ہے - کہ سمندری گاو کوہ قاف سے لعل لیتی ہیں - اور جبکہ جزیرہ سراندیپ میں گھاس کھانے آتی ہیں تو لعل کو زمین پر چھوڑ کر چرنے جاتی ہیں - لعل کی تلاش کرنیوالے جو اِدھر اُدھر چھپے ہوئے ہوتے ہیں بڑی آہستگی سے نکلتے ہیں - اور لعلوں پر مٹی کے ڈھیلے ڈالکر بعد آہستگی چھپ جاتے ہیں - جبکہ گاو چرنے کے بعد اس جگہ آتی ہیں - تو لعلوں کو نہ پاکر نہایت غضب و غصہ سے واپس چلی جاتی ہیں - اور من بعد جو لوگ چھپے ہوئے ہوتے ہیں - لعل اُٹھاکر لیجاتے ہیں - اگر لعل مقدار میں چھوٹا ہو تو لالڑی کہلاتا ہے ؎

فصل سویم

Sapphire

نیلم کا بیان

نیلم جسے سنسکرت میں نیلا۔ انگریزی میں سیفائر Sapphire اور فارسی
عربی میں یاقوت ازرق کہتے ہیں نہایت ہی عمدہ نیلگوں جواہر ہے۔ اسکی چمک دمک
اور آسمانی نیلی رنگت دل کو بہت بھاتی ہے۔ یہ جواہر زمانہ قدیم سے مشہور چلا آتا ہے۔
اور اہل ہنود اور اہل اسلام کی پرانی کتابوں میں اسکا ذکر آیا ہے۔ اس جواہر کے برابر کسی
اور جواہر کے خواص سحری نہیں ملنے جاتے تھے۔ یونانی لوگ اسے اپولو[1] کی نظر کرتے یہ
جواہر اپنی خوش رنگت اور چمک دمک کے باعث زیبایش بانی کے لئے بہت مروج
ہے۔ متقدمین چونکہ ایسے سخت جواہر کو کاٹنا بڑا مشکل سمجھتے تھے اسلئے یہ زیورات میں کم
مستعمل تھا۔ نیلم کے پانچ اقسام بیان کئے جاتے ہیں۔ اور اسکے پہننے کے مختلف
فواید لکھے ہیں۔ (۱) اگور تو جو مقدار میں چھوٹا اور تول میں بھاری ہو۔ اسکے پہنے سے
دل کی مرادیں بر آتی ہیں (۲) سنگدت۔ جو ہمیشہ چمکتا رہے اسکے پہننے سے دولت
اور محبت بڑھتی ہے (۳) ورناڑی۔ جس سے سورج کے سامنے رکھنے سے نیلے رنگ
کی کرنیں نکلیں اس کے پہننے سے مال اور اجناس حاصل ہوتے ہیں۔ (۴) پارشوورت۔
جس سے سنہری روپہری اور بلوری چمکیں نکلیں۔ اسکے پہننے سے ناموری ہوتی ہے
(۵) سنج کیتو۔ جسکو برتن میں رکھنے سے اسکی چمک کے باعث برتن نیلا دکھلائی دے
اسکے پہننے سے اولاد کی ترقی ہوتی ہے۔ ایک مہانیل نامی نیلم ہوتا ہے جسے اگر

---

[1] یونانیوں کے ایک معبود کا نام ۱۲

اُس سے سو حصہ زیادہ دودھ میں ڈالدیں تو اُس کی چمک سے دودھ نیلے رنگ کا دکھلائی دیتا ہے۔ ایک اندرنیل نامی نیلم ہوتا ہے۔ انکے علاوہ کتب سنسکرت میں کئی عیب دار اور نحس نیلم لکھے گئے ہیں۔ جنکے پہننے سے کئی ضرر اور نقصان متصور ہوتے ہیں وہ چھ ہیں۔ (۱) ابرق۔ جسکے اوپر لے حصہ میں بادل کی سی چمک ہو اس سے عمر و دولت برباد ہوتی ہے (۲) تراش جسمیں ٹوٹے پن کا نشان ہو۔ اس سے ریچھ وغیرہ جانوروں سے ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے (۳) چترک۔ جو مندرجہ بالا رنگوں سے کسی مختلف رنگ کی ہو۔ اسکے پہننے سے قوم کی بربادی متصور ہے (۴) قرت گریہ۔ جسکا مٹیلا سا رنگ ہو اس سے کئی امراض پیدا ہوتے ہیں (۵) اشم گریہ جسمیں پتھر کا سا ٹکڑا معلوم ہو۔ اس کے پہننے سے موت کا ڈر ہوتا ہے۔ (۶) رُوکھی جسمیں سفید چینی کی طرح داغ ہوں۔ اسکے پہننے سے جلاوطنی کا ڈر ہے ؎

آجکل کے جواہری نیلم کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ اول پرانا۔ دوم نیا ہر ایک کی تین نوعیں بتلاتے ہیں۔ (۱) سبز پن نیلا۔ یا نیلا مائل بسبزی (۲) لال پن نیلا (۳) خوب نیلا۔ یعنے گہرا نیلگوں۔ اہل فارس نیلم کو یاقوت کی ایک قسم بیان کرتے ہیں۔ اور اس لئے اسے یاقوت ازرق کہتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت یہ یاقوت سے ایک علیحدہ جواہر ہے ؎

(۲) خواص وماہیت

نیلم کی معدنی شکل شش پہلو متوازی الاضلاع یا مسدس ہوتی ہے۔ اس لئے یہ زمرہ ڈچروک[1] Dichroic میں گنا جاتا ہے۔ اس میں سختی ۹ درجہ ہے اس لئے یہ صرف الماس سے ہی کاٹا جا سکتا ہے۔ نیلم کا رنگ بہت عمدہ خوشنما

[1] ایک قسم کے خواص جواہر جنمیں دو رنگی دکھلائی دیوے۔ دیکھو ب

ہوتا ہے۔ یعنے روشن نیلگوں سے ارغوانی نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ سفید اور ارغوانی رنگ کے نیلم بھی ہوتے ہیں۔ کتب اہل ہنود میں ان کے علاوہ نیلم کے کئی اور انواع بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "اگرچہ اصلی نیلم کا رنگ نیلا ہے۔ جس کے باعث یہ نیلم کہلاتا ہے۔ پھر بھی کئی ایک اور رنگوں کی جھلک ان میں ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ بعض نیلم کنول کے پھول کی طرح۔ بعض تلوار۔ بھونرے۔ سمندر کے پانی۔ کوئل کے گلے وغیرہ کی مانند نیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کے رنگوں کے لحاظ پر چار نوعیں ہیں (۱) برہمن نیلم۔ سفیدی مائل نیلا (۲) چھتری۔ (سرخی مائل نیلا)۔ (۳) ویش۔ زردی مائل نیلا (۴) شودر (سیاہی مائل نیلا)"

نیلم کا وزن مخصوص ۳،۹ سے ۲،۴ تک ہے۔ نیلم کے مرکبات کیمیائی۔ قیمت انعکاس وغیرہ دیگر خواص یاقوت ملتے ہیں۔ نیلم اور یاقوت میں صرف رنگ کا ہی فرق ہے۔ یعنے نیلم کا رنگ آسمانی نیلگوں اور یاقوت کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ نیلم کا رنگ مادہ کرومؔ[1] کی ترکیب کے باعث ہوتا ہے۔ گرمی کی تاب سے سفید اور زردی مائل نیلم سفید ہو جاتے ہیں۔ لیکن مشرقی نیلم کا رنگ گیس کی روشنی کے آگے ویسا ہی رہتا ہے۔ ہاں کم درجہ عددوں کا رنگ امینھٹ کے رنگ کی طرح تاریک ہو جاتا ہے۔

(۳) پیدائش

نیلم کی پیدائش کے بارہ میں مختلف مصنفوں نے مختلف طور پر عجیب و غریب بیان لکھے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کے نامی حکماء بیان کرتے ہیں کہ "جب بجلی کسی اونچے پہاڑ پر گرتی ہے تو اسکا گرم سیال مادہ پتھروں کی آڑ میں رہجاتا ہے۔ ایک تو سیال خود گرم ہوتا ہے اور دوسرے زمین کی حرارت صرف اُسے زیادہ گرم ہی

[1] ایک مشہور عنصر ہے۔

نہیں کرتی بلکہ ہمیشہ کچا ہی رہتی ہے۔ جو کھولتے پانی کے مانند ہوجاتا ہے۔ اور اپنے
پاس کے پتھروں۔ نباتات اور دیگر اشیاء کو آہستہ آہستہ شامل کرکے بڑھتا جاتا ہے
موسم گرما میں جو وہ اتفاقاً کھلجاتا ہے اور آفتاب کی شعاع اُس پر پڑتی ہے تو کچھ عرصہ
کے بعد اس مادہ میں چمک پڑجاتی ہے۔ بعدہٗ آندھیوں کے گرد سے وہ پھر چھپ جاتا
ہے اور اُس پر چاروں عناصر خاک۔ باد۔ آب۔ آتش کا اثر ہوتا ہے۔ جن کی تاثیر سے
نیلم کے پتھر بنجاتے ہیں۔ اور دن بدن جو اشیا اس مادہ کے قریب آتی جاتی ہیں
ان کو وہ اپنے ہم رنگ و ہمشکل بنا لیتا ہے۔ اور جس طرح انسان اور کل موجودات
عالم ان چار عناصر خاک۔ باد۔ آب۔ آتش سے بنے ہیں اسیطرح نیلم بھی انہیں چار
عناصر سے مرکب ہے۔ ظاہر ہے کہ نیلم کے چاروں مادوں میں سے کسی ایک کے
زیادہ ہونے سے اُسکے مطابق نیلم کے رنگ ڈھنگ پر اثر ہوگا۔ اس لئے حکماء نے
ان کے چار اقسام بیان کئے ہیں۔ (۱) جس نیلم میں خاکی مادہ زیادہ ہو وہ زردی
مائل نیلا ہوتا ہے۔ (۲) آتشی مادہ زیادہ ہونے سے نیلم سرخی مائل ہوجاتا ہے (۳)
جس نیلم میں ہوا کا عنصر زیادہ ہو وہ سبزی مائل نیلا اور ہلکا رنگ ہوتا ہے (۴) جس
نیلم میں پانی زیادہ ہو وہ سفیدی مائل نیلا اور شفاف ہوتا ہے۔ اگر نیلم کی کان بہت مدت
تک بند رہے تو نیلم میں ہر قسم کی چمکیں نمودار ہونگی اور اسکا رنگ لاجوردی ہوگا۔
لیکن اس بیان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ فی الحقیقت یہ جواہر صنعت قدرتی
سے دور و دراز پہاڑوں کی غاروں میں پیدا ہوتا ہے۔ یعنے دنیا کے یہی عام عناصر الیومینا
یعنے پھٹکری وغیرہ طاقتِ ثقل کے ذریعہ آپس میں چسپیدہ ہوکر اور کئی حالتیں بدل کر
یہ خوشنما جواہر بنجاتے ہیں۔ اور یہ یا تو اصلی مقام پیدایش میں آہنِ مقناطیس کے ساتھ
پائے جاتے ہیں یا طغیانی آب سے بہ کر دریاؤں کے سنگریزوں میں پائے جاتے
ہیں۔ شبیہ پتھر جسمیں سے نیلم نکلتا ہے پیسٹ تج پر ہے۔ پہلے نیلم۔ فارس اور عرب

سے لائے جاتے تھے۔ لیکن آجکل نیلم۔ برہما۔ سیام۔ سراندیپ۔ امریکہ۔ بوہیمیا۔ آسٹریلیا۔ سوئٹزرلینڈ وغیرہ ممالک میں بھی نکلتے ہیں۔ ان میں سے ملک برہما میں سے نہایت عمدہ نیلم دستیاب ہوتے ہیں ۔

ملک برہما میں بمقام موگیاسٹ وکیات پان جہاں سے یاقوت بھی نکلتے ہیں عمدہ نیلم پائے جاتے ہیں۔ برہما میں نیلم کی پیدایش اور خرید و فروخت کے لئے وہ ہی طریق واحکام مروج ہیں جو یاقوت کے لئے ہیں۔ عمدہ نیلم کو برہما میں نیلا یا کہناؤن اور سیون کہتے ہیں ۔

سراندیپ میں اب نیلوں کی ایک نئی کان دریافت ہوئی ہے۔ جہاں سے یاقوت ولہسنیا نکلتے ہیں۔ یہ کان بمقام رکوانا واقعہ ہے۔ ماہ دسمبر ۱۹۰۸ء کے سیلون ٹائمز نام اخبار سراندیپ میں درج تھا۔ کہ شہر رتن پور واقعہ سراندیپ میں ایک نیلگوں نیلم ۱½ پونڈ یعنے قریباً ۵۰۰ قیراط وزن کی عمدہ خوش رنگ پایا گیا ہے۔ یہ نیلم اصل میں زردی مائل نیلا ہے۔ اور عیب دار ہے۔ یہ اب ایک چوہدری کے پاس ہے جو رتن پور سے ۱۱ میل فاصلہ پر بمقام پالم ڈولا رہتا ہے۔ شمالی امریکہ میں مسدس خوبصورت نیلگوں نیلم دانہ دار خام چونہ۔ ہارن بلینڈ۔ مکا۔ جیلسپار۔ ترسری۔ خام آہن۔ ابرق کالک سپار کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔

جنوبی آسٹریلیا میں بمقام بیلارٹ (Ballart) سفید و نیلے رنگ کے نیلم نکلتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ نیو ساؤتھ ویلز کے دریا پرل (Pearl) کے متصل جھکے ہوئے پہاڑوں پر سفید دھاریاں والے نیلے نیلم اور یاقوت پائے جاتے ہیں۔ ملک بوہیمیا میں

۱؎ دیکھو ۲۶۲ ب ۲؎ ایک جانور کا نام جسکے بازوؤں کے رنگ کی مانند نیلم کا رنگ ہوتا ہے ۳؎ ایک قسم کی معدنی چیز کے دانہ عمدہ ہوتے ہیں۔ رنگ سیاہ۔ سفید۔ سبز۔ سیاہی مائل سبز۔ چمک بلورین۔ گوہر ۴؎ ایک قسم کے پتھر چمکدار رنگ سفید۔ بھورا۔ زرد۔ سبزہ وغیرہ ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کا ابرق ہے ۵؎ کئی ایک معدنیات کا مجمع دیکھو نہیت ۶؎ کاربونیٹ آف کالسیم کا ایک شکل یہ ایک قسم کا پتھر ہے ۷؎ یہ مقام صوبہ وکٹوریہ میں ۱۴۳ طول شرقاً ۳۷ عرض جنوباً پر واقع ہے ۸؎

کوہ ایسر (Iscre Mts) کے متصل گرنائیٹ اور میکیم کے ساتھ چھوٹے گول نیلم پائے جاتے ہیں۔ دریائے آیسر کی تیز لہریں اپنے ساتھ نیلم بہالاتی ہیں۔ جو نیلم کوہستان جائنٹ (Giant Mts) میں پائے جاتے ہیں۔ رنگ ڈھنگ میں افضل ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دریائے آیسر کی تہ میں بیڈھب طور سے کان کنی ہوتی ہے۔ دریائے سیبن گیرج Siebien Gebredge میں نیلم سونے کے ساتھ ریت سے نکلتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے نیلم سوئٹزرلینڈ سکسنی (Saxon) (Switzesland) میں آبی زمین سے برآمد ہوتے ہیں۔ بمقام سینٹ گوتھرڈ (St Golhard) سرخ و نیلگوں نیلم پائے جاتے ہیں۔ پہاڑی علاقہ جموں پہاڑی علاقہ مہاراجہ صاحب جموں سے بھی نیلم نکلتے ہیں سنگریزہ نیلم کی ست بیہ پلیٹ تب میں ہے ؛

(۴) قیمت

چونکہ نیلم کئی زیورات اور ضروریات کے لئے درکار ہوتا ہے اسلئے یہ ایک نہایت قیمتی شے ہے۔ نیلم کی قیمت یاقوت کیطرح مقدار پر منحصر نہیں ہوتی۔ بلکہ الماس کی مانند رنگ۔ شفافیت وغیرہ اوصاف کے لحاظ پر پڑتی ہے۔ اسلئے اسکی قیمت ڈالنا بڑی مشکل ہے۔ نیلم کی قیمت ڈالنے سے پیشتر اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ نیلم خالص تو ہے کیونکہ اکثر لوگ شیشہ وغیرہ پتھروں کے جعلی نیلم بنا کر اصلی کے بجائے فروخت کر دیتے ہیں اور بلور یا کانچ کے نیلم بنا کر ان میں ایسی کاریگری سے رنگ بھرتے ہیں کہ ایک ناواقف تمیز نہیں کرسکتا۔ اور بعض جعلساز بلور کے دو ٹکڑے لیکر انمیں رنگ بھر دیتے ہیں۔ یا بلور کے ٹکڑے پر اصلی نیلم کے چھوٹے باریک طبقہ لگا دیتے ہیں۔ اور سطح

لہ سوئٹزرلینڈ میں ۱/۲ ۵ طول شرقاً و ۱/۲ ۴۶ عرض جنوباً پر واقعہ ہے۔ ۲ہ مصنوعی نیلم کی ساخت کو انگریزی میں ڈوبلٹ (Doublet) کہتے ہیں

نیلم کی بجائے فروخت کر دیتے ہیں سنگھالی لوگ فرنگستانی سوداگروں کے پاس مصنوعی نیلم بیچ ڈالتے ہیں - اور پیرس و برمنگھم کے جلساز نیلے شیشہ کو کاٹ کر بطور نیلم فروخت کر دیتے ہیں - کہتے ہیں ڈیول (Douille) اور کیرن (Caron) صاحب نے فلورائیڈ آف ایلومینیم[1] Fleioride of Aluminam کو فلورائیڈ کرومیم[2] Tluoride of Chromium کے ساتھ ملا کر ایلومینا کی کٹھالی میں رکھکر سفید گرمی پہنچانے سے مصنوعی نیلم بنائے جو قدرتی نیلوں جیسے تھے - مصنوعی نیلموں کی شناخت یہ ہے کہ انکے رنگ اور میانہ کو خوب غور سے دیکھیں - اگر نیلم کا پردہ کسی کم قدر پتھر کا ہوگا تو ظاہر ہو جاویگا - جب تحقیق ہو گیا کہ نیلم خالص ہے تو پھر اسکے عیب اور نقصوں کیطرف غور کرنا چاہئے - کیونکہ یہ اسکی قیمت کو بہت کم کر دیتے ہیں - ماہرین نیلم میں یہ عیب گنتے ہیں (۱) چھائیاں (۲) دودھیا رنگ داغ (۳) سفید شیشہ سے دھاریاں (۴) رنگ کا ایک جگہ منجمد ہونا (۵) ریشم جیسے دھبہ - (۶) شگاف - جس نیلم کا ارغوانی رنگ ہو اسمیں ضرور ریشمی عیب ہوگا - اور اگر اس کا رنگ سبزی مائل ہو تو اسمیں دودھیا رنگ رگ ضرور دکھلائی دیگی - نیلم کو بجھوں اور ریت کے ساتھ کٹھالی میں ڈالنے سے یہ داغ دور کئے جاتے ہیں - عیبوں کی شناخت کے بعد نیلم کے رنگ کی پہچان کرنی چاہئے - کہ آیا اسکا رنگ شوخ ہے یا ہلکا -

بعض ماہرین اسکے رنگ کی شناخت کا یہ قاعدہ بیان کرتے ہیں - کہ نیلم کو صاف شفاف پانی میں موچنے سے پکڑ کر رکھیں - پانی میں نیلم کے رنگدار اور بیرنگ حصہ صاف صاف دکھلائی دینگے اور جس نیلم کا یکساں رنگ ہوگا - اُسکا پانی میں بھی ویسا ہی دکھلائی دیگا - پھر بھی نیلم کی قیمت دریافت کرنیکا کوئی کلیہ قاعدہ مقرر نہیں - صرف تجربہ پر منحصر ہے - عمدہ خوش رنگ ایک قیراط کے اندر انگریزی تراشیدہ نیلم کی قیمت ۴ پونڈ سے ۱۲ پونڈ تک ہوتی ہے - اور اگر غیر ملک کے تراشیدہ ہوں ۲ پونڈ سے ۵

---

[1] پھٹکڑی اور فلورائیڈ کا کیمیائی اتحاد [2] کرومیم اور فلورائیڈ کا کیمیائی اتحاد ۱۲

۲۰ پونڈ تک قیمت ہوتی ہے۔ ایک قیراط وزنی نیلم کے ۱۲ پونڈ سے ۲۵ پونڈ تک۔ اور اگر نیلم چھوٹا ہو تو ۳ پونڈ سے ۱۰ پونڈ تک۔ اور اگر بڑا ہو تو ۱۰ پونڈ سے ۱۰۰ پونڈ تک فی قیراط قیمت پاتا ہے۔ مشرقی نیلم بڑی قیمت پاتا ہے۔ چنانچہ عمدہ ۲ یا ۳ قیراط وزنی اسی وزن کے الماس سے بھی زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ بعض نیلم کی قیمت دریافت کرنیکا یہ قاعدہ بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر نیلم ۱ قیراط سے کم وزن ہو تو اسکے وزن کے مجذور کو ۵ سے ضرب دیں۔ حاصل ضرب قیمت مطلوبہ ہوگی مثلاً ۴ قیراط عدد کی قیمت ۴ × ۴ × ۵ روپیہ = ۸۰ روپیہ ہوگی۔ اسی طرح کئی ایک اور بھی قواعد بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت اسکی قیمت والا تجربہ پر منحصر ہے۔

(۵) خواص سحری کراماتی و طبی

نیلم کے پہننے کے کئی ایک کرشمہ بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ مفرح ہے۔ دل۔ دماغ کو ترقی قوت دیتا ہے۔ ایک درم حل کرکے پلانا۔ صرع۔ خفقان۔ طاعون۔ نزف الدم کو فایدہ کرتا ہے۔ دافع زہر خون کو صاف کرتا ہے سرمہ اسکا مقوی بصر ہے اسکے پہننے سے دشمنوں کا غصہ دور ہوتا ہے۔ جادو کا اثر نہیں ہوتا قید سے رہائی ملتی ہے جس گھر میں نیلم ہو وہ گھر آگ سے محفوظ رہتا ہے یہ شہوت انگیز خیالات کو کم کرتا ہے۔ اسلئے پادری لوگ اسے اپنے پاس رکھتے ہیں مفرح ہونیکی وجہ سے یہ بخار کو کم کرتا ہے جسے نکسیر جاری ہو اس کی پیشانی پر رکھنے سے خون کے بہنے میں کمی ہوتی ہے۔ اگر کسی کی آنکھ میں گرد یا کوئی چھوٹا سا نور پڑا ہو۔ اور نہ نکلے تو اس کو پیس کر اور گولی بنا کر آنکھ کے پپوٹے پر رکھیں۔ گرد یا کیڑا نکل آئیگا۔ آنکھوں کا ورم اور سفیدی چمک دور ہو جاویگی۔ اگر اسے پیسکر دودھ کے ساتھ کھلائیں تو زہر کا اثر۔ بخار۔ وبائی امراض دور ہوتے ہیں۔ شاستروں میں نیلم کے پہننے کے لئے خاص ایام و اوقات لکھے ہیں جو مندرجہ ذیل جدول سے ظاہر ہیں:۔

ذات نیلم	نام ایام	نام نچھتر	نام لگن پو	جو کام پہنکر کرنے چاہئے
برہمن	پنجشنبہ وجمعہ	روہنی۔ شہر وسو پدجیشٹا۔ شرون	لگ۔ برشچک (۴) (۸) مین (۱۲)	پُن دان کرنا۔ پوجا کرنا بخشش کرنا۔
چھتری	منگل۔ اتوار	پوربا پھالگنی۔ اترا پھالگنی ہست۔ انرادھا۔ جیشٹا۔ دھنشٹا	سنگھ تلا۔ دھن (۵) (۷) (۹)	کار عدالت۔ کار حکومت۔ کار شجاعت۔ کار شاہی۔ کار شکار۔
ویش	دوشنبہ۔ چہارشنبہ	چیترا۔ سواتی آردا پوربا کھادرا ریوتی	سیلمہ۔ متن کرت (۱) (۳) (۱۱)	جوہا۔ حساب کتاب۔ کار عدالت۔ کار صلح۔ کار تشفی۔ فوجی کاروبار وغیرہ۔
شودر	یکشنبہ	مرگ سرا۔ فنہ۔ اوترا بھادرپد اوتر کھاڈیا۔ شت کہا	کنیان۔ برکھ۔ نرد (۴) (۲) (۱۰)	دربار عدالت۔ گمشدہ اشیا کی حاضری وار نوکروں کو اپنے قبضہ سے کام دلا سکنا۔ تکبر نہ کرنا۔ اہل ہنر کے کام کرنا۔
انکے علاوہ دیگر	سہ شنبہ۔ یکشنبہ	اشمیکا۔ مولا۔ بھرنی۔ کرتکا۔ پوربا بھادرپد	مکر کمبھ۔ سیکھ برشچک (۱۰) (۱۱) (۸)	دشمن کو زیر کرنے کیلئے عبادت کرنا۔ دشمن سے لڑائی شروع کرنا۔ دشمن کو گرفتار کرنا۔ چوروں اور دیگر مجرموں کو سزا دینا۔

(۶) مشہور و معروف نیلموں کا بیان

(۱) سفیر انگریزی نے آوا[1] میں ایک نیلم ۹۵۱ قیراط وزنی عمدہ خوش رنگ بے عیب دیکھا +

(۲) پیرس کے شاہی خزانہ میں ایک بڑا خوش نما بے عیب بادامی شکل ۱۳۲½ قیراط وزنی نیلم ہے۔ جسکو ایک ڈوئیاں بیچنے والے بنگالی نے حاصل کیا۔ اس لئے اس کا نام وڈن سپون سیلرس (Wooden Spoon Sellers)۔ پڑا بعدہٗ نیلم ریسپولی

[1] برہما کا ایک مشہور شہر ۱۲

یہ ایک جرمنی کے شہزادہ کے پاس فروخت ہوا۔ جس نے اسے ایک فرانسیسی جوہری پیرٹ نامی کے پاس ۲۰ ہزار روپیہ پر بیچ ڈالا۔ کے گھرانے میں آنے سے بنام رسپولی مشہور ہوا House of Raspoli

(۳) آجکل یورپ میں نہایت مشہور دو نیلم ہیں۔ جو ۱۸۶۲ء کی نمایش گاہ لنڈن میں دکھلائے گئے۔ ایک سیاہ بادامی شکل۔ بے عیب اور قریباً ۲۵۲ قیراط وزنی ہے دوسرا اس سے کچھ کم وزن تھا جو ۱۸۵۶ء میں ۲۲۵ قیراط وزنی ہندوستان سے وہاں کا کاٹا ہوا آیا تھا۔ اس میں ایک بڑا عیب زردی مائل تھا۔ دوبارہ کٹواتے جانے سے یہ ۱۶۵ قیراط رہگیا اور پیرس میں ۱۰ ہزار پونڈ پر فروخت ہوا۔ (۴) ملکہ معظمہ کے تاج میں ایک بہت بڑا نیلم مزین ہے جو ملکہ کے چچانے خریدا تھا۔ ہوپ (Ms A.G Heape) صاحب کے پاس ایک نیلم مار بلکیس (Marweilea) نامی دیکھا گیا۔ جس کا رنگ دن کو نیلگوں اور ... کے وقت زمرد سا دکھلائی دیتا تھا۔ چونکہ نیلم بہت سخت ہے اس لئے اس پر کھدائی کا کام کم ہوتا ہے صرف چند ہی نیلم ایسے ہیں جن پر کھدائی کا کام دیکھا گیا ہے چنانچہ روم میں ایک نیلم ہے جس پر ہرکولس (Hercules) کی تصویر منقش ہے (۲) فرمانروائے ٹکسینی (Rinuccini) کے پاس ایک نیلم ۵۳ قیراط وزنی ہے جس پر ایک شکار کا نظارہ کھدا ہوا ہے اور ساتھ الفاظ کانسٹنس آگ (Constantius Aug) کندہ ہیں۔ یہ نظارہ اس طرح ہے کہ بادشاہ ایک جنگلی سور پر جو ایک حسین عورت کے روبرو کھڑا ہے برچھی لگا رہا ہے۔ (۳) ایک عمدہ ۱ انچ مربع نیلم پر پوپ پال (Pope Paul) سوم کی تصویر کندہ ہے (۴) ایک زرد رنگ پانچ پہلودار نیلم دیکھا گیا۔ جس پر کہ ہنیری چہارم کی تصویر منقش تھی اور ساتھ الفاظ سی۔ ڈی۔ ایف C.D.F کندہ تھے (۵) ایک نیلم ۱ انچ طول ۱ انچ عرض میں دیکھا گیا جس پر کیپر اکلا کے چہرہ کا نقش کندہ تھا (۶)

ــــــــ

ف۔ یہ گھرانا شہر روم میں ہے ۱۲

ایک پارۂ نیلم پر کارڈینل ولسی Cardinel Wolsey کی کلغی اور بازو وغیرہ منقش کندہ ہے۔ طلے بڑا القیاس ؎

فصل چہارم

Emerald

زمرّد کا بیان

زمرد جیسا عمدہ سبز رنگ اور کوئی جواہر نہیں۔ یہ اُن متذکرہ بالا اقسام جواہر سے جن کا اصل (الیومینا یا کاربن) تھا ایک مختلف قسم کا جواہر ہے جس کا اصل سیلیکا[1] (Silica) ہے۔ اس جواہر کا گہرا سبز رنگ آنکھوں کو بہت بھاتا ہے۔ شہر اولڈ روم۔ مصر پومپائی[2] Pompeii و ہرکولینیم[3] (Herculaneum) کے کھنڈرات سے زمرد کے زیورات پائے جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین زمرد کو استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ پلائینی صاحب ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ "متقدمین زمرد کو اچھی طرح جانتے تھے اور اس کی قدر کرتے تھے۔ صاحب مذکور اس جوہر کو سمارگڈس (Smargdus) کے نام سے لکھتے ہیں۔ اور اس کی بابت کئی طرح کے عجیب و غریب بیان درج کرتے ہیں۔ کئی اور شہادتوں سے بھی صاف ظاہر ہے کہ زمانہ سلف میں لوگ زمرد کو اچھی طرح جانتے تھے۔ چنانچہ سنہ ۶۳۰ء میں سیویلی[4] Seville کا پادری اسے دوڈس (Sidorus) نامی بیان کرتا ہے کہ "تمام سبز رنگ پتھروں سے زمرد افضل ہے اسکا رنگ اُن اشخاص کی آنکھوں کے لئے جو انکے کاٹنے اور جلا کرنے

---

[1] ایک مشہور عنصر دیکھو ب ۲۔ [2] یہ ایک پرانے شہر کے کھنڈرات ہیں جو کوہ ویسو ویس (آتش فشاں) کے دامن میں تھا اور ۷۹ء میں برباد ہوا ۱۲ [3] یہ شہر نیپلز کے متصل واقع تھا۔ اور کوہ ویسو ویس کی آتش خیزی سے برباد ہوا ۱۲

[4] سپین کا ایک بڑا شہر جو دریائے گوالیڈل کبیر پر واقع ہے ۱۲

میں مشغول ہوتے ہیں نہایت مفید ہے۔" گیارہویں صدی میں سیلس (Psellos) زمرد کی بابت لکھتا ہے کہ "یہ جواہر عمدہ سبز رنگ ہے۔ اور اسکے کئی ایک عمدہ سنہری نیلے رنگ کے بھی ہوتے ہیں اگر اس میں پانی ملائیں تو یہ صرع اور کئی ایک اور بیماریوں کو شفا دے سکتا ہے۔ پلائینی زمرد کی چمک وغیرہ خواص کی بابت کئی ایک بیان لکھتا ہے۔

بعض محققین زمرد کی دو اقسام بیان کرتے ہیں۔ ایک زمرد۔ دوم زبرجد۔ لیکن فی الحقیقت زبرجد زمرد سے کئی لحاظ میں مختلف ہے۔ اس لئے اس کا بیان جواہرات درجہ دوم میں کیا جاویگا۔

عرب و فارس کے حکماء زمرد کے مفصلہ ذیل انواع بیان کرتے ہیں (۱) زہابی۔ جن کا سنہری رنگ ہو۔ بعض ماہرین کی رائے ہے کہ جس جگہ زمرد کی یہ قسم رکھی جاوے وہاں مکھیاں نہیں آسکتیں (۲) سعیدی یہ سعید مصر سے آتا ہے۔ اگر اس پر نگاہ ڈالیں تو انسان کا عکس دکھلائی دیتا ہے اور آنکھیں بند معلوم ہوتی ہیں۔ (۳) ریحانی۔ گل ریحان کی طرح سبز رنگ (۴) فستقی[1] سیاہی مائل سبز رنگ اس کو پرانا زمرد بھی کہتے ہیں (۵) سلقی[2]۔ جن کا رنگ فارس کے چقندر کی طرح ہو (۶) زنجاری یا زنگاری۔ جن کا رنگ مچ سا ہو۔ (۷) کیراثی[3]۔ جن کا رنگ کیراث کیطرح ہو۔ (۸) صابونی جن کا رنگ سفید اور سبز کی ملاوٹ سے ہو۔ ان میں سے عمدہ وہ قسم گنا جاتا ہے جو صاف۔ سبز رنگ و بے عیب ہو۔ آجکل کے ہندوستانی جوہری زمرد کے مفصلہ ذیل اقسام بیان کرتے ہیں:- (۱) پرانا۔ (۲) مرگجا (۳) توڑیکا (۴) پیاپیکا (۵) نیا (۶) اجاجی۔ اور ہر ایک کی دو نوع بتلاتے ہیں کاہی اور دھانی۔ کاہی اُن کو کہتے ہیں جن میں سیاہی مائل سبز رنگ ہو اور دھانی

[1] دیکھو صفوا ب [2] عربی لفظ بمعنے پستہ۔ زردی مائل۔ سبز رنگ جو مغز پستہ کیطرح ہوتا ہے ۱۲ [2] عربی [illegible] چقندر یا ایک ترکاری کا ہے جو شلغم کی مانند ہوتی ہے ۱۲
[3] ایک قسم کا پودا، جسے گندنا کہتے ہیں ۱۲

(۲) خواص و ماہیت

زمرد کی شکل ناتراشیدہ حالت میں عموماً مسدس شش پہلو منارے کی طرح ہوتی ہے[1]۔ جس میں قدرتی شگاف چاروں طرف ہوتا ہے۔ کاٹنے کیوقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جو شگاف اخیری پاسک کی سطح کے متوازی ہوتا ہے وہ ہی درست ہوتا ہے باقی نادرست ہوتے ہیں۔ زمرد کو اکثر مثلث شکل اور برلینٹ قطع کا کاٹ کر بناتے ہیں (۲) اسمیں سختی ۵ر۷ درجہ سے ۸ تک ہوتی ہے اسلئے پکھراج کو کاٹ سکتا ہے (۳) چمک اسکی بلورین ہے۔ زمانہ قدیم میں اسکی چمک کا بڑا شہرہ تھا۔ چنانچہ پلائینی لکھتا ہے۔ کہ جزیرہ سائیپرس میں شاہ ہرمیاس کی قبر پر ایک سنگ مرمر کا شیر بنا ہوا ہے۔ جس کی آنکھوں میں زمرد جڑے ہوئے ہیں۔ انکی چمک متصلہ بحیرہ پر ایسی دمکتی کہ مچھلیاں ڈر کے مارے نزدیک نہ آتی تھیں۔ ماہی گیروں نے اس نقصان کو دیکھکر زمرد آنکھوں سے نکال لئے اور انکی بجائے عام پتھر لگا دیئے" تھیو فریسٹس لکھتا ہے کہ "زمرد ایسا چمکیلا ہے کہ پانی میں ڈالنے سے یہ پانی کا رنگ اپنے جیسا بنا لیتا ہے" (۴) زمرد کا رنگ گیاہی سبز سے سبزی مائل سفید ہوتا ہے (۵) اسکا وزن مخصوص ۲ر۶۷۸ سے ۲ر۷۳۲ تک ہے (۶) اسمیں طاقت انعکاس دوچند ہے لیکن کم درجہ (۷) رگڑنے سے طاقت برقی پیدا ہوسکتی ہے (۸) یہ نیم شفاف ہے (۹) زمرد کے مرکبات کیمیائی یہ ہیں۔ سیلیکا[2] ۶۸ر۵ حصہ۔ الیومینا[3] ۱۵ر۷۵۔ گلوسینا[4] ۱۲ر۵۔ آکسیڈ آہن[5] ۱ر۰۔ آکسیڈ کروم[6] ۰ر۳۔ سوڈا[7] میگنیشیا[8] ۱ر۲۶ اور چونا[9] ۰ر۲۵ حصہ

---

[1] بعض ماہرین کا خیال ہے کہ وزن کی نسبت زمرد کا حجم بہت زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر زمرد اور نیلم کیساں وزن کے ہوں تو نیلم کا حجم زمرد سے دوچند ہوگا ۱۲

[2] دیکھو ب [illegible] [3] دیکھو ب [illegible] [4] دیکھو ب [illegible] [5] دیکھو ب [illegible] [6] دیکھو ب [illegible] [7] دیکھو فصل سوم ب [illegible]

[8] دیکھو ب [illegible] سوڈا اور سیسے کا مرکب ۱۲

اس بارہ میں بحث ہوئی ہے کہ زمرد کا رنگ کس مادہ کی ترکیب کے باعث ہوتا ہے۔ بعض محققین کی رائے ہے کہ یہ خوش رنگت مادہ کرومیم کے باعث ہے۔ لیوی (Levy) صاحب نے میوگرینیڈا کی کان موزو کے زمرد کو کیمیائی طور پر تحلیل کرنے سے معلوم کیا کہ اس میں کاربونیٹ آف ہیڈروجن[1] (Carbonete of Hydrogen) مرکب ہے اور اسکے رنگ کی گہرائی اسی کے باعث ہے۔ بلم Blum صاحب نے زمرد کو چار گھنٹہ سخت گرمی پہنچا کر پانی میں ڈالنے سے معلوم کیا کہ زمرد ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ بعض ٹکڑے سیاہ رنگ بعض سبز رنگ دکھلائی دینے لگے۔ ابتک اس نکتہ پر بحث ہو رہی لیکن عموماً یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ زمرد کا رنگ سبز آکسیڈ کروم کے باعث ہے (۱۰) زمرد پھکنی کے ذریعہ آگ دی جانے یا سوہاگہ کے ساتھ کٹھالی میں ڈالنے سے زرد رنگ ہو کر پگھل جاتا ہے۔

(۳) زمرد کے مقامات پیدایش

کئی ایک مشرقی علماء کی رائے ہے کہ "زمرد سونے میں پیدا ہوتا ہے اور ہمیشہ سونے کی کانوں کے ساتھ چمٹا ہوا پایا جاتا ہے۔ اصل میں یہ فقط خالص سونا تھا لیکن بہ تدریج یبوست اور سنگینی کی ترقی سے پتھر بن گیا ہے۔ اسی باعث اسکا رنگ سبز ہوتا ہے۔ پتھر جیسا سخت ہونے سے پیشتر یہ ۲۱ سال تک سونے کی کان میں رہتا ہے" لیکن فی الحقیقت زمرد کی پیدایش اور جواہرات کی طرح انہیں مرکبات کیمیائی کے اتحاد سے باعث ہوتی ہے جن کا پیچھے ذکر کیا گیا ہے۔ اور یہ اکثر دیگر سنگریزوں کے ساتھ پایا جاتا ہے شبیہ پتھر یچہ دان جنمیں سے زمرد نکلتا ہے۔ پلیٹ ج میں ہے شکل معدنی زمرد۔ اس کی کانیں دنیا کے چاروں حصوں میں پائی جاتی ہیں۔ پلائینی صاحب اسکی چند پرانی کانیں بیان کرتا ہے جو بحیرہ عرب کے متصل تھیں۔ جن کی بابت کیلاڈ لکھتا ہے کہ "جب مجھے پاشا مصر

---

[1] ہائیڈروجن اور کاربن کا کیمیائی اتحاد ۱۲

سے کی مسافت پر پہاڑ ہیں ۔ اس جگہ کانیں دیکھیں ۔ بعض اتنی بڑی کانیں کہ ۴۰۰ آدمی
اُنمیں بفراغت کام کر سکیں ۔ اس جگہ سیاں ۔ چراغ اور دیگر اوزار اور ظروف دیکھے جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ متقدمین ان میں کھدائی کا کام کرتے تھے ۔ مسٹر سٹرابو (Strabo)
صاحب لکھتے ہیں کہ زمرد کی کانیں اُس تنگ قطعہ زمین میں ہیں ۔ جو دریائے نیل کو بحیرۂ قلزم
سے جدا کرتا ہے ۔ اسکی تصدیق میں کیلاڈ لکھتا ہے کہ " یہاں سے میں مایوس ہو کر اُترنے
کو تھا کہ میں نے منگا کے تودوں میں ایک مسدس شکل زمرد دیکھا ۔ نیز کوہ جبراہ سے ، زرنگ
پر مصری زمرد سیاہ مٹی میں پایا جاتا ہے " ان کانوں کی موجودگی کا اب بھی لوگوں کو خیال ہے
پلاینیے کا بیان ہے کہ " زمانہ قدیم میں مشہور و معروف کانیں کوپتوس (Coptus) کی
متصلہ چٹانوں میں تھیں اور یہاں سے عمدہ سبز رنگ زمرد نکلتے تھے " محمد بن منصور تیرھویں
صدی میں لکھتا ہے کہ " زمرد کی مشہور کانیں حبش کے ساحل پر ہیں ۔ اور خدیو مصر کے
ماتحت ہیں سرخ مٹی اور ابرق کو کھود کر زمرد نکالتے ہیں " ڈی لائٹ De Laet
صاحب کا بیان ہے کہ " سترھویں صدی تک اُن کانوں سے زمرد نکلتے رہے " جنکا نیں
ہمیں اب اچھی طرح معلوم ہیں ۔ وہ صحرائے اعظم کے پہاڑوں میں مائکاسلیٹ کے طبقات میں
اور دریائے ہبرا (واقعہ الجیریا) میں جہاں یہ دریا رکوئیڈ بومان (Oued bouman)
سے ملتا ہے پائے جاتے ہیں ۔ دریائے ہبرا میں زمرد سفید چونے میں پائے جاتے ہیں ۔
لمبے زمرد ڈولومائیٹ قسم کے پہاڑوں کی آبی زمین سے نکلتے ہیں +

ایشیا میں کوہ یورال اور التائی سے خالص عمدہ زمرد نکلتے ہیں ۔ اس جگہ پہلے
پہل ایک کوئلہ جلانیوالے نے ۱۸۳۰ء میں ایک درخت کی جڑ سے جو کوہ یورال کی مشرق
کی طرف ضلع پرتمنے میں واقعہ تھا ایک زمرد پایا ۔ اس دریافت سے لوگوں نے زمرد کی
تلاش میں وہاں کھدائی شروع کی ۔ اور پہلے ہی سال ایک زمرد وزن ۱۰۱ قیراط نکالا
لیکن بعدہٗ آمدنی کم ہوگئی ۔ اس بات میں شک ہے کہ آیا ہندوستان سے بھی کبھی زمرد

نکالا ہے یا نہیں - جو زمرد آجکل اس ملک کے باشندوں کے پاس تراشیدہ پائے جاتے ہیں - وہ دیسی تراش کے معلوم ہوتے ہیں - لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ ہندوستان میں یہ کس مقام سے نکلتے تھے ۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ زمرد برہما سے وقتاً فوقتاً دریاؤں کی ریت میں سے طلا اور لعل رُمانی کے ساتھ نکلتے رہے ہیں - سلطان اودھ نے ملکہ معظمہ کو ایک زمرد مرغی کے انڈے کے برابر نذر دیا - جسکی بابت گمان کیا جاتا ہے - کہ برہما سے نکلا ہوا ہے - ملک چین کی سرحد سائبیریا میں بھی بڑے بڑے زمرد کے مقامات ہیں -

یورپ میں روس اور آسٹریا سے ہی صرف عمدہ زمرد نکلتے ہیں سیس برگ واقعہ آسٹریا سے بھی شش پہلو سبزی مائل سبز زمرد نکلتے ہیں - لیکن یہ عمدہ شفاف نہیں ہوتے جب ملک پیرو[1] (Peru) دریافت ہوا تو زمرد کمیاب نہ رہے - جوہری پیرو کے زمرد کو اچھا سمجھتے ہیں اسلئے بہت عمدہ زمرد کو پیرو کا زمرد یا ہسپانیہ کا زمرد کہتے ہیں - جوزف ڈی اکوسٹا (Josepf de Acosta) صاحب جنہوں نے خود نیو گرینیڈا (New Granada) اور پیرو (Peru) کی کانوں کا ملاحظہ کیا - بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے پہل یہ جواہر اسقدر یورپ میں آئے کہ جس جہاز میں امریکہ سے ۱۵۸۷ء میں ہسپانیہ کو آرہا تھا اُس میں دو صندوق تھے - ہر ایک میں ایک ایک ہنڈرویٹ زمرد تھے -

آجکل اکثر زمرد وادی ٹنکا Tunka اور سنتافی (Santa Fe)[2] سے جو کوہستان نیوگرینیڈا اور پیپی کے درمیان واقع ہیں آتے ہیں - وادی ٹنکا کے سب سے مشہور کانوں میں سے ایک موزو Muzo نامی کان ہے جو بوگوٹا[3] Bogota سے شمال مغرب کیطرف ۷۶ - ۵۴ طول

[1] جنوبی امریکہ کے مغرب میں ایک ملک ہے [2] یہ پہاڑ نیوگرینیڈا میں واقع ہیں جو پیرو کے شمال میں ہے

[3] یہ مقام صوبہ نیوگرینیڈا میں ۷۲ طول بلد شمالاً اور ۲ عرض شمالاً پر ہے

[4] صوبہ نیوگرینیڈا کا دارالحکومت ہے ۷۴ درجہ ۳۰ دقیقہ طول غرباً ۴ درجہ عرض شمالاً پر واقع ہے ۱۱

عرض بلد (پیرس) ۵ درجہ ۳۹ دقیقہ ۵ ثانیہ عرض شمالی پر واقعہ ہے۔ اس کان کو سترھویں

میں لین چیرو (Lanchero) نے دریافت کیا۔ لیکن ۱۶۹۵ء تک اہل ہسپانیہ نے

وہاں کھدائی کا کام شروع نہ کیا۔ اب یہاں ایک کمپنی کی معرفت کام ہوتا ہے جو سرکار

کو کچھ سالانہ لگان دیتی ہے۔ اور ۱۲۰ مزدور کام پر لگائے ہوئے ہیں۔ یہ کان بشکل قیف

عمیق ہے اور اسکی دیواریں گنجان ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹی پر اور کان کے دہانہ کے نہایت

نزدیک بڑی بڑی جھیلیں ہیں جن میں پھاٹک لگا کر پانی بند کیا جاتا ہے کہ وقت ضرورت

مزدور یہاں سے پانی لے سکیں۔ جب اس پانی کو کھولتے ہیں تو یہ بڑے زور سے کان

کی دیواروں سے نیچے چلا جاتا ہے اور سطح زمین پر پہنچکر اندرونی نالیوں کی راہ پہاڑ میں

چلا جاتا ہے۔ زمرد کا ڈھانچہ ایک قسم کا روغن دار چونا ہوتا ہے جسمیں کاربن بکثرت ہوتا

ہے۔ اور سرخ ریتیلے پتھروں اور مٹی کے ڈھیلوں پر پایا جاتا ہے۔ زمرد کے حاصل

کرنیکے لئے مزدور دیواروں کو کھود کر اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ بناتے ہیں۔ ان کا محافظ

ان کو ایک دوسرے سے فاصلہ پر لگاتا ہے تاکہ وہ اپنے ... سے کافی گہرا سوراخ بنا لیویں

اور علیحدہ شدہ زمرد اپنے ہی بوجھ سے کان کی تہ پر گر پڑتے ہیں۔ بعدہ پانی کو چھوڑنے

کے لئے اشارہ دیا جاتا ہے جو کہ بڑے زور شور سے چٹان کے ٹکڑے بہا کر تہ پہاڑ میں لیجاتا

ہے یہ کام جاری رہتا ہے حتے کہ زمرد کی تہ معلوم ہو جاتی ہے۔ زمرد کے چھوٹے چھوٹے

ٹکڑے بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کو اکٹھا رکھنے سے ایک بڑا خوش شکل زمرد دکھلائی

دیتا ہے بعض کی رائے ہے کہ بننے کے وقت زمرد کئی ٹکڑے ہو گیا ہوگا جو از خود جدا ہو کر قلمی

بننے سے چھوٹے زمرد بن گئے۔ کہتے ہیں کہ زمرد ڈھانچہ سے نکلتے ہی ٹوٹ جاتا ہے۔ اسکا علاج

یہ ہے کہ انہیں چند روز ایک ایسے برتن میں رکھیں کہ ان پر شعاع آفتاب نہ پڑ سکے

جب سینائی کی کانوں سے کم فائدہ ہونے لگا تو پیری Parry صاحب خود

اس کان کنی کی نگرانی کے لئے وہاں گیا۔ وہ پھرتے پھرتے ایک بڑے تہ خانہ تک پہنچا

پر پہنچا۔ اور خیال کیا اسمیں زمرد ہونگے لیکن توڑنے سے کچھ حاصل نہوا۔ پھر بھی [illegible] قمقمے اور آخرش دو فرد مردم اقیراط وزنی حاصل کئے ؛

(۴) زمرد کی قیمت

قیمت میں زمرد یاقوت سے دوم درجہ پر ہے۔ چونکہ زمرد دن رات یکساں خوشنما ہوتا ہے۔ اسلئے اسکی قیمت بڑھکر پڑتی ہے۔ زمرد زیورات مثلاً توڑا۔ کلغی۔ نامہ بازوبند۔ تاج وغیرہ میں مرصع ہوتا ہے اور زیور کو نہایت خوشنما بنا دیتا ہے اس لیئے نہایت شوق سے خریدا جاتا ہے۔ زمرد کو زیورات میں جڑنے کے لئے کاٹتے ہیں۔ چنانچہ یہ تانبے کے چکر پر کورنج سے کاٹا جاتا ہے۔ اور ٹین کے چکر پر چونے کے ساتھ جلا دیا جاتا ہے اسے عموماً مثلث اور بریلینٹ کاٹ کا بناتے ہیں۔

قیمت ڈالنے سے پیشتر زمرد کی اصالت کا امتحان اچھی طرح کر لینا چاہئے۔ کیونکہ لوگ اکثر نقلی زمرد بھی بنالیتے ہیں۔ مصنوعی زمرد بنانے کے کئی ایک رسالہ پلائینی کے وقت موجود تھے۔ زمانہ قدیم کے شیشے مصنوعی زمرد حال کے اصلی زمردوں سے بھی رنگ و چمک میں عمدہ دکھلائی دیتے ہیں۔ سنگھالی لوگ شراب والی بوتلوں کے پیندے جمع کرکے انکے نہایت عمدہ زمرد بناتے ہیں۔ وہ لوگ میناکاری کرنیوالی بوتلوں کے ٹکڑے کو سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔ جہاں وہ سنگریزوں سے رگڑ رگڑ کر اصلی زمردوں کی طرح بنجاتے ہیں۔ اصلی و نقلی زمرد کی پہچان خاص ماہیت یعنے سختی۔ وزن مخصوص۔ طاقت انعکاس وغیرہ سے کیجاتی ہے۔ تجربہ کار جوہری دیکھتے ہی اصلی و نقلی کو تمیز کر لیتے ہیں۔ بعدہ زمرد کے عیب اور نقصوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ عیب اسکی قیمت بہت کم کر دیتے ہیں۔ کوئی آوجواہر ایسا نہیں جسکی قیمت میں داغ۔ دھبہ۔ کلنگ [illegible]
[illegible] وغیرہ عیوب کے باعث زمرد کے برابر فرق آتا ہو۔ ہندوستانی جوہری [illegible]

ہیں وہ عیب کہلاتے ہیں جو یہ ہیں (۱) چیر یعنے شگاف (۲) ریکھا یعنے خط (۳) آبکی مقدار کی بچھایہ (۴) اگا بجھا۔ خراب آبدار (۵) ہابہ۔ قدرتی عیب جو حکاک کی صنعت سے چھپایا جا سکتا ہے (۶) وٹاپنا۔ مکڑی کے جال کیطرح سطح پر داغ ہوئے ہ

عمدہ۔ بے شگاف۔ خوشنما صاف گیاہی رنگ زمرد نہایت نادر اور بیش قیمت ہوتا ہے۔ زمرد کی قیمت رنگ پر بہت منحصر ہے۔ جسقدر رنگ زیادہ شوخ ہو اُسیقدر قیمت زیادہ ہوتی ہے اسلئے رنگ کو بنظر غور دیکھنا چاہئے۔ زمرد کی قیمت کا رواج پر بھی بہت حصر ہے۔ اگر زیادہ قیمت کے لالچ پر لے مدت تک رکھا جاوے تو دیگر جواہرات کے رواج کے باعث اسکی چنداں قدر و قیمت نہیں رہتی۔ لیکن اگر یہ بازار میں عام طور پر بیچے جاویں تو ان کا رواج پڑجاتا ہے اور قیمت بھی بڑھجاتی ہے۔ اگرچہ زمرد کی قیمت ڈالنے کا کوئی کلیہ قاعدہ نہیں۔ پھر بھی مندرجہ ذیل جدول زمرد کی قیمت ڈالنے میں بہت مدد دیگی۔ جدول یہ ہے:۔

ہلکے رنگ قریباً بسفید زمرد کی قیمت	فی قیراط	۵ روپیہ	ہوتی ہے
بہت ہی ہلکا سبز ایضاً	ایضاً	۲۰ روپیہ	"
عمدہ خوش رنگ "	"	۱۰۰ "	"
خوش رنگ عیبدار "	"	۱۰۰ سے ۵۰۰ تک روپیہ	"
خوش رنگ۔ مصفا "	"	۲۰۰ سے ۳۰۰ روپیہ تک	"
شوخ خوشرنگ بے عیب "	"	۴۰۰ سے ۶۰۰ "	"

(۵) فواید طبی وخواص عجیبہ سحری

یونانی اور ایرانی حکیم زمرد کے مفصلہ ذیل طبی وسحری خواص بیان کرتے ہیں کہ جو شخص زمرد کو پہنے یا بطور دوائی استعمال کرے۔ یہ اُسکے معدہ کو استقلال

ہے نبض کی حرکت تیز کرتا ہے۔ روح کو تقویت بخشتا ہے دل دماغ و معدہ کے لئے مقوی ہوتا ہے۔ جذام۔ استفراغ۔ اجرائے خون۔ زہر۔ ڈنگ بچھو۔ پیاس۔ شکایات جگر و تشنج۔ کنکری۔ صرع وغیرہ امراض کے لئے تریاق ہے اگر کسی مریض کو جو زہر کھانے جانے یا کسی زہریلے کیڑے سے ڈسا جانیکے باعث تکلیف میں ہو زہر کے جسم میں سرایت کرنے سے پیشتر بقدر ۹ دانہ گندم دیا جاوے تو یہ زہر کے اثر کو دور کرتا ہے۔ اگر زمرد کا کشتہ ناسور پر ملیں تو ان کو شفا ہوتی ہے۔ جب آفتاب برج میزان میں ہو ایک مثقال یعنے ۴½ ماشہ وزن کی زمرد سونے یا چاندی کی انگشتری میں جو اسی وزن کی ہو جڑوا کر اگر انگلی پر پہنیں تو دشمنوں کے دلوں میں بڑا رعب ہو جاویگا۔ اور مراد ہائے دل بر آویگی۔ اگر کوئی پہننے والے کے کھانے میں زہر ملا دے تو وہ فوراً ظاہر ہو جاویگا۔ کیونکہ جسوقت یہ زہردار کھانے سے چھو جاتا ہے اس پر پسینے کے قطرے نمودار ہوتے ہیں (لیکن تجربہ سے ثابت نہیں ہوتا) زمرد کی خوراک زہر کے دور کرنے کے لئے ایک دانگ یعنے ۱۶ جو اور اجرائے خون کے بند کرنے کے لئے ۴ جو ہے۔ زمرد میں برودت اور یبوست دوم درجہ کی ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ جواہر مشتری کے لئے خاص تھا۔ اور لوگوں کو خیال تھا کہ یہ فصاحت۔ دولت۔ طاقت پیش بینی کے دینے والا ہے۔ اور اگر اسے بطور تعویذ گلے میں کسی حاملہ عورت کے پہنایا جاوے تو اُسے دردِ زہ سے جلدی مخلصی ہوتی ہے۔ یہ عفت و عصمت کا پورا نشان سمجھا جاتا تھا۔ یعنے لوگوں کو خیال تھا کہ اگر اسکا پہننے والا پاکدامنی کو ہاتھ سے دیتا ہے تو زمرد ٹکڑے ہو کر اُڑ جاتا ہے آجکل بھی زمرد کا جڑاؤ زیور سے گر پڑنا زبون سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ جب جارج سوم کے سر پر تاج رکھا گیا تو تاج سے ایک بڑا زمرد گر پڑا۔ بعض نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسی باعث امریکہ شاہ جارج کے ہاتھوں سے جاتا رہا۔ بعض حکما کی رائے ہے کہ اگر زمرد کسی بیماری جن یا بھوت کو دور نہ کر سکے۔ تو یہ کانپتا ہے۔ اسی قسم کی اور کئی کہاوتیں بھی سُنی جاتی

ہیں سے علیٰ ہذا القیاس ۔

(۶) مشہور و معروف زمرد

دنیا میں بڑے بڑے مشہور زمرد مفصلہ ذیل ہیں (۱) شاہ جہانگیر کے پاس ایک زمرد تھا جس پر اُسکا نام کھدا تھا۔ یہ بے نظیر جواہر ۱/۲ ۲ انچہ طول ۱/۲ ۱۔۱ انچہ عرض شاہ شجاع نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو نذر دیا۔ اور کمپنی مذکور نے لارڈ آکلنڈ Lord Auckland کے پاس فروخت کیا۔ یہ اب مس ایڈن کے پاس ہے (۲) مہاراجہ دلیپ سنگھ کے پاس ایک زمرد ۳/۴ ۲۔ انچہ طول ۲۔ انچہ عرض کا تھا۔ یہ خوش شکل بے عیب جواہر ۱۸۵۱ء کی نمائش گاہ لندن میں دکھلایا گیا (۳) پوپ جولیس دوم کے تاج میں ایک زمرد ایک انچہ سے کچھ زیادہ طول اور ۱/۲ ۱ انچہ عرض میں گول شکل مزین تھا جو مصر کی پیدایش کا تھا (۴) ٹیپو سلطان کی پگڑی میں ایک عمدہ ہلکے رنگ کا زمرد تھا (۵) نواب ڈیون شائر کے پاس ایک ناتراشیدہ زمرد ۸۔ اونس ۹ پینی ویٹ وزنی ۲۔ انچہ قطر میں نہایت خوش رنگ ہے (۶) مہاراجہ تیندر موہن کے پاس ایک زمرد ۱۳ رتی وزنی سبز دوسرا ۹ رتی۔ تیسرا ۵ رتی وزنی ہے۔ ایک اور کاغذ کاٹنے والا زمرد ہے ۔

چونکہ زمرد نہایت سخت ہے اس لئے اس پر کھدائی کا کام کم ہوتا ہے صرف چند ہی منقش زمرد دیکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ شاہ ہیڈرین کے پاس تین زمرد تھے۔ ایک اُنکی تصویر کندہ تھی اُنکی ملکہ کی تیسری پر اُسکی اور اُسکی ملکہ کی تصویر ایک دوسرے کے مقابل کھڑی ہوئی حالت میں کندہ تھیں۔ ایک اَور نگینہ پر شیر ببر کی تصویر کھدی ہوئی تھی۔ ایک مجمع الجواہرات میں ایک زمرد ہے جس پر ایناکریون Anacreon کے سر کا نقش کندہ ہے۔ پیرو کی وادی منٹا میں ایک زمرد کی جو انڈے کے برابر تھا پرستش ہوتی تھی اسے دیوی زمرد کہتے تھے۔ پادری لوگ بڑے میلوں پر دکھلا کر کئی ایک زمرد حاصل کرتے جو اسکے آگے چڑھائے

جاتے ہیں بعض کی رائے ہے کہ یہ زبرجد ہے۔ علےٰ ہٰذا القیاس ؛

فصل پنجم

Topaz

پکھراج کا بیان

پکھراج جسے فارسی میں یاقوت ازرق اور ہندی میں پوشپ راگ کہتے ہیں۔ ایک عمدہ زرد رنگ قدیمی جواہر ہے۔ زبان عبرانی میں اسے پت دہ کہتے ہیں جس کا مصدر سنسکرت لفظ پیت (یعنے زرد) معلوم ہوتا ہے۔ یونانی زبان میں اسے ٹوپاسیون (Topasium) کہتے ہیں جسکا ماخذ لفظ ٹپ دہ ہے جو پت دہ کا بگڑا ہوا ہے۔ اسکا انگریزی نام ٹوپاز ایک جزیرہ (واقعہ بحیرہ قلزم) کے نام پر پڑا ہے جہاں سے پہلے یہ نکلتا تھا۔ یہ جزیرہ بحیرہ قلزم میں ہے اور چونکہ اسکے گرد ہمیشہ دھند و غبار رہتا ہے اس لئے اسکا نام ٹوپازیون یعنے تلاش کرنا پڑا اور اسی سے لفظ ٹوپاز نکلا ہے۔ کئی دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جواہر زمانہ قدیم میں مروج تھا۔ چنانچہ بوئشس (Boetius) لکھتا ہے کہ یہ جواہر سبزی مائل زرد رنگ کا ہے۔ اور اسکے کئی ایک خواص سحری یمن و برکات مانے جاتے تھے۔ یونانی حکما لکھتے ہیں کہ "پکھراج غم غصہ کو دور کرتا ہے۔ بازو پر باندھنے سے جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ عیاشی سے بچاؤ ہوتا ہے"۔

ماہرین اسکی دو قسمیں بیان کرتے ہیں ایک مشرقی۔ دوم مغربی۔ جس پکھراج میں صرف الیومینا مرکب ہوتا ہے وہ مشرقی۔ اور جن اقسام میں ۵۰ حصہ الیومینا اور باقی سیلیکا اور فلورائین مرکب ہوں اُنہیں مغربی کہتے ہیں۔ کتب سنسکرت میں اس کی چار ذاتیں بیان کی گئی ہیں۔ سفید پکھراج۔ برہمن۔ سرخی مائل کھتری۔ زرد سفید رنگ

ویش اور سیاہی مائل شوخ۔ متقدمین اسے چراسولیٹ (Chrysolite) کہتے تھے
پکھراج کی ایک قسم پس نائیٹ (Pycnite) نامی ہے جو الٹن رنگ سے ملتی ہے۔
ایک اور قسم ہے جسے فائسولائیٹ Physolite یا پرائی فائسولائیٹ Pryphysolite
کہتے ہیں۔ یہ تاریک ہوتی ہے اور گرمی سے جھجھ جاتی ہے۔

(۲) خواص وماہیت

پکھراج کی کانی شکل قائم الزاویہ متوازی الاضلاع اور مستطیل ہوتی ہے (۲)
اسکی سختی ۸ سے ۹ تک ہے۔ اسلئے یہ بلور کو کاٹ سکتا ہے۔ اور الماس و نیلم سے کاٹا جاتا ہے
(۳) چمک اسکی بلورین ہے (۴) اسکا رنگ زرد۔ سفید۔ نارنجی۔ دارچینی۔ نیلگوں۔
گلابی۔ پیازی۔ زردی مائل سفید۔ سبزی مائل سفید۔ پہاڑی سبز۔ آسمانی نیلا۔ کرمزی۔
گوشت سا سرخ وغیرہ ہوتا ہے۔ زرد رنگ پکھراج نہایت عمدہ خوشنما ہوتا ہے۔ یہ رنگ
جسقدر گہرا ہو اسیقدر قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ گلابی رنگ کے لحاظ پر اسکے یہ نام ہیں۔ گلابی
رنگ پکھراج۔ یہ زرد رنگ پکھراج سے اس طرح بناتے ہیں۔ کہ گہرے زرد رنگ پکھراج کو
حقہ کی چلم یا کسی چھوٹی کٹھالی میں رکھکر اوپر راکھ یا ریت ڈالتے ہیں بعدہ تھوڑی آنچ دینے سے
اسکا رنگ زرد سے گلابی ہو جاتا ہے۔ اگر رنگ عمدہ نکلے تو قیمت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اسکو
برازیل کا پکھراج بھی کہتے ہیں۔ دوم سُرخ رنگ پکھراج۔ اس رنگ کا پکھراج کمیاب ہوتا ہے
کرمزی رنگ اکثر دیکھے جاتے ہیں۔ سوم نیلگوں پکھراج۔ یہ عمدہ خوش رنگ ہوتا ہے اور چنداں
نایاب بھی نہیں ہوتا۔ ہلکے رنگ کے پارے بعد راس کی بجائے خریدے جاتے ہیں۔ چہارم
سفید اکو مائنس نوواس (Minas Novas) بھی کہتے ہیں۔ یہ بازوبند۔ مالا وغیرہ زیور
میں لگتے ہیں۔ ہوتا ہے (۵) وزن مخصوص ۳.۶ (۶) شفاف۔ براق (۷) طاقت انعکاس چند
(۸) ملنے اور گرمی پہنچانے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے۔ پہلے پہل پکھراج برازیل کی طاقت

برقی ۱۷۶۰ء میں کنٹن (Carton) نامی ایک شخص نے دریافت کی۔ ایب آئی Abbe
Haüy صاحب نے سائیبریا کے پکھراج میں بھی یہ خواص دیکھا کہ یہ طاقت پکھراج میں
۲۰ یا ۳۰ گھنٹہ تک رہ سکتی ہے۔ سر ڈیوڈ بریوسٹر (Sir David Brewster
نے ایک ایسے پکھراج کو کاٹنے میں جسمیں کئی ایک نشیب تھے۔ اور نشیبوں میں بڑی پھیلنے
والی رقیق شے تھی۔ ایک عجیب کیفیت دیکھی۔ اس کی غرض یہ تھی کہ ایک نشیب پر شگاف
لگاکر اور اسے کھول کر اسکے رقیق مادہ کو دیکھے۔ نشیب کے کھلنے سے دو نہایت سرعت
سے پھیلنے والے رقیق مادے جلا کئے ہوئے حصہ پر بہنے لگے۔ اور بتدریج پھیلنا اور سکڑنا
شروع کیا۔ کبھی تو وہ سکڑ کر قطرہ بنجاتے۔ اور کبھی پھیل کر چوڑے ہو جاتے۔ یہ حرکت
جاری رہی حتی کہ وہ بخارات بنکر اڑ گئے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ حرکت اس طاقت برقی
کے باعث تھی جو کاٹنے سے پیدا ہوئی[1] (۹) اسمیں ۲۸ ر ۵۸ حصہ الیومینا۔ ۱۰ ر ۳۴ حصہ
سیلیکا ۷۰۶ ر فلورائین[2] مرکب ہیں (۱۰) اگر اسے کوئلہ پر رکھکر پھونکنی کے ذریعہ آنچ دیجائے تو بھی نہیں پگھلتا لیکن
سہاگہ کیساتھ اگر اسے گرمی پہنچائی جائے تو بیرنگ شیشہ کیطرح ہو جاتا ہے اگر اسی تیز گرمی دیجائے تو اسپر آبلے نمودار ہوتے
ہیں جو فوراً ٹوٹ جاتے ہیں زرد رنگ پکھراج گرمی سے بیرنگ ہو جاتے ہیں تاریک زرد گلابی یا [illegible]
جیسے سرخ ہو جاتے ہیں۔ تیزاب کوبالٹ سے یہ نیلے رنگ کا ہو جاتا ہے ؛

(۳) مقامات پیدائش

پکھراج برازیل۔ یورال۔ آسٹریا۔ پیرو۔ ایشیا کوچک۔ برطانیہ کلاں۔ وغیرہ ممالک
سے برآمد ہوتا ہے۔ یہ اکثر سنگ گنیس۔ گرینائیٹ۔ ترمری۔ مکا وغیرہ کے ساتھ پایا جاتا
ہے۔ شبیہ شکل معدنی پکھراج مع پتھر کے دان جسمیں سے یہ نکلتا ہے پلیٹ ج پر ہے۔ عمدہ
پکھراج برازیل سے آتے ہیں۔ یہاں یہ بمقام کیپاؤ (Cupao) ہو یا کی تہ ما میں پائے

---

[1] دیکھو ترجمہ اڈن برا ۱۸۲۳ء جلد ۱ صفحہ ۴۳ [2] ایک عنصر دیکھو باب فت صفحہ ۲

جاتے ہیں ۔ یہاں سے بارہ سال میں پکھراج کی کان کنی سے ۳ ہزار پونڈ آمدنی ہوئی ۔ جو پکھراج صوبہ مائنس گیراس سے نکلتے ہیں عمدہ بیرنگ گول شکل کے ہوتے ہیں ۔ ان کو نوواس مائنس (Nouas Minas) کہتے ہیں ۔ اور اہالیان پرتگال ان کا نام غلام الماس رکھتے ہیں ۔ ولاریکا[1] سے گہرے زرد رنگ و نارنجی رنگ کے پکھراج نکلتے ہیں ۔ متحدہ صوبجات امریکہ میں پکھراج بمقام ٹرنبل (Trumbull) ہوڈل ٹون (Middle Town) ملتے ہیں ۔ عمدہ زرد رنگ پکھراج ایشیائی روس سے نکلتے ہیں ۔ کوہ یورال میں کیتھرن برگ Kathcrinburg کے شمال کیطرف پکھراج گرینائیٹ میں پایا جاتا ہے ۔ سائیبریا کے مشرق کیطرف یہ نیلے رنگ کا زبرجد ۔ بھیکم اور فلسپار کے ساتھ پایا جاتا ہے ۔ یہ میاسک اور کیمسلکا[2] سے بھی نکلتے ہیں ۔ لیکن سبز رنگ کے پکھراج ملک سکسنی میں بمقام الٹن برگ[3] Altenberg وشنکین شٹین (Schneckenstein) نہایت صاف و چمکدار ارغوانی نکلتا ہے اگر اسے حقہ کی چلم میں رکھکر گرمی پہنچائی جاوے تو سفید ہو جاتا ہے ۔ سکاٹلینڈ کا پکھراج سبز و گومیدک کے رنگ کا ہوتا ہے ۔ ابرڈین شائر (Aberdeen) اور کیرن گورم Cairngrom کے ٹین کی کانوں سے اور سکلاکن والڈ ذن والڈ (Schlackenwald) اہرن فریڈرسٹارف ۔ (Ehrenfriderstorf) وغیرہ سے پکھراج نکلتے ہیں ۔ اور کوہ مورن (Mourne) واقعہ آئرلینڈ مقام فاسن (Fossin) واقعہ ناروی اور ٹمبو (Tmbo) و برادبو Brodelbo واقعہ فنلینڈ ۔ کراڈر Crawder واقعہ شمالی کیری لونیا N. Carolan سے بھی پکھراج نکلتے ہیں ۔ آسٹریلیا اور تسمانیہ سے سبز اور زرد رنگ پکھراج نکلتے ہیں ۔

---

[1] صوبہ مائنس گیراس میں ایک مشہور شہر ۲۰ عرض شمالاً ۴۳ طول غرباً پر ہے ۔ [2] سائیبیریا میں ۵۴ عرض شمالاً ۱۹۰ طول شرقاً پر ہے ۔ [3] سکسنی کا مشہور شہر ہے ۵۰ عرض شمالاً ۱۲ طول شرقاً پر ہے ۔

(۴) قیمت ڈالنا

پکھراج کا اب وہ قدر نہیں رہا جو پہلے تھا۔ اب یہ گھڑیوں۔ عینکوں وغیرہ چھوٹی چیزوں میں جڑا جاتا ہے۔ یہ انگشتریوں میں بھی اکثر جڑا جاتا ہے۔ اسکے نگینہ کا خانہ الماس کی نسبت بڑا ہونا چاہیے۔ پکھراج کو زیورات میں جڑنے کے لیے سنگ کے چکر پر کریج سے کاٹتے ہیں اور ٹریپولی مٹی سے جلا دیتے ہیں۔ یہ بریلینٹ نمونہ کا کاٹا جاتا ہے۔ عمدہ تراشیدہ پکھراج کمیاب و بیش قیمت ہوتا ہے۔ قیمت ڈالنے سے پہلے پکھراج کے عیبوں کا خیال کر لینا چاہیے۔ کیونکہ یہ عیب اسے بہت کم قیمت کر دیتے ہیں۔ ہندوستانی جوہری اسکے وہی عیب بیان کرتے ہیں جو یاقوت کے ہیں۔ انکے علاوہ دو عیب اور بیان کئے گئے ہیں (۱) رنگیا۔ زرد کے ساتھ سرخ رنگ ہونا۔ (۲) دورنگی۔ ایک جگہ زرد رنگ اور دوسرے حصہ میں کوئی اور رنگ ہونا۔ سخت پکھراج فی پونڈ چار روپیہ سے پانچ روپیہ تک اور پیازی رنگ فی پونڈ ۲۰ روپیہ سے ۲۰۰ روپیہ تک قیمت پاتا ہے۔ برازیل میں پکھراج کی کانیں دریافت ہونے اور بے رواجی کے باعث یہ کم قیمت ہوگیا ہے۔ عمدہ ۶۰ قیراط وزنی عدد ۲۰۰ سے ۳۵۰ روپیہ تک بھی قیمت پاتا ہے۔

(۵) مشہور و معروف

تورنیر نے ۱۶۶۵ء میں خزانہ اورنگ زیب میں ایک پکھراج ۱۵۰ قیراط وزنی ۱۸۰۰۰۰ روپیہ قیمتی دیکھا (۲) سینٹ پیٹرزبرگ میں ایک بڑا پکھراج ۴ طول ۴ عرض میں ہے جس پر سیریس کا نقش کندہ ہے (۳) ایک ایرانی سوداگر کے پاس ایک بازوبند میں پکھراج ہے جس پر بحروف عربی نصر من اللہ و فتح قریب کندہ ہے۔

فصل ششم

Pearl

(۱) مروارید کا بیان

گوہر جو اپنی خوش رنگت اور حسن کے باعث سلک جواہرات میں منسلک کیا جاتا ہے بڑا بیش قیمت اور قدیمی جواہر ہے۔ اسکی چمک و دمک۔ خوش رنگت۔ عمدہ گول شکل کیا دل کو بھاتی ہیں۔ کہ شاعر اپنی غزلیات میں اسے استعارۃً استعمال کر کے زیب دیتے ہیں اور خصوصاً دندانِ معشوق کو سفید موتیوں سے تشبیہ دیتے ہیں کئی قدیمی کتابوں میں موتیوں کا ذکر دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جواہر زمانہ قدیم سے رائج چلا آتا ہے۔ ہندوستان میں تو یہ جواہر سب ممالک سے پہلے کا مروج ہے۔ ہندوؤں کی پرانی کتابوں میں اسکے پہننے۔ برتنے۔ دیوتاؤں کے آگے چڑھانیکے کئی ایک قواعد مندرج ہیں جن کا مفصل لکھنا باعث طوالت ہے۔ دیگر ممالک میں بھی مدت سے اس عجیب جواہر کا چرچا ہوتا چلا آتا ہے۔ خصوصاً مصر اور ایشیا میں لوگ صرف زیبائش بدنی کیلئے ہی انکے متلاشی نہ ہوتے۔ بلکہ انہیں معبودوں کے آگے چڑھانا بڑا ثواب سمجھکر بڑے شوق سے انہیں خریدتے۔ زمانہ قدیم کے تجار یعنے اہل فونیا کے درمیان مروارید کی بڑی تجارت ہوتی تھی۔ تھیو فریسٹس۔ جوب۔ اہل بیبی لونیا (Babylonians) و اہل فارس اسکی تعریف میں بہت کچھ لکھ گئے ہیں۔ ایرانی امرا اپنے کانوں کے بالا میں مروارید پہنتے ہیں۔ ایتھنز (Athens) اور پومپائی میں بھی اسی قسم کے بالے پہنے جاتے تھے۔ چین کے قدیمی باشندے مروارید کا پہننا باعث عزت و رفعت سمجھتے تھے۔ ۲۲۰۰ سال پیشتر سنہ عیسوی مروارید خراج میں دیئے جاتے تھے

اور سو سال قبل از سنہ عیسوی لوگ انہیں اسقدر پہننے لگے کہ علمائے وقت اس عیاشی کے برخلاف مضمون لکھنے لگے۔ شہر روم میں بھی مروارید زمانہ قدیم سے چلے آتے ہیں۔ پومپی (Pompey) فتح کنندہ سیر یا نے شاہ میتھری ڈٹ Mithridates کے محل میں ایک بڑا خزانہ موتیوں کا حاصل کیا۔ ۶۱ برس قبل از سنہ عیسوی اُس نے موتیوں کے ۳۳ تاج حاصل کئے۔ اس سے اہل روما میں انکے پہننے کا رواج اور بھی بڑھ گیا۔ انکی مستورات ۱۰۰۰۰ پونڈ قیمتی موتیوں کی مالا زیب بدن کرتی تھیں۔ اکثر عیدات تیوہار کے دن موتی کرایہ پر لے لیتی تھیں۔ ان متذکرہ بالا نظائر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زمان قدیم میں مروارید کی بڑی قدر ہوتی تھی ‌‌•

چونکہ مروارید کئی طرح وضع کے پائے جاتے ہیں۔ اسلئے اسکے کئی ایک اقسام بیان کئے جاتے ہیں۔ حکمائے فارس مروارید کی ۴ قسمیں بیان کرتے ہیں (۱) بحرینی جو بحرین کے نزدیک پائے جاتے ہیں (۲) ہرمزی۔ جو ہرمز سے آتے ہیں (۳) عمانی جو ملک عمان سے آتے ہیں (۴) صراحی شکل۔ جو مروارید صدف میں صرف ایک دانہ پایا جائے اُسکو دُریتیم کہتے ہیں۔ ہندوستانی جوہری موتیوں کے ۱۰ قسم تبلاتے ہیں (۱)۔ میانی بسیاہی مائل (۲) سرستی۔ تھوڑا سیاہی مائل (۳) چونا کھاڑی یا نامچی۔ سرخی مائل (۴) پوربی یا کورکوڑ قلیل المقدار کم گول (۵) بہیرین۔ سیسہ کیطرح رنگ (۶) کچھیا۔ زرد رنگ (۷) کابلی۔ خوب سفید (۸) سنگلی۔ زردی مائل (۹) ٹٹ گتری۔ نیلے رنگ مائل (۱۰) جاوام کھاڑی۔ سبزی مائل مروارید کے مختلف طریق پیدائش کے مطابق انگریزوں نے اسکی تین قسمیں لکھی ہیں (۱) بحری (۲) رنگدار (۳) دریائی۔ مقدار کے موجب انکے یہ نام ہیں۔ بڑی مقدار کے پاراگان۔ چھوٹے پارہ مروارید لمبی اور بیضوی شکل بیر وکویز۔ خرد تخم مروارید۔ اور بہت ہی چھوٹے موتی چید کہلاتے

ؔ۱ کہتے ہیں کہ یہ قسم بصرہ میں پیدا ہوتی ہے ۱۲

ہیں۔ اہل روما گیند کی شکل کے موتیوں کو یونیس (Unions) نا سپاتی شکل کو ایلنچی Elenchi اور نیم گیند کی شکل کو ٹمپانیا (Tympania) اور نہایت عمدہ سفید خوش شکل کو اکس الیومینیٹ مارگریٹا (Eoaluminate Margritae) (عمدہ گوہری مروارید) کے نام سے پکارتے تھے ؛

(۲) خواص و ماہیّت

مروارید کی شکل اکثر گول اور ناسپاتی کی طرح ہوتی ہے۔ اس کی چمک گوہری ہے۔ یہ چمک اسکے مادہ کے باعث جس سے یہ مرکب ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکے ہموار مجلّی سطح کے باعث ہوتی ہے۔ اسمیں سختی ۵ ر۲ سے ۵ ر۳ تک۔ وزن مخصوص ۲ر۶۴ درجہ ہے۔ یہ شفاف یا براق ہوتا ہے۔ مروارید میں رنگ ایسا خاص ہوتا ہے کہ رنگدار مروارید ایک علیحدہ قسم گنے جاتے ہیں۔

مروارید اکثر سفید۔ گلابی۔ سیاہ۔ نافرمانی۔ بھورے اور خاکی رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کئی اور نیم رنگوں کے موتی بھی دیکھے جاتے ہیں۔ اس بات میں شک ہے کہ رنگدار مروارید متقدمین کو معلوم تھے یا نہیں۔ لیکن کئی شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ سلف میں بھی رنگدار مروارید بڑے عزیز سمجھے جاتے تھے۔ وڈ Wood صاحب اپنے ایک رسالہ میں لکھتے ہیں کہ "ہم نے ایک گلابی موتی دیکھا جو سٹرومبس گگاس (Stromlas ggas) نامی صدف سے نکلا تھا۔ جبکہ اس مچھلی کو چیر کر صاف کرنے لگے تو یہ مروارید ۲۴ گرین وزنی نکلا۔ جو حبشی اس قسم کی مچھلی کو سمندر سے پکڑ کر چیرتے ہیں وہ اسے بڑی بے احتیاطی سے صاف کرتے ہیں۔ اور اس لئے مچھلی کے کے ساتھ کئی مروارید بھی پھینکے جاتے ہیں ؛

اب بحث اس نقطہ پر ہے کہ مروارید میں یہ رنگ کس مادہ کی ترکیب کے باعث

ہیں جن دریاؤں میں صدف ہائے دُرِ بار پائے جاتے ہیں ان کے کیمیائی خواص کے باعث یہ رنگ پیدا ہو سکتے ہیں کسی قسم کے نمک۔ آکسیڈ۔ آکسیڈ آہن۔ یا میگنیشیا کی ترکیب کے باعث ان رنگوں کا پیدا ہونا کئی خیالات سے تسلیم کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر لوس Dr. Laws کی رائے ہے کہ مروارید کا رنگ آکسیڈ یا نمک طلا کے باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس نے چند صوفوں کو کلورائیڈ طلا میں ڈالکر ٹین کے ساتھ ملایا تو اُن کا رنگ تیز ہو گیا۔ اس سے اُس نے نتیجہ نکالا کہ جس صدف میں سونا کسی طرح داخل ہو جاوے اُسمیں رنگ پیدا ہو جاویگا۔ اور جن مقامات بحری میں سونا ہوتا ہے وہاں ہی بہت عمدہ رنگین صدف پائے جاتے ہیں۔ طلا۔ کلورائیڈ بنکر صدف میں داخل ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مروارید کا رنگ سونے یا کسی اور رنگدار مادہ کی ترکیب کے باعث ہوتا ہے۔ مروارید یا کاربونیٹ[1] آف لایم اور کچھ وہ مادہ جس سے صدف بنے ہوئے ہوتے ہی مرکب ہوتے ہیں۔ یہ تھوڑی سی گرمی پہنچانے سے بھی کشتہ ہو سکتا ہے +

(۳) مروارید کی پیدایش

اگرچہ یہ خوشنما جواہر زمانہ قدیم سے نامزدِ عالم چلا آتا ہے۔ لیکن اسکی پیدایش کے حالات کسی کو صحیح طور پر معلوم نہ تھے۔ یہ متاخرین ماہرین و محققین اہل یورپ کی کوشش و علوہمتی ہے کہ انھوں نے کئی تجربہ کر کے اس جواہر کی پیدایش کو کماحقہ دریافت کیا ہے۔ زمانہ قدیم کے عالموں نے بھی اگرچہ اپنی عقل کے مطابق خیالی باتیں لکھی ہیں لیکن ان کو اس زمانہ علم و فضل میں جب کہ علم کیمیا کے رو سے ہر ایک شے کی ماہیت ظاہر ہو گئی ہے کون مانتا ہے۔ سنسکرت کی کتابوں میں موتی کی پیدایش اس طرح لکھی ہے کہ "موتی۔ ہاتھی۔ بادل۔ سور۔ شنکھ۔ مچھلی۔ سانپ۔ صدف اور

---

[1] دیکھو باب نمبر ۷ صفحہ ۵

بانس سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کی نسبت مفصلہ ذیل بیان لکھے ہیں:۔ (۱) جو موتی ہاتھی سے پیدا ہوتا ہے اسکی چار ذاتیں ہیں زردی مائل سفید برہمن زردی مائل سرخ کہتری۔ زردی مائل نیلی ویش۔ زردی مائل سیاہ شودر کہلاتے ہیں سیام وبرہما کے ہاتھی کے ماتھے سے اکثر یہ موتی پیدا ہوتا ہے۔ اور آملہ کے برابر مقدار میں زردی مائل رنگ کا اور نہایت وزنی ہوتا ہے (۲) بادل کی بوند سے جو موتی آسمان میں بنجاتا ہے وہ زمین پر گرنے نہیں پاتا کیونکہ اُسے دیوتا لے لیتے ہیں۔ یہ بڑا چمکیلا اور گول شکل ہوتا ہے (۳) سور کے ماتھے سے جو موتی نکلتا ہے وہ سُور کے دانتوں جیسا سفید ہوتا ہے اور کسی کسی جگہ اس کے جسم سارنگ بھی ہوتا ہے (۴) شنکھ کا موتی ایسے شنکھ سے نکلتا ہے جسکا زرد رنگ ہو۔ یہ موتی ہیرے کے دانہ کے برابر سفید سیاہ۔ زردی مائل سرخ زرد خاکی وغیرہ رنگ کا ہوتا ہے اسکی ۳ قسمیں ہیں (۵) مچھلی کے موتی عمدہ اور مختلف رنگ کے ہوتے ہیں اور ایک قسم کی مچھلی سے پیدا ہوتے ہیں (۶) واسوذات کی سانپ کے ماتھے سے عمدہ مدوّر دمدار نیلے رنگ کا موتی نکلتا ہے (۷) آفتاب کے سواتی نکھتر میں ہونے سے جو ابر کی بوند صدف کے منہ میں گرتی ہے موتی بنجاتا ہے۔ اس موتی کی مقدار بوند پر منحصر ہے (۸) بانس سے سفید رنگ چاند سا چمکیلا پانچ طرح کا موتی پیدا ہوتا ہے۔ یعنے عناصر خمسہ میں سے ایک ایک عنصر کی کمی و بیشی کے باعث پانچ مختلف قسمیں ہوگئیں ؎ سنسکرت کی کتابوں میں مینڈک وغیرہ حیوانات میں بھی مروارید کی پیدایش لکھی ہے۔ لیکن سب پر صدف کے موتی کو فضیلت دی گئی ہے۔ اس بارہ میں کئی اور حکمار مثلاً اہل فارس وعرب بھی متفق الرائے ہیں کہ صدف سمندر میں کسی خاص موسم میں منہ کھولتی ہے اور اُسمیں ابر کی بوند پڑنے سے موتی پیدا ہوتا ہے چنانچہ سعدی لکھتا ہے ؎

زابر افگند قطرۂ سوئے یم ... زصلب آورد نطفۂ در شکم
ازان قطرہ لولوئے لالہ کند ... وزیں صورتے سرو بالا کند

ایک اور شاعر لکھتا ہے ؎

بصبر اندر صدف باراں شود دُر   بصبر از لعل گوہر کان شود پُر

ایک حکیم لکھتا ہے کہ "متقدمین کو یقین تھا کہ فرشتہ جب بہشت سے نکالے گئے - تو اُنکے آنسوؤں کے قطرے جب کھلے ہوئے صدف میں پڑے تو اُن سے موتی پیدا ہوئے" ومین ٹائین صاحب لکھتا ہے کہ "موتی صدف کے انڈے ہوتے ہیں" اسی طرح اس بارہ میں کئی عجیب وغریب مختلف بیانات ہیں ٭

علمائے یورپ نے بڑے تجربہ کرکے مروارید کی پیدایش کی تحقیق کی ہے اُنہوں نے دریافت کیا ہے کہ یہ عجیب جواہر ایک قسم کے صدف کی پیدایش ہے جو سمندروں اور دریاؤں میں پائے جاتے ہیں - چونکہ مروارید کا صدف سے پیدا ہونا قرار دیا گیا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے ان صدفوں کا بیان لکھا جاوے تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجاوے کہ یہ صدف کس طرح کے ہوتے ہیں اور اُنکے کے اقسام ہیں - لفظ صدف ہر ایک سیپ پر ایسا عام طور پر بولا جاتا ہے کہ مروارید والے صدف کے لئے کوئی خاص لفظ تجویز کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے - اسلئے اس کا نام (انگریزی میں) سیلیاگریٹا یعنے صدفِ دُربار رکھا جاتا ہے - اور چونکہ اسکے دو حصہ ہوتے ہیں اسلئے اسے بائیوالولر (Buia Zwi Zur Mollusca) یعنے دو کھوپڑوں والا صدف بھی کہتے ہیں - یہ صدف ایک سمندری کیڑا ہے جسکا جرم نہایت سخت ہوتا ہے - اس کے دونوں حصے اوپر کے اور نچلے برابر ہوتے ہیں - یہ کیڑا پاؤں سے زور کرکے ادھر اُدھر چلتا ہے اور جالا بنکر عنکبوت کی طرح پھیلاتا ہے اور متصلہ اشیا سے چمٹ دیتا ہے تاکہ یہ ٹھیرا رہے - خوردبین کے ذریعہ ماہرین نے دریافت کیا ہے کہ اس صدف کے تین پردے ہیں (۱) سب سے اوپر کا پردہ سخت چھلکا عموماً سیاہی مائل بھورے رنگ کا ہوتا ہے یہی بیرونی جرم یا پوست کہلاتا ہے (۲) اسکے نیچے میں بے شمار چھوٹے چھوٹے خانے ہوتے ہیں جن میں چونا بھرا ہوتا ہے اور کئی طرح کے رنگ پیدا کرنے والے مادہ ہوتے ہیں (۳) سب سے اندرونی پردہ پوست درپوست ہوتا ہے اور اسمیں کئی طرح کے رنگ

نمایاں ہوتے ہیں۔ اسے مدر آف پرل (Mother of Pearl) یعنے گوہر پدریا ام تومت کہتے ہیں۔ اور اسی پردہ میں موتی پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ اچھی طرح تحقیق نہیں ہوا کہ اس پردے میں مروارید کیا کیا صورتیں بدلکر پیدا ہوتا ہے لیکن اسقدر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ صدف میں کسی بیرونی شے کا داخل ہونا۔ یا کسی بیماری یا اور گھبراہٹ کا پیدا ہونا مروارید کی پیدایش کا باعث ہوتا ہے۔ یعنے جب صدف میں کوئی بیرونی شے مثلاً دانہ ریت۔ پارہ چوب وغیرہ کسی اتفاق سے چلی جاتی ہے تو کیڑا ڈر جاتا ہے۔ چونکہ وہ اسے نکال نہیں سکتا اسلئے جس مادہ سے وہ پردہ نادر آف پرل بناتا ہے اُسی مادہ سے اُس شے کے اردگرد گول پردہ لگاتا جاتا ہے۔ حتے کہ ایک گول شے بنجاتی ہے یہی مروارید ہوتا ہے چنانچہ خود مروارید کو تیزاب میں ڈالکر تحلیل کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ اسمیں کاربونیٹ آف لایم اور ایک جھلی سی ہے۔ اور یہی کاربونیٹ آف لائم اور جھلی پردہ نادر آف پرل میں ہوتی ہے۔ صدف سے ایک اور شے بھی نکلتی ہے جسمیں کچھ تو مدر آف پرل یعنے گوہر پرور پردہ اور کچھ وہ شے مرکب ہوتی ہے جس سے مروارید نبتا ہے۔ اسے فنسی پرل Fancy Pearl کہتے ہیں یہ زیورات میں مزین ہوتی ہے۔ ایک فرانسیسی سوداگر نے اس شے کو کاٹنے سے ایک مروارید ۴ ۱ قیراط وزنی ۲ ہزار روپیہ کا حاصل کیا۔ ایک صدف جسمیں ایک عمدہ موتی دو ہزار روپیہ قیمتی تھا کھولا گیا تو اسمیں ایک شاہ بلوت کا ٹکڑا نکلا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کسی بیرونی شے کے داخل ہونے سے کیڑا صدف مروارید بناتا ہے۔ بعض کی رائے ہے جب صدف کو کوئی ضرر یا شکستگی پہنچتی ہے تو وہ مرمت کرنے کے لئے مروارید پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ جس صدف سے مروارید نکلتے ہیں وہ ضرور باہر کیطرف سے ٹوٹا ہوا ہوتا ہے۔ اور جس صدف کا بیرونی سطح ہموار اور ناشکستہ ہو اسمیں موتی کم نکلتے ہیں۔ اسی خیال پر ایک حکیم مسمی لینی یس (Linnaeus) نامی نے سرکار سویڈن کو کہا کہ اگر صدف کو سمندر سے پکڑ کر انمیں سوراخ کر سکوں انہیں اُسی تہ میں رکھدیویں تو موتی پیدا ہو جاوینگے۔ اسی طرح

کی تدبیریں چین میں رائج ہیں۔ بعض ماہرین کا بیان ہے کہ صدف میں کوئی بیماری پیدا ہونے سے تھے وہ گھبراہٹ میں اسے چمکیلے مادہ سے پردہ لگا کر مروارید بنا دیتا ہے۔ چنانچہ کئی عالموں نے حکمت عملی سے مروارید میں یہ بیماری ڈالکر مروارید پیدا کئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ صدف میں کسی بیرونی شے کے داخل ہونے یا کسی اور گھبراہٹ کے باعث مروارید پیدا ہوتے ہیں ❖

اگرچہ اکثر مروارید لسے میلیا گرینا نامی صدف گوہر سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن صدف کی کئی اور بھی قسمیں ہیں جن سے مروارید نکلتے ہیں۔ چھ قسم کے مشہور صدف گوہر کا بیان مفصلہ ذیل ہے (۱) دُربار صدف موسومہ میلیا گرینا۔ یہ بحرالکاہل۔ خلیج فارس بحر احمر آسٹریلیا۔ مدغاسکر میں ہوتی ہے (۲) السمنڈن (Alasmodon) یعنے دریائی صدف گوہر۔ یہ برطانیہ کلاں اور کینیڈا کے دریاؤں میں رہتی ہے (۳) پناٹبر کولوسا یا فین شیل (Pinnatuberculosa Fan Shell اسکی ۲۰ قسمیں ہیں۔ یہ متحدہ جات امریکہ میں پائی جاتی ہے۔ اس سے سیاہ مروارید نکلتے ہیں (۴) ہیمر (Hammer) یہ صدف ہند جزیرہ جات۔ جنوبی چین۔ آسٹریلیا کے باشندے ہیں (۵) سٹرامبس گگاس (Stromus Gigus) جزائر غرب الہند میں یہ صدف سب سیپوں سے بڑا ہے اسکی نوک اور صلب سخت سیپ ہو جاتی ہیں اسکی قریباً ۶۰ قسمیں ہیں جو جزائر غرب الہند بحیرہ روم بحیرہ قلزم ہندوستان ماریشیس (Mauritius) چین بحرالکاہل غربی امریکہ نیوزیلنڈ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں (۶) سٹرامبس لیٹی سیمس Strombus Latissimus ان دونوں قسموں کے صدفوں سے گلابی رنگ کے مروارید نکلتے ہیں انکے علاوہ صدف اویکولا (Auicul) میروپلیرا (Maeroplaera) باشندہ ملکا صدف ایوی کولا پکا Auicula pica باشندہ جزیرہ پٹ کیرن Pitcairns Isl. اور صدف ایوی کولا نیبولوسا Auicula hebulosa سے بھی مروارید نکلتے ہیں۔ عام صدفوں اور سیپوں سے بھی مروارید نکلتے ہیں۔ لیکن یہ چھوٹے اور کم قیمت ہوتے ہیں ❖

(۴) مقامات پیدائش

مروارید کی پیدائش کا بیان تو اوپر کیا گیا۔ اب یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ دُر بار صدف کن کن مقامات میں پائے جاتے ہیں۔ اور انہیں کس طرح حاصل کرتے ہیں۔ پیشتر ازیں بیان کیا گیا ہے کہ مروارید دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک بحری۔ دوم دریائی۔ اس لئے پہلے یہ بیان کیا جاتا ہے مروارید کن بحری مقامات میں پائے جاتے ہیں۔ عموماً مقامات مفصل ذیل پیدائش مروارید کے لئے مشہور ہیں۔ سراندیپ۔ خلیج فارس۔ بحیرہ قلزم۔ جاپان۔ جاوا۔ سوماٹرا۔ آبنائے قسطنطنیہ۔ جزیرہ سولو۔ مقام الزواقع بوریا۔ آسٹریلیا۔ جنا سرفی کی Fedy Isl. بٹیویا (واقعہ بوہیمیا) سکسنی۔ سویڈن۔ شمالی روس۔ فنلینڈ۔ امریکہ وغیرہ

سراندیپ زمانہ قدیم سے مروارید کی پیدائش کے لئے مشہور ہے۔ اہل یورپ میں سے پہلے پہل اہل پرتگال نے سراندیپ میں قدم جمایا۔ اور سنہ ۱۵۰۶ء میں حاکم سراندیپ سے پیدائش مروارید و مصالح کا خراج لینا مقرر کیا۔ اسوقت اس جزیرہ میں پچاس ساٹھ ہزار آدمی اس غوطہ زنی میں مشغول تھے۔ جو شخص مروارید حاصل کرتے وہ انہیں کی دولت سمجھی جاتی۔ لیکن ان سے پرتگال والے بڑی ارزاں قیمت پر خریدتے تھے۔ سنہ ۱۶۴۰ء میں اہل ہالینڈ نے سراندیپ میں زور پکڑا۔ اور تمام مقاماتِ پیدائش مروارید پر قابض ہو گئے۔ انکے ماتحت تقریباً دو لاکھ آدمی مروارید کی تلاش کرنیوالے تھے۔ یہ ۲۰ روز تو متواتر اپنے لئے کام کرتے اور اکیسویں دن سرکار کے لئے۔ اور غوطہ زنی ہر تین سال کے بعد ہوتی۔ راجہ سراندیپ اور گورنمنٹ ہالینڈ کے درمیان کسی بات پر تنازع ہونیکے باعث منار پر صدف گیری بند کی گئی۔ سنہ ۱۷۶۸ء سے ۱۷۹۶ء تک مروارید کی تہ کو ہلا یا گیا۔ بعدہٗ انگریزوں نے اس جزیرہ پر قابض ہو کر ۲۶ سال آرام یافتہ صدفوں کا فائدہ اٹھایا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۱۷۹۸ء کی صدف گیری میں ۱۴ لاکھ روپیہ

فایدہ ہوا۔ یہاں اب صدف گیری بڑے زور وشور سے ہوتی ہے۔ مروارید کے حاصل
کرنیکے لئے سمندر میں غوطہ لگاکر جانے اور تہ دریا میں سے انکی تلاش کرنیکو انگریزی میں پرل
فشنگ اور فارسی میں صدف گیری غواص۔ مداص یا ورچینی کہتے ہیں۔ یہ کام بڑا مشکل
ہے کیونکہ انسان اگر پانی پر تیرتا رہے۔ تو سوائے تکان اُسے کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوتی
لیکن اگر انسان پانی کے اندر چلا جاوے تو ہوا جو باعث زندگی ہے اس سے جدا ہو
جاتی ہے اور پانی کے اندر وہ سانس نہیں لے سکتا۔ اسلئے پانی میں صرف ایک دو
منٹ تک ہی دم بند کرکے بمشکل رہا جا سکتا ہے۔ دوم جسقدر پانی کے نیچے جاؤ پانی
کا دباؤ زیادہ ہوتا جاتا ہے اور سینہ پر زیادہ دباؤ ہونیکے باعث دم نکلا جاتا ہے۔ باوجود
ان مشکلات کے ہزارہا آدمی غوطہ زنی کا کام کرتے ہیں۔ اگرچہ ان تکالیف کو دور کرنے
کے لئے کئی ایک کلیں ایجاد کی گئی ہیں۔ لیکن سب سے آسان اور کم خرچ غوطہ زنی آجکل تک لنکا
میں جاری ہے۔ یہاں مروارید کے مقامات پیدایش منار سے لیکر کنڈاچی خلیج اور اریپو کے
جنوب تک چلے جاتے ہیں سب سے زیادہ غوطہ زنی کنڈاچی کے مقابل ۱۰ میل کے فاصلہ
پر ہوتی ہے۔ اکثر غوطہ زنی ٹھیکہ پر ہوتی ہے۔ غوطہ زنی کے شروع ہونے سے پیشتر کئی
کشتیاں خلیج کنڈاچی پر لائی جاتی ہیں۔ غوطہ زنی یہاں ماہ مارچ و اپریل میں جبکہ سمندر
ٹھیرا ہوا ہوتا ہے کیجاتی ہے۔ پہلے غوطہ زن کناروں کو اچھی طرح دیکھ بھال لیتے ہیں۔ اور
انکے بدن پر روزانہ روغن کی مالش کیجاتی ہے۔ وقت مقررہ پر وہ کھانا کھاکر غوطہ زنی
کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور سمندر کے کنارہ پر چلے جاتے ہیں۔ اور نماز ادا کرکے
کپڑے اتارتے ہیں۔ اپنے کانوں کو روئی سے بند کر لیتے ہیں اور ناک کو ایک سینگ
کے اوزار سے دبا دیتے ہیں۔ اور منہ پر ایک کپڑا روغن سے بھگو کر باندھتے ہیں۔ جو
پانی کو کچھ عرصہ روکتا ہے۔ رات کے دس بجے کشتیاں ساحل سے روانہ ہوتی ہیں تو
توپ چلتی ہے۔ ہر کشتی میں ۱۰ ملاح ۱۰ غوطہ زن اور چند پاس کرآس دینے تھنگوں

کے مانند ہوتے ہیں۔ غوطہ لگانے سے پہلے غوطہ زن ایک رسّی اپنی کمر کے گرد لپیٹ لیتے ہیں۔ اور ایک بھاری پتھر اپنے پاؤں پر باندھتے ہیں۔ اور ایک چاقو ہاتھ میں لیکر سمندر میں کود پڑتے ہیں۔ جب وہ جائے مقصود پر پہنچ جاتے ہیں تو پتھر کھول دیتے ہیں جو اوپر کھینچا جاتا ہے۔ اور چاقو سے صدفوں کو کنارہ سے کاٹتے ہیں۔ اور ایک جالی دار تھیلی میں جو انکے ہمراہ ہوتی ہے ڈالتے جاتے ہیں۔ غوطہ زن صرف ایک منٹ ہی پانی میں رہ سکتے ہیں اور اس عرصہ میں فی کس ۸ یا ۱۰ صدف جمع کرتا ہے۔ باہر آکر دم لینے کے بعد پھر غوطہ لگاتے ہیں۔ اور دن بھر میں چالیس پچاس بار غوطہ زنی کرتے ہیں اگر مروارید کے کنارہ عمدہ سرسبز ہوں تو ایک غوطہ زن ۲ سو سے ۴ سو تک صدف بھی جمع کر سکتا ہے۔ غوطہ زن زیادہ مروارید نکالنے کے ایسے مشتاق ہوتے ہیں کہ محدودہ احاطہ صدف گیری سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ جس سے انکو روکنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اور اس طرح وہ چھوٹے کم عمر صدفوں کو پہنچکر بڑا نقصان پہنچاتے ہیں۔ پانچ غوطہ زن یکبارگی غوطہ لگاتے ہیں۔ اور جب یہ دم لیتے ہیں تو اَور پانچ جاتے ہیں۔ اسیطرح کام شروع رہتا ہے۔ بعض غوطہ زنوں کے ساتھ تو ماہوار تنخواہ مقرر ہوتی ہے۔ اور بعض کو تمام پیداوار کی ایک چوتھائی دیجاتی ہے۔ بعض غوطہ زن تو جلدی پانی میں اتر جانے کے لئے پاؤں میں ایک بھاری پتھر باندھ لیتے ہیں اور بعض غوطہ زن جنہیں ہاتھوں کی طرح پاؤں سے بھی صدف کے جمع کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ وہ اپنے پاؤں کو کھلا رکھنے کے لئے نصف دائرہ کی شکل کا پتھر دس یا بارہ سیر وزنی کمر سے باندھ لیتے ہیں اگر غوطہ زن پانی کے اندر گھبرا جاوے یا کوئی نہنگ آن پہنچے۔ تو وہ رسی کو ہلاتا ہے اور فوراً اوپر کھینچا جاتا ہے۔ بعض غوطہ زن گلے اور بازوؤں میں تعویذ باندھ کر غوطہ لگاتے ہیں۔ جب تک بیڑا واپس نہ آوے افسون گر منتر پڑھتے ہیں۔ انکے افسون پر سب قوم کے لوگوں کو ... ہے۔ ...

تک یہ پاس نہیں ہوتے غوطہ زن غوطہ نہیں لگاتے - پھر بھی غوطہ زنوں کی صحت میں
بڑا فرق آجاتا ہے بعض کی ناک اور منہ سے خون بہنا شروع ہوتا ہے ۔ اور سب سے
مضبوط بہادر غوطہ زن بھی صرف چند سال غوطہ زنی کر سکتے ہیں ۔ جب دن کا کام
ختم ہوتا ہے تو بیڑا واپس آتا ہے ۔ اسکے کنارہ پہنچنے سے پیشتر صدہا لوگ ۔ ہندوستانی
سنگھالی ۔ انگریز ۔ یہودی وغیرہ کنارہ پر جمع ہوتے ہیں ۔ اسوقت عجب کیفیت نظر آتی
ہے ۔ جب کشتیاں نظر آتی ہیں تو پھر توپ سر ہوتی ہے اور جب یہ کنارہ پہ لگتے ہیں
تو بڑا شور و غوغا ہوتا ہے ۔ قریباً بیس مختلف زبانوں میں پیدایش کا حال پوچھا جاتا ہے
اور صدفوں کو کنارہ پر اتارتے ہیں ۵

اگرچہ صدف گیری کے لئے کئی اور کلیں شلاً ڈایونگ بیل Denny bell
ڈریس (Dress) وغیرہ ایجاد ہوئے ہیں لیکن انکی آمدان کے خرچ کو پورا نہیں کر سکتی
چنانچہ ایک دیسی غوطہ زن اپنے پتھر اور جالی کے ذریعہ دن بھر میں اتنے صدف حاصل
کر سکتا ہے کہ ڈایونگ کے تمام آدمی اسقدر حاصل نہیں کر سکتے ۔ ہاں اسمیں یہ فائدہ
ضرور ہے کہ آدمی اسمیں بیٹھا ہوا کئی گھنٹہ تک بغیر تکلیف سمندر میں رہ سکتا ہے ۔ اس
کی بنا اس طور پر ہے ۔ کہ اگر ایک پیالہ کو پانی میں سیدھا رکھیں تو اسمیں ہوا بھری ہونے
کے باعث پانی دخل نہ کریگا ۔ اسیطرح اگر ایک بڑا برتن پیالہ کی شکل کا بناکر اسمیں
کوئی شے رکھی جاوے تو وہ بھی نہ بھیگے گی ۔ اسی خیال پر یہ کل ایجاد ہوئی ۔ یہ ایک
بڑے گھنٹے کی شکل کی ہوتی ہے اور بیٹھنے کے لئے اسمیں ایک تختہ لگا ہوا ہوتا ہے
جس پر آدمی بفراغت بیٹھ سکتا ہے ۔ سولھویں صدی میں یہ کل پہلے صرف نہنگ
اور پانی کے دباؤ کے بچاؤ کے لئے بنائی گئی لیکن دم بند ہونیکی شکایت رفع نہ ہوئی
بعدہٗ اسمیں دو لمبی نالیاں لگائی گئیں جو اوپر جہاز تک پہنچ سکیں تاکہ ان نالیوں کے
ذریعہ غوطہ زن کو قعر سمندر میں تازہ ہوا پہنچتی رہے ۔ اس کل کو ایک بڑی رسی سے

باندھکر جہاز پر سے سمندر میں ڈالتے ہیں۔ اور اس کے اندر غوطہ زن بیٹھکر بفراغت صدف جمع کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح ایک کل ڈریس یعنے چوغہ ہے۔ یہ ایک بڑا لمبا ٹوپ ہوتا ہے جو غوطہ زن کے سارے بدن پر آجاتا ہے صرف ہاتھ کام کرنیکو باہر رہتے ہیں اس سے پانی کا دباؤ نہیں ہوتا اور اوپر ایک نالی آتی ہے جس سے تازہ ہوا پہنچتی رہتی ہے اسطرح ایک اور کل ہے جو بڑے برتن کیطرح ہوتی ہے اسمیں تازہ ہوا کے پہنچنے کی نلی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ علےٰ ہذا۔ جب جہاز سے صدف کنارہ پر اتارے جاتے ہیں تو ان کو ایک محدود جگہ میں کھلنے کیلئے رکھدیتے ہیں۔ جہانکہ وہ کچھ کھلتے ہیں۔ پھر انکو سمندر کے پانی میں دھوکر مروارید نکال لیتے ہیں۔ جو صدف اس طرح نہیں کھلتے۔ انہیں ہتھوڑوں اور دیگر آہنی اوزاروں سے کھولتے ہیں۔ بعدہٗ مروارید کو ان کی آبداری اور مقدار کے لحاظ پر علیحدہ علیحدہ کرکے ورجہ وار لگاتے ہیں۔ اور اسی وقت گماشتوں کے پاس فروخت کئے جاتے ہیں۔ کئی لوگ صدفوں کو کھولنے کے بغیر بطور لاٹری بیچدیتے ہیں۔ اور خریدار کی قسمت پر منافع منحصر ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی صدف میں سے تو ۲۰ یا ۴۰ ہزار روپیہ کے مروارید نکلتے ہیں۔ اور کئی میں سے ایک بھی نہیں نکلتا۔ تخمیناً دو کروڑ صدف سے چالیس لاکھ موتی یعنے قریباً پانچواں حصہ مروارید نکلتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک صدف سے ۱۵۰ چھوٹے مروارید برآمد ہوئے۔ کپتان سٹیوارٹ کے ہاتھ ایک صدف آیا جس سے ۶۷ مروارید نکلے۔ اور ۱۰ امروارید اور کچھ صدف شکستہ ایک مچھلی کے شکم سے جسے چارتری کہتے ہیں نکلے۔ گورنمنٹ سرانیپ کو مروارید کی بڑی آمدنی ہے۔ اور اسلئے صدف گیری بڑی احتیاط سے ہوتی ہے جب تک صدف پوری عمر تک نہ پہنچیں غوطہ زنی کی اجازت نہیں دیجاتی۔ تجربہ کار غوطہ زنوں کی رائے ہے کہ ۷ سال میں صدف پوری عمر کو پہنچتا ہے۔ اور جسقدر صدف اس عمر کو پہنچتا ہے اسیقدر اُس سے عمدہ گوہر نکلتا ہے۔ ۴ سال کے صدف میں سے صرف بیج گوہر یعنے خردہ مروارید نکلتے ہیں اسلئے مروارید کی بڑی کی پیدایش کرکے اسے

چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اور ایک ایک حصہ پر ایک ایک سال غوطہ زنی کیجاتی ہے باقی کو آرام دیا جاتا ہے۔ تخمیناً معلوم ہوا ہے کہ اگر ہر سات برس کے بعد صرف ۲۰ روز غوطہ زنی ہو تو ۱۸۷۹ء کی غوطہ زنی کے برابر (جو ۳۶ برس کے بعد ہوئی) پیدائش ہو سکتی ہے صدف یہاں ریتیلے کناروں سے جو جزیرہ کے غرب میں خلیج منار پر ہیں چمٹے ہوئے ہوتے ہیں ان پر پانی ۸ سے ۹ فی دم تک ہوتا ہے۔ عمدہ غوطہ زنی ۶ یا ۸ فی دم گہرائی تک ہوتی ہے۔ کئی بار صدف مروارید سمندر میں تیرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور لہروں کے تھپیڑوں سے کنارہ پر آجاتے ہیں۔ صدفوں کے ان کناروں کو نیلام کرتے ہیں۔ اور دیسی سوداگر بڑی بولی دیکر لے لیتے ہیں۔ انکو صرف ڈیڑھ یا دو ماہ تک صدف گیری کی مہلت ہوتی ہے۔ سرکار کو قریباً ساڑھے چار لاکھ روپیہ ٹھیکہ ملتا ہے۔ اخبار سیلون اوبزرور Ceylon obseraer ماہ اپریل ۱۸۷۹ء میں درج تھا کہ "اس سال مروارید بہت کم پیدا ہوئے۔ اور جو نکلے وہ بہت ہی چھوٹے اور کم قیمت تھے" اسواسطے یہاں ایک دو سال کے لئے غوطہ زنی بند کی گئی ہے۔ زمانہ قدیم میں سراندیپ کے مقابل ساحل کورومنڈل اور چند دیگر مقامات میں صدف گیری ہوتی تھی لیکن اب یہاں ویسے زور شور سے نہیں ہوتی۔

سراندیپ سے اُتر کر مروارید کا دوسرا مقام پیدائش خلیج فارس[1] ہے۔ پہلے پہل اہل مقدونیہ نے یورپین کو خلیج فارس میں مروارید کی موجودگی کی اطلاع دی۔ سنہ ۱۵۰۶ء سے لیکر سترہویں صدی کے آغاز تک اہل پرتگال یہاں صدف گیری کے مالک بنے رہے۔ بعدہٗ دیسی شہزادے اس پر قابض ہو گئے۔ خلیج فارس میں سب سے زیادہ غوطہ زنی جزیرہ بحرین[2] کے متصل ہوتی ہے۔ جو مروارید جزیرہ کرک۔ اور کورگو سے نکلتے ہیں نہایت قیمتی اور آبدار ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ساحل عرب پر اور کئی مقامات میں بھی

---

[1] یہ خلیج ایران و عرب کے درمیان ہے [2] یہ جزیرہ عرب کے شرقی ساحل کے متصل ۲۶ عرض شمالاً ۵۰-۱۰ طول شرقاً ہے

غوطہ زنی ہوتی ہے۔ مقام کیلف[1] واقعہ عرب سے ایک گوہر ۱۱ لاکھ روپیہ کا قیمتی نکلا۔ جو توریز نے خرید لیا۔ یہاں صدف گیری کے دو موسم ہیں ایک سرد و قلیل۔ دوم گرم و دراز۔ اکثر جون سے لیکر ماہ ستمبر تک صدف گیری ہوتی ہے۔ جو اکثر پارسی اور دیگر ممالک کے سوداگر آتے ہیں۔ سوداگر صدف گیروں کو بہت سا روپیہ پیشگی سود پر دیدیتے ہیں۔ اور چونکہ وہ مقروض ہو جاتے ہیں اسلئے سوداگر اپنی مرضی کے مطابق شرح قیمت پر اُن سے مروارید خریدتے ہیں صرف مہتمم بندرگاہ کو کچھ محصول کے طور پر دیا جاتا ہے۔ اور صدف گیری پر کوئی لگان نہیں ادا ہوتا نہ کسی شخص کے لئے اسکی کچھ ممانعت ہے۔ یہاں بھی صدف گیری اُسی طور پر ہوتی ہے جس طرح سراندیپ میں ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ یہاں ایک مچھلی شمشیر نامی غوطہ زنوں کی دشمن ہوتی ہے۔ اسلئے اسکے ڈر سے ہر ایک غوطہ زن کمر میں تلوار باندھ کر جاتا ہے یہاں سالانہ ۳۰ یا ۳۵ لاکھ روپیہ کے مروارید نکلتے ہیں۔ صرف جزیرہ بحرین سے ہی سالانہ ۲۰ یا ۲۴ لاکھ روپیہ کے مروارید نکلتے ہیں۔ یہاں قریباً ۱۵۰ کشتیاں اس کام میں لگائی ہوئی ہیں۔ یہاں سے مروارید مسقط کی راہ بمبئی کو اور وہاں سے چین کو بھیجے جاتے ہیں۔ یہ سراندیپ کے مروارید سے تعداد میں چھوٹے ہوتے ہیں۔ اب بھی خلیج فارس سے مروارید کے صدف بکثرت نکلتے ہیں۔ چنانچہ صرف [illegible] منصلہ صدف گیری کا دو ماہ کا محصول ۹ لاکھ روپیہ ہوتا ہے ؛

بحیرہ قلزم[2] جہاں سے زمانہ قدیم میں مروارید کی بڑی پیدایش ہوتی تھی۔ اب بھی اس نادر پیدایش کے باعث مشہور ہے شاہان تولوس (Ptolemeus) بعدہٗ خلیفہ ہائے مصر کے عہد میں سوداگر اس بحیرہ کے ساحل پر آبسے اور مروارید کی تجارت کرنے سے دولتمند ہو گئے۔ آجکل یہاں کی صدف گیری [illegible] سرکار کی مداخلت نہیں صرف مروارید کی [illegible] محصول پیشگی دیا جاتا ہے۔ عرب کا فرقہ بدوں

[1] بحرین کے [illegible] ۱۲

کے لوگ درچینی کراتے تھے جو دونوں ساحلوں پر بستے ہیں۔ یہاں جدہ[1] اور کوشیر[1] کے متصل صدف گیری ہوتی ہے اور موسم زمستان میں بارشوں کے بعد دسمبر سے لیکر اپریل تک ہوتی رہتی ہے۔ ہیدون خود غوطہ زنی نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے کم سن غلاموں کو یہ ہنر سکھلاتے ہیں۔ جب لڑکا کچھ سیکھتا ہے تو اُسے سمندر کے کنارہ پر لیجا کر کوئی صدف کھلاتے ہیں۔ اور لانیکے لئے اشارہ کرتے ہیں۔ اور اگر کامیاب نہو تو اُسے خوب پیٹتے ہیں۔ اور اگر وہ کوئی قیمتی صدف لے بھی آوے تو اُسے صرف خوراک انعام میں ملتی ہے اگرچہ اس جگہ اب اتنے مروارید نہیں نکلتے۔ پیدبھی مقام ڈھالک[2] سے جو میسوا کے مقابل ہے عمدہ مروارید پیدا ہوتے ہیں۔ کراچی بندر واقعہ ساحل بمبئی پر بھی غوطہ زنی جاری ہے۔ سرکار کو ۴۰ ہزار روپیہ سالانہ محصول آتا ہے۔ چند سال سے آسٹریلیا سے بھی مروارید نکلتے ہیں۔ اور انگلستان کو بھیجے جاتے ہیں۔ علاوہ بریں نصف کرۂ زمین مشرقی میں جاپان۔ جاوا۔ سوماٹرا۔ آبنائے قسطنطنیہ۔ جزائر سولو۔ الجیریا وغیرہ مقامات سے بھی مروارید نکلتے ہیں۔ لیکن ان مقامات پر صدف گیری زور شور سے نہیں ہوتی۔

امریکہ میں ستر ہویں صدی کے آغاز سے لیکر کیلیفورنیا میں۔ مروارید بنایا کے ثانی نکلتے ہیں ہزارہا لوگ جزائر غرب الہند کے باشندے خلیج کیلیفورنیا[3] میں غوطہ زنی کے لئے آتے ہیں۔ کولمبیا کے ساحل پر عمدہ آبدار مروارید نکلتے ہیں۔ اور جزیرہ کیوبا[4] Cuba کے جنوب کیطرف خلیج فارس کی طرح مروارید کی پیدائش ہوتی ہے۔ ساحل نیوجرسی[5] New jersey پر ایک کسان نے صدفوں کو پکڑتے ہوئے ایک میں بڑا مروارید دیکھا۔ اور زیادہ تلاش کرنے سے بڑے مروارید حاصل ہوئے ؛

---

[1] یہ دونوں مقام عرب کے غربی ساحل پر مکہ کے نزدیک ۲۲ شمالاً۔ ۳۹ شرقاً پر ہے [2] یہ جزیرہ بحیرہ قلزم میں ساحل حبش کے مقابل ۴۰ شرقاً۔ ۱۶ شمالاً پر واقعہ ہے [3] یہ خلیج امریکہ شمالی کے غرب کیطرف ۱۱۰ طول غرباً پر ہے [4] جزائر غرب الہند میں ایک بڑا جزیرہ ۲۲ شمالاً ۸۰ غرباً پر ہے [5] متحدہ صوبجات کے مشرق کیطرف ۴۰ شمالاً ۷۴ غرباً پر واقعہ ہے

(۵) دریائی مروارید

دریائی مروارید بھی زمانہ قدیم سے مشہور چلے آتے ہیں اور اپنی چمک دمک وآبداری کے باعث بحری مروارید کے ہم پلہ ہیں۔ یہ ایک قسم کے صدف سے پیدا ہوتے ہیں جو یونین ڈے (Unionidae) کہلاتے ہیں۔ اور روے زمین کے بڑے بڑے دریاؤں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ کیڑے صدف بحری کی طرح اپنے خانہ کو مرمت کرنے کے لیئے مروارید پیدا کرتے ہیں۔ چین والوں نے اسی خیال پر دریائی صدفوں سے حسب دلخواہ مروارید پیدا کرانیکا طریق نکالا ہے وہ اندرونی حصہ صدف یعنے مدرآف پرل کے چند ٹکڑوں کو تار سے لپیٹتے ہیں۔ اور بدھ کی شکل کا بت بنا کر ایک دریائی صدف موسومہ ڈپساس پلائی کیٹا (Dipsas plicata) میں ڈالدیتے ہیں۔ اس طرح کیڑا اس داخل شدہ شے پر چمکیلے مادہ کے استر لگا کر اسے مروارید سا چمکیلا بنا دیتا ہے شہر ننگپو کے متصل پانچسو فرقہ اس صنعت میں مشغول ہیں۔ انگلستان میں بھی اسی طرح سیپیوں کو توڑ کر انمیں کوئی شے ڈالکر مصنوعی مروارید بنانیکی ترکیب جاری ہے۔ زمانہ قدیم میں بھی یہ صنعت جاری تھی۔ ہندوستان میں بڑی بڑی صدفیں پائی گئیں جن کے بیچ پیتل کے تار پائے جانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان میں بھی یہ صنعت رائج تھی۔ مصنوعی مروارید بنانیکے اور کئی طریق بھی تھے۔ دریائی مروارید برطانیہ کلاں بوہیمیا۔ روس۔ فرانس۔ متحدہ صوبجات وغیرہ ممالک کے دریاؤں میں پائے جاتے ہیں۔

انگلستان کے دریاؤں میں سب سے عمدہ مروارید پائے گئے ہیں۔ دریائے ایسک[1] Esk اور کانوی (Conway) کے صدف مروارید زمانہ قدیم سے مشہور ہیں انکو ویلز۔ کرجن ڈیلیو (Crigen Diluw) (یعنے دریائی صدف) کہتے ہیں دریائے

[1] یہ دریا انگلستان میں ۵۴ ۱/۲ عرض شمالاً و ۲ ۱/۲ طول غرباً پر ہے۔ انگلستان میں ۵۵ عرض شمالاً و ۳ طول غرباً پر ہے ۱۲

اسک (Isk Rs.) (واقعہ کمبرلینڈ) کی پیدایش مروارید کے باعث انگلستان میں بہت مشہور ہے۔ اسی طرح پر سیزر نے انگلستان پر حملہ کیا۔ اب بھی انگلستان کے مفصلہ بالا دریاؤں سے مروارید نکلتے ہیں۔

آئرلینڈ کے صوبجات ٹائیرون (Tyrone) اور ڈونگال[a] (Donegal) کے دریاؤں سے قیمتی مروارید نکلتے ہیں۔ دریائے سلینی[b] (Slaney) واقعہ صوبہ وکس فورڈ Wexford میں جب موسم گرما میں پانی کم ہو جاتا ہے۔ تو دس بارہ آدمی دریا کی تہ و نسے جال کے ذریعہ صدف مروارید نکالتے ہیں۔ اور صدفوں کو چاقو سے کھولکر مروارید نکالتے ہیں۔ بعض اوقات دو تین صدف کھولے جاتے ہیں اور کوئی موتی نہیں نکلتا۔ تخمیناً سو صدف میں سے ایک صدف سے ایک مروارید نکلتا ہے۔ اور سو ایسے مروارید میں سے ایک مروارید عمدہ آبدار پایا جاتا ہے۔ ان صدفوں کا رنگ نیلا ہوتا ہے۔ اور یہ ۳ انچ لمبے ہوتے ہیں۔ عمدہ مروارید بدصورت شکل صدف سے جو گہرے پانی میں پائی جاوے نکلتا ہے۔ یہاں کے مروارید اگر عمدہ ہوں تو ۳ سے ۱۰۰ روپیہ تک بھی قیمت پائے گئے ہیں۔

پچھلی صدی میں سکاٹ لینڈ کے دریائے ٹی[c] (Tay) موتی نکلتے تھے اب بھی سکاٹ لینڈ کے دریاؤں سے مروارید نکلتے ہیں لیکن یہ ناقص اور کم مقدار کے ہوتے ہیں۔ گلابی رنگ کے دانوں کی بڑی قیمت پڑتی ہے۔ روس و فرانس کے دریائی مروارید کی چمک و دمک عمدہ نہیں ہوتی۔ بویریا کے موتی سکاٹ لینڈ کے موتیوں جیسے ہوتے ہیں۔ دریائے مولڈو[d] (Moldau) (واقعہ بوہیمیا) سے ہر سال تین چار سو نہایت عمدہ مروارید نکلتے ہیں۔ ۔۔۔۔ جنوبی آسٹریا کے چند

---

[a] یہ دونوں صوبہ آئرلینڈ کے شمال کیطرف واقع ہیں ۵۵ ۔ ۴ شمالاً ۔ ۸ ۔ ۷ غرباً پر واقعہ ہے ۱۲

[b] دریا رینڈ ۔ صوبہ ہیرتہ میں ۲ ۔ ۳۰ شمالاً ۔ ۳ ۔ ۱۰ غرباً پر واقع ہے

[c] یہ دریا ۴۹ ۔ ۵۰ شمالاً ۱۴ ۔ ۳۰ شرقاً پر ہے اس پر بڑا شہر پراگ واقعہ ہے ۱۲

جزائر کے دریاؤں اور مرشد آباد کے بڑے تالاب موسومہ موتی جھیل اور شمالی یورپ متحدہ صوبجات - کینیڈا (Canada) اوریگن[1] (Oregon) کیلیفورنیا - اور سلطنت کی چند دریاؤں سے مروارید برآمد ہوتے ہیں - کہتے ہیں کہ جہانگیر نگر کے سیوا گنج اور بنگال سے بھی مروارید نکلتے ہیں - انگلستان کے سوائے تمام دیگر مقامات میں صدف گیری کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں - اکثر صدف مروارید کناروں پر بھی پائے جاتے ہیں - رنگدار مروارید ایشیائی - آسٹریلیا - اور افریقہ کے دریاؤں سے اور گلابی مروارید جنوبی امریکہ جزائر بہاماس[2] کے دریاؤں دریائے یاکوئی[3] (Tagui) بمقام اکوپلکا[4] (Acopulca) واقعہ میکسیکو اور خلیج کیلیفورنیا کے ریتیلے کناروں پر پائے جاتے ہیں - سیاہ مروارید خاص کر خلیج پناما (Panama) اور جنوبی آسٹریلیا میں اور دیگر رنگ کے موتی دریائے مسیسپی (Upper Mississpi Rs.) اوہیو (Ohio) مچی گان (Muchigan) دریائے کولمبیا و دیگر مقامات میں پائے جاتے ہیں ؛

(۵) مروارید کو چھیدنے جلا دینے وغیرہ کا بیان

جبکہ مروارید صدف سے نکالے جاتے ہیں تو پھر انہیں چھیدتے ہیں - یہ دستکاری ہندوستان اور دیگر مقامات میں بڑی احتیاط سے کیجاتی ہے - موتی کو لکڑی کے دو ٹکڑوں میں پکڑ کر فولاد کے باریک تار سے سوراخ کرتے ہیں - عرب میں مروارید کو ایک چوبی اوزار میں جو ۶ - انچ لمبا ۴ - انچ چوڑا سہ پایہ ہوتا ہے رکھکر برمے سے چھیدتے ہیں اور روغن ناریل سے تر رکھتے ہیں - ان چھیدے ہوئے بے سوراخ موتیوں کو انگریزی میں ورجن (بمعنے کنواری) اور فارسی میں مروارید ناسفتہ کہتے ہیں - اور جو کچھ عرصہ تک

[1] یہ صوبہ متحدہ صوبجات امریکہ کے غرب میں ہے [2] یہ جزائر جنوبی امریکہ کے شرق کی جانب بحر اوقیانوس میں واقع ہیں [3] یہ دریا صوبہ میکسیکو میں ۱۰۰ غرباً ۲۸ شمالاً پر ہے [4] یہ مقام میکسیکو کے غربی ساحل پر ۹۹ غرباً ۱۶ شمالاً پر ہے

پہنے جاتے ہیں انہیں انگریزی میں وڈو (Widw) (یعنے رانڈ) کہتے ہیں۔ جلا دینے چھیدنے اور گول کرنیکا کام حبشی کرتے ہیں۔ موتیوں کو انہیں کے بُرادہ سے جلا دیتے ہیں۔ اگر برہنہ بدن پر مدت تک مروارید پہنے جاویں تو انکی چمک و دمک میں فرق آجاتا ہے۔ ریڈی صاحب ان استعمال شدہ مروارید کو پھر چمکیلا بنانیکی یہ ترکیب تبلاتے ہیں کہ "موتی کو کسی کبوتر کے آگے ڈالو۔ جب یہ اسے نگل لے اور ۲۰ گھنٹہ تک اپنے شکم میں رکھے۔ تو موتی کو شکم سے نکال لو۔ اسکی اصل چمک نکل آویگی لیکن وزن میں کم ہو جاویگا۔ اگر بہت زیادہ رہے۔ تو تحلیل ہو جاویگا۔ بعض کہتے ہیں کہ بدبو۔ چربی۔ پسینہ۔ کیچڑ۔ دھواں وغیرہ آلودگی سے مروارید کا رنگ کٹ جاتا ہے۔ اسے درست کرنیکی یہ ترکیب ہے کہ برنج آمیز پانی ایک برتن میں ڈالکر نیچے آنچ دو جب پانی شیر گرم ہو تو آگ سے اُتار کر مروارید کو اس چمچہ کے ساتھ ہلاؤ تھوڑی دیر میں مروارید عمدہ نکل آوینگے۔ بعض کی رائے ہے کہ صرف عمدہ چاولوں کے ملنے سے اور ترنج کے جوشاندہ سے بھی مروارید مصفا ہو جاتے ہیں انکی آب و تاب قایم رکھنے کے لئے مناسب ہے کہ پہننے کے بعد مروارید کو ٹکڑہ ململ سے صاف کر کے میگنشیا کے ساتھ ڈبیا میں رکھا جاوے۔ مروارید کا بُرادہ بھی کام آتا ہے۔ ایک زیرک فرانسیسی نے اسکے ذریعہ خوبصورتی انسان کو رونق دینے کا ایک عجیب قاعدہ نکالا ہے۔ اُس نے سیاحت لنکا میں دیکھا کہ سنگھالی لڑکیوں کا بدن جو مروارید کی چھانٹ کرتی ہیں۔ نہایت چمکیلا اور خوبصورت ہو جاتا ہے۔ اس نے مشاہدہ سے تحقیق کیا کہ یہ خوبصورتی بُرادہ مروارید کے اثر کے باعث ہے۔ جو پہلے ایک ناکارآمد چیز سمجھی جاتی تھی۔ اس لیے اب یہ برادہ بازار پیرس میں بطور بُرادہ و سفوف خوبصورتی فروخت ہوتا ہے۔ اور رخسارہ کی خوبصورتی و چمک دمک کے بڑھانیکے لیے استعمال ہوتا ہے۔

---

(۶) موتیوں کی قیمت ڈالنا

مروارید کی قیمت ڈالنا بڑے تجربہ کا کام ہے۔ کوئی کلیہ قاعدہ مقرر نہیں قیمت ڈالنے سے پیشتر خیال کر لینا چاہئے کہ موتی خالص تو ہے۔ کیونکہ آجکل ایسے نقلی مروارید بنتے ہیں کہ بڑے تجربہ کار جوہری بھی شناخت نہیں کر سکتے۔ انہیں عموماً انگریزی موتی کہتے ہیں۔ پیرس میں ان مصنوعی موتیوں کی ساخت کی صنعت کمال تک پہنچ گئی ہے۔ یہ مصنوعی موتی قدرتی مروارید سے بھی چمک و دمک اور آب و تاب میں بڑھ گئے ہیں۔ اس صنعت کی بنا اس طرح قایم ہوئی۔ کہ ایک فرانسیسی تسبیح ساز مسمی جگوین (Jaquin) نے معلوم کیا کہ بلیک (Black) نامی مچھلی کو جب پانی میں دھوتے ہیں تو پانی میں چھوٹے چھوٹے چھلکے جمع ہو جاتے ہیں۔ اور جمع کرنے سے مروارید کی طرح چمکتے ہیں۔ اس لئے اس نے ان کا نام "جوہر مروارید" رکھا۔ اس نے پہلے سنگ جیسم کے منکے بنا اُن پر یہ چمکیلی شے مزین کی۔ جس سے وہ نہایت خوشنما ہو گئے۔ لیکن گرمی کی طپش سے یہ چمکیلی شے منکوں سے علیحدہ ہو کر پہننے والے کے بدن پر چمٹ جاتی تھی۔ کسی مستورات نے اُسے سمجھایا کہ شیشہ کے منکے بنا کر اُن پر یہ شے چڑھاوے۔ اس خیال پر اُس نے مصنوعی مروارید بنانیکا ایک بڑا کارخانہ جاری کیا۔ یہ موتی اس طرح بنائے جاتے ہیں کہ پہلے شیشہ کی پتلی نلیاں جنہیں گِرسولس (Gerosolas) کہتے ہیں بنائی جاتی ہیں۔ ان میں پھونک مار کر گول دانہ بنائے جاتے ہیں یہ دن بھر میں ۵ سے ۶ ہزار تک بنائے جاتے ہیں لیکن قدرتی مروارید کی ہمشکل بنانے کیلئے یہ ٹھیک گول نہیں بنائے جاتے۔ پھر جوہر مروارید کو گرم سریش ماہی میں ملا کر شیشہ کی نلی کے ذریعہ پھونک کر ان دانوں میں بھرتے ہیں اور منکوں کو ہلا کر اچھی طرح منور کرتے ہیں۔ جبکہ ان پر اچھی طرح یہ چمکیلی شے ملفوف ہو جاتی ہے۔ تو انکے اندر سفید موم بھرتے ہیں۔ تاکہ وہ بھاری اور مضبوط ہو جاویں۔ تب یہ

سوئی سے چھید کردہ اگوں پر پروتے ہیں۔ ایک پونڈ چھلکے سے ۴۔ اونس جوہر مروارید نکلتا ہے
اور اس ایک پونڈ کیلیے چار ہزار مچھلیاں درکار ہوتی ہیں۔ یہ مچھلی ۴۔ انچ لمبی اور سستی ہوتی
ہے ہیمی ٹائیٹ (Hematite) یعنے خام آہن نقلی سیاہ مروارید بنانے میں استعمال
ہوتا ہے۔ اور اس دھات کے عجیب نقلی سیاہ مروارید بنائے جاتے ہیں۔ علاوہ بریں
گلابی رنگ مرجان کو کاٹ کر گلابی مروارید کے شکل بناتے ہیں۔ اور انکی بجائے فروخت
کر دیتے ہیں لیکن تجربہ کار آنکھ خاص مروارید کی چمک کو جو مرجان کی چمک سے بالکل مختلف
ہے دیکھکر فوراً پہچان لیگا کہ یہ اصلی ہے یا نقلی۔ بیچنے والے بے رنگ مروارید کو سیاہ رنگ دے کر
بیچ ڈالتے ہیں لیکن تجربہ کار فوراً نقلی رنگ کو پہچان لیتے ہیں۔ اب یہ مصنوعی مروارید آبداری
اور کم قیمتی کے باعث ایسا رواج پکڑ گئے ہیں کہ غریب امیر ہر کوئی انہیں پہنتا ہے۔ ان
کی پہچان یہ ہے کہ یہ قدرتی مروارید کی نسبت ذرا ہلکے ہوتے ہیں اور ان کے سوراخ بھی
فراخ ہوتے ہیں۔ تجربہ کار جوہری صدف جیسے سبز و سرخ رنگ کی چمک اوپر لی سطح پہ دیکھکر
فوراً اصلی مروارید پہچان لیتا ہے کیونکہ قدرتی مروارید کی سطح سے مدر آف پرل کے رنگ
ضرور جھلکتے ہیں۔ جب یہ تحقیق ہو گیا کہ موتی خالص ہے تو پھر اسکے عیب دیکھنے چاہئیں۔

ہندوستانی جوہری اسکے یہ عیب بیان کرتے ہیں (۱) گوتج۔ اوپر سوراخ ہونے
(۲) آہر۔ چھوٹے سوراخ (۳) بھڑکن۔ چھوٹے بڑے سوراخ ہونے (۴) چوڑا۔ بہت چھوٹے
سوراخ (۵) گھٹرت۔ موتیوں کی قیمت شکل اور آب و تاب پر منحصر ہوتی ہے۔ جسقدر زیادہ
چمکیلا۔ خوش رنگ اور گول اسیقدر زیادہ قیمتی۔ یورپ میں سفید اور نیلگوں۔ شفاف۔
اور سلے عیب مروارید اور ہندوستان۔ عرب اور چین کے رہنے والے زرد رنگ مائل
مروارید پسند کرتے ہیں۔ ایک قیراط وزنی عمدہ موتی ۲۴ سے ۴۰ روپیہ تک۔ دو قیراط کا
۶۰ سے ۸۰ روپیہ اور بڑے آبدار فی گرین ۲۰ روپیہ قیمت پاتے ہیں۔ امریکہ کے موتی جنہیں
پانامہ کے موتی کہتے ہیں۔ فی گرین ۲۰ سے ۱۰۰ روپیہ تک قیمت پاتے ہیں۔ اگرچہ

یہ سفید و کلونسی دیتے ہیں لیکن انکو شیشے سیاہی ہوتی ہے - سیاہ رنگ مروارید اگر بد وضع نہ ہوں تو ۳۵ سے ۴۰ روپیہ فی گرین اور بیازی ۵۰ سے ۶۰ روپیہ فی گرین قیمت کے ہوتے ہیں - بد وضع مروارید جنہیں بعض بہ کونٹر (Baro‌ques) کہتے ہیں رنگ کے لحاظ سے فی اونس سو سے ہزار روپیہ تک اور عمدہ گول ۱ گرین وزنی دانہ - ایک سو سے ۱۱۰ روپیہ تک ۲ گرین وزنی ۴۰۰ سے ۵۰۰ تک اور ۳ گرین وزنی ۸۰۰ سے ۱۰۰۰ روپیہ تک قیمت پاتا ہے - جو مروارید ایک طرف سے چوڑے اور دوسری طرف سے گول ہوں انہیں بوطام موتی کہتے ہیں انکی قیمت عمدہ گول موتیوں کی نسبت ۲۵ فیصدی کم ہوتی ہے - خُرد مروارید فی اونس ۵ شلنگ سے ۱۰ شلنگ تک قیمتی ہوتے ہیں - علیٰ ہذا القیاس - مروارید کی قیمت میں اور جواہرات کیطرح اتنا فرق نہیں پڑتا ؛

(۷) خواص عجیبہ سحری و فوائد طبی

یونانی و دیگر حکما مروارید کے کھانے اور استعمال کرنیکے مفصلہ ذیل خواص طبی و سحری بیان کرتے ہیں - مفرح - ملطف - مقوی ارواح - تمام اجزائے بدن میں سرایت کرتا ہے لیکن مثانہ کو مضر ہے - [illegible] سکا [illegible] ہے - [illegible] کے استعمال سے دل میں صبر و استقلال ہوتا ہے - امراض معدہ - قلب - جنون - امراض جگر - بواسیر - [illegible] ان - نفث الدم - نزف الدم کو شفا حاصل ہوتی ہے - گردہ کو نافع - [illegible] کا دافع - پتھری کا مخرج - پیشاب کی جلن دور کرتا ہے - خونی دستوں کو روکتا ہے خون بواسیر و حیض کا حابس - فرزجہ اسکا منع حمل میں مجرب - مخلوں [illegible] - مروارید کے کشتہ کو اگر بطور شربت پیا جاوے تو استفراغ - ناپاک خیالات - جن بھوت [illegible] منہ کی بدبو - سر کے درد - آنکھوں کا ورم - درد - پانی بہنا وغیرہ کو دور کرتا ہے - مروارید سبزہ کے اگر شیر خوار بچے کو جو چالیس دن سے کم عمر ہو - چالیس [illegible] تو اسکو چیچک [illegible]

دو دانہ مروارید اور ایک دانہ مرجان ایک پتلی سوتلی کی رسی میں باندھ کر حاملہ عورت کی کمر سے باندھکر ناف پر رکھا جاوے تو وہ استقاط حمل سے محفوظ رہتی ہے ✣

طریق استعمال مروارید بطور سحق یعنے پیسکر یا تخمیر یعنے خمیرہ بناکر و تمیع یعنے نمک بنانا و ادہان یعنے تیل بنانا یا تکلیس (کشتہ بنانا) اسکا سفوف اگر دانتوں پر منجن کے طور پر ملا جاوے تو ان کو صاف رکھتا ہے۔ اگر بدن پر اور ادویات کے ساتھ ملا جاوے تو جذام اور بہق کو فایدہ پہنچاتا ہے۔ یہ زہر کے لئے تریاق ہے۔ مروارید کا معجون بناکر کھانا بڑا مقوی ہوتا ہے۔ اکثر راجہ نواب اسکے سفوف کو پان پر لگاتے ہیں۔ اسکا کشتہ کئی بیماریوں کو فایدہ پہنچاتا ہے۔ قرابادین میں کشتہ بنانیکی یہ ترکیب لکھی ہے کہ "سفوف مروارید کو اچھی طرح چھانکر نمبو رس کی بھری ہوئی بوتل میں ڈالو اور اوپر کاک سے بند کرو۔ اور ایک سرکے کی نصف بھری ہوئی ہانڈی میں بوتل کو رسیوں سے باندھکر اس طرح لٹکا دو کہ بوتل رس کو نہ چھوے۔ ہانڈی کو پھر ایک رکابی سے ڈھانپ کر ۴۰ روز تک گوبر میں رکھو۔ سفوف پانی ہوکر منجمد سی شے بنجاویگا۔ دوسرا طریق کشتہ یہ ہے کہ مروارید ناسفتہ ایک ہانڈی میں ڈالکر گائے کا دودھ فی تولہ ایک سیر کے حساب سے ڈالیں اور گلحکمت کریں یعنے لیپ دیں۔ بعد اسکے فی تولہ مروارید ایک سیر اوپلہ صحرائی کی آتش دیں امید ہے پہلی دفعہ میں کشتہ ہوجاویگا۔ ورنہ مکرر عمل کریں۔ اور کشتہ کو مبیکر بقدر ایک رتی مربہ بہی۔ سیب۔ یا آملے کے ہمراہ کھاویں۔ مروارید کا ذائقہ شیریں ہوتا ہے۔ اور امراض چشم کے لئے یہ سرمہ اور شفا دہ ہوتا ہے۔ کسی زمانہ میں بنگالی ناکتخدا لڑکیاں مروارید کو عفت کا باعث سمجھکر پہنتی تھیں۔ علے ہذاالقیاس ✣

(۸) مشہور و معروف مروارید

دنیا میں بڑے بڑے مشہور گوہر مفصلہ ذیل ہیں (۱) یورپ میں سب سے بڑا

گوہر بنام لاپیری گرینا انکمپیرابل La Peregrina incomparable (یعنے گوہر بینظیر) مشہور ہے - یہ ۱۲۶ قیراط وزنی ناسپاتی کی شکل کا ہے - کانگی بس Congibus نامی سوداگر باشندہ کیلی Calais اسے ۱۶۲۰ء میں ہندوستان سے لایا - جب سوداگر نے اسے فلپ چارم شاہ ہسپانیہ کے آگے رکھا تو اس نے پوچھا کہ "کس امید پر تم نے اس چھوٹی سی چیز پر اپنی سب جائداد خرچ کر دی" اس نے جواب دیا کہ "مجھے معلوم تھا کہ دنیا میں شاہ فلپ ہے جو اسے خریدیگا" اب یہ شہزادی یوسوپوف (Jussopoff) کے پاس ہے اسکی قیمت قریبًا ۱۶۰۰۰۰ روپیہ ہے (۲) ایک کبوتر کے انڈے کے برابر گوہر ۲۳ اگرین وزنی پاناما سے آیا - یہ فلپ دوم شاہ ہسپانیہ کے پاس تھا - اور قیمت میں ایک لاکھ روپیہ کا تھا (۳) شاہ روڈلف (Rudolph) دوم کے پاس ایک مروارید ۳۰ اگرین وزنی تھا - اور اسی مقدار کا ایک دانہ نیپولین کے پاس تھا (۴) شاہ فرانس کے پاس ایک مروارید ۱۱ اگرین وزنی تھا جو ۱۸۱۹ء میں فروخت ہوا (۵) شاہ ایران کے پاس ایک گوہر ۱۔ انچہ قطر میں ہے ۱۶۳۳ء میں اسکی قیمت ۶۴۰۰۰۰ روپیہ پڑی (۶) سلطان مسقط کے پاس ایک گوہر ۳۲۰۰۰۰ روپیہ قیمتی ہے (۷) ایک عمدہ مروارید خوش شکل گول - ۱۵ اگرین وزنی ۲۶ ہزار روپیہ پر ولایت میں فروخت ہوا (۸) ۱۸۶۷ء میں ایک اور دانہ ۱۴ اگرین وزنی دریافت ہوا - یہ دونوں نمائشگاہ پیرس میں دکھلائے گئے - اور اب یہ بینظیر جوڑا بیرونس الفونس ڈی روتھشلڈ Baroness alphonse de Rothschild کے پاس ہے (۹) جوہرین ابزاری کے پاس ایک عمدہ سیاہ موتی ۲۰ گرین وزنی تھا - اسکا ثانی موتی فرانس میں پایا گیا - یہ عمدہ جوڑا اب پیرس کے ایک سوداگر نے ۲۰ ہزار روپیہ پر خرید لیا ہے - قیصرہ یوجینی کے بینظیر سیاہ موتیوں کی ایک مالا ۳۴ ہزار روپیہ پر فروخت ہوئی اور اسکا ایک بڑا موتی ۵۰۰۰ روپیہ پر بکا (۱۰) مہاراجہ جو تندرو موہن کے پاس ایک موتی چڑیا کے انڈے کے برابر ہے (۱۱) عجائب گھر

ڈیون شائر میں ۲ لاکھ روپیہ قیمتی ایک موتی ہے (۱۲) کہتے ہیں کہ ہوپ صاحب کے پاس ۳- اونس وزنی ۲ ½ - انچ محیط ۲ - انچ عمیق کا ایک مروارید تھا - یہ ناسپاتی شکل کا مروارید ایک تاج میں مرصع ہے - مروارید پر کئی طرح عجیب و غریب دستکاری بھی ہوتی ہے - چنانچہ گرین والٹ واقعہ شہر ڈرزڈن میں چارلس دوم کے وقت کے ایک بہروپے کا نقش ایک مرغی کے انڈے کے برابر گوہر میں کھدا ہوا ہے - یعنے موتی کو کاٹ کر آدمی کا بت بنا ہوا ہے - اور مجمع الجواہرات مقبوضہ ہوپ صاحب میں گلابی رنگ مروارید تھا جسکو کاٹ کر دو ہاتھوں کی شکل کا بنایا ہوا تھا - اور ایک انگشتری میں مزین تھا اور ساتھ ہی ایک الماس پر منقش تھا کہ " مجھے نہ بھلانا " ۔

فصل ہفتم

Coral

(۱) مرجان کا بیان

مرجان جسے ہندی میں وِدرم یا پروال اور پنجابی میں مونگا کہتے ہیں - ایک سمندری جانور کی پیدائش ہے - اور خوش رنگت اور عمدہ چمک کے باعث زمرہ جواہرات میں درج کیا جاتا ہے - متقدمین کو یقین تھا کہ مرجان از قسم نباتات ہے لیکن خوردبین کے ذریعہ اسمیں وہ کرم دیکھے گئے ہیں جو اسکے موجد ہیں - یہ کیڑے پول پائی Polypi قسم کے کیڑوں میں سے ہیں اور اگرچہ اس قسم میں کئی اور طرح کے کیڑے بھی شامل ہیں لیکن ہمیں یہاں اسی قسم کا ذکر لکھنا مطلوب ہے - جو اس جواہر کی پیدائش کا باعث ہے اور جسے انگریزی میں آسس نوبلس Isis Nobiles (یعنے مرجان) کہتے ہیں - پول پائی کیڑوں کی یہ پیدائش بے برگ شاخوں والے درخت کی صورت کی ہوتی ہے

اسکا تنا انسان کے جسم کے برابر موٹا بھی ہوتا ہے - لیکن عموماً ایک فٹ بلند اور ایک انچ
موٹا ہوتا ہے - اسکا عمدہ اشوخ رنگ ہوتا ہے اور اس پر عمدہ جلا آسکتی ہے - اس میں
بطور شہد کے چھتہ کے یہ خانہ بنے ہوئے ہوتے ہیں جن میں یہ کیڑے رہتے ہیں - تنے
کے اوپر ایک ملایم پوست ہوتا ہے اور اسکے اوپر جالی کے طور پر جھلی سی ہوتی ہے جسے
یہ کیڑے بناتے ہیں - ان کیڑوں کا جسم ایک سریش جیسی شے کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے -
جب یہ ان خانوں میں آرام بیٹھتے ہیں تو خوردبین کے ذریعہ دیکھنے سے معلوم ہوا ہے
کہ ہر ایک کے منہ کے گرد ہشت گوشہ مونچھیں ہوتی ہیں جن کے ذریعہ وہ اپنی خوراک پکڑ
کر سوراخ میں لیجاتا ہے - اگر ایک مونچھ کو ہاتھ سے چھوئیں - تو ان تمام کیڑوں کو خبر ہو
جاتی ہے بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ ان کیڑوں میں طاقت حس ایسی مشترکہ ہوتی ہے
کہ کیڑے اور تنا ایک ہی جسم معلوم ہوتے ہیں جب ذرا سا کیڑے یا تنے کو مس کرو تو سارے
کیڑوں کو خبر ہو جاتی ہے - اگرچہ ان کرموں میں بظاہر اسقدر ہوش و حواس معلوم ہوتے
ہیں لیکن فی الحقیقت ان میں کوئی پٹھہ یا حواس خمسہ نہیں - خوراک ان کے معدہ کے
ایک سوراخ میں چلی جاتی ہے - اور وہاں پانی میں ملکر اِدھر اُدھر چھوٹی رگوں میں گھومتی
ہوئی تمام کیڑوں کے جسموں میں جو ایک دوسرے سے ملحق ہوتی ہیں چلی جاتی ہے - انکی
خوراک چھوٹے سمندری کیڑے یا پودوں کے ذرات ہیں - یہ روشنی اور پانی کی ہل جل سے
بہت ڈر جاتے ہیں اور اپنے سوراخوں میں ڈر کر چلے جاتے ہیں - یہ کیڑے چھ سات سو
فٹ سمندر کے نیچے چٹانوں پر شوخ درخت کی شکل کا ڈھانچہ بناتے ہیں - جو کہ شہد کی
مکھیوں کے چھتہ کی طرح سوراخدار ہوتا ہے جیسا کہ پیچھے بیان کیا گیا ہے - اور ان خانوں
میں یہ کیڑے رہتے ہیں - گویا یہ کیڑے مرجان کو اپنی رہایش کیواسطے بناتے ہیں - علم کیمیا
کے رُو سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں ۱ فیصدی میگنشیا اور ۰٫۷ ۹۹٫ کاربونیٹ آف کیلشیا
ہوتا ہے - مرجان کا رنگ کلورائین مادہ کے باعث نہیں ہوتا - یہ القلی اور دیگر تیزاب

میں حل نہیں ہو سکتا۔ لیکن معدنیات کے تیزاب میں حل ہو سکتا ہے۔ اسکا سیاہ رنگ تیزاب گندھک کے باعث ہوتا ہے۔ مسٹر ایم واگل (M. Vogel) کی رائے ہے کہ مرجان کے رنگ دینے والے مادہ میں آکسیڈ آہن۔ کاربونک ایسڈ اور چونا تھوڑا تھوڑا ضرور ہوتا ہے۔ شعاع آفتاب کا پہنچنا اس کی پیدائش کے لئے ضروری ہے۔ اہل فارس مرجان کی پیدائش اس طور بیان کرتے ہیں۔ کہ "یہ سمندر کے قعر میں زمین سے چمٹا ہوا پایا جاتا ہے اور ہوا۔ پانی اور آن آبی اشیاء سے پرورش پاتا ہے جو آفتاب و ماہتاب کی کشش کے زور اس سے چمٹ جاتے ہیں۔ اسکی اونچائی اور مقدار کشش فلکی پر منحصر ہے" یونانی حکما لکھتے ہیں کہ "مرجان میدوسہ کے سر سے گرے ہوئے قطروں سے بنا ہے۔ ان قطروں کو پرسیوز نے سمندر کے کنارہ کے درختوں پر چھڑکا۔ اور جب یہ خشک ہو گئے تو سمندر کے دیوتاؤں نے اسے سمندر میں بو دیا جس سے مرجان پیدا ہوئے" اسی طرح کئی اور روایتیں ہیں لیکن درست وہ ہے جو محققین یورپ نے بڑے سائنس وریافت کی ہے۔ مونگے کی جڑ کو بیخ مرجان کہتے ہیں اور بعض بسد بھی کہتے ہیں ؛

(۲) مقامات پیدائش

پیشتر بیان کیا گیا ہے کہ مرجان کا پیڑ سمندر میں پولی پائی قسم کے کیڑوں کی پیدائش ہے۔ اب یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ کن کن مقامات بحری میں پایا جاتا ہے۔ مرجان اگرچہ قریباً تمام بحروں میں پیدا ہوتے ہیں لیکن عمدہ پہننے کے لائق مرجان بحیرہ روم۔ الجیریا۔ خلیج فارس۔ عمان۔ بحیرہ ہند میں سے نکلتے ہیں۔ ان بحری مقامات میں ہر جگہ مرجان کو کوشش سے نکالتے ہیں۔ لیکن بحیرہ روم کے چند مقامات پر مرجان بڑے زور و شور سے نکالے جاتے ہیں۔ بحیرہ روم میں مارسیلز[1] (Marseilles) کے متصل۔ اور لالوس

[1] فرانس کے جنوبی ساحل پر ایک مشہور بندرگاہ ۴۳ شمالاً ۵ شرقاً ہے ۱۲

Belearic جزائر بلیارک[۱] Corsica کورسیکا[۲] Sardina سارڈینیا La loose

ٹیونس[۳] (Tunis) لاکیلی[۴] Lucalle کے ساحلوں پر مرجان کے نکالنے کا کام
بڑی سرگرمی سے ہوتا ہے۔ ساحل افریقہ پر جو کئی صدیوں سے پیدایش مرجان کے
باعث مشہور ہے۔ ایک کیلی Calle یا کلک Kalak نامی بندرگاہ واقعہ ہے
جہاں مرجان نکالنے کا کام کرتے رہے لیکن یہ خاص پیشہ فرانسیسیوں نے ہی اپنے
ذمہ لے رکھا ہے۔ سنہ ۱۴۵۰ء میں فرانسیسیوں نے یہاں ایک کارخانہ جاری کیا۔ لیکن
سنہ ۱۷۹۱ء میں اس مرجان گیری میں کسی فرانسیسی کا دخل نہ رہا۔ سنہ ۱۸۰۲ء میں انگریزوں
نے کیلی پر قبضہ کر لیا۔ اور سنہ ۱۸۱۶ء میں دوبارہ اسے اپنے ہاتھ میں لائے۔ سنہ ۱۸۲۳ء میں
اٹلی والوں کا اسمیں دخل ہو گیا۔ ابتک یہاں اٹلی والوں کے جہاز اس مرجان گیری میں
لگے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کشتی میں جو مرجان کے نکالنے کے لئے سمندر میں جاتے ہیں
بارہ یا تیرہ ملاح ہوتے ہیں۔ یہ کام مارچ میں شروع ہوتا ہے اور اکتوبر میں ختم ہوتا ہے۔
مرجان کے پیڑ کو سمندر سے اس طرح نکالتے ہیں کہ دو لوہے کے لٹھے قریباً سات سات
فٹ لمبے لیکر ایک دوسرے پر باندھتے ہیں۔ ہر ایک لٹھ کے سرے پر چار کانٹے لگے
ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اس سے ایک جالی دار تھیلا باندھتے ہیں۔ دونوں لٹھوں کے
درمیان بھاری سکہ باندھ دیتے ہیں کہ وہ جلدی نیچے چلا جاوے۔ اور اس کل کو
لنگر کے رسوں کے ذریعہ سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔ جب اسے باہر نکالتے ہیں تو اس
میں پھنسکر مرجان باہر آ جاتے ہیں بعض غوطہ زن سمندر میں کود کر مرجان کی شاخ نکال
لاتے ہیں۔ اسی طرح سسلی۔ کورسیکا۔ سارڈینیا۔ بحیرہ قلزم۔ خلیج فارس وغیرہ مقامات
میں مرجان کو نکالتے ہیں۔ ذیل میں تصویر دیجاتی ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ بمقام کولمبو

---

[۱] بحیرہ روم میں بڑا مشہور جزیرہ ہے شمالاً و شرقاً ہے۔ [۲] جزیرہ سارڈینیا کے شمال کیطرف تھوڑے
فاصلہ پر ہے۔ [۳] سپین کے مشرق کیطرف یہ جزائر ہیں ۱۲
[۴] ... کے شمال میں ایک مشہور جزیرہ ہے

کس طرح مرجان کشتیوں میں لاتے ہیں اور گنٹھڑیاں اُتارتے ہیں ۔
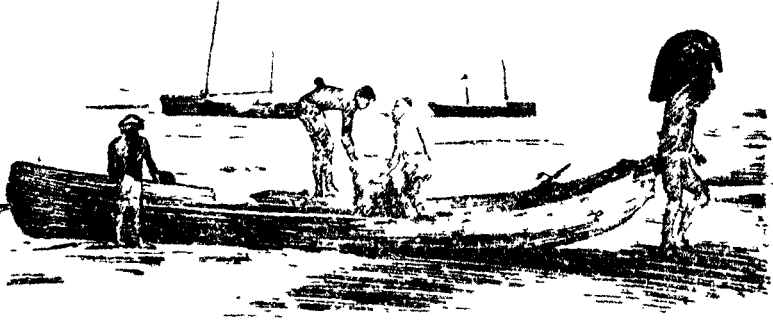
(۳) مرجان کو کاٹنے اور چھیدنے وغیرہ کا بیان

جب مرجان سمندر سے نکالے جاتے ہیں تو پھر انہیں کاٹکر مطلوبہ شکل کے دانے بناتے ہیں۔ اسکی مالا کے دانے ۔ بوطام ۔ پھول ۔ پتے وغیرہ کئی طرح کی گلکاری بنائی جاتی ہے ۔ اسکی چھپٹی کے دستہ ۔ چابکوں کی مٹھیں وغیرہ بھی بنائی جاتی ہیں ۔ مرجان کے دانوں میں فولاد کے تار سے چھید کرتے ہیں ۔ اٹلی میں یہ کام ہاتھ سے ہوتا ہے ۔ لیکن شہر لیپزگ Leipzeg میں گرل ہوف مان Karl hoffmann صاحب نے ایک کل ایجاد کی ہے ۔ اور سوراخ کرنیکا کام بہت آسان کر دیا ہے ۔ مرجان کی دستکاری کے کارخانہ شہر مارسیلز ۔ جینوا ۔ اور لیگ ہارن میں جاری ہیں ۔ یہاں سے سچ مرجان ہندوستان چین و جاپان کو بھیجے جاتے ہیں ۔ پہلے مرجان کو مطلوبہ شکل کا کاٹتے ہیں اور پھر گھسکر دانہ بناتے ہیں ۔ اور روغن سے انہیں جلا دیتے ہیں چونکہ مرجان ملائم ہوتا ہے اس لئے اس پر نقش کا کام ہو سکتا ہے ۔ کئی عمدہ منقش مرجان

لیے گئے ہیں۔

(۴) قیمت مرجان

مرجان کی قیمت اکثر ضرورت پر منحصر ہوتی ہے۔ لوگ ہڈیوں۔ سینگوں اور ہاتھی دانت کے نقلی مرجان بنا کر اور رنگ دیکر اصلی مرجان کی بجائے فروخت کرتے ہیں اس لئے خریدنے سے پہلے دیکھ لینا چاہیے کہ مرجان نقلی تو نہیں۔ اس کی شناخت کے لئے تجربہ چاہیے۔ پھر مرجان کا رنگ دیکھنا چاہیے۔ مرجان سُرخ۔ گلابی۔ سبز۔ بھورا زرد۔ سفید۔ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ نہایت خوش رنگ مرجان کو خون کا پھول استعارۃً کہتے ہیں۔ گلابی رنگ مرجان پیازی رنگ مروارید کے ہمشکل و ہمرنگ ہونے کے باعث بڑی قیمت پاتے ہیں۔ ان کی قیمت ایک ہزار سے دو ہزار روپیہ فی اونس تک پڑتی ہے۔ اور سُرخ رنگ ۲۰ روپیہ سے ۲۰۰ روپیہ تک اور زرد و عمدہ ستلو سے ہزار روپیہ تک فی اونس قیمت پاتے ہیں۔ ہندوستان میں گہرے سرخ رنگ مرجان کی بڑی قیمت ہوتی ہے۔ مرجان کا دانہ جسقدر مقدار میں بڑا ہو اسیقدر زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ اس ملک ہند میں قریباً ۲ لاکھ روپیہ کا مرجان کا بیوپار ہوتا ہے چھوٹے دانوں کی ۶ آنہ سے ایک روپیہ تک فی تولہ قیمت ہوتی ہے۔ اس کی مالا بنا کر ہندو پہنتے ہیں۔ خصوصاً جموں کے ڈوگرے ان کے زیادہ مشتاق ہوتے ہیں۔ چین میں سنگ سم کے دانوں کے ساتھ مرجان کے دانہ ملا کر پہنتے ہیں۔ انگلستان اور روس کے سوا یورپ کے دیگر ممالک میں مرجان کم پہنے جاتے ہیں۔

(۵) خواص عجیبہ سحری و فوائد طبی

زمانہ متوسط میں مرجان جادو۔ زہر اور شیطانی خیالات کو دور کرنیوالا سمجھا جاتا

تھا۔ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ اگر بچہ کو پیدا ہوتے ہی اُس کی ماں کے شیر میں ۔ اگر ین
مرجان گھول کر پلادیں تو بچہ کو تمام عمر بھر صرع کی بیماری نہ ہوگی۔ اور کوئی دوا عضا نہ
ہوگا۔ یونانی حکیم لکھتے ہیں کہ مرجان نیم درم یعنے ۲ ۱/۲ ماشہ مرجان کی خوراک سے تمام
قسم کا خون بہنا بند ہوتا ہے۔ اور ایک درم خوراک زہر کے لئے تریاق ہوتی ہے۔
اگر مرجان کو شکم پر باندھیں تو معدہ کی تمام شکایتیں دور ہوتی ہیں۔ بچوں کے گلے
میں اگر مرجان پہنایا جاوے تو اُن کا رونا کم ہوجاتا ہے یہ مفرح و قابض ہے جنون۔ صرع
معدہ فساد اشتہا کو مفید ہے۔ مرجان میں یبوست و برودت دوم درجہ۔ اور سیاہ
مرجان کی سوم درجہ ہوتی ہے۔ اسکے جلانے اور کشتہ بنانیکی ترکیب قرابادین میں
لکھی ہے۔

فصل ششم

Catseye

(۱) لہسینا کا بیان

لہسینا بھی ایک عجیب جواہر ہے۔ یہ کارکیتنک کی ایک قسم سمجھا جاتا ہے۔ اسمیں
خاص صفت یہ ہے کہ اس میں بڑی درخشان دھاری یا ڈورہ ہے۔ جسکو ہندوستان
کے جوہری سوت اور انگریز لائن (Line) کہتے ہیں۔ لہسینا کا رنگ خواہ کچھ ہو یہ دھاری
ہمیشہ سفید ہوتی ہے۔ شاذو نادر ہی سبز رنگ کی دیکھی جاتی ہے۔ جب اس دھاری
کو شعاع آفتاب میں رکھیں تو یہ بہت چمکیلی دکھلائی دیتی ہے۔ یہ جواہر اپنی خوشنمائی کے
باعث بہت عزیز ہے۔ اسکا شوخ رنگ اور اُس پر چمکیلی دھاری ادھر اُدھر لہریں
مارکر دیکھتے ہوئے نہایت دلکش دکھلائی دیتی ہے۔ گویا ایک بیقرار بھوت اسمیں مقید

ہے۔ اسی خیال پر لوگوں کو وہم ہے کہ لہسنیا میں جنات رہتے ہیں۔ اس قیمتی جواہر کا بیان کئی مصنفوں نے بہت غلط ملط کر دیا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ یہ لوگ اسکی اصل ماہیت و نام و نشان سے واقف نہیں ہوتے۔ صرف شنید پر جو کچھ ذہن میں آیا لکھ مارا۔ چنانچہ کئی معدنیات کی کتابوں میں لہسنیا کو بھبکیم کی ایک قسم سی جسے کوارٹز کیٹس آئی Quartz Cats eye (یعنے بھبکیم کی قسم کا لہسنیا) کہتے ہیں ملایا گیا ہے۔ اگرچہ بھبکیم کا یہ قسم لہسنیا سے بہت ملتا ہے۔ لیکن رنگ ڈھنگ اور سختی کے لحاظ سے ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اگر یہ قسم بہت عمدہ بھی ہو پھر بھی لہسنیا کی برابری کا دم نہیں بھر۔ اگر ان دونوں کو پاس پاس رکھا جاوے تو انجان بھی فرق دریافت کر سکیگا ۔

لہسنیا کو فارسی میں عین الہرۃ چزا۔ اور انگریزی میں کیٹس آئی کہتے ہیں۔ اسکا مصدر لفظ کیٹو یانٹ (Chatoyant) ہے جو ایک رنگ کا نام ہے۔ لفظ انگریزی کیٹس آئی اور عربی عین الہرۃ لہسنیا کے لئے اسواسطے بولا جاتا ہے کہ اس کی سطح کی ہیئت بلی کی آنکھ جیسی ہوتی ہے ان دونوں الفاظ کے معنے "بلی کی آنکھ" ہیں فارسی میں بابا غوری اُس لہسنیا کو کہتے ہیں جو گول ہو اور جس کا اوپر کا رنگ نیچے رنگ سے مختلف ہو۔ اور سلیمانی ان کو کہتے ہیں جو سرخ یا سیاہ رنگ ہوں۔ سبز یا زرد رنگ لہسنیا عین الہرۃ کہلاتا ہے۔ ہندوستانی جوہری اس کی یہ قسمیں بیان کرتے ہیں (۱) کنک کھیت - بلی کی آنکھ کی طرح (۲) دہوم کھیت - دودی رنگ (۳) شیام کھیت - سیاہ رنگ (۴) گیہو کھیت - روغن زرد جیسا رنگ (۵) [illegible] کا - نئی کان کا (۶) ہاڑیا - جس میں دھاری نہ ہو ۔

(۲) خواص و ماہیت

(۱) لہسنیا کی شکل مسدس (۲) سختی ۵ء۵ درجہ (۳) الماس جیسی چمک - قوس قزح [illegible]

ملک (۴) زرد۔ بھورا۔ سبز۔ سیاہ رنگ (۵) شفاف (۶) وزن مخصوص ۳ر۸ درجہ (۷) طاقت انعکاس دوچند (۸) ملنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے (۹) اسمیں ۰۰ حصہ ایلومینا۔ ۲۰ حصہ گلوسینا مرکب ہیں اس کا رنگ پروٹوکسائیڈ آہن کے باعث ہوتا ہے (۱۰) یہ ناگداختنی ہے۔ اور تیزاب کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔ یونانی حکما رکھتے ہیں کہ "اگر اسے مٹی کے برتن میں ڈالکر عقیق کی طرح آگ دیں تو یہ چمکیلا ہو جاتا ہے" وہ ہی حکما اس میں دو سرے درجہ کی یبوست و برودت بیان کرتے ہیں ٭

(۳) مقاماتِ پیدائش

اگرچہ لہسنیا کئی ایک مقامات سے نکلتا ہے۔ لیکن خاصکر سراندیپ۔ مغربی گھاٹ (ہند) سے عمدہ قسم کا نکلتا ہے۔ اس ہندوستان کے لہسنیا کو ساحل کا لہسنیا کہتے ہیں یہ نیلم کے ساتھ بھی پایا جاتا ہے اور زردی مائل سبز۔ شوخ زیتونی رنگ کا ہوتا ہے۔ شمالی امریکہ۔ برازیل۔ کوہ یورال وغیرہ ممالک سے یہ سنگریزوں میں پایا جاتا ہے۔ کئی لوگوں کا بیان ہے کہ لہسنیا گجرات اور عمان کی عقیق کی کانوں سے نکلتا ہے شکل معدنی لہسنیا اور پتھر جس میں سے یہ نکلتا ہے پلیٹ ح میں ہے ٭

(۴) قیمت

لہسنیا کی قیمت مقدار۔ خوش رنگت اور خصوصاً دھاری پر منحصر ہوتی ہے یہ عمدہ چمکیلی ہونی چاہئے اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک بنی ہوئی چاہئے۔ اور بہت چوڑی بھی نہ ہو۔ رنگ کا قیمت میں چنداں لحاظ نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ کسی جوہری کو ایک رنگ پسند ہوتا ہے۔ اور دوسرے کو کوئی اور بھاتا ہے۔ پھر بھی عموماً سبز و زیتونی رنگ پسند کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان دونوں رنگوں کی زمین پر یہ دھاری خوب کھلتی

ہے۔ ہندوستانی جوہری اس کے یہ عیب بیان کرتے ہیں:۔ (۱) چیر (۲) جالہ۔ اسکی تمام سطح پر دھاریوں کا ہونا (۳) گدر یعنی کسی جگہ سے شفاف اور کہیں تاریک ہونا۔ لہسنیا کی قیمت ڈالنے کا کوئی کلیہ قاعدہ مقرر نہیں۔ اندازاً انگشتری کے نگینہ کا لہسنیا سو سے ہزار روپیہ تک بلکہ بڑا نگینہ دس ہزار روپیہ تک قیمت پاتا ہے۔ کچھ عرصہ سے یورپ میں اسکے پہننے کا زیادہ رواج ہوگیا ہے۔ اس لیے اس کی قیمت بڑھ گئی ہے ہندوستانی اس کے خواص سحری کے قائل ہونیکے باعث اس کی بڑی قیمت دیتے ہیں۔ اور زیتونی رنگ کا نگ پسند کرتے ہیں۔ سنگھالی اسے اخیر دم تک اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ۳۰ سال گذرے ہیں کہ لے ارڈ (M. Layard) صاحب ہندوستان سے ایک لہسنیا ۵۰۰ روپیہ سے لائے۔ اب اس کی قیمت ۸یا۱۰ ہزار روپیہ پڑتی ہے

(۵) خواص سحری وطبی

یونانی طبابت کی کتابوں میں لہسنیا کے مفصلہ ذیل خواص بیان کئے گئے ہیں:۔ کہ "یہ جواہر مفرح القلوب ہے۔ اور اگر عورت کے بال سے باندھا جاوے تو دردزہ سے اُسے آرام ملتا ہے۔ اور اگر بچوں کو گلے میں پہنایا جاوے تو انہیں نظر۔ جادو۔ جن۔ بھوت کے آسیب سے بچاتا ہے۔ اگر اس کو سرمہ بنا کر آنکھوں میں ڈالا جاوے۔ تو آنکھوں کی کئی بیماریوں کو فایدہ پہنچاتا ہے۔ اگر منجن کے طور پر اس کا سفوف دانتوں پر ملا جاوے تو انہیں مضبوط رکھتا ہے۔ اس کے کشتہ کو زخم پر لگایا جاوے تو شفا دیتا ہے اس کے پہننے سے خواب بد نہیں آتا۔ اور خواب میں چونک اُٹھنا دور ہوتا ہے۔

(۶) مشہور ومعروف لہسنیا

(۱) سب سے بڑا لہسنیا ہوپ نامی ہے جو نصف دائرہ کی شکل کا اور ۱

انچہ قطر میں ہے ۱۸۱۵ء میں شاہ کانڈی (لنکا) سے لیا گیا - یہ مدت سے مشہور ہے (۲) ایک بڑی مقدار کا لہسنیا پنڈت لچھمی نرائن کے پاس دیکھا گیا - اُسے دس ہزار روپیہ اس کی قیمت مل رہی تھی - مگر مالک نے منظور نہ کی - او ہمین سنگھ زمیندار بنگال کو ۶ ہزار روپیہ پر دیدیا (۳) بابو تہان سنگھ ساکن مرشد آباد کے پاس ایک عمدہ لہسنیا سیاہ رنگ ہے (۴) ایک بڑا لہسنیا کبوتر کے انڈے کے برابر مہاراجہ جوتیندر و موہن صاحب ٹیگور کے پاندان میں مزین ہے - اس کی دھاری بہت عمدہ ہے لہسنیا پر کھدائی کا کام نہیں دیکھا گیا ؛

فصل نہم

Zircon

(۱) گومیدک یعنی زرقونیا کا بیان.

زرقون جسے ہندی میں گومیدک کہتے ہیں ایک قدیمی جواہر ہے - کئی ایک قرائن اور دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جواہر متقدمین کو اچھی طرح معلوم تھا لیکن اس میں شبہ ہے کہ آیا اُسوقت اس کا یہی نام تھا یا کچھ اور - اہل روما اسے متبرک سمجھتے - لوگوں کو خیال تھا کہ یہ جواہر دولت و عزت بڑھاتا ہے - وبا اور بھوتوں کے آسیب سے نجات دیتا ہے - علم معدنیات کی کتابوں میں اسکے تین نام جارگون Jargoon ہایاسنتھ Hyacinth جنیتھ Jacinth لکھے گئے ہیں - چنانچہ روشن چمکیلے شفاف گومیدک کو ہایاسنتھ یا جنیتھ اور بھورے دودی رنگ والے کو جارگون کہتے ہیں - انس لمس بوئے ٹس (Anselmus Boetus) صاحب اس کی چار قسمیں بتلاتے ہیں :- (۱) وہ عدد جن کا رنگ قرمزی - سیندوری یا آتشی ہوتا ہے - ان کو فرانسیسی

جینتھ لابیلی (Jacinth la belle) کہتے ہیں۔ (۲) جن کا زردی مائل سرخ رنگ ہوتا ہے (۳) وہ قسم جو کہربا کے مشابہ ہوتا ہے۔ یہانتک کہ سختی کے سوائے یہ اُس سے تمیز نہیں ہوسکتا۔ ان کی چنداں قیمت نہیں ہوتی۔ اور ان میں ایسے ذرّے ہوتے ہیں جو اس کی چمک کو روکتے ہیں۔" صاحب مذکور لکھتا ہے کہ اس قسم کا ایک نگ میں اس غرض سے پہنتا تھا کہ یہ نیند لاتا ہے۔" (۴) "یہ قسم سفید کہربا کی طرح ہوتی ہے۔ اس میں سُرخی نہیں ہوتی۔ اور یہ بہت کم قیمت ہوتا ہے۔" بعض حکما رہایا سنتھ کو سنگ الیسونائیٹ (Essonite) سے ملاکر پکھراج کی ایک قسم بتلاتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت خواص اور دیگر لحاظ سے ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ چنانچہ گومیدک دھونکنی کے آگے ناگداختنی ہے۔ درحالیکہ الیسونائیٹ پگھل جاتا ہے۔ ان کی طاقت انعکاس۔ وزن مخصوص میں بھی فرق ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ اسے تیز آنچ دیکر خوردبین سے دیکھیں کہ اس کا خاص رنگ جسے فرانسیسی ریٹائن کہتے ہیں دکھلائی دیتا ہے یا نہیں۔ اس رنگ پر اگر سپرٹ وائن یعنے شراب تیز ڈالیں تو آبی رنگ سا ہوجاتا ہے۔ سنگ الیسونائیٹ کا ذکر پکھراج کے بیان میں کیا جاویگا (دیکھو ب۲) ٭

(۲) خواص وماہیّت

(۱) گومیدک کی شکل معدنی مربع یا مستطیل۔ اور دونوں سروں سے نوکیلی ہوتی ہے۔ شگاف نادرست (۲) سختی ۵ر۷ درجہ (۳) الماسی چمک (۴) رنگ زرد بھورا۔ خاکی۔ سفید وسُرخ (۵) شفاف وبراق (۶) وزن مخصوص ۵ر۴ سے ۵ر۴ ۵ تک (۷) طاقت انعکاس اعلےٰ درجہ کی دوچند۔ خصوصاً سرانمیپ کے جارگون کی (۸) ملنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے (۹) اس میں ۲ر۶۶ حصہ زرقونیا۔ ۸ر۳۳ سیلیکا[1]

---

[1] ایک عنصر دیکھو ب۱ ن۲ صـ۵۵

وا رحصہ آکسیڈ آہن مرکب ہیں (۱۰) تیز آنچ دینے سے اس کی چمک بڑھتی ہے لیکن رنگ دُور ہو جاتا ہے۔ سوہاگہ کی مدد سے پگھل کر صاف شیشہ کی صورت کا ہو جاتا ہے۔ گرمی سے اس میں خواص فوسفورس پیدا ہوتی ہے۔ کوئی تیزاب اس پر موثر نہیں ہے۔

(۳) مقامات پیدائش

گومیدک اکثر آتش خیز پہاڑوں میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی۔ اکانوں سے وکانیں آتش خیز پہاڑوں سے متعلق ہوتی ہیں۔ یہ جاری اور ختم شدہ دونوں قسم کے آتش خیز پہاڑوں کے کھنڈرات میں اور اُن دریاؤں کی برآمدہ زمین سے جو اِن پہاڑوں سے گذرتے ہیں پائے جاتے ہیں۔ بعض مقامات جو آتش خیز نہیں اور اس جواہر کی پیدائش کے باعث مشہور ہیں یہ ہیں۔ سراندیپ (یہاں کی ریت سے ہلاسنتھ و جارگون نکلتے ہیں۔ عمدہ عمدہ بمقام مچھتوڑا ملتے ہیں۔ اس لئے انہیں سنگھالی مچھتوڑا کا ہیرا کہتے ہیں) پیگو۔ ہندوستان۔ عرب۔ ایتھوپیا۔ میاسک واقعہ یورال۔ دریائے ایسر (بوہیمیا اور سیلیسیا (Silesia) کے درمیان) کینانور[1]۔ کیلی کٹ[1]۔ کمبیا بین واقعہ بوہیمیا) دریائے اکسپیلی (Ezpaille) متصل لاپی (Lapuy (واقعہ فرانس)۔ فریڈرک شالڈ[2] (Frederikshald) واقعہ ناروے)۔ لینبٹی (Labundt) (واقعہ سکسنی)۔ گرین لینڈ۔ سکیلپا[3] (Scalpa) ہارس[4] (Harris) پفنک (Pfitch) (واقعہ ٹائرل[5] (Tyrol) گسٹن (Gaston) (دہلی ییون۔ (Oklapion) (واقعہ ٹرانسیلوانیا[6] (Transylvania) پلین شن گرینڈ قاقہ

---

[1] یہ دونوں مقام ہندوستان کے غربی ساحل پر ہیں۔ [2] شرقاً ۴ شمالاً پر ہیں [2] ناروے میں ۱۱ غرباً ۵۹ شمالاً پر ہے [3] سکاٹ لینڈ کے مغرب میں ۶ غرباً ۵۷ شمالاً پر ہے [4] سکاٹ لینڈ کے جنوب میں ایک جزیرہ ۵۶ شمالاً، غرباً پر ہے [5] یہ آسٹریا کے غرب میں ایک بڑا صوبہ ہے ۱۲
[6] آسٹریا کے مشرق میں ایک بڑا صوبہ

ڈریسڈن ۔سینٹاروسا Santa Rosa واقعہ نیوگرینیڈا۔ شمالی کیرولینا Carolina ہماند Hamarid (واقعہ نیویارک) نیوجرسی New jersey کیلفورنیا وغیرہ California نپلوینا (Pennoylearia) اور کرنل واقعہ کرک کڈبرائیٹ وغیرہ ÷

(۴) قیمت

زمانہ قدیم میں گومیدک کی بڑی قیمت پڑتی تھی کامل گومیدک نارنجی رنگ صاف وشفاف ہونا چاہئے۔ جوہری اس کے تین عیب (۱) چیر (شگاف) چھینٹا۔ داغ) وابرقی بیان کرتے ہیں۔ سیاہ داغ دور کرنیکے لئے اسپوریت اور لہسون کے ساتھ آگ دیتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں یہ ماتمی زیورات کے طور پر مستعمل تھا۔ اسلئے عام زیورات میں نہ جڑا جانیکے باعث اس کے کاٹنے کی ضرورت کم ہوتی ہے۔ اگر کسی انگشتری کے نگینہ بنانیکے لئے ضرورت تراش ہو تو اسے سیکے کے چکر پر کوبج کے براده سے کاٹتے ہیں اور تانبے کے چکر پر پتھر کے سفوف سے جلا دیتے ہیں۔ چار کونہ قسم گلابی کاٹ کا کاٹا جاتا ہے۔ اور ہا یا سنتھ وجا یا سنتھ برلینٹ کاٹ کے بنائے جاتے ہیں۔ گومیدک کی قیمت ڈالنے کا کوئی کلیہ قاعدہ مقرر نہیں۔ تجربہ چاہئے ÷

(۵) مشہور ومعروف گومیدک

(۱) ایک امیر کے مجموعہ جواہرات میں ایک سبز رنگ گومیدک ہے جو ۱۴ قیراط وزنی ہے۔ اسکی چمک ورنگ عمدہ ہے (۲) ایک عجیب گومیدک ۴۵ ملی میٹر طول ۳۴ عرض کا ہے۔ اس پر زمانہ قدیم سے موسیٰ کی تصویر دونوں حدیثوں کے ساتھ منقش ہے۔ یہ اب شہر پیرس میں ہے (۳) لارڈ ڈونا کینن Lord Duna Cannon

کے پاس ایک گومیدک ہے۔ جس پر ایک پہلوان کی تصویر کندہ ہے (۴) سب سے عمدہ منقش گومیدک شاہ گریگوری (Greyory) سیزدہم کے پاس تھا۔ یہ ایک انگشتری میں جڑا ہوا تھا۔ اس پر ایک فرشتہ کے سر کا نقش اور شاہ مذکور کا نام کندہ تھا۔ اس کی پشت کی طرف پریوس (Peeie) ہفتم کا نام کھدا ہوا ہے۔

باب سوم

فصل اوّل

Reryl

زبرجد کا بیان

زبرجد جسے انگریزی میں بیرل کہتے ہیں۔ اگرچہ زمرد کی ایک قسم گنا جاتا ہے لیکن فی الحقیقت رنگت اور ایک دو خواص کے باعث یہ ایک علیحدہ جواہر سمجھا گیا ہے چنانچہ زمرد وہ جواہر ہے۔ جس کا سدا زمرد کا سبز رنگ ہو۔ حالانکہ زبرجد کا رنگ سمندری سبز زرد۔ نیلا وغیرہ ہوتا ہے۔ پہلے پہل پلائینی نے ان دونوں میں فرق دریافت کیا اور اب اچھی طرح تحقیق ہو گیا ہے کہ زبرجد زمرد سے رنگت کے باعث ایک علیحدہ جواہر ہے۔ حکیم ارسطاطالیس لکھتا ہے کہ زمرد او زبرجد ایک ہی کان سے نکلتے ہیں۔ اور زبرجد آفتاب۔ مہتاب و زحل کے ایک برج میں آنے کی ساعت میں پیدا ہوتا ہے۔

کتب فارسی میں زبرجد کی تین قسمیں لکھی ہیں (۱) مصری جو مصر سے آتے ہیں یہ سرخی مائل سبز ہوتے ہیں (۲) کبر آسی زردی مائل سبز رنگ (۳) ہندی۔ یہ سب سے ادنیٰ قسم ہندوستان میں زرد و سرخ کی پائی جاتی ہے۔ انگریز اس کے دو نوع بیان کرتے ہیں (۱) بیرل۔ یعنے زبرجد (۲) اکوامرین جسے سنسکرت میں پارشی لکھتے ہیں ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ بیرل رنگ زردی مائل اور پارشی بھدر کا سبز و نیلگون ہوتا ہے۔ نیز اس میں آکسڈ آہن اور اس میں آکسڈ آف کروم مرکب ہوتا ہے۔ زبرجد کے دیگر خواص زمرد جیسے ہیں

(۲) مقامات پیدائش

زبرجد فرانس میں بمقامات مائیس[1] و لیموگس[2] (Mantes, Limoges) آئرلینڈ میں کوہ وکلو[3] (Wicklaw) اور کوہ مورن[4] (Mourne) واقع صوبہ ڈون (Dawn) اور سکاٹ لینڈ میں بمقام ضلع کیرن گورم[5] Cairngorm واقع ابرڈین شائر Aberdeenshire اور سائبیریا میں نرٹ شنسک[6] (Nertchinsk) کے ضلع اور کیتھرن برگ میں پائے جاتے ہیں کم درجہ عدد پنزگاؤ (Penzyau) کی وادی ہیوبک (Hewback) اور کوہ زبرہ واقع مصر سے آتے ہیں۔ تاریک رنگ زبرجد بیرل مقدار کے لینگن بیلو[7] Langenbilau واقع سائیلیشیا[8] (Selesia) اور بوڈن میس Bodenmais واقع بویریا[9] میں پائے جاتے ہیں۔ دریائے کونیکٹی کٹ[10] (Connecticut) اور میریمک[11] (Marimak) کے

---

[1] فرانس میں ۵۹-۴۸ شمالاً ۱۰ شرقاً پر واقع ہے [2] فرانس میں ۴۵ شمالاً ۱ شرقاً پر ہے [3] یہ کوہستان صوبہ وکلو میں جو آئرلینڈ میں ۵۳ شمالاً و غرباً پر ہے واقع ہیں [4] پہاڑ آئرلینڈ کے صوبہ ڈون میں ۵۴ شمالاً و غرباً پر ہے [5] یہ شہر ۵۷ شمالاً ۳ غرباً پر ہے [6] یہ شہر ۵۲ شمالاً ۱۱۷ شرقاً پر ہے [7] ۵۰ شمالاً پر کوہ گلکا کے نزدیک ہے [8] ملک پروشیا کے جنوب مشرق میں ایک صوبہ ہے [9] جرمنی کا مشہور صوبہ ہے [10] یہ دریا ممالک متحدہ امریکہ کے شمال مشرق میں ۴۲ شرقاً ۷۲ غرباً پر ہے [11] صوبہ سالزبرگ واقع آسٹریا کا ایک شہر ہے [12] یہ ضلع مدراس سے ۱۰۰ میل جنوب مغرب کی طرف ہے ۱۲

درمیان اور کرافٹن واقع شمالی امریکہ کے متصل بڑے بڑے تک چار سے چھ فیٹ طول میں پائے جاتے ہیں۔ عمدہ سبز رنگ زبرجد ضلع گھیلن[1] سے نکلتے ہیں۔ علاوہ بریں بوہیمیا۔ کوہ یورال۔ امریکہ۔ برازیل اور پیرو کے اور مقامات سے بھی زبرجد نکلتے ہیں۔ کوہستان اوڈن بچلن (Odontocheln) پر مقام ڈاریا Daurien سبز رنگ اور نیلم رنگ زبرجد ایک انچ طول کے پائے جاتے ہیں۔

(۳) خواص عجیبہ سحری و فوائد طبی

یونانی کتابوں میں زبرجد کے یہ خواص سحری و طبی بیان کئے گئے ہیں۔ کہ اگر اسے دانتوں پر بطور منجن ملا جاوے تو انہیں صاف رکھتا ہے اور جسم کو صحت بخشتا ہے۔ یہ کنکری کو فایدہ پہنچاتا ہے۔ پیشاب کی زیادتی و کمی کو درست کرتا ہے۔ اگر آنکھوں میں بطور سرمہ بنا کر ڈالا جاوے تو اُن کی بصارت کو بڑھاتا ہے۔ اور جذام پر لگانے سے اس بیماری کو فایدہ پہنچاتا ہے۔ پہننے سے صرع دور ہوتا ہے اس کی خوراک نیم درم ہے اگر عورت کے زانو پر باندھا جاوے تو دردزہ سے جلدی آرام دیتا ہے۔ جن ایام میں مہتاب برج حوت میں ہو۔ اگر کوئی شخص زبرجد کو کشتی کی شکل کا کاٹ کر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر انگشتری میں جڑوا کر پہنے تو تمام مصیبتوں اور بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔ جب ماہتاب برج سرطان میں ہو۔ اگر ان دنوں میں اسے مچھلی کی شکل کا بنا کر بنسی کے ساتھ کنڈے سے باندھا جاوے تو ماہی گیر کو بڑی مچھلیاں حاصل ہونگی۔ کئی طبیبوں کا خیال ہے کہ اگر اس کے پیالہ میں شراب ڈال کر پی جاوے تو نشہ نہیں ہوتا۔

---

[1] یہ شہر موضع گلاڑ سے ۱ میل جانب جنوب ۵ شاہ ۲ میل شرقاً ہے ۱۲

Aquamarine

(۴) اکوامرائن یعنے پاری بھدر

پاری بھدر جسے انگریزی میں اکوامیرائن کہتے ہیں۔ زبرجد کی ایک قسم ہے چونکہ اس کی رنگت اور چمک مصنوعی روشنی میں بھی ویسے ہی دمکتی ہے۔ اسلئے انگریز اسے بہت پسند کرتے ہیں:۔ اس جواہر کے رنگ کے لحاظ پر تین اقسام ہیں (۱) بھارتی بھدر خاص ہلکا آسمانی نیلگوں (دوم) سابیریا کا پاری بھدر۔ ہلکا سبزی مائل نیلا۔ اور عمدہ چمکدار (۳) اکوامرائن چراتسولٹ (Aquamarine Chrsolite (پاری بھدر از قسم کارکیتک) سبزی مائل زرد یا زردی مائل سبز۔ عمدہ چمکدار۔ زرد سبزی مائل قسم جسے مشرقی پاری بھدر کہتے ہیں تمام اقسام پر عمدہ چمک و سنگینی کے باعث فوقیت رکھتا ہے۔ پاری بھدر کے خواص و ماہیت زبرجد جیسے ہیں۔ صرف یہ سختی میں اُس سے کم ہے۔ یعنے اسمیں سختی ۷ر۵ سے ۸ درجہ تک ہے اسمیں ۶۶ر۴۵ حصہ سیلیکا۔ ۱۶ر۷۵ الیومینا۔ ۱۵ر۵ حصہ گلوسینا ۶ر آکسیڈ آہن۔ ۷ر حصہ لاس مرکب ہیں۔

یہ جواہر اکثر برازیل سے آتا ہے۔ نیز یہ سائبیریا۔ کوہ یورال و الطائے سے نکلتا ہے۔ پہلے یہ چین سے آتا تھا۔ یہ کئی اور مقامات سے بھی نکلتا ہے لیکن چنداں بافراط پیدا نہیں ہوتا۔ یہ جواہر زیورات میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس کی قیمت زبرجد کے برابر ہوتی ہے۔ بلکہ بعض عمدہ عدد اُس سے بھی قیمت بڑھ کر پاتے ہیں۔ دو ہزار برس گذرے ہیں کہ یونانی لوگ اس جواہر پر نقش کرتے تھے۔ چنانچہ کئی ایک منقش عدد دیکھے جاتے ہیں۔

ہوپ صاحب کے مجموعہ جواہرات میں پاری بھدر کا ایک دستہ تلوار خوشنما رنگ کا تھا جو کبھی کا شہزادہ مورت کا تھا۔ اسی مجمع الجواہرات میں ایک اور عدد سے

جس پر ایک عورت کی تصویر کندہ ہے۔جس نے ہاتھ میں حقہ لے رکھا ہے۔قیصر کا
موڈس کے پاس ایک پاری بھدر ہے جس پر ہرقلیس (Commodus
کا نقش کندہ ہے۔شہر پیرس میں ایک پاری بھدر ہے۔جس سے جولیا Gulu
کے سر کا نقش کھدا ہوا ہے۔ایک نگ ۲ ½ انچ طول۔۲ ½ انچ عرض کا پوپ جولیس
دوم کے تاج میں مزین تھا ؎

فصل دوم

Spinel

سپائینل یعنی لعل رمانی کا بیان

پیشتر یاقوت کے اقسام میں سپائینل کا ذکر کیا گیا ہے۔اب یہاں اس کا
مفصل بیان درج ہوتا ہے۔یہ جواہر رنگوں کے لحاظ پر مختلف ناموں سے مشہور ہے (۱)
سپائینل روبی (Spinel Ruby) یعنے رمانی۔گہرا سرخ رنگ (۲) زردی
مائل سرخ بلیس روبی Balas Ruby (۳) بھورا سرخ المینڈائین سپائینل Almandine Ruby
(۴) زردی مائل روبی سیل (Rubicelle) (۵) پلیونیٹ (Pleonaste
یا سلونائیٹ (Ceylonite) (۶) گہنائیٹ Gahnite (۷) کریٹونائیٹ
Kreittonite (۸) ڈائی سلیوٹ (Dysluite) (۹) کلوروسپائینل
(Chlorospinel) وغیرہ اب ہر ایک قسم کا مفصل بیان لکھا جاتا ہے ؎

(۱) لعل رمانی اگرچہ اپنے رنگ ڈھنگ کے باعث یاقوت کا ہم پلہ ہے
لیکن سختی وزن مخصوص کی کمی اور دیگر خواص کے رو سے یاقوت سے مختلف سمجھا جاتا
ہے اس کی شکل ہشت پہلو۔سختی ۸ درجہ ہے اسلئے صرف الماس۔یاقوت و نیلم سے ہی

کاٹا جاسکتا ہے اور بھیلم کو باسانی کاٹ سکتا ہے۔ چمک بلوریں۔ رنگ سرخ۔ قرمزی
گلابی۔ نارنجی۔ دارچینی۔ نیلا۔ بھورا شفاف و براق ہے۔ وزن مخصوص ۵ ر ۳ سے
۸ ر ۳ تک۔ طاقت انعکاس واحد کسی اور جواہر میں یہ طاقت ایسی روشن نہیں صرف
ملنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے۔ گرمی پہنچانے سے نہیں۔ سپائنل میں ۹۷ ر ۷۱ حصہ
الیومینا ۳ ء ۲۸ حصہ میگنشیا مرکب ہے۔ اور بعض سرخ اقسام میں ۴۸ ر ۴۸ حصہ
الیومینا۔ ۲۵ ر ۸ میگنشیا۔ ۵ ر ۵ حصہ سلیکا۔ ۷۵ حصہ چونا۔ اور ۵ ر ۱ حصہ پروٹو کسائیڈ
آہن۔ مرکب ہوتا ہے۔ اس کا رنگ میگنیشیا یا آکسیڈ آہن کے باعث ہوتا ہے۔ یہ
نا گداختنی ہے۔ کسی تیزاب میں حل نہیں ہوسکتا۔ اس میں خاص خاصیت یہ ہے کہ خواہ رنگ کا
بیرونی رنگ کیا ہو۔ جو روشنی اس کے اندرونی حصہ سے معکوس ہوتی ہے ہمیشہ زرد رنگ
کی ہوتی ہے۔ لعل رمانی دانہ دار چونے میں چھپا ہوا پایا جاتا ہے۔ ہندوستان اور میسور
میں یہ ریت میں کھلا بھی ملتا ہے۔ برہما۔ پیگو۔ سراندیپ۔ سیفرگن اور متھرا میں یہ
ہشت پہلو نوکدار پایا جاتا ہے۔ گہرے دریاؤں میں گومیدک اور پکھ کے ساتھ ملتا ہے
شمالی امریکہ میں امیٹی (رمانی Amity) اور اندور (Andover.) کے درمیان
چند عدد ۱۶ انچ قطر کے پائے گئے۔ صوبہ بوہیمیا میں بمقام میروئس (Meromitz) چھوٹے دانہ ملتے
ہیں۔ اور بمقام لیبرگن (Liebenbergen) ریت میں بمقام
اگر (Akra) واقعہ سویڈن[۱] زرد۔ نیلے و بھورے رنگ کے عدد چونے میں اور
دریائے اوینس[۲] (Owens) واقعہ صوبہ وکٹوریہ میں نیز دریا پل واقع نیو ساؤتھ ویلز
اور آسٹریلیا کے دیگر حصص میں پائے جاتے ہیں۔ نیلگوں عدد۔ سویڈن۔ اینٹ ورپ
اور سراندیپ میں ملتے ہیں۔ ان میں ۳ سے ۴ فیصدی آہن مرکب ہوتا ہے۔ سیاہ رنگ
عدد سراندیپ۔ بوہیمیا اور متحدہ صوبجات امریکہ سے اور سفید رنگ کے مقام سبز رنگ متصل

[۱] سویڈن کے جنوب مشرقی ساحل پر ۵۵ شمالاً ۱۶ شرقاً پر ہے۔ [۲] ۳۶ شمالاً ۱۴۶ شرقاً پر واقع ہے۔

شہر روم سے آتے ہیں۔ لعل رمانی گرین لینڈ و نیو یارک سے بھی نکلتے ہیں۔

لعل رمانی اپنی چمک و دمک اور رنگ ڈھنگ کے باعث زیورات میں مزین ہوتا ہے اس کی قیمت رواج اور خوش رنگت پر منحصر ہوتی ہے۔ چھوٹے دانوں کی قیمت ۵ پونڈ سے ۱۰ پونڈ فی قیراط۔ درمیانہ کی ۲۰ پونڈ سے ۴۰ پونڈ اور بڑے نگوں کی ۶۰ پونڈ سے ۱۰۰ پونڈ فی قیراط ہوتی ہے۔ بہت بڑے عدد اس سے بھی زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔

(۱) سب سے عمدہ نیلگوں لعل رمانی ایک نگ نیلگوں ۴۱ 3/4 قیراط وزنی۔ ہندوستانی تراش کا ہی۔ لندن میں یہ دوبارہ کاٹا گیا۔ اور ۲۵ قیراط رہگیا۔ یہ ہندوستان سے نیلم کے دھوکے پر خریدا گیا۔ اور جب خریدار کو تحقیق ہوا کہ یہ لعل رمانی ہے تو اس نے سوداگر کو واپس دیدیا۔ سوداگر نے اُسے کٹوا کر آگے سے بھی زیادہ قیمت لی۔

(۲) سنہ ۱۸۶۲ء کی نمائش گاہ میں دو عمدہ لعل رمانی تھے۔ ایک ہندوستان سے آیا ہوا تھا اور عمدہ رنگت کا بے عیب ۱۹۷ قیراط وزن میں تھا۔ دوسری بار کاٹا جانے سے ۸۱ قیراط رہگیا تھا۔ اور دوسرا عدد ہشت پہلو۔ خوش رنگ۔ بے عیب ۱۰۲ 1/2 قیراط وزنی تھا۔ اور دوبارہ کاٹا جانے سے ۲۷ 1/2 قیراط رہگیا تھا۔ یہ دونوں ہندوستان سے ایک ہی سال سنہ ۱۸۶۱ء میں آئے۔ فرانس کے شاہی تاج میں یہ تینوں نگ سنہ ۱۷۹۱ء میں دیکھے گئے۔ ایک عدد ۵۶ 3/4 قیراط وزنی ۲۰ ہزار روپیہ قیمتی اور ایک عدد ۲۴ 2/5 قیراط وزنی ۱۲۰ روپیہ قیمتی ایک ۲ 3/4 قیراط وزنی ۱۲۸ روپیہ قیمت کا ہے۔

(۳) بلس روبی۔ زرد۔ سُرخ یا گلابی مائل ہوتا ہے۔ یہ رنگ تیزاب کروم کے باعث ہوتا ہے۔ اس کی قیمت رنگ اور کاٹ پر منحصر ہوتی ہے۔ گہرا گلابی رنگ ۱۰ میلی میٹر وزنی عمدہ چمکدار برلینٹ کاٹ کا عدد ۱۲۰ روپیہ اور زردی مائل گلابی اسی مقدار کا صرف ۸ روپیہ قیمت پاتا ہے۔ ۵ قیراط وزنی عدد ضرورت کے وقت ۵۰ روپیہ

تک بھی بک سکتا ہے (۴) الیمنڈائن سپائنل۔ بھورا و سُرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ پکھراج سے کچھ ملتا ہے۔ اِس لئے الیمنڈائن کہلاتا ہے (۵) روبی سیل سپائنل کی ادنیٰ قسم ہے۔ رنگ سُرخ زردی مائل ہوتا ہے (۶) پلیونیسٹ۔ چونکہ سپائنل کی یہ قسم سیلون یعنی سراندیپ میں پائی جاتی ہے۔ اِسلئے اسے سیلونائیٹ اور سراندیپ کے مقام کینڈی[1] (Candy) میں پائے جانے سے کینڈائٹ کہتے ہیں۔ پہلے پہل ہائے (Hawey) صاحب نے اس جواہر کی لعل رمانی کے ساتھ مشابہت دیکھکر اسے جواہر قرار دیا اور اس کا نام پلیونیسٹ رکھا جس کے معنے بزرگی ہیں۔ اس کا انکشاف عمدہ ہے۔ وزن مخصوص ۳،۵ سے ۳،۸ تک ہے اس میں الیومینا اور ۱۰ فی صدی پروٹوکسائڈ آہن مرکب ہے۔ کئی ماہرین کی رائے ہے سپائنل میں تو صرف میگنیشیا اور الیومینا مرکب ہوتا ہے۔ اور جن میں آہن کی کچھ مقدار ہو وہ پلیونیسٹ و سیلونیٹ کہلاتے ہیں۔ یہ چکنی کے آگے بھی ناگداختنی ہے۔ سوہاگہ کے ساتھ آگ دینے سے آہنی رنگ شیشہ کی صورت کا ہو جاتا ہے۔ کوئی تیزاب اس پر اثر نہیں کرتا۔ اس کے بقیہ خواص سپائنل کے ہیں۔ روس۔ سراندیپ اور کئی سرد ممالک میں پایا جاتا ہے۔ (۷) گہنائیٹ جسے آٹوموٹن (Automoton) بھی کہتے ہیں۔ سپائنل کی وہ قسم ہے جس میں میگنیشیہ کی بجائے جست مرکب ہے۔ یہ مقام فہلن (Fahlun) واقع سویڈن (Sweden) و براڈبو ہیڈم (Haddam) واقع کینکی کٹ سے آتا ہے (۸) کریٹونائیٹ۔ یہ سپائنل کی ایک سیاہ قسم ہے۔ وزن مخصوص ۴،۴۹ ہے (۹) ڈوسیوٹ۔ یہ قسم سٹربرگ (Satarburg) واقع نیوجرسے (New Jersey) و میسیچوسیٹس (Maschusetts) سے آتا ہے (۱۰) کلوروسپائنل۔ یہ گیاہی سبز قسم سپائنل ہے اور سٹینولٹ (Stinolt)

[1] یہ صوبہ متحدہ ممالک امریکہ کے شمال مشرق میں ۴۲ شمالاً ۷۲ غرباً ہے۔

واقع یپال سے ملتی ہے +

فصل سوم

کارنڈم یعنی کرنڈ کا بیان

ایک اصطلاح کارنڈم کا تو ذکر پیچھے ہوچکا ہے۔ وہ جواہر یاقوت و نیلم پر بولا جاتا ہے یہ کارنڈم اُن سے کم درجہ ہے۔ اسے ہندی میں کرُنڈ کہتے ہیں۔ انگلستان میں یہ بہت مدت تک ایڈیمنیٹن سپار (Adamantine Spar) کے نام پر مشہور رہا۔ لیکن اب ایڈیمنٹن سپار اور کورنج جسے انگریزی میں ایمری Emry. کہتے ہیں۔ اس کی دو قسم گنی جاتی ہیں (۱) یہ جواہر مسدس شکل کا ہے۔ (۲) اس کی سختی ۹ درجہ (۳) چمک بلورین اور مروارید ی (۴) رنگ سفید۔ بھورا۔ نیلا۔ اکثر بیرنگ ہوتا ہے (۵) عمدہ شفاف ہے (۶) وزن مخصوص ۹ر۳ سے ۴ (۷) ملنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے اور کئی گھنٹوں تک رہتی ہے اور جلا کئے ہوئے نگوں میں بڑے عرصہ تک رہتی ہے (۸) طاقت انعکاس واحد ۷۷ر۱ درجہ کی ہے (۹) اس میں ۲۹ر۹۲ الیومینا۔ ۰۶ر۱ میگنشیا۔ ۲ر۲ سیلیکا۔ ۲۶ر۱ پانی مرکب ہیں (۱۰) یہ ناگداختنی ہے۔ سوہاگہ کی مدد سے سفید شیشہ کی طرح ہوجاتا ہے۔ تیزاب میں حل نہیں ہوسکتا۔

(۳) کارنڈم ریت میں دیگر جواہرات کے ساتھ چٹانوں میں اور دریا کی تہوں میں سے پایا جاتا ہے۔ سیریا واقع پیگو کے متصل کوہستان کیپ لان کے دامن میں اور کینڈی واقع سراندیپ کے گرد و نواح میں ملتا ہے۔ ہندوستان میں یہ موضع کونڈشا کے متصل جو پرمیٹے[1] سے ۱۴ میل کے فاصلہ پہ ہے پایا جاتا ہے۔ اس موضع

[1] دریلا کا دیرینہ کے جنوبی کنارہ کی طرف ہے۔

میں کان کنوں کے ۵ گھر بستے ہیں۔ جو ایک پیچ کی قسم کے اوزار سے زمین کھود کر یہ جواہر نکالتے ہیں۔ کارنڈم کینیکٹی کٹ واقعہ متحدہ صوبجات امریکہ پنسلوینیا[۱] چیسٹر[۲] Chester اور شمالی کیرولینا سے بھی نکلتا ہے۔

یہ رتن اور جواہرات کو جلا دینے کے کام میں آتا ہے اور اس لئے بڑی قیمت پاتا ہے

(۲) کرنج کا بیان

کرنج جسے انگریزی میں ایمری کہتے ہیں۔ کارنڈم کی ایک قسم گنا جاتا ہے یہ نام راس ایمری واقع جزیرہ ناکسس پر پڑا ہے۔ جہاں سے یہ نکلتا ہے۔ اسکو مدت تک لوگ لوہے کی کچی دھات سمجھتے رہے یہودی اسے شمیر کہتے ہیں۔ اس سے دیگر جواہرات کو جلا دیجاتی ہے۔ کرنج سے جواہرات کو جلا دینے کی صنعت زمانہ قدیم سے رائج ہے۔ چنانچہ زمانہ قدیم کے ایسے پتھر موجود ہیں جن پر جلا کی گئی ہے۔ زمانہ قدیم میں مقام گنگ داغ[۳] (واقع روم) میں یہ صنعت ہوتی ہے۔ پہلے کرنج کی بڑی بڑی سلوں کو ہتھوڑوں سے توڑ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بناتے ہیں۔ پھر ان ٹکڑوں کو کوٹ کر تار کی چھلنی سے چھانکر برادہ بناتے ہیں۔ جو جواہرات و دیگر اشیا کو جلا دینے کے کام آتا ہے۔ اشیا کو اچھی طرح اور باسانی جلا دینے کے واسطے برادہ کرنج کو کاغذ تختیوں اور چھڑیوں پر بکھیرتے ہیں۔ چنانچہ کرنج کے کاغذ اس طرح بنائے جاتے

[۱] متحدہ صوبجات امریکہ کے شمال مشرق میں ایک مشہور صوبہ۔ [۲] پنسلوینیا کے جنوب میں ایک شہر ۴۰ شمالاً ۷۵ غرباً پر ہے۔

[۳] یہ شہر ٹائر Tyre سے بارہ کوس پر جھیل مینڈر Meander کے متصل شہر سمرنا کے جانب ۳۸ شمالاً ۲۷ شرقاً پر ہے۔

کر کاغذ پر سریس لگا کر چھلنی کے ذریعہ اُس پر بُرادہ کرنج گراتے ہیں۔ اور جب وہ اچھی طرح چمٹ جاتا ہے تو اُس سے بطور ریگمال رگڑ کر اشیاء کو جلا دیتے ہیں۔ اسی طرح کرنج کا کپڑا اور تختیاں بنائی جاتی ہیں۔ یعنی ان پر سریش لگا کر برادہ کرنج ڈالا جاتا ہے۔ کرنج کی تختیاں ۸ یا ۱۲ انچہ لمبی اور مربع شکل کی ہوتی ہیں۔ ہر ایک طرف میخیں بطور دستہ لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ اسی طرح کئی اور سہل طریق ایجاد ہوئے ہیں۔ ہاکن [illegible] صاحب نے دریافت کیا کہ عام کرنج سے بڑی چیزوں کو عمدہ جلا نہیں آسکتی۔ اس لئے اس نے کرنج کو زیادہ تیز کرنے کے لئے یہ ترکیب کی کہ ایک سوداگر سے کرنج کے ایسے پتھر حاصل کئے۔ جو مدت تک لوہے کی ضرب سہارتے رہے۔ اُس نے انکو ہاون دستہ میں کوٹ کر خوب پیسا۔ اور اس عُمدہ کرنج کے برادہ کو ۸۰ منٹ تک روغن میں رکھا۔ یہ برادہ ایسا سخت اور تیز ہو گیا کہ یاقوت کو بہت عمُدہ جلا دیسکتا۔

کرنج ڈلی دار شکل میں پایا جاتا ہے۔ اس کی شکل عمُدہ ڈلی بندھی ہُوئی نہیں ہوتی۔ سختی ۹ درجہ۔ چمک بلورین۔ رنگ بھورا زردی مائل سبز و نیلگوں ہوتا ہے۔ یہ براق ہے۔ اس کا وزن مخصوص ۶ر۳ سے ۳ر۴ تک ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ۴ ہر ملنے سے طاقت برقی ہوتی ہے۔ اس میں حسب بیان ڈاکٹر لارنس سمتھ ۸۶ حصّہ الیومینا ۳ حصّہ سلیکا۔ ۴ حصّہ آکسیڈ آہن۔ اور ۷ حصّہ لاکس مرکب ہیں۔ بُرادہ کرنج کو خوردبین سے دیکھنے سے اس میں کارنڈم اور آکسیڈ آہن کی ترکیب معلوم ہوتی ہے۔ اگر کرنج کو نم دیجاوے تو اس سے بڑی تیز بو آتی ہے۔

کرنج کئی ایک مقامات سے پیدا ہوتا ہے۔ جلا کرنے کے لئے عمُدہ کرنج آجکل روم کے شہر سمرنا اور ایشیائے کوچک کے چند مقامات سے آتا ہے۔ ڈاکٹر لارنس سمتھ نے ۱۸۴۷ء میں سمرنا کے متصل کرنج کے مقامات کو مُلاحظہ کیا۔ یہاں کرنج چٹانوں میں پائے جاتے ہیں۔ جبکہ چٹان تحلیل ہو کر مٹی ہو جاتی ہیں تو کرنج نکل پڑتے ہیں۔ ان چٹانوں کی

متصلہ زمین سرخ ہوتی ہے اور اسی کو دیکھکر تلاش کرنے والوں کو پتا ملجاتا ہے۔ یہ قدرتی حالت میں شفاف ہوتے ہیں۔ انکو ہتھوڑوں سے توڑتے ہیں۔ سمرنا میں پہلے گمک واغ نامی مقام دریافت ہوا۔ یہ ایک پہاڑی مقام ہے جو افسس[51] Ephesus سے بارہ میل جانب مشرق واقع ہے۔ اِس پہاڑ کی چوٹی پر کرنج پایا جاتا ہے۔ اس پہاڑ پر نیلگوں سنگ مرمر ہے۔ اِس کے نیچے مکا۔ سلیٹ اور گنیش ہیں۔ اس سنگ مرمر کو توڑنے سے کرنج نکلتا ہے۔ بڑی بڑی سلیں ۳۰ یا ۴۰ ٹن وزن کی بھی نکلتی ہیں۔ زمین کو کھودنے سے پیشتر امتحاناً زمین میں آہنی اوزار جن کے سرے فولادی ہوتے ہیں۔ دھنسائے جاتے ہیں۔ جب کوئی رکاوٹ محسوس ہو تو اس سے ڈنڈے کو رگڑتے ہیں اور سرے کو رگڑنے سے ضرب لگتی ہے۔ اسکو دیکھکر تجربہ کار فوراً کہدیتے ہیں کہ یہ کرنج سے رگڑا گیا ہے یا نہیں۔ جو عدد چھوٹے ہوتے ہیں انکو اُٹھاکر لیجاتے ہیں اور بڑوں کو ہتھوڑے سے توڑکر ٹکڑے ٹکڑے کردیتے ہیں۔ اور جو ہتھوڑوں سے نہیں ٹوٹ سکتے انہیں آگ دیکر پھر سرد کرتے ہیں۔ اور بآسانی توڑ لیتے ہیں۔ ایشیائے کوچک میں کرنج دیگر مقامات مثلاً کولا[52] اڈولا اور مانسر[53] سے بھی نکلتا ہے۔ مقام کولا پر ۱۸۴۷ء میں کان کنی شروع ہوئی۔ اور اب چونکہ کرنج کی قیمت کم ہوگئی ہے اور اسکو سنگ مرمر سے نکالنے میں بڑی تکلیف و لاگت ہوتی ہے۔ اِس لئے یہ کان اب چھوڑ دی گئی ہے۔ جزیرہ نکسیا[54] Nikaria میں ۱۸۵۰ء میں کان کنی شروع ہوئی۔ ان تمام مقامات کی پیدائش پہلے سمرنا کو جاتی ہے۔ اور وہاں سے انگلستان کو بھیجی جاتی ہے۔ اکثر کانیں سرکار روم و یونان کے قبضہ میں ہیں۔ سمرنا سے ۱۸۵۴ء میں ۲۲۲۷ ٹن

---

[51] یہ شہر زمانہ قدیم میں آباد تھا اور غیر آباد ہے [52] یہ مقام سمرنہ سے مشرق کیطرف ۲۹ شرقاً ۳۹ شمالاً پر ہے۔
[53] سمرنا سے ۴۴ میل جانب شمال ۲۷ شرقاً ½ ۳۸ شمالاً پر ہے [54] یہ جزیرہ مجمع الجزائر میں ۳۷ شمالاً ۲۱ شرقاً پر ہے ۱۲

کرنج۔ ۷۵، ۲۲۵ پیاسٹر قیمتی آئے۔ کان نیرس میں یونان کو ۴ لاکھ ڈرکم کرنج کا محصول آتا ہے۔ کرنج کا دوسرا بڑا مقام جزیرہ ناکسس[1] ہے۔ یہاں سے مدت سے کرنج برآمد نکلتے ہیں۔ اس جزیرہ کے شمال سے جنوب کو ایک سلسلہ کوہستان ہے جس میں سنگ گرینائیٹ بہت ہے۔ اس گرینائیٹ میں دانہ دار چونہ ہے جس میں کرنج پایا جاتا ہے اس جزیرہ میں کرنج کی بڑی بڑی سلیں سرخ مٹی اور سنگ مرمر کے ساتھ چھپی ہوئی پائی جاتی ہیں۔ سب سے عمدہ مقام بوتھری ہے جو سمندر سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایک اور مقام اپرن تھوس Appenthos. نامی ہے جو سمندر سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس جزیرہ کے جنوب کی طرف یسو yasso. نامی مقام سے بھی کرنج نکلتے ہیں۔ اس جزیرہ میں کرنج نہایت عمدہ پیدا ہوتا ہے۔ اور دستکاری کے لئے پسند کیا جاتا ہے۔ ان دو بڑے مقامات کے علاوہ کرنج اور ممالک میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ جرسی[2] (Grvzzy) گرنسی[3] Garnsey انگلینڈ ان واقعہ پولینڈ، سیکسنی، سویڈن، فارس اور مائنس ٹولو Mines tolo. میں سے نکلتا ہے۔

فصل چہارم

آسٹیریا یعنی سنگہائے ستارہ کا بیان

کئی قیمتی جواہرات ایک خاص جوہر رکھنے کے باعث ستارہ کہلاتے ہیں۔

---

[1] یہ جزیرہ روم کے مشرقی مجمع الجزائر میں ۳۷ شمالاً ۲۶ شرقاً پر ہے [2] یہ جزیرہ رود بار انگلستان میں ۴۹ شمالاً ۲ غرباً پر ہے۔

[3] یہ جزیرہ رود بار انگلستان میں ½ ۴۹ شمالاً ½ ۲ غرباً پر ہے۔

مثلاً کوئی عمدہ یاقوت جس کی چمک دمک ستارہ جیسی ہوگی ستارہ یاقوت کہلاویگا۔
ان میں خاص جوہر یہ ہوتا ہے کہ جب ان پر کوئی شعاع آفتاب کرے تو ان کی سطح سے
چھ کرنوں کا عکس پڑتا ہے۔ اور جواہر ستارہ کی طرح درخشاں دکھلائی دیتے ہیں۔
جس جواہر میں یہ خواص ہو وہ ستارہ کہلاوے گا۔ ان جواہرات کا گنبد دار ابھری
ہوئی سطح عکس کی طاقت کو کئی چند کر دیتا ہے۔ حکما سلف نے اس قسم کے جواہر کی
نسبت کئی مختلف بیانات لکھے گئے ہیں۔ چنانچہ پلوٹارک لکھتا ہے کہ دریائے سنگرس سے
ایک ایسٹر Aster (ستارہ) نامی جواہر نکلتا ہے۔ جسکی تاب سے تاریکی میں اجالا
ہوتا ہے۔ فرائی گن (Phrygian) قوم کے لوگ اسکو بیلن (Ballen)
(بادشاہ) کہتے ہیں۔ ایک جواہر بات نامی مچھلی سے نکلتا ہے جسے آسٹریلس
(Asteriales) (ستارہ) کہتے تھے۔ اس کے کئی ایک خواص سحری مانے جاتے
تھے۔ اسی طرح لفظ اسٹریا سے مختلف مصنفوں نے مختلف جواہر قرار دیئے ہیں۔
ستارہ نیلم کو آسٹر بیا Astrapia (سلک برقی) اس واسطے کہتے ہیں کہ اس کی
نیلگوں سطح سے برق کی طرح شعلے چمکتے ہیں۔

(۲) اس قسم کے جواہرات کی ماہیت وہی اصلی جواہرات کی سی ہوتی ہے
یعنی ستارہ نیلم کی ماہیت وہی ہوگی جو نیلم کی ہے۔ عموماً ان کا رنگ بھورا
نیلا اور سفید ہوتا ہے۔

(۳) اسی طرح انکے مقامات پیدائش بھی وہی ہیں جہاں سے اصلی جواہرات
نکلتے ہیں۔ یعنی ستارہ یاقوت اُن مقامات سے پیدا ہوگا جہاں سے عام
یاقوت نکلتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

(۴) اس قسم کے جواہرات بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ چونکہ انگلستان اور امریکہ
میں لوگوں کو ان کا چنداں خیال نہ تھا اس لئے ان کی قدر کم کرتے تھے لیکن اب

یہ بڑی بڑی قیمت پر خریدے جاتے ہیں - ایک ستارہ یاقوت ۲۰۰۰ روپیہ پر فروخت ہوا - اگر انکا جوڑا مل جاوے تو قیمت بہت بڑھ جاتی ہے - اُنکی قیمت مقدار پر پڑتی ہے - چھوٹے ستارہ نیلم ۲۰ روپیہ سے ۱۰۰ روپیہ تک اور بڑے عدد ۱۰۰ سے ۱۰۰۰ روپیہ تک قیمت پاتے ہیں - ستارہ یاقوت مقدار کے لحاظ پر ان سے بھی زیادہ قیمت پاتے ہیں -

(۵) کئی ستارہ قسم کے جواہرات عمدہ چمک و مقدار کے باعث مشہور ہیں - چنانچہ ہوپ صاحب کے جواہرات میں ۶ عمدہ سنگہائے ستارہ ہیں (۱) عمدہ مشرقی ستارہ یاقوت ... قیراط وزنی بیضوی شکل (۲) ستارہ نیلم ½۱۷ قیراط گلابی و نیلگوں (۳) ستارہ نیلم ½۵۹ قیراط وزنی - بادامی شکل یاقوت سانگ (۴) ستارہ زمرد - عمدہ ... (۵) ستارہ زبرجد - نیلگوں آئرلینڈ کی پیدائش (۶) ستارہ پلک ½۱ انچ طول ½ انچ عرض جب ایک طرف سے دیکھیں تو شعاع اور کرنیں دکھنی نظر آتی ہیں - دو عمدہ ستارہ یاقوت اب ہرانڈیپ سے آئے ہیں چونکہ یہ عمدہ جوڑا تھا اس لئے جلدی فروخت ہوگیا انکی سطح سے کرند ... ہوتی نہیں

فصل پنجم

کارکیتک یعنی چرانسوبرل (Chrysoberyl)

کارکیتک جسے مشرقی زبرجد بھی کہتے ہیں - جواہرات درجہ دوم میں بڑا مشہور جواہر ہے - انگریزی میں اسکو چرانسوبرل - سائیموفین Cymophane

یا چرائسوپل Chrysopal کہتے ہیں۔ سرندیپ اور برازیل کے متقدمین کو یہ سنگ اچھی طرح معلوم تھا۔ بعض ماہرین چرائسو بیرل یعنی کارکیتک کو چرائسولیٹ نامی جواہر سے ملا کر بڑی غلطی کرتے ہیں۔ پیریٹ کے بیان سے صاف واضح ہوگا چرائسولیٹ ایک علیحدہ جواہر ہے۔ سرخ و سبز رنگ کا ایک قسم کا کارکیتک الیگزینڈر شاہ روس کے نام پر بنام الیگزینڈرایٹ مشہور ہے۔ اور اب کارکیتک کا ایک قسم گنا جاتا ہے۔

(۲) خواص ماہیت

(۱) کارکیتک کی شکل مربع یا مستطیل ہوتی ہے۔ اس کا قدرتی شگاف نادر ہے (۲) سختی ۸٫۵ (۳) چمک بلورین یا روغنی (۴) رنگ سبز، گیاہی سبز، سبزی مائل سفید و زردی مائل سبز۔ اس کے اندر دودھیا رنگ مائل نیل دکھلائی دیتا ہے (۵) شفاف و براق (۶) وزن مخصوص ۳٫۶ سے ۳٫۸ (۷) طاقت انعکاس دو چند (۸) ملنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے اور چند ساعت تک رہتی ہے اس کے مرکبات کیمیائی کے بارہ میں بہت بحث ہے کئی بار امتحان و مشاہدہ کرنے سے مختلف نتائج نکلے۔ کلی پورتھ Klaproth اور سویڈن Aredson صاحبان کی رائے ہے کہ اس میں الیومینا اور تیزاب سیلیکا مرکب ہیں۔ سیبرٹ Seybert نے دریافت کیا کہ اس میں گلوسینا بھی مرکب ہے۔ فی الحقیقت اس میں ۸۰٫۲ حصہ الیومینا اور ۱۹٫۸ حصہ گلوسینا مرکب ہے۔ اس کے اجزائے ترکیبی کو معلوم کرکے بعض محققین نے مصنوعی کارکیتک بنانے کا طریق ایجاد کیا ہے:-

الیومینا اور گلوسینا کی وہ مقدار متناسبہ لیکر جس تناسب سے وہ قدرتی کارکیتک

لہ دیکھو ۱۹ ۳

تانبے کے چکر پر کرنج سے کاٹتے ہیں اور ریپوسے سے جلا دیتے ہیں۔ اس کو ان کبھو چن نٹ
بھی دیتے ہیں۔ یہ کئی زیورات میں جڑا جاتا ہے۔ اکثر خوبصورتی کیلئے اس کے ساتھ یاقوت
کے دانے جڑے جاتے ہیں۔ شفاف زرد رنگ کا رکینک کی بے رواجی کے
باعث قیمت کم ہوگئی ہے۔ عمدہ نگ صرف ۱۰۰ روپیہ سے ۲۰۰ روپیہ تک قیمت
پاتا ہے۔

(۵) قسم دوم الیگزینڈرائیٹ Alexandrite.

ایک قسم کا سرخ و سبز رنگ کا رکینک روس میں پایا جاتا ہے جسکو الیگزینڈر
شاہ روس نے اپنے نام الیگزینڈرائیٹ کے نام سے مشہور کیا ہے۔ کیونکہ سلطنت روس
کے شاہی جھنڈے کا رنگ اسی جواہر کی طرح سبز و سرخ ہے۔

اس کے خواص کارکینک جیسے ہیں۔ اس میں کئی شگاف اور بہت سے عیب
ہوتے ہیں جن کے باعث کاٹنے اور جلا دینے میں بڑی دقت ہوتی ہے اسکی
سطح کے قاعدے کے لمبے وتر میں روغنی سبز رنگ معکوس ہوتا ہے۔ عمدہ روشنی
میں نارنجی سا زرد تاریک سبز اور درمیانی سرخ رنگ نمایاں ہوتا ہے۔ ملائم عددوں
میں نافرمانی مائل سبز رنگ دکھتا ہے۔ گہرے عددوں کا سرخ رنگ ہوتا ہے
اس کا سبز رنگ آکسیڈ کروم کے باعث ہوتا ہے۔ اور اس میں الیومینا اور گلوسینا
کے علاوہ تانبہ اور سیسہ کے اجزا بھی مرکب ہیں جن کے باعث مصنوعی روشنی
میں یہ سرخ معلوم ہوتا ہے۔ روشنی آفتاب میں یہ دونوں رنگ سبز دکھلائی دیتے
ہیں۔ اگر اس کو شعاع آفتاب یا شعلہ کے دور کیا جاوے تو سرخ رنگ تیز
ہو جاتا ہے۔ شکل معدنی الیگزینڈرائیٹ معہ پتھر جس میں سے یہ نکلتا ہے
پلیٹ ج میں ہے۔

فصل ششم

گارنٹ Garnet. یعنی پلک کا بیان

پلک ایک بڑا خوشنما جواہر ہے۔ جو متقدمین اہل یورپ کو بڑا قبول نظر تھا۔ اور زمانہ قدیم میں بڑا مروّج تھا۔ کھنڈرات شہر روم میں سے اس جواہر کے زیورات کا نکلنا اس امر کا شاہد ہے۔ انگریزی میں پلک کو گارنٹ[51] Carbuncle یا کاربنکل کہتے ہیں۔ چونکہ یہ جواہر صوبہ کیریا. Caria کے ایک شہر البنڈا Albanda سے برآمد ہوتا ہے۔ اس لئے بعض اسے البنڈائن بھی کہتے ہیں۔ اسکی ماہیت اور مختلف مقامات پیدائش کے لحاظ پر اس کے کئی ایک نام ہیں۔ چنانچہ:- (۱) البنڈائن۔ عمدہ ارغوانی رنگ۔ یہ زیلینڈا اور ٹائرال میں پایا جاتا ہے۔ سیریا کا البنڈائن بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ اس کا سُرخ رنگ سرخی مائل بھورا بھی ہوتا ہے (۲) کاربنکل۔ اس میں اور البنڈائن میں بہت تھوڑا فرق ہے یعنی اسکو ان کبوچن کاٹ دیا جاتا ہے (۳) پائیروپ. Pyrope اسے بوہیمیا کا پلک بھی کہتے ہیں اس کا رنگ خون سا سُرخ و سیاہی مائل ہوتا ہے۔ اگر اسے برلینٹ کاٹ کا کاٹا جاوے۔ تو بڑا چمکیلا ہو جاتا ہے۔ لیکن عموماً اسے گلابی کاٹ کا کاٹتے ہیں اس کے مرکبات کیمیائی بھی البنڈائن سے مختلف ہیں۔ اس میں ۴۱،۲۵

---

۵۱ یہ ایک انگریزی لفظ سے نکلا ہے جسکے معنی گل انار ہیں۔ کیونکہ اس کا رنگ انار جیسا سمجھا جاتا ہے۔

۵۲ اس کا مصدر کاربو. Carbo ہے جسکے معنے جلتا ہوا کوئلہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مصدر گرینیم. Granium ہے جس کے معنے دانہ دار ہیں۔ کیونکہ یہ اکثر دانہ دار شکل کا پایا جاتا ہے۔

سیلیکا ۔ ۲۵ ، ۲۲ ، ایلومینا ۔ ۱۵ حصہ میگنیشیا ۔ ۲ ، ۹۴ ، ۹ آکسیڈ آہن ۔ ۲۹ ، ۵ چونا ۔ ۱۷ ، ۴ کروم پروٹوکسائڈ و ۲۹ ، ۲ پروٹوکسائڈ مینگنیس مرکب ہیں ۔ یہ تیزاب میں حل نہیں ہوتا ۔ یہ عموماً سکسنی اور بوہیمیا میں پایا جاتا ہے ۔ اسے جوہری سنگری پلک کہتے ہیں (۴) ایسونائیٹ یا سنامن سٹون ۔ Cinnamonstone Essonite

اسے ہندی میں سنگھری کہتے ہیں ۔ بعض حکما جسنبھ یعنی

یعنی یاسنتھ کو پلک کی ایک قسم بیان کرتے ہیں ۔ لیکن یہ انکی بڑی غلطی ہے جسنتھ اصل میں گومیدک کی ایک قسم [1] ہے ۔ جو سنگ یہاں مطلوب ہے اس کا نام سنامن سٹون یعنی سنگھری ہے ۔ اگرچہ ان دونوں کی شکل معدنی میں بہت مشابہت ہے ۔ لیکن اختلاف رنگ کے علاوہ انکی ماہیتوں میں بھی اختلاف ہے ۔ سنامن سٹون عمدہ خوش رنگ اور شفاف ہوتا ہے ۔ چونکہ یہ کلدار ہوتا ہے اور اس کا رنگ شوخ ہوتا ہے اس لئے اسے نیچے کی طرف پویلین کاٹ دیتے ہیں ۔ اور اس کے اوپر کے حصہ کو ٹیبل کاٹ دیا جاتا ہے ۔ یہ عموماً سراندیپ کی چٹانوں میں پایا جاتا ہے ۔ سوئٹزرلینڈ میں بمقام ڈسینٹیز [2] Dissentiss خوش رنگ سرخی مائل زرد عمدہ ملتے ہیں جنکو ڈسنٹس کا یاسنتھ کہتے ہیں ۔ میکسیکو میں عمدہ قسم کے سنگھری نکلتے ہیں ۔ جو لعل رمانی کے مشابہ ہوتے ہیں ۔ ان کے علاوہ سائبیریا سے کئی اور قسم کے پلک آتے ہیں جنکا عمدہ سبز رنگ ہوتا ہے ۔ ایک قسم رنگ کے لحاظ سے یاقوت برہما کے مشابہ ہے یہ قسم میکسیکو کے اندرونی حصوں میں بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا ہے ۔ پہلے پہل معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کس کا جواہر ہے ۔ کوکر Crooker صاحب نے اس کا ملاحظہ کرنے سے دریافت کیا کہ یہ پلک کی نسبت یاقوت سے زیادہ ملتا ہے کیونکہ اس میں ۴۲ حصہ الیومینا مرکب

[1] دیکھو ب ف ۲ صفحہ ۲۵ [2] دیکھو صفحہ ۲۳ ب [3] دیکھو رائن پر ۱/۲ ۴۴ شمالی عرض بلد ۹ شرقی طول پر واقع ہے

ہے۔عموماً یہ پلک کی ایک قسم بیان کیا جاتا ہے۔

اقسام متذکرہ بالا کے علاوہ بعض ماہرین اس کی اور قسم بھی بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ گارنٹ یعنی پلک کے لفظ میں جس قدر معدنیات آتے ہیں۔ ان کی معدنی شکل باقاعدہ ہوتی ہے۔ وہ معدنیات یہ ہیں (۱) سامن سٹون۔ (۲) سیاہ پلک از اریندل (۳) پلک شمالی امریکہ (۴) مشرقی الینڈائن۔ (۵) سیلے نائیٹ Melonite اور بعض اس کے یہ اقسام لکھتے ہیں (۱) الینڈئین مینگنیز الیومینیا Manganese alumina سرخی مائل (۲) لائم الیومینیا Lime alumina سفید۔ زیتونی۔ سبز یعنی شکری (۴) میگنیشیا گارنٹ Magnesia Garnet ایک چمک۔ روغنی سیاہ رنگ۔ اریندل سے آتا ہے (۵) آہنی پلک۔ دیگر اقسام کی نسبت حل ہو جاتا ہے (۶) کروم گارنٹ Garnet زمردی سبز۔ بلورین چمک شفاف۔ کیمسکیکا واقع یورال سے آتا ہے۔ (۷) پائپروپ +

(۲) ماہیت

(۱) پلک کی شکل معدنی مکعب ہوتی ہے اس کی سختی ۵ ، ۷ (۳) چمک بلورین۔ و روغنی (۴) رنگ سُرخ۔ سُرخ بھورا۔ زرد ۔ سفید ۔ سبز ۔ سیاہ (۵) شفاف (۶) وزن مخصوص ۳ سے ۲ ، ۴ (۷) طاقت انعکاس واحد (۸) ملنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے (۹) اس میں ۵ ، ۲۳ سیلیکا۔ ۵ ، ۲۷ الیومینیا ۔ ۳۶ آکسیڈ آہن و ۵ حصہ آکسیڈ میگنیشیا مرکب ہیں۔ اس کا رنگ دہاتی آکسیڈ کے باعث ہوتا ہے (۱۰) دھونکنی کے آگے بمشکل پگھلتا ہے۔

(۳) مقاماتِ پیدائش

یہ جواہر اتنے مقامات میں پیدا ہوتا ہے کہ ان کا مفصل بیان لکھنا باعث طوالت ہے - صرف چند بڑے بڑے مشہور مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے - ہسپانیہ عمدہ نگ پائے جاتے ہیں - ان کو کوٹ کر جلا دینے کے لئے برادہ بناتے ہیں ناروے میں سنگریزہ شکل کا اور سویڈن میں بڑی مقدار کا پلک ملتا ہے - سوئٹزرلینڈ سینٹ گوتھرڈ رین ویلڈ (Reinwalde) المیریا[1] (Almeria) مدرو سمپلین[2] (Simplon Pass) وغیرہ مقامات میں عمدہ عمدہ پائے جاتے ہیں - ہندوستان میں پلک کوہستان کی مالوا میں بمقام ٹرنکامالی اور پیک آدم ملتے ہیں - گرین لینڈ میں یہ کلورائٹ والے ڈھانچہ میں پائے جاتے ہیں - اور جب ڈھانچہ سے نکالتے ہیں تو اس میں اس کا نشان رہ جاتا ہے - میکسیکو میں عمدہ عمدہ سنگ مرمر کے چٹانوں میں دیکھے جاتے ہیں - برازیل میں پلک کئی مقامات پر ابرق اور سلیٹ میں ملتا ہے اور دریاؤں کی تہوں میں الماس کے ساتھ بھی پایا جاتا ہے - آسٹریلیا میں دریائے اون کے متصل اور دریائے پیل[3] (Peel or Cocopara) کی تہوں میں بھی پایا جاتا ہے - پیگو میں بھی پلک دستیاب ہوتا ہے - اس لئے پیگو کے دارالحکومت سیریا کے نام پر عمدہ پلک کو سیریا کا پلک کہتے ہیں - سیلون سے بھی آتے ہیں - المینڈائن قسم کا پلک پیگو - سراندیپ - فہلن اریندال (Arendal) کونگس برگ[4] (Kongsberg) ناٹل - یورال - شمالی امریکہ - پرتھ (Perth) زٹلینڈ (Zetland) اور ابرڈین اور آسٹریا کے دریا ایمس[5] (Enns) میں اور پیروپ قسم کا پلک زبلٹز (Zabblitz) واقعہ سکسنی - ویرونٹز[6] Weronitz

---

[1] ہسپانیہ کے جنوبی ساحل پر ۳۷ شمالاً ۲ غرباً ہے [2] یہ درہ سارڈینیا اور سوئٹزرلینڈ کے درمیان ۴۶ شمالاً ۸ شرقاً پر ہے [3] صوبہ نیو ساؤتھ ویلز میں ۳۴ جنوباً ۱۴۶ شرقاً ہے [4] ناروے میں ۵۹ شمالاً ۹ شرقاً ہے [5] یہ ۴۸ شمالاً ۱۴ شرقاً ہے [6] بوہیمیا میں ۵۰ شمالاً ۱۳ شرقاً ہے ۱۲

ملج برگ (Milledgeberg) واقعہ بوہیمیا اور ایلی[1] (Elo) واقع فائف[2] Fefe سے پائے جاتے ہیں۔

(۴) پلک کے کاٹنے وغیرہ کا بیان

مشرقی پلک کرنج یا پلک کے برادہ کے ساتھ تانبے کے چکر پر کاٹا جاتا ہے اور ٹرپولی مٹی کے ساتھ سکہ کے چکر پر جلا دیا جاتا ہے۔ بوہیمیا کا پلک۔ بر کینٹ اور گلابی کاٹ کا کاٹا جاتا ہے۔ اس پر گلکاری کا کام بھی کیا جاتا ہے۔ یونانی اسے کم استعمال کرتے ہیں۔ اہل رُوما اسے کئی کاموں میں لاتے ہیں۔ پلک پر نقش کا کام بھی ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ دستکاری پلک پر ہوتی تھی۔ ایک پلک پر سریشس کے سر کا نقش اور ایک البرو میں ایک المینڈائن پر سقراط اور افلاطون کے چہرہ کا نقش کندہ ہے۔ فرانس کے شاہی جواہرات میں کئی عمدہ پلک ہیں جن میں سے اکثر پایوں کی شکل کے بنے ہوئے ہیں۔ ایک ان میں ۲ ۱/۲ × ۲ × ۲ انچ جسامت کا ۲۰۰۰ فرنیک قیمتی ہے۔

(۵) قیمت

یہ جواہر زیورات میں مزین ہونے کے باعث بڑا قیمتی ہے۔ چند سال سے کثرت پیدائش اور کم رواج کے باعث یہ بہت کم قیمت ہو گیا ہے۔ بے عیب و بے شگاف بڑی مقدار کے نگ دو سو روپیہ تک اور آٹھ آنے کے مقدار کے پانچسو روپیہ تک قیمت پاتے ہیں۔ بوہیمیا کا پلک بہت قیمتی ہوتا ہے۔ رُوم آسٹریا و ٹرانسلوانیا میں اس کی قدر و قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ جو المینڈائن سرلنڈیپ سے آتے ہیں۔ اگر بڑی مقدار

[1] ملج برگ قصبہ شمالاً شرقاً ہے [2] سکاٹ لینڈ کا ایک صوبہ شمالاً و شرقاً ہے۔

کے عمدہ اور خوشرنگ ہوں تو اسی روپیہ سے سو روپیہ تک قیمت پاتے ہیں

فصل ہفتم

Turquoise
فیروزہ

فیروزہ جواہرات معدوم میں ایک بڑا خوشنما جواہر ہے۔ اس میں زیادہ تر خوبی یہ ہے کہ اس کا اندرونی اور بیرونی رنگ یکساں ہوتا ہے۔ اور اس کے رنگ کو شوخ کرنے کے لئے کسی ڈاٹ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ جواہر بڑا قدیمی ہے۔ انگریزی میں اسکو ٹرکواس اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ ملک ٹرکس (Turks) یعنے روم سے آتا ہے۔ اسے کیلٹ (Kalait) اگیفٹ (Agaphite) اور جوہ نایٹ (Johnite) بھی کہتے ہیں۔

فیروزہ کی دو حسب ذیل قسمیں ہیں۔

(۱) مشرقی فیروزہ۔ اسکا رنگ ہمیشہ قائم رہتا ہے اور پرانے چٹانوں سے نکلتا ہے تیزاب فاسفورس ۹ء۳۰۔ آلیومینیا ۵ء۴۴ آکسیڈ تانبہ ۵ء۳،۷۔ آکسیڈ آہن ۸ء۱۔ پانی ۱۹ حصہ مرکب ہیں۔ دوم مغربی فیروزہ جسے بون (یعنی استخوان) بھی کہتے ہیں۔ اسکا رنگ خراب ہو کر سبز ہو جاتا ہے۔ اور نئے چٹانوں کی پیدائش سمجھا جاتا ہے۔ اس میں ایک جزو عظم استخوان یعنی فوسفیٹ چونا ہوتی ہے۔ چنانچہ اس میں یہ فوسفیٹ چونا ... حصہ کاربونیٹ آف لائم ۸ حصہ۔ فوسفیٹ آہن اور فوسفیٹ میگنیشیا ۲۔ الیومینا ۱ء۵ اور پانی ۱ء۶ حصہ مرکب ہیں۔ یہ قسم مقام سائمور (Simore) متصل لوئر لانگوڈاک (Lower Languedoc) پائی جاتی ہے۔

له [illegible] ۲۲ شمارہ [illegible]

حکماء ایران اس کی یہ اقسام بیان کرتے ہیں (۱) فتحی (۲) اظہاری (۳) اسمٰعیلی (۴) وسلری (۵) آسمان گون (۶) عبد الحمیدی (۷) آندیشی (۸) گنجو نیا۔ پہلے پانچ قسمیں خاکی رنگ کی ہوتی ہیں۔ باقی تین کوہستان و نیہت میں ملتے ہیں۔ جو عدو کرمان اور شیراز میں پائے جاتے ہیں۔ اُن میں سفید رنگ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور انہیں سا بانگی اور سر لوم کہتے ہیں۔ جن میں نیلے رنگ کی دھاری ہوتی ہے انکو نیلوم کہتے ہیں۔

(۲) ماہیت

(۱) فیروزہ کی معدنی شکل اگرچہ عمدہ اور بے شگاف ہوتی ہے لیکن اس کی قلمیں عمدہ نہیں بنتیں (۲) سختی ۶ درجہ شیشہ کو کاٹ سکتا ہے (۳) چمک بلورین (۴) رنگ نیلا۔ سبز سفید (۵) تاریک۔ کناری برّاق (۶) وزن مخصوص ۲٫۶ سے ۲٫۸ تک۔ (۷) طاقت انعکاس واحد (۹) اس میں ۳۴٫۲۷ تیزاب فوسفیٹ ۴۷٫۴۵ الیومینا ۲۰٫۵ آکسیڈ تانبہ ۱٫۱ آکسیڈ آہن ۰٫۵ آکسیڈ میگنیشیا ۳٫۳۸ فوسفیٹ آف لائم ۱۸٫۱۸ پانی مرکب ہیں۔ اس کا رنگ آکسیڈ آہن اور تانبے کے باعث ہوتا ہے۔ (۱۰) گرمی پہنچانے سے پانی خشک ہو جانے کے باعث اس کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ یہ دھونکنی کے آگے بھی نہیں پگھلتا۔ اس کا رنگ بھورا سا ہو جاتا ہے۔ کسی تیزاب کا اثر اس پر نہیں ہوتا +

(۳) مقامات پیدائش

زمانہ قدیم کے مصنف بیان کرتے ہیں کہ فیروزہ اس وقت ہندوستان سے نکلتا تھا۔ اور روم کو کاٹنے کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ آجکل بہت عمدہ مشرقی فیروزہ خراسان کی ایک پہاڑی ضلع سے جو مشہد اور نیشاپور کے درمیان نیشاپور سے ۴۰

[illegible] جنوب مغرب [illegible] طول بلد شرقی ۵۸ [illegible] عرض شمالی پر واقع ہے پایا جاتا ہے۔ اس
لئے اُسے نیشاپوری فیروزہ کہتے ہیں۔ مسٹر فریزر (Frazer) نے یہاں کی کانوں کا
ملاحظہ کیا۔ اس کا بیان ہے کہ فیروزہ صرف ایک پہاڑی پر پایا جاتا ہے۔ جہاں چھ مقامات
پر کان کنی ہوتی ہے:۔ پہلے کان سے عمدہ فیروزہ نہیں نکلتے۔ اس میں بھورے
رنگ کے سنگ کی قسم کی تہ ہے جسے کھودنے سے فیروزہ سنگ سماق سے چمٹا
ہوا ملتا ہے۔ بعض عدد چٹان کے اوپر کھلے بھی پائے جاتے ہیں۔ دوسری کان
میں بھی فیروزہ اسی قسم کی چٹانوں سے چمٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ تیسری کان پر ابھی کھدائی
شروع نہ ہوئی تھی۔ چوتھی کان میں ایک بڑا بھورے رنگ کا چٹان ہے جس میں دو نشیب
ہیں۔ ایک میں پانی بھرا ہوا تھا۔ پانچویں کان بڑے پہاڑ کی چوٹی کے نزدیک ہے
جہاں فیروزہ سنگ سماق کی چٹانوں اور زرد مٹی میں پایا جاتا ہے۔ چھٹی کان ختم ہو چکی
تھی۔ ان کانوں پر کام زور شور سے نہیں ہوتا۔ یہ کانیں سرکار کی دولت ہیں اور
ٹھیکہ پر دیجاتی ہیں۔" اور اُن سے ۲۷ یا ۲۸ ہزار روپیہ تک سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔
انکے متصل گاؤں کے باشندہ سوسو کی جماعت بنکر ٹھیکہ لیتے ہیں۔ اور پانچ پانچ یا دس
دس آدمی ملکر کام کرتے ہیں اور جو پیدائش ہوتی ہے آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ اور
اسے سوداگروں کے پاس بیچڈالتے ہیں یا مشہد کو بھیجدیتے ہیں۔ یہ تین مختلف حالتوں
میں فروخت کئے جاتے ہیں۔ اوّل مفرد عدد۔ دوم اس حالت میں جبکہ وہ چٹان
سے اچھی طرح علیحدہ نہ ہوئے ہوں۔ سوم جن میں چٹان کا کچھ حصہ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اُن کو
تول کر بیچتے ہیں۔ یہ ہرات اور قندھار سے ہوکر ہندوستان کو آتے ہیں۔ اور مشہد
میں کاٹے جاتے ہیں۔ نہر سوئیز کے جنوب مشرق کی طرف ۱۶ دن کی راہ پر ۵ یا ۶ فیروزہ
کی کانیں ایک بڑے وسیع میدان میں جو ۴۰ میل لمبا ہے واقع ہیں۔ یہاں فیروزہ سرخی مائل
ریتیلے پتھر کی چٹان سے نکلتا ہے۔ میکڈونیلڈ (Macdonald)

صاحب نے ان مقامات کو دریافت کیا۔ وُہ لکھتا ہے کہ سنہ ۱۸۴۹ء میں میں عرب کی سیر کر رہا تھا کہ میں نے ایک سلسلہ کوہستان دیکھا جس میں اکثر آہنی ریتیلے پتھر تھے ایک دن جو میں اس پہاڑ سے اُتر رہا تھا تو مجھے سنگریزوں کی ایک تہ نظر آئی۔ جس میں کئی ایک چھوٹے نیلے عدد دکھلائی دیتے۔ انکو جمع کرنے سے معلوم ہُوا کہ یہ عُمدہ فیروزہ ہیں۔ اس پہاڑ میں تلاش کرنے سے کئی ایک اور مقامات بھی دریافت ہوئے۔ کئی مقامات میں تو یہ کھُلے سنگریزوں کی طرح دیکھے گئے اور کئی جگہ چٹانوں سے چمٹے ہُوئے پائے گئے۔ یہاں سے ہی فیروزہ دریاؤں میں بہ جاتے ہیں۔ اکثر یہ نرم زرد رنگ ریتیلے پتھر یا کوارٹز اور سنگریزوں میں پائے جاتے ہیں۔ فیروزہ خوقند اور کرمان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ صوبہ میڈیا (Media) واقع پیلسٹائن[1] Palestine میں فیروزہ کی تین کانیں دریافت ہوئی ہیں۔ ایک شمال کی طرف ایونولی نامی جو خرچ ہو گئی ہے۔ دوم جنوب کی طرف زیبا پر جسکو اب بھی اہل عرب کھودتے ہیں۔ سوم درمیان جو صرف فرقہ بیدوں کو ہی معلوم ہے جسے وُہ جبل سنیکیاق کہتے ہیں۔ وادی دریائے گیلیٹو (Galesteo) سے جو سنیافی (Santafe) سے جنوب مشرق کی طرف ہے عُمدہ فیروزہ نکلتے ہیں۔ جرمنی میں بھی کئی رنگ کا فیروزہ پایا جاتا ہے۔ ماسکو میں بھی فیروزہ بہت دیکھا جاتا ہے۔ شکل معدنی فیروزہ معہ پتھر جس سے یہ نکلتا ہے۔ پلیٹ ۲ میں ہے۔

(۴) قیمت

فیروزہ خوشنما اور زیورات میں جڑت ہونے کے باعث ایک قیمتی جواہر ہے اس کی قیمت ڈالنے میں اس بات کا لحاظ کر لینا چاہئے کہ یہ نقلی نہ ہو۔ کیونکہ کئی اشیا

[1] ملک شام کے جنوب میں ایک مشہور صوبہ ہے۔

کے بناوٹی فیروزہ بجائے اصلی عددوں کے نیچے جاتے ہیں سائبیریا میں ایک قسم کی
کانی شے میمتھ ٹیتھ[1] (Mammoth teeth) نامی ہوتی ہے ۔ جس کا رنگ
مادہ فوسفیٹ آف آئرن کی ترکیب کے باعث ہوتا ہے ۔ اور سوداگر لوگ اسے
فاسل فیروزہ یعنی کانی فیروزہ کہتے ہیں ۔ اگر اس نقلی فیروزہ کو ملکر گرمی پہنچائیں ۔ تو
اس سے ایک طرح کی خوشبو آتی ہے ۔ جس کے باعث یہ اصلی سے ممیز ہوتا ہے ۔ اگر
اس کو کسی تیزاب کے ساتھ جوش دیویں تو چونکہ اس کا مادہ حیوانی ہے ۔ اس لئے اس
کے تحلیل ہونے سے بدبو نکلتی ہے ۔ اس کا رنگ بہت جلدی بگڑ جاتا ہے ۔ اگرچہ انگلستان
میں یہ بہت قیمت پاتا ہے لیکن اصلی فیروزہ کی قیمت کو کبھی نہیں پہنچا ۔ برنال ڈیاز
(Bernal Deaz) اور کئی دیگر حکماء کا بیان ہے ۔ کہ کیلکنیٹو (Calconeto)
نامی جواہر جو متقدمین اہل میکسیکو کو معلوم تھا ۔ فیروزہ کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے
آجکل دانایان یورپ نے نقلی فیروزہ کے بنانے کا یہ طریق نکالا ہے ۔ کہ امونیا سلفیٹ
آف کاپر (Ammanza Sulphate of Copper) کے ساتھ ہاتھی دانت کے
کشتہ کا سفوف ملا کر اس مرکب کو قریباً ایک ہفتہ تک گرمی پہنچاتے ہیں ۔ اور پھر اسکو
خشک کر کے تھوڑی سی اور گرمی دیتے ہیں جس سے عمدہ فیروزہ بنجاتا ہے ۔ جعلی
فیروزہ بنانیکی یونانی کتب میں یہ ترکیب لکھی ہے کہ پانچ حصہ نشا گرد اور ایک حصہ سیماب ملا کر
سات سال تک سرد زمین میں رکھو اور آفتاب اور زحل کی شعاعیں اس پر گراؤ ۔ فیروزہ بنجائیگا۔
اوائل میں فیروزہ کی قیمت سونے سے زیادہ ہوتی تھی ۔ اور فیروزہ کے ایک گوشوارہ کے عوض
میں ایک گھوڑی مقرر تھی ۔ آجکل اس کی قیمت کی کلیہ شرح نہیں لکھی جاسکتی ۔ اس کی قیمت
رواج پر منحصر ہے ۔

---

[1] یہ ایک قسم کا ہاتھی دانت ہوتا ہے ۔ سائبیریا میں ایک قسم ہاتھی نامی ہوتا ہے ۔ اس کے دانت ہیں پرانے
وقت کے اس قسم کے ہاتھی جو مر گئے اور انکی ہڈیاں غاروں میں اور معدنی اشیاء سے ملگئیں ۔ اس لئے یہ دانت
بھی گویا کانی ہوگئے [2] میم اسپیڈ ہمنہ امونیا میں حل ہوا تھا ۔

(۵) خواص عجیبہ سحری و فوائد طبی

یُونانی اور ایرانی حکما کی پُرانی کتابوں میں فیروزہ کے یہ خواص سحری و طبی لکھے ہُوئے ہیں۔ کہ یہ مفرح امراضِ معدہ و سر کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ آنکھوں میں اِس کا سُرمہ ڈالنے سے بصارت تیز ہوتی ہے۔ اور مردمک اگر سفید ہو جائیں تو پھر اصلی رنگ کی ہو جاتی ہیں۔ جن اشخاص کی بصارت رات کے وقت بیکار ہو جاتی ہے اس کے اِستعمال سے پھر درست ہو سکتی ہے۔ یہ فتق۔ ورم۔ دردِ ریح۔ جنون۔ ناسور اور کئی امراض کے لئے شاہانہ علاج ہے۔ اگر اسے شہد کے ساتھ نوشِ جان کریں تو صرع۔ طحال اور تلی کو شفا دیتا ہے۔ سنگ گردہ و مثانہ کا مخرج ہے۔ سانپ کے ڈنک کے لئے ایک درم یا ½ تولہ فیروزہ شراب کے ساتھ دینا چاہئے۔ بچھو کے ڈنک کے لئے اِس سے ایک ثلث بھی کافی ہے۔ لیکن چونکہ اس نسخہ کے اِستعمال سے معدہ کو تکلیف ہونے کا اندیشہ ہے۔ اِس لئے اِس کے ساتھ کتیرا گوند ملا لینی چاہئے۔ حکیم ارسطا طالیس نے اس کی خوراک ½ تولہ لکھی ہے۔ اگر فیروزہ کو انگشتری میں جڑوا کر پہنیں تو راحتِ دل بخشتا ہے۔ خوف دُور کرتا ہے۔ دشمنوں پر فتح دلاتا ہے۔ بجلی گرنے اور غرق ہونے سے بچاتا ہے اور سانپ۔ بچھو وغیرہ کا ڈنک لگنے نہیں دیتا۔ جو شخص نیا چاند دیکھ کر فیروزے کو دیکھے تو اُسے زر کثیر ہاتھ لگتی ہے۔

(۶) مشہور و معروف

زمانہ قدیم سے فیروزہ پر نقش کا کام ہوتا ہے۔ مسلمان اس پر قرآن شریف کی آیتیں کھودتے ہیں اور بیچ میں سونے کی گلکاری کرتے ہیں۔ جو نگ اب مشہور ہیں تعداد میں تھوڑے ہیں۔ چند کا ذکر ہدیہ ناظرین ہے (۱) ڈیوک آف آرلینز کے مجموعہ

جواہرات میں دو عمدہ ہیں۔ ایک پر ڈایانا *Diana* کی تصویر معتیر و کمان اور دوسرے پر قیصرہ فاسٹینا (*Faustina*) کی تصویر کندہ ہے (۲) اسکو میں ایک جوہری کے پاس دو انچ طول صنوبری شکل کا فیروزہ ہے۔ جو کسی وقت نادر شاہ کے بازوبند میں مزین تھا۔ اس پر سنہری حرفوں میں آیت قرآن شریف کندہ ہے۔ اس کی قیمت سات ہزار آٹھ سو روپیہ پڑتی ہے (۳) ۱۸۵۸ء میں عمدہ فیروزوں کی مالا ۲۶۰۰ روپیہ پر فروخت ہوئی جس میں ۱۲ دانہ منسلک تھے۔ ہر ایک پر بارہ سیزروں (*Caesars*) میں سے ایک کا نقش کندہ تھا (۴) سیجر ڈونیلڈ صاحب نے نمایش گاہ ۱۸۵۱ء میں ایک عمدہ فیروزہ بھیجا جو رنگ کے بگڑ جانیکے باعث کم قیمت ہوگیا (۵) عجائب کینسنگٹن کی عجائب گاہ میں ایک عمدہ منقش فیروزہ ہے (۶) ٹامس نکل صاحب کا بیان ہے کہ ایک فیروزہ پر جولیس سیزر کا بت کندہ ہے ❊

فصل ہشتم

Agate

عقیق کا بیان

عقیق ایک خوش شکل اور مشہور جواہر ہے بعض علما کی رائے ہے۔ کہ عقیق فی الحقیقت از قسم معدنیات نہیں کیونکہ لفظ معدنیات صرف انھیں کانی اشیا پر عاید ہو سکتا ہے کہ جنکے اجزا ارکو اگر از روئے علم کیمیا تحلیل کیا جاوے تو ہر ایک حصہ کی وہی ماہیت ہو جو اُس دھات کی ہے جسکا وہ جزو ہے۔ عقیق میں یہ بات نہیں۔ یہ جواہر سلیکا اور کوارٹز قسم کی چند معدنیات کا مجموعہ ہے۔ جو کہ رنگ ڈھنگ اور بناوٹ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جب ان معدنیات میں سے دو یا زیادہ کا کر ڈلی بنجاتی ہیں اور ان پر داغ

اور طبقہ چڑھا۔ تے ہیں تو یہ عقیق کہلاتا ہے۔ یہ معدنیات از خود از قسم جواہر ہیں اور اکثر ناپید ہیں:- کالسڈونی۔ رو ورالکھ۔ سنگ سلیمانی۔ سنگ یشم۔ اوپل۔ امیتھسٹ بنگ ستارہ۔ حجرالدم۔ سنگ موچا اور بھیکھم ۔

عقیق کو انگریزی میں اگیٹ کہتے ہیں۔ مختلف رنگ و ڈھنگ کے لحاظ پر عقیق کی کئی ایک قسمیں ہیں۔

(۱) رایبنڈ اگیٹ Ribandagate (یعنی ریشمی فیتہ سا عقیق) جس میں مختلف رنگ کے طبقے ہوں۔ اور یہ طبقے ایک دوسرے کو قطع کریں (۲) انکس اگیٹ Unga Agate (یعنے سنگ سلیمانی عقیق) جس میں طبقوں کے رنگ شوخ ہوں۔ اور طبقہ سطح کے متوازی ہوں (۳) بنیڈ اگیٹ Band Agate (یعنے دوری دار عقیق) جس پر طرح طرح کی دھاریاں ہوں (۴) جس میں یہ دھاریاں گول ہوں اسے سرکلر اگیٹ Circular Agate یعنے گول عقیق کہتے ہیں (۵) اور اگر دھاریوں کے مرکز میں اور رنگ کے نقطے ہوں تو اسے آئی اگیٹ Eye Agate یعنے عقیق مانند چشم کہتے ہیں (۶) قوس قزاحی عقیق جس کی دھاریاں قوس کی شکل کی بنی ہوں۔ اور آفتاب کے مقابل انہیں رنگ منشوری ظاہر ہوں بشرطیکہ زیادہ پتلا ہو۔ جس قدر یہ وصف زیادہ ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ کئی اور علماء اس کی قسمیں بتلاتے ہیں:-

(۱) ربن اگیٹ Ribbon Agate یعنی ریشمی لچھے سا عقیق۔ اس میں سنگ یشم اور کالسڈونی کے طبقے متوازی قطاروں میں ہوتے ہیں۔ یہ سائبیریا اور سسلی سے آتا ہے (۲) برشیٹیڈ اگیٹ۔ یہ اصل میں امیتھسٹ ہوتا ہے اور اس میں ربن اگیٹ کے ٹکڑے بھی مرکب ہوتے ہیں یہ سکسنی سے آتا ہے (۳) فارٹی فکیشن اگیٹ Fortification Agate ... شکل کا پایا جاتا ہے۔ اس کو

کاٹنے کیوقت اسکے متوازی سطریں عمارت کی صورت دکھلائی دیتی ہیں۔ انہیں
بیکھم اور امیتھسٹ کے ٹکڑے دکھلائی دیتے ہیں۔ (۴) ماس ایگیٹ *Moss*
Agate یعنے نباتاتی عقیق۔ یہ اسمیں کالسڈونی ہے اور سبز سنگ یشم کی دھاریاں
ہوتی ہیں۔ اس کی شکل ایسی دکھلائی دیتی ہے کہ گویا اس کا نباتاتی اصل ہے۔ اسمیں
آکسیڈ آہن مرکب ہے۔ اور بعض میں نفت بھی ہوتی ہے اس کی سطح [illegible]
نرم لکڑی سے جلا دیتے ہیں۔ اسکا رنگ بھورا۔ زرد۔ مادہ آکسیڈ میگنیشیا و آہن کے
باعث ہوتا ہے (۵) سارڈانکس (۶) پلاسما (*Plasma*) یہ سبز گیاہی رنگ
کا نیم شفاف۔ زرد یا سفید داغ۔ اس کا رنگ مادہ کلورائیٹ کے باعث ہوتا ہے
علاوہ بریں عقیق کی تقسیم ایک اور طرح بھی ہے۔ یعنے تمام براق اور عمدہ
قسم کے عمدہ مشرقی عقیق اور کم درجہ کے مغربی عقیق کہلاتے ہیں ٭

کتب فارسی میں عقیق کے مندرجہ ذیل اقسام درج ہیں: (۱) سرخ جگری۔
جن کا اندرونی رنگ بیرونی کی نسبت زیادہ تر ہو (۲) صاف شفاف۔ جو شفاف
ہوں اور آئینہ کی طرح طاقت انعکاس رکھتے ہوں۔ (۳) صفاق۔ جو چنداں شفاف
نہو۔ اور آئینہ سے طاقت انعکاس نہ رکھتا ہو (۴) ابلق۔ جو کچھ سفید اور کچھ سیاہ ہو۔
(۵) فو طبقاتی یا جزا جس کے ابرق کی طرح پرت ہوں (۶) شجری۔ جو شکل میں درخت
یا جھاڑی کے مشابہ ہو (۷) یاگری یا سیہانی جس میں گول نشان ہوں ٭

مصر میں سبز رنگ عقیق کو [illegible]۔ سیاہ رنگ کو سلیمانی۔ اور خاکی رنگ۔
کو گوری کہتے ہیں عقیق چونکہ یمن میں بکثرت ملتا ہے اس سے عمدہ اقسام کو عقیق یمنی
کہتے ہیں ٭

(۲) ماہیت

عقیق کی شکل کالم مسدس یا متوازی الاضلاع ہوتی ہے۔ عقیق کی شکل

ڈلی بندسی ہوئی نہیں ہوتی۔ اکثر اس کی شکل گول سنگریزوں کی طرح ہوتی ہے (۲)
چمک بلورین (۳) رنگ بھورا۔ زرد۔ سفید۔ سرخ۔ اور سیاہ ہوتا ہے۔ عقیق کے
رنگوں کی دھاریاں یا تو متوازی ایک دوسرے کے ہوتے ہیں یا سب ہم مرکز گول ہوتے
ہیں۔ اور یا اسکے رنگ داغ اور دھبوں کی طرح بکھرے ہوتے ہیں (۴) سختی ۷ درجہ کی
(۵) عمدہ شفاف نہیں براق ہے (۶) وزن مخصوص ۲٫۶۵-۲ (۷) طاقت انعکاس دوچند
(۸) گھسنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے (۹) اسکے مرکبات کیمیائی کے بارہ میں
مختلف محققوں کی مختلف رائیں ہیں۔ اس میں جزو اعظم سلیکا قریباً ۹۹ حصہ ہے۔ اور
ایک حصہ سرخ آکسیڈ آہن اور اسی آکسیڈ آہن کے باعث اس کا رنگ ہوتا ہے
بعض کی رائے ہے کہ اسمیں آکسیڈ میگنشیا کی بھی قدرے مقدار ہے ؎

(۳) مقامات پیدایش

چٹانوں کے جوف میں یہ جواہر پیدا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب یہ چٹان حالت
گداختگی میں ہوتے ہیں۔ تو گیس کے بلبلوں کے منتشر ہونیکے باعث یہ جوف پیدا
ہوئے۔ یہ دریاؤں کی تہوں میں بھی ملتے ہیں۔ اکثر عقیق انہی چٹانوں میں پائے
جاتے ہیں۔ جو بنام ایمیگڈ ولائڈ (Amygdaloid) مشہور ہیں۔ عقیق اس
چٹان کی سبز مٹی کی ایک پتلی تہ سے چپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس سے آسانی
جدا ہوسکتے ہیں۔ یہ مقدار میں جوار کے دانہ سے ایک فٹ قطر تک ہوتے ہیں۔ عموماً
۲ یا ۳ انچ قطر کے دیکھے جاتے ہیں۔ شہر اوبرسٹن اور آواز واقع ملک جرمنی سے
عقیق بکثرت آتے ہیں۔ ہندوستان میں بمقام راج پیپلی (واقع ملک گجرات)
بڑوچ سے ۱۴ میل پر پائے جاتے ہیں۔ سکاٹ لینڈ میں بمقام پرتھ شائر Perth
Shire ملتے ہیں اور وہاں کی پیدایش کو سکاچ پیبل Scotch pebble کہتے ہیں

یہ عرب اور برازیل سے بھی آتے ہیں ۔

(۴) صنعت۔ کاٹ وغیرہ

عقیق پر کئی قسم کی گلکاری ہوتی ہے۔ اور اسکی کئی چیزیں مثلاً مہریں۔ پیالی۔ انگشتریاں۔ چاقو اور تلواروں کے دستے وغیرہ بنتے ہیں۔ پہلے عقیق کو کاٹتے ہیں۔ جرمنی کے ایک ضلع میں دو شہر اوبر شٹین اور آڈر نامی ہیں۔ انہیں میں عقیق کے کاٹنے۔ جلا دینے وغیرہ کی صنعت ہوتی ہے۔ اور صرف انہیں شہروں پر کیا حصر ہے۔ دریائے رائن کے ہر معاون پر جو قصبات واقع ہیں۔ سب میں یہ صنعت جاری ہے سنہ ۱۸۷۶ء میں یہاں کے ایک مقام برکن فیلڈ Berkenfield عقیق کے کاٹنے کی ۶۰ کلیں جاری تھیں اور ۱۸۸۱ء تک ۸۰ تک ہوگئیں۔ ہر ایک چکی میں چار پانچ مضبوط ریتیلے پتھر ہوتے ہیں۔ جو مقام زوی بروکن Zwei Bruken سے آتے ہیں۔ دو آدمی ایک پتھر پر باری باری کام کرتے ہیں عقیق کو تھوڑے سے صاف اور درست کرتے ہیں۔ اس میں بہت تجربہ درکار ہے۔ حکاک کو اس کے قدرتی شگاف سے خوب واقف ہونا چاہیے۔ مزدوروں کو اکثر مزدوری میں عقیق ہی دیئے جاتے ہیں۔ جب عقیق کو کاٹتے ہیں تو اسمیں کئی عجیب شکلیں دکھلائی دیتی ہیں۔ جو کئی طرح کے پودوں اور جانوروں کے مشابہ ہوتے ہیں بعض میں کئی طرح کے بیل بوٹے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ اصل میں اس کے طبقوں کے کنارے ہیں۔ چونکہ عقیق کی اندرونی سطح پر بہت عمدہ جلا آسکتی ہے۔ اسلئے یہ کئی زیورات میں جڑا جاتا ہے۔ عقیق کو خوبصورتی کے لئے مصنوعی رنگ دیا جاتا ہے۔ اسکی ترکیب یہ ہے کہ عقیق کو نائیٹر آف سلور میں بھگو کر شعاع آفتاب میں رکھتے ہیں۔ عمدہ رنگ آجاتا ہے۔ اور ایک رات تک اسی قدر کو اکوا فورٹس Aqua fortis یعنے تیزاب سوہاگہ میں رکھنے سے یہ مصنوعی رنگ

فور ہوجاتا ہے۔ اس کے سرخ اقسام کو اس طرح رنگ دیتے ہیں کہ پہلے انکو پروٹو سلفیٹ آف آئرن میں ڈالکر خوب جوش دیتے ہیں۔ اور پھر انہیں خوب گرمی پہنچاتے ہیں تو نہایت شوخ رنگ کے سرخ طبقہ نکل آتے ہیں۔ بے رنگ نگوں کو پہلے روغن میں جوش دیکر پھر تیزاب گندھک میں جوش دیتے ہیں۔ تو روغن اسکے سوراخدار طبقوں میں جذب ہوجاتا ہے۔ اور اس پر شوخ رنگ نکل آتے ہیں ❊

عقیق پر نقش کا کام بھی ہوتا ہے۔ کئی منقش عقیق دیکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ (۱) وینوجیس کے پاس ایک گوشت کے رنگ کا عقیق تھا۔ جس کے ایک طرف ہلال کی شکل اور دوسری طرف زہرہ کی تصویر کندہ تھی۔ (۲) شہر وینس کے چرچ سینٹ مارک میں۔ ایک عقیق پر کسی بادشاہ کا منقش ہے۔ (۳) ایک عقیق پر بھورے رنگ کا دائرہ ایسا ٹھیک کھنچا ہوا ہے۔ کہ پرکار سے ہی کھنچا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ دائرہ کے درمیان ایک پادری کی تصویر ہے۔ جسکو خوب زیورات وغیرہ سے مزین کیا ہوا ہے۔ اگر اس نگ کو ذرا الٹیں تو ایک اور شکل دکھلائی دیتی ہے اور زیادہ الٹنے سے ایک مرد اور ایک عورت کی تصویر نظر آتی ہے (۴) ایک عقیق نام پائرس مشہور ہے اسمیں میوس کی تصویر منقش ہے اور اسکے آگے اپولو سارنگی بجا رہا ہے ❊

(۵) خواص عجیبہ سحری وفوائد وافعال طبی

کتب فارسی میں لکھا ہے کہ اگر عقیق کو پانی یا شربت سیب کے ساتھ ملا کر استعمال کریں تو جنون۔ نکسیر۔ معدہ یا دل سے خون کے بہنے۔ کثرت حیض۔ اسہال۔ کنکری۔ تلی وغیرہ امراض کو فایدہ پہنچاتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھوں کے نور کو بڑھاتا ہے۔ اگر اسکے سفوف کو ملنے کے ساتھ دانتوں پر ملیں تو مسوڑھوں سے خون کا بہنا بند ہوتا ہے اور دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ جو شخص اسے پہنے اس کا غصہ دبا رہتا ہے

اور دشمنوں کے دلوں میں اُسکا رعب جم جاتا ہے۔ اُس کی مرادیں بر آتی ہیں۔ اُسے درد سینہ کبھی نہیں ہوتا۔ ڈنک افعی اور زہریلے کیڑوں سے بچاتا ہے۔ اُسکے دل کو قوت دیتا ہے۔ جن نگوں کا رنگ اُس پانی کی طرح سُرخ ہو جیسیں گوشت دھویا گیا ہے۔ اگر ان کو انگشتری میں جڑوا کر پہنیں تو ہر قسم کا خون بہنا بند ہوتا ہے۔ جو شخص کافور عنبر اور عقیق کو رگڑ کر ماتھے پر لگائے اور دربار میں جاوے۔ تو مورد الطاف شاہانہ ہوگا بعض حکما کی رائے ہے کہ اسکو کھانے سے معدہ کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ کتیرا گوند یا سبد ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ اسکے استعمال سے فیروزہ کے خواص بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ علےٰ ہذا۔

فصل نہم

Chalcedony

کالسڈونی کا بیان

بعض حکما نو کالسڈونی کو عقیق کی ایک قسم سمجھتے ہیں۔ اور بعض اسے ایک علیحدہ جواہر لکھتے ہیں۔ فی الحقیقت اس میں اور عقیق میں بہت مشابہت ہے۔ بیشک فرق یہ ہے کہ عقیق کے رنگ گوناگوں اور بوقلموں ہوتے ہیں۔ اور طبقے بھی مختلف الوان کے ہوتے ہیں۔ لیکن کالسڈونی کا ایک ہی یکتا رنگ ہوتا ہے۔ بعض ماہرین کی رائے ہے کہ چونکہ یہ جواہر شہر کالسڈان (Chalcedon) میں جو زمانہ سلف میں بوتھینیا کا مشہور شہر تھا اور اب بنام کیڈی کین Kadi Kene معروف ہے پایا جاتا تھا۔ اس لئے اس کا نام کالسڈونی پڑا۔ بعض کہتے ہیں کہ اسکا مصدر لفظ کیرو Caro ہے۔ جس کے معنے گوشت ہے۔ چونکہ کالسڈونی بھی از قسم عقیق

ہے - اس لئے اس کی بھی وہی اقسام لکھے جاتے ہیں - جو عقیق کے ہیں - چنانچہ کالسڈونی کے یہ قسم گنے جاتے ہیں (۱) پریس Brase جرمنی والے سوداگر سنگ ستارہ کو پریس بولتے ہیں (۲) اوکسیا (Occia) اس پر نقش گیہو ہوتا ہے (۳) پلاسما (۴) سوکم (۵) سنگ سلیمانی (۶) ہارن سٹون وغیرہ -

کالسڈونی کی ماہیت وہی ہے جو عقیق کی ہے - صرف رنگ کا فرق ہے اس کا رنگ زرد - بھورا - دودھیا - سفید - خاکی - سبز - نیلا ہوتا ہے - اس کی چمک مرواریدی ہے - یہ شفاف و براق ہوتا ہے - اسکا وجود سولھدار ہے اسمیں ۹۴ حصہ سلیکا اور ۶ حصہ الیومینا مرکب ہے ؎

(۲) مقامات پیدائش

کالسڈونی ٹریپ راک Trap rock قسم کی چٹانوں میں پایا جاتا ہے - اور گرینائیٹ میں بھی ملتا ہے - اس کی بڑی کانیں کارنوال میں ہیں - اس کی کان کو ٹریوسکس کہتے ہیں - یہاں کے عدد شکل میں چمگادڑ کے مشابہ ہوتے ہیں - اور ہڈیاں و رگیں اچھی طرح دکھلائی دیتے ہیں - اب اس کان سے عمدہ نگ نہیں نکلتے - یہ جزائر آئیس لینڈ - فارو - برازیل - ڈربی شائر Derby shire فائیف شائر (Fife shire) ہیبرڈیز Hebride اور پینٹ لینڈ ہلس[1] Pentland Hills وغیرہ مقامات سے بھی نکلتا ہے - آئیس لینڈ سے یہ اوڈن برگ میں لایا جاتا ہے ؎

(۳) کاٹنا - رنگ دینا وغیرہ دستکاری

کالسڈونی کی کئی اشیاء بنتی ہیں - یہ زیورات میں بھی جڑا جاتا ہے - اسکے

[1] سکاٹ لینڈ کے جنوب میں ۵۸ شمالاً عرض بلد ۳ غرباً پر ہے ۱۲

ظروف ہندوستان سے بنکر ولایت کو جاتے ہیں۔ یہ ظروف بڑے نازک اور پتلے ہوتے ہیں اور بڑی کاریگری سے بنتے ہیں۔ ان کا رنگ عموماً بھورا ہوتا ہے تحقیق نہیں ہوا کہ آیا یہ صنعت چین اور جاپان میں بھی ہوتی ہے یا نہیں۔ یورپ میں اسکے ناسدان۔ بوطام۔ چاقو کے دستے۔ علم کیمیا کے اوزار۔ پیالے وغیرہ اشیاء بنتی ہیں سب سے عمدہ صنعت شہر اوبرسٹین میں ہوتی ہے۔

اس جواہر کے قدرتی رنگ کے شوخ کرنیکے لئے کئی ترکیبیں ہیں [illegible] حدوں کا رنگ شوخ ہوسکتا ہے۔ جو زبان کی رطوبت کو جذب کرلیں ترکیب یہ ہے پہلے جس دانہ کو رنگ دینا ہو اُسے خوب خشک کرو۔ اور پھر [illegible] شہد اور [illegible] سیر پانی میں ڈالکر ایک انگیٹھی میں اس پر آنچ دینی چاہیے۔ اور دو تین ہفتہ تک انگیٹھی کو اوپر سے ڈھنپا رکھنا چاہیے۔ پھر جواہر کو خوب دھوکر اور پھر خشک کرکے ایسے مٹی کے برتن میں ڈالنا چاہیے جسمیں اس قدر تیزاب گندھک پڑھی ہو کہ اسمیں یہ جواہر ڈوب جاوے۔ برتن کو سرپوش سے ڈھانپ کر آتشدان پر رکھنا چاہیے۔ جواہر کی سختی کے مطابق ایک گھنٹہ سے ۱۲ گھنٹہ تک آنچ دینی ہوگی۔ پھر اسے نکالو اور دھوکر خوب خشک کرو۔ اور پھر روغن سیاہ میں ڈالو۔ اور اس سے نکال کر بھوسہ [illegible] اسطرح اس جواہر پر بہت عمدہ رنگ آجاوے کئی عدووں میں۔ بھورے یا سیاہ رنگ کی دھاریاں نکل آتی ہیں۔ یہ عمل عقیق پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ کانسٹہولی اور عقیق کے خراب رنگ دھاریوں کو عمدہ رنگ اس طرح دیتے ہیں کہ ان کو ہیڈروکلورک ایسڈ میں ڈالکر دو یا تین ہفتہ تک آنچ دیتے ہیں۔ اور اوپر سے مٹی سے لیپ دیتے ہیں۔ اس طرح خراب دھاریاں عمدہ زرد رنگ کے نکل آتی ہیں ؂

فصل دہم

Carnelian

رودراکھ یعنی کارنیلین

کارنیلین جسے ہندی میں رودراکھ کہتے ہیں عقیق کی ایک قسم ہے بعض اسے "سرخ کالسڈونی" کہتے ہیں۔ زمانہ سلف میں اسکو سارد کہتے تھے۔ کیونکہ یہ جواہر ایشیائے کوچک کے ایک شہر سارڈس (Sardes) نامی سے نکلتا تھا۔ یا یہ کہ اس جواہر کا رنگ زرد ہے اور اس لئے اس کا نام سارد پڑا کیونکہ سارد عربی لفظ ہے جسکے معنے زرد ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ کارنیلین کا مصدر لفظ کارنیں یا کیرو (بمعنے گوشت خام) ہے کیونکہ اس جواہر کا رنگ بھی گوشت کی طرح ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ جواہر بڑا عزیز تھا۔ آجکل یہ جواہر جرمنی اور پولینڈ میں انگلینڈ کی نسبت زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ اس کی قیمت شفافیت صفائی اور رنگت پر پڑتی ہے۔ محمد بن منصور نے اس جواہر کی ۷ قسمیں لکھی ہیں۔ اول جن کا رنگ جگر کیطرح ہو (۲) گلابی رنگ (۳) زردی (۴) سفید (۵) سیاہ (۶) نیلگوں (۷) انیم رنگ۔ بڑے بڑے لائق جوہری رودراکھ کی یہ اقسام بتلاتے ہیں:۔ (۱) مذکر رودراکھ۔ یعنے پرانے عدد۔ رنگ گہرا سرخ (۲) مونث رودراکھ۔ زردی مائل سرخ رنگ (۳) سارد۔ بھورا زرد رنگ (۴) سارڈانکس۔ (۵) رودراکھ۔ سنگ سلیمانی جس پر سرخ و سبز رنگ کی دھاریاں ہوں (۶) رودراکھ زبرجد جس کا رنگ سفیدی مائل زرد ہو۔ وغیرہ۔ فرانس کے جوہری اُن عددوں کو جو عمدہ شفاف ہوں۔ کارنےلن ڈی ایشن راک Carnaline de Ancicne rocha کہتے ہیں۔ کارنیلین کی ماہیت عقیق سی ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس کا رنگ زرد

بھورا سفید - خون سا شوخ - سوم سا زرد اور سرخی مائل بھورا ہوتا ہے - اس کی
شکل کانی کروی ہوتی ہے - اس کی سختی کالسڈونی سے کم ہے - یہ نیم شفاف ہے
اسمیں اعظم جز سلیکا ہے - یعنے قریباً ۹۴ حصہ ہے بعض کہتے ہیں کہ اس میں علاوہ
بریں پیروکسائیڈ آہن ۰.۵ - الیومینا ۱.۰ - میگنیشیا ۰.۲۸ - پوٹاش ۰.۴۲ - سوڈا
۰.۷۵ فیصدی مرکب ہیں - گرمی پہنچانے سے روودراکھ کا رنگ شوخ ہوجاتا ہے - کیونکہ
مادہ آکسی ہائیڈریٹ آف آئرن جسکے باعث اس کا رنگ ہوتا ہے - گرمی لگنے سے
آکسیڈ آہن ہوجاتا ہے - اگر اسے دوبارہ آگ دیجاوے تو اس کا رنگ سفید - زرد
یا پیلا ہوجاتا ہے - کچھ عرصہ تک دھوپ میں رکھنے سے بھی اس کا رنگ شوخ ہوجاتا ہے

(۲) مقامات پیدائش

روودراکھ زمانہ قدیم میں - عدن - کوہ سینا - روم - بصرہ - ہندوستان -
وغیرہ ممالک سے آتا تھا - آجکل عمدہ عمدہ ہندوستان میں خلیج کمبی - سورت اور بمبئی
سے آتے ہیں جیمس فاربس James Forbes صاحب جو بہت مدت ہندوستان
میں رہے ہیں انکی روودراکھ کی کانوں کی بارہ میں لکھتے ہیں کہ "ہندوستان میں روودراکھ اور عقیق ایک مقام پر جو گجرات
میں کہ راج پیپلی کے متصل دریائے نربدا کے کنارے پر واقع ہے - زمین کے ایک خاص طبقہ میں جو
سطح زمین سے ۳۰ فٹ نیچے ہے - پائے جاتے ہیں - ماسواء اس کے گجرات کے کسی
اور حصہ میں نہیں ملتے - بمقام موضع نیم اور اجوراج پیپلی سے ۳ میل کے فاصلہ پر جانب
مشرق واقع ہے کئی مشہور کانیں ہیں - ان کانوں کے نزدیک زمین غیر آباد ہے -
اور اس کے اردگرد لق و دق جنگل ہے - اور چونکہ درندے جانور وہاں بہت ہیں -
اس لیئے ہر شخص وہاں نہیں جاسکتا - یہ کانیں جو اس جنگل میں ہیں عموماً ۴ فٹ محیط

---

[1] یہ رنگ نہایت قیمتی ہوتا ہے ۱۲

اور ۵۰ فٹ عمیق ہیں - یہ کانیں گویا خراب سے گڑھے ہیں کہ دوسرے سال ان پر کان کنی نہیں ہو سکتی - کیونکہ بارش سے ان کے کنارے گر پڑتے ہیں - اور اس لئے بارش کے بعد نئے کنارے بنانے پڑتے ہیں - یہاں کی مٹی میں سنگریزے بہت ہیں - روڑاکھ عموماً سیاہی مائل زیتونی رنگ کے پائے جاتے ہیں - جب انکو کان سے نکالتے ہیں تو دو سال تک انکو دھوپ دیتے ہیں - جسقدر زیادہ دھوپ دیجاوے اسیقدر رنگ زیادہ شوخ نکلتا ہے - کبھی کبھی انکو گرمی بھی دیتے ہیں لیکن اسکا ایسا فائدہ نہیں ہوتا جیسا دھوپ دینے کا ہوتا ہے - کیونکہ اس سے اکثر عدد ٹوٹ بھی جاتے ہیں اور چمک و رنگ بھی عمدہ نہیں نکلتی - دھوپ دینے کے بعد ان کو دو روز تک جوش دیتے رہتے ہیں اور پھر کارخانہ کیبی میں بھیجدیتے ہیں - جہاں کہ ان کو کاٹتے اور جلا دیتے ہیں - یہاں روڑاکھ عقیق اور سنگ موچا کا بڑا بیوپار ہوتا ہے - اول مئی ۱۸۵۶ء سے ۳۰ - اپریل ۱۸۵۷ء تک یہاں سے دیگر مقامات کو ۹۰۴۶ روپیہ قیمتی روڑاکھ بھیجے گئے ✦

روڑاکھ امیتھسٹ کے ساتھ اوبرسٹین میں بھی پایا جاتا ہے - اور صوبہ بیڈن میں بمقام والڈشٹ[1] Wald Shut ریت میں ملتا ہے - ہندوستان میں بمقام بھڑوچ Baroche اور دریائے یوری گوی Uruguay میں عمدہ رنگ کا روڑاکھ نکلتا ہے - یہ جواہر مصر - نیوزلینڈ - آئرلینڈ - سکاٹ لینڈ سورت - چند اضلاع سکسنی - اور جاپان سے بھی پیدا ہوتے ہیں ✦

(۳) کاٹنا - جلا دینا وغیرہ

روڑاکھ کارخانجات صنائع و بدائع میں بڑا کام آتا ہے - اسکی انگشتریاں

---

[1] یہ سوئٹزرلینڈ میں ۲۸ میل شمال شرقی بیسل[?] ہے ۱۲

نگینے - خاتم - گھڑیوں کی چابیاں - اور دیگر اشیا بنتی ہیں - خاصکر انگشتریوں
کی مُہروں کے لئے یہ زیادہ تر مستعمل ہے - کیونکہ جب اس کی مہر کو گرم لاکھ سے
نکالتے ہیں تو با سانی نکل آتی ہے اور نقش کو ضرب نہیں پہنچاتی - رودراکھ کو پہلے کاٹتے
ہیں - یہ سنگ کے چکر پر کورنج سے کاٹا جاتا ہے اور اس کو چوبی چکر پر جما یعنے سنگ
پاشوت سے جلا دیتے ہیں - اور سیسہ کے چکر پر پانی سے نم دیکر اخیری جلا دیتے
ہیں - اس جواہر کو کاٹ کر مربع - مسدس - مثمن یا کرے کی شکل کا بنایا جاتا ہے - اسکے
رنگ کو شوخ کرنے کیلئے اسکے نیچے چاندی یا سونے کی ڈاٹ دیجاتی ہے - اور
نگینہ کے مطابق ڈاٹ کو رنگ دیا جاتا ہے ؎

اس پر نقش کا کام بھی ہوتا ہے - یونانی اور اہل روما اس جواہر کو نقش کیمیو
کیلئے بہت پسند کرتے تھے - اسپر نقش اسطرح ہوتا ہے کہ اسکے سفید طبقوں پر تصویر بنائی جاتی ہے اور سرخ رنگ طبقوں
پر گلکاری کیجاتی ہے اور اگر اسکا کوئی اور دودھیا رنگ طبقہ ہو تو اس پر تصویر کے
بال بنائے جاتے ہیں - ہندوستانی کاریگر اس جواہر کو کاربونیٹ آف سوڈیم
میں ڈالکر آنچ دیتے ہیں - اس طرح ایک سخت حصہ نکل آتا ہے جس پر کھدائی کا کام
کیا جاتا ہے - رودراکھ کی صنعت کے کارخانے شہر اوبرسٹین میں ہیں - چند مشہور
منقش رودراکھ کا ذکر ہدیہ ناظرین ہے - یونان کے پرانے رودراکھ شاہ جرمنی
کے جواہر خانہ میں ہیں (۱) انمیں سے ایک عدد پر پروار مشتری کی تصویر اور دوسرے
پر زحل کا نقش کندہ ہے (۳) سینٹ پیٹرزبرگ میں ایک رودراکھ ہے جس پر آدمی
کا بت کندہ ہے - اور داڑھی بڑی صنعت سے بنائی ہوئی ہے (۴) لندن کے
عجائب گاہ میں ایک رودراکھ پر زحل کی تصویر بڑی کاریگری سے بنائی ہوئی ہے -
(۵) دنیا کے شاہی جواہرات میں ایک رودراکھ پر ہیلینا کی تصویر کھدی ہوئی ہے
(۶) فلارنس کے جواہر خانہ میں ایک رودراکھ پر اپولو کے سر کا نقش ہے (۷)

برلن کی عجائب گاہ میں ایک عمدہ ہندوستان کا رودراکھ ہے جس پر سکیٹس پمپیس Sextus Pompeius کے سر کی تصویر کندہ ہے۔

(۴) خواص سحری وطبی

رودراکھ کی بابت ماربوڈس صاحب لکھتا ہے کہ یہ جن بھوتوں کو نکال دیتا ہے۔ زمانہ وسطی میں لوگوں کا خیال تھا کہ اس جواہر کے پہننے سے قانونی مقدمات پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ اگر اسے پیس کر نوش جان کریں تو صرع کو فایدہ پہنچاتا ہے اور نکسیر کو بند کرتا ہے۔

فصل یازدہم

Onyx

سنگ سلیمانی کا بیان

یہ ایک مشہور جواہر ہے۔ اور عقیق کی قسم کے جواہرات میں سے ہی۔ یونانی اور ایرانی زبان کی پرانی کتابوں میں اسکا ذکر دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ عیسوی کے آغاز سے پیشتر یہ جواہر اعلے قسم کے جواہرات میں سے شمار ہوتا تھا چونکہ اس جواہر کی شکل انسان کے ناخن سے بہت ملتی ہے۔ اس لئے اس کو یونانی زبان میں انکس کہتے ہیں۔ جسکے معنے ناخون ہیں۔ اس جواہر کی بابت مختلف حکما رکئی طرح کے حالات لکھ گئے ہیں۔ چنانچہ بوی شش لکھتا ہے کہ عرب کے سنگ سلیمانی کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور یہ دوسرے سفید۔ آرن پک Aaron Pick لکھتا ہے کہ کتب مقدسہ میں اس جواہر کا نام شوہام لکھا ہے لیکن مصنف مذکور

اپنی تصنیفات میں اس کا نام کارنبکل لکھتا ہے۔ کتب یونانی میں اس کی پیدائش یوں لکھی ہے کہ "فرشتۂ شہوت (یعنے کام دیو) نے جب سوئے ہوئے ہم‌جنس ناخن کاٹے تو وہ دریائے سندھ میں گر کر ڈوب گئے۔ اور انہیں سے سنگ سلیمانی پیدا ہو گئے" زمانۂ قدیم میں یہ جواہر باعث نزاع و فساد اور صرع کا علاج سمجھا جاتا تھا اور لوگوں کو خیال تھا کہ اسمیں ایک جن مقید ہوتا ہے۔ جو رات کے وقت بیدار ہو کر پہننے والے کو مضطرب کرتا ہے۔ سنگ سلیمانی دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک عام۔ دوسرا مشرقی۔ مشرقی سنگ سلیمانی بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ سنگ سلیمانی کی ایک اور قسم ہے جس کو سارڈآنکس کہتے ہیں۔ یہ رودراکھ اور سنگ سلیمانی کا مرکب ہے۔ اور اسمیں طبقے بھی انہیں کے سے ہی دکھائی دیتے ہیں۔ اس کا رنگ سرخی مائل بھورا یا زیتونی ہوتا ہے۔ اس کے طبقے سفید یا بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔ جن سے یہ نہایت خوشنما ہے۔ چونکہ یہ جواہر سارڈس Sards واقع لڈن Lyden سے اور سارڈس یعنے سارڈینا سے نکلتا ہے۔ اسلئے اس کو سارڈآنکس یعنی سارڈینا کا سنگ سلیمانی کہتے ہیں۔ یا یہ کہ سارڈآنکس یعنے سارڈ (رودراکھ) اور آنکس۔ (سنگ سلیمانی) کا مرکب کہتے ہیں کہ سیمس Samos کے حریف پولی کریٹ (Polycrates) نے جو قیمتی انگشتری سمندر میں ڈالی تھی۔ اُس سے سارڈ آنکس پیدا ہوا۔ سنگ سلیمانی کی ایک اور قسم ہے۔ جسے نیکولو Nicolo یا اونیکولو Onicolo کہتے ہیں۔ اسکے گہرے بھورے رنگ زمین پر نیلگوں پردے ہوتے ہیں۔

سنگ سلیمانی کے خواص و ماہیت عقیق سی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کا رنگ سیاہی مائل یا بھورے رنگ مائل ہوتا ہے۔ اور اس پر سفید۔ سبز بھورے اور سیاہ رنگ کے طبقات ہوتے ہیں۔

(۲) مقامات پیدائش

یہ جواہر سنگ یماق کے ساتھ کئی مقامات پر پایا جاتا ہے۔ مشرقی سنگ سلیمانی ہندوستان۔ مصر۔ عرب اور آرمینا سے اور عام قسم کے عدو سکسنی۔ جزیرہ سکائی Sky Isle اور روس۔ مرلینڈ بوہیمیا کے کئی مقامات سے پائے جاتے ہیں ؏

(۳) کاٹنا۔ وغیرہ دستکاری

سنگ سلیمانی کے پیالہ۔ مالا کے دانہ۔ نگینہ۔ چاقو کے دستے اور دیگر ظروف بنتے ہیں۔ بعض سیفن ایسے بڑے ہوتے ہیں کہ اُن کے ستون بنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ سینٹ پٹیر St Peter واقع شہر روم کے بسیلیکا Batsilica مقام میں ۶۔ ایسے خرد ستون ہیں۔ بمقام کولوگنی (Cologne) تھری میگی Three Magi نامی عبادت گاہ میں سنگ سلیمانی کا ایک چھوٹا ستون ہے۔ جو کف دست سے بھی زیادہ چوڑا ہے اس حرفت کے لئے پہلے اس جواہر کو کاٹتے ہیں۔ اسکی صنعت کے کارخانے شہر اوبرسٹین اور آڈ ... ہیں۔ جہاں چکیاں دریائے آر کے زور سے چلتی ہیں اس لئے محنت اور لاگت کم لگتی ہے سنگ سلیمانی کو مصنوعی رنگ بآسانی دے سکتے ہیں۔ اگر اس کو سیاہ رنگ دینا ہو تو پہلے اس کو شہد یا روغن میں ڈال کر دوش دیتے ہیں۔ اور پھر تیزاب گندیک میں ڈالتے ہیں۔ جو شہد یا روغن کو جذب کر لیتا ہے۔ اور سیاہ رنگ آ جاتا ہے۔ اور اگر سرخ رنگ دینا ہو تو ترکیب مذا میں پروٹوسلفیٹ آہن زیادہ کیا جاتا ہے۔ اور اگر گہرا نیلا رنگ دینا منظور ہو تو اس ترکیب کے ساتھ پروشئیٹ آف پوٹاش زیادہ

کرتے ہیں۔ سنگ سلیمانی پر نقش کا کام بھی ہوتا ہے۔ ایک رسالہ میں جو آب نمایہ پب کی پرانی قبرستان اور عبادت گاہوں کے بارہ میں شائع ہوا ہے درج ہے کہ "اس جزیرہ کے دیرینہ کھنڈرات میں سے کئی منقش سنگ سلیمانی نکلتے ہیں۔ جو کئی صدیوں کے کندہ کئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں"۔ اس سے ظاہر ہے کہ سنگ سلیمانی پر نقش کا کام زمانہ قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اس جواہر کے ہلکے رنگ دار حصہ میں نقش کا کام ہوتا ہے ؛

(۱) زمانہ قدیم کا ایک ظرف ہے۔ جو سنگ مذکور کا بنا ہوا ہے۔ یہ بھورے رنگ کا ہے اور اس پر سیرس (Ceres) اور ٹرپٹولیمس (Tripto lemus) کی تصاویر اس طرح سفید رنگ کی کندہ ہیں کہ گویا وہ پروزرپائین Proserpiue کی تلاش کر رہے ہیں۔ یہ ظرف ایک واحد پتھر سے بنا ہوا ہے۔ اور ۷ انچ بلند۔ ۲½ انچ چوڑا ہے (۲) روم کے کتب خانہ ویٹی کن (Vaticun) نامی میں ایک سنگ سلیمانی پر اوکٹی ویس اگسٹس (Octaiuuis Augustus) کا نقش ہے (۳) نیپلز کے قومی عجائب گاہ میں ایک سنگ ۱۱۔ انچ طول ۹۔ انچ عرض ہے۔ جس پر اگسٹس کا نقش ہے (۴) اور ایک اور عدد کے ایک طرف میڈوسہ اور دوسری طرف ثالی کا نقش ہے (۵) پیرس کے قومی کتب خانہ میں ایک نگ پر ٹائبیریس (Tilerius) اور اس کی بیل کا نقش کیمیو ہے (۶) اور دوسرے پر مارکس آریلیس Marcus Aurelius اور فاسٹینا Bausinu کا (۷) تیسرے پر اگری پینا (Aggripina) کا اور (۸) چوتھے پر مشتری کا نقش ہے (۹) زمانہ قدیم کے ایک سارڈ آنکس پر فاسٹینا کا نقش ہے۔ اس کی قیمت ۱۷۱۰ فرنک قریباً ۲۲۵۰ روپیہ پڑی ؛

(۴) قیمت

یہ جواہر خوشنما اور زیورات میں مقع ہونیکے باعث ایک قیمتی شے ہے۔ اہل ہنود اسکو مروارید کی مالا کے ساتھ پہنتے ہیں۔ جرمنی کے سنگ سلیمانی کی قیمت ۶ پنس سے ۶ شلنگ فی دانہ تک پڑتی ہے۔ بڑے عددوں کے دو ہزار روپیہ تک فی دانہ بھی ہوتی ہے۔ عمدہ دانوں کی مالا کی قیمت ایک ہزار سے پانچہزار تک ہوتی ہے ؂

فصل دوازدہم

Jasper

سنگ یشم کا بیان

سنگِ یشم جسے سنگ یشب بھی لکھتے ہیں ایک مشہور اور پرانا جواہر ہے اس جواہر کے باب میں حکما کی اسقدر مختلف روایتیں ہیں کہ اس کا اصلی بیان نکالنا نہایت مشکل ہے۔ کئی حکما اسے عقیق کا ایک قسم ظاہر کرتے ہیں۔ اور بعض اسے ایک علیحدہ جواہر بیان کرتے ہیں۔ زمانہ سلف کے علما اس کے بیان میں کئی مختلف رائیں لکھ گئے ہیں۔ چنانچہ پلاینی لکھتا ہے کہ "اس جواہر کا زمرد جیسا سبز رنگ ہے" اور اسکی کتاب کے سینتیسویں رسالہ میں اس جواہر کی دس قسمیں لکھی ہیں۔ اور یہ تحریر ہے کہ "تیسری قسم کا رنگ ہوائی ہے۔ اور اس لئے اسکو ایری روسا (Aerizusa) کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کا رنگ ڈھنگ موسم خزاں کی شام ۔ اور دسواں قسم بلور کی مانند ہے۔ سب اقسام سے ارغوانی رنگ قسم اعلے ہے

اور اُس سے اُتر کر گلابی رنگ "مشرقی قوام اس جواہر کو بطور بازو بند پہنتی تھیں بیکٹیس Bucuius صاحب لکھتا ہے کہ سنگ یشم کی چمک دمک اور خوش رنگت کے دیکھنے سے جو لطف حاصل ہوتا ہے حیطہ تحریر سے باہر ہے۔ یہ خوشنمائی کسی طرح کے سبز و سفید رنگوں کی ملاوٹ کے باعث ہے۔ انجیل میں اسکو یوروشلم نو سے تشبیہ دی گئی ہے" بکل صاحب سترھویں صدی میں لکھتا ہے۔ کہ "یہ جواہر ایسا خوشنما ہے کہ اس کی خوبصورتی اور رنگت کو شوخ کرنیکے لئے کسی ڈاٹ یا مصنوعی رنگ دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ غوطہ زن لوگ سفید سنگ یشم پر تعویذ لکھکر اپنے پاس رکھتے ہیں۔

اس جواہر کا انگریزی نام جیسپر بڑا قدیمی ہے۔ لیکن یہ تحقیق نہیں ہوتا کہ متقدمین کس جواہر کو جیسپر کہتے تھے۔ کیونکہ کئی جواہر پر یہ نام بولا جاتا تھا۔ اسکی سبز رنگت کے باعث یونانی اس جواہر کو جیسپس کہتے ہیں Jaspts جسکے معنے سبز ہیں۔ اور شاید جیسپر کا مصدر بھی یہی ہو۔ کتب فارسی میں سنگ یشم کے یہ اقسام لکھے ہیں (۱) جاونی۔ سخت اور آئینہ سا شفاف (۲) سفیدی مائل سبز یا انگوری (۳) زردی مائل سبز (۴) کافوری یعنی سفید رنگ۔ کتب انگریزی میں اسکے یہ اقسام لکھے ہیں (۱) مصری سنگ یشم۔ کروی شکل۔ رنگ گہرا سرخ۔ زرد اور بیگنی یہ سرخ مٹی سے چمٹا ہوا بمقام ہیڈن پایا جاتا ہے۔ بھورے رنگ نگوں سے مختلف الالوان طبقے ہوتے ہیں۔ یہ مصر کی ریت میں پائے جاتے ہیں (۲) دھاری دار سنگ یشم۔ رنگ بھورا۔ نیلا۔ زرد۔ یہ عموماً یک رنگ ہوتا ہے۔ اور اس پر سبز سرخ بھورے یا خاکی رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ (۲) چینی سنگ یشم۔ ورنر صاحب کی رائے ہے کہ یہ ایک قسم کا سایت ہے جو کوہ آتش فشان اور جلتے ہوئے کوئلوں کی گرمی سے ایک قسم کی چینی بن گیا ہے۔ یہ فائف شائر Fifeshire

واقع شروپ شائر Shropshire کے ساحل اور وارون شائر Warwickshire اور بعض مقامات جرمنی سے پایا جاتا ہے۔ جہاں کہ کوئلوں کی تہ بکثرت ہیں (۴) سنگ یشم مختلف الالوان - اسمیں بہت شگاف اور رگیں ہوتی ہیں سسلی میں ان شگافوں کو روغن سپاری سے کسی طرح بھر کر درست کر دیتے ہیں لیکن جب مصالح خشک ہو جاتا ہے تو رگیں پھر نکل آتی ہیں (۵) عام سنگ یشم - یہ سرخ و بھورے رنگ کا ہوتا ہے اور کوہ پینٹلینڈ Pentland Hills ایرشائر Ayrshire و ڈومفری شائر Dumfriesshire کی چٹانوں میں پایا جاتا ہے (۶) عقیق سنگ یشم - زردی یا سرخی مائل سفید رنگ - تاریک وغیرہ

(۲) ماہیت

یہ جواہر سنگریزہ کی شکل کا پایا جاتا ہے - رنگ سبز - زرد - سرخ - بھورا یا سیاہ - انہیں رنگوں سے دھاریاں اور طبقے بنے ہوتے ہیں - اسمیں ۳۷ر ۹۹ حصہ سلیکا ... آکسیڈ آہن مرکب ہیں - بقیہ ماہیت عقیق سی ہے

(۳) مقامات پیدائش

یہ جواہر آہن سیاہ و سرخ رنگ کے ساتھ کئی مقامات پر پایا جاتا ہے - قاہرہ کے نزدیک یہ کھریا مٹی میں اور سرخ رنگ کا متصل مولہیم Muhlheim اور برسیلو Breslau پایا جاتا ہے - دھاری دار عدد سائبیریا - کورسکا - ہارٹز اور ٹائیرال میں ملتے ہیں

لہ یہ انگلستان کے شمال مشرق میں ایک مشہور صوبہ ہے ٹ انگلستان میں ۵۲ شمالاً عرض پر ہے سہ سکاٹ لینڈ میں ۵۵ شمالاً ۳ غرباً پر واقع ہے کہ سکاٹ لینڈ کے صوبہ آیر میں ۵۵ شمالاً ۴ غرباً پر ہے ہ سکاٹ لینڈ میں ۵۵ شمالاً ۳ غرباً پر ہے لہ یہ شہر پرشیا میں ۵۰ شمالاً و ۱۷ شرقاً پر ہے ۱۲

(۴) کاٹنا۔ نقش کرنا وغیرہ

اس جواہر کی ظروف سازی وغیرہ حرفت کے لئے اس کو ہیل کی دھار والے آرہ پر ریت کی مدد سے کاٹتے ہیں۔ اوسکو برنج سے جلا دیتے ہیں۔ چونکہ اس جواہر پر بآسانی عمدہ جلا آسکتی ہے۔ اس لئے یہودیوں نے اسے کسی طرح کی صنعت میں لگایا۔ سرخ رنگ عدروں پر نقش کمیبو ہوتا ہے۔ پلاینی صاحب لکھتا ہے کہ میں نے ۱۵-اونس وزنی ایک سنگ یشم دیکھا جس پر نیرو کا نقش تھا۔ فلارنس میں زرد رنگ عدروں پر جڑت کا کام اور گلکاری ہوتی ہے۔ ویٹی کن (Vatican) میں ایک سرخ سنگ یشم کا ایک خوبصورت ظرف بنا ہوا ہے۔ جس میں سفید رنگ کی رگیں ہیں۔ اور ایک اور ہمہ تن سیاہ سنگ یشم کا بنا ہوا ہے جس پر زرد رگیں ہیں۔ شاہ چین کی خاتم سنگ یشم کی ہے۔ اور اُس ملک میں یہ جواہر بکثرت مروج ہے +

(۵) خواص عجیبہ سحری و فواید طبی

کتب فارسی میں لکھا ہے کہ ,, سنگ یشم کی خوراک طاقت ہاضمہ کو بڑہاتی ہے۔ دل کو طاقت دیتا ہے۔ اندرونی زخموں اور ہچکی اور سوزش پیشاب کو اسکا پلانا فایدہ مند ہے۔ شراب سفید کے ساتھ سنگ شانہ کو نافع اور گردن میں لٹکانے سے خناق کو فایدہ ہوتا ہے۔ خوف دور ہوتا ہے۔ جنون اور امراض وہم کو فایدہ پہنچتا ہے۔ بعض لوگوں کو ایک قسم کا جنون ہوجاتا ہے جس سے اُسے وہم ہوجاتا ہے کہ لوگ مجھے مار رہے ہیں۔ اور اس طرح وہ بھی لوگوں کو پیٹنے لگتا ہے اس کے استعمال سے یہ مرض جاتا رہتا ہے۔ پہننے سے تشنج اور سینہ سے خون کا بہنا بند ہوتا ہے۔ گلے میں پہننے سے کھانسی کیوقت خون آنا بند ہوتا ہے۔ اگر

پتھری والے مریض کو کشتہ سنگ یشم بقدر ایک دانگ یعنے ۱/۲ جو سفید شراب کے ساتھ دیا جاوے تو فایدہ پہنچاتا ہے۔ اگر عورت کے زانو میں اسے باندھیں تو وہ درد زہ سے جلدی خلاصی پائیگی۔ جسوقت ماہتاب برج آتشی میں ہو۔ اگر اُس وقت اس پر انسان کا نقش کھود کر زیب بدن کریں تو تمام جسم کے درد دُور ہونگے۔ اس عدد کا وزن ۱/۲ ۴ ماشہ ہونا چاہیئے۔ اور یبوست درجہ دوم ۔

فصل سیزدہم

Opal

اوپل یعنی دُودھیا پتھر

یہ جواہر بڑا قیمتی اور پُرانا ہے۔ زمانہ سلف کے حکما اسکے بارہ میں اپنے اپنے بیانات لکھ گئے ہیں۔ چنانچہ نکل صاحب لکھتا ہے کہ "اس جواہر کی آب و تاب کاربنکل کے مانند ہے۔ اور اس کا عمدہ زعفرانی رنگ امتھسٹ کے مشابہ ہے۔ اور زرد رنگ میں یہ زمرد سے ملتا ہے" بوشیس لکھتا ہے کہ "یہ جواہر خوشرنگت میں تمام جواہرات پر فوق رکھتا ہے۔ پلاینی کا بیان ہے کہ یہ جواہر تمام جواہرات پر شان و شوکت میں افضل ہے" علے ہذا ۔

زمانہ قدیم میں یہ جواہر باعث عزت و رفعت سمجھا جاتا تھا۔ زمانہ متوسط تک لوگوں کے دلوں میں اس کی نسبت ایسے ہی خیال تھے۔ سترہویں صدی کے آغاز سے پیشتر اس جواہر کی بڑی قدر ہوتی۔ اسکے خواص سحری کا خیال سر والٹر سکاٹ نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا ۔

اس جواہر کی کئی ایک قسمیں ہیں ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

(۱) سیاہ اوپل - یہ قسم باقی قسم کے اوپلوں سے زیادہ قیمتی ہے - اس کا رنگ بہت
ہی عمدہ ہے - کان ہائے ہنگری کے مالک بیرن گولڈشمڈٹ Baron
Gottschmudt نامی نے اپنی کان سے اس قسم کے کئی نگ بھیجے جنکی صرف جوہری
ہی قیمت ڈال سکتے ہیں - اسی قسم کا ایک نگ مرغی کے بیضہ کی مقدار کا دس ہزار روپیہ پر فروخت ہوا -
اب یہ قسم بہت نایاب ہے بعض محققین کی رائے ہے کہ ازروئے علم کیمیا اس قسم کی پیدایش عمدہ نہیں ہوتی (۲) اعلیٰ قسم کا
اوپل (۳) آتشی اوپل - اسکے اندر سے چمکیلی سرخ رنگ کی دکمین نکلتی ہیں - یہ
ہنگری اور کارنوال میں پایا جاتا ہے (۴) عام اوپل یا سیمی اوپل - سمیں عمدہ
دودھی رنگ ہوتا ہے - شیشہ سے یہ چھپایا جا سکتا ہے (۵) ہائیڈروفین Hydro
phane تاریک خوش رنگ (۶) کیچولانگ Cacholony چونکہ یہ دریائے
کیچ Cache واقعہ بوچیریا Bucharia سے نکلتا ہے - اس لئے اس
کو کیچولانگ کہتے ہیں - یہ کالسڈونی کے مشابہ ہے (۷) ہایالائیٹ Hyalite
یا ملرس گلاس Millers Glass (یعنے شیشہ حکاک) یا فیوررائیٹ
Fiorite بلورین چمک - شفاف (۸) مینی لائیٹ - Menilite
اس کا نام کوہ مینل Menil پر پڑا ہے - جہانکہ یہ پایا جاتا ہے - رنگ بھورا (۹)
وڈاوپل Wordopal یعنے چوبی اوپل - رنگ خاکی - بھورا یا سیاہ - چوبی
ساخت کا ہے - اصل میں ہیڈریٹ سیلیکا کے باعث چوبی شکل کا ہوا ہوا ہے (۱۰)
اوپل جیسپر - یہ سنگ یشم کے مشابہ ہے (۱۱) سلیشس سنٹر Sibiceous Sinter
کوہ ہائے آتش فشاں وچشمہ ہائے گرم کے قرب وجوار میں ملتا ہے (۱۲) بٹا شر -
شکل معدنی اوپل معہ پتھر کے جس میں سے یہ نکلتا ہے پیٹ آج میں ہے +

لہ افریقہ میں ۱۲ ماشہ ۱۲ غرین پر ہے ۱۲

(۲) ماہیت

اوپل کی کانی شکل اموفس ہے۔ سختی ۵ء۵ سے ۶۔ چمک بلورین۔ مرواریدی
روغنی۔ رنگ سفید۔ زرد۔ بھورا۔ سبز۔ خاکی۔ اس کے رنگہائے بوقلموں کی نمائش
کا باعث ٹھیک ٹھیک تحقیق نہیں ہوا۔ ہائے صاحب کی رائے ہے کہ اسکا باعث
اندرونی درزیں ہیں جن میں ہوا بھری ہوئی ہوتی ہے۔ وزن مخصوص ۱ سے ۲ء۱ تک
اس جواہر میں کئی چھوٹے چھوٹے نشیب ہوتے ہیں۔ جس میں ایک قسم کی رطوبت
بھری یا پانی ہے۔ وزن مخصوص انہیں کے باعث ہے۔ یہ نیم شفاف ہے
اسمیں ۹۰ حصہ سیلیکا ۱۰ حصہ پانی مرکب ہے۔ دھونکنی کی مدد سے بھی نہیں گھلتا
اگر تیز گرمی پہنچائی جاوے تو پانی دور ہو جانیکے باعث یہ تاریک ہو جاتا ہے۔
جن اقسام میں کچھ لوہا بھی ہوتا ہے وہ گرمی سے سُرخ رنگ ہو جاتے ہیں۔ عموماً
تھوڑی گرمی میں اس کا رنگ شوخ ہو جاتا ہے ؛

(۳) مقامات پیدایش

یہ جواہر کئی مقامات پر پایا جاتا ہے۔ سب سے ہنگری میں یہ بکثرت ملتا ہے۔
اس صوبہ کے جس پہاڑ سے یہ جواہر نکلتا ہے۔ اس کی دو بلند چوٹیاں سیمونک Simonka
اور لائی بنک Libank نامی ہیں۔ انہیں سے یہ زیادہ تر برآمد ہوتا ہے
یہاں سے سونا۔ چاندی۔ پارہ وغیرہ دھاتیں بھی ملتی ہیں۔ ہنگری کا اوپل دودھیا
رنگ کا ہوتا ہے۔ اور نہایت کڑا ہونیکے باعث کثرت استعمال سے بھی خراب نہیں
ہوتا۔ ہنگری میں عمدہ اوپل بمقام زرن وٹز (Kashau Cyernewitz
جو شہر کشو کے متصل ہے پایا جاتا ہے۔ یہ ہانڈرس۔ ژاپن۔ میکسیکو۔ برازیل

ز(لس لینڈ- اور آسٹریلیا میں بھی پایا جاتا ہے- آئرلینڈ میں مقام ہنیڈی بکا (Sandy
Brae) بھی اوپل پایا جاتا ہے لیکن عمدہ نہیں ہوتا- ڈنمارک اور فرنکفورٹ میں بھی
یہ ملتے ہیں- جنوبی آسٹریلیا کا اوپل عمدہ خوش رنگ ہوتا ہے- میکسیکو کا اوپل خوشنما
ہوتا ہے لیکن ایسا سوراخدار ہوتا ہے کہ اگر اسے نم دیں تو بے رنگ ہو جاتا ہے- اور
کثرت استعمال سے اسکا رنگ اُڑ جاتا ہے +

زمانہ قدیم میں یونانی اور ترک اس جواہر کو ممالک شرقیہ میں لیجاکر مشرقی اوپل
کے نام سے فروخت کرتے- کیونکہ اس نام پر اسکی بڑی قیمت پڑتی تھی لیکن فی الحقیقت
اس کا نام مشرقی اوپل رکھنا درست نہیں- کیونکہ ممالک شرقیہ میں یہ اس افراط سے
نہیں پایا جاتا- جب مہاراجہ دلیپ سنگھ ہندوستان میں واپس آئے تو ولایت سے
دو اوپل بطور تحفہ لائے- اور ایک نادر برتن کے طور پر اپنی والدہ کے پیش کئے-
اگر یہ ممالک شرقیہ میں بافراط پائے جاتے تو یہاں یہ اسقدر عجیب و غریب نہ سمجھے جاتے

• (۴) کاٹنا- جلا دینا وغیرہ

اس جواہر کو پہلے سیسہ کے چکر پر کرنج سے کاٹتے ہیں- اور پھر چوبے چکر
پر بُرادہ جھاما سے درست کرتے ہیں اور جلا دیتے ہیں- اسے ایک اور جلا نمدے سے
ڈھانپے ہوئے چکر پر دیجاتی ہے- اس دستکاری میں بڑی احتیاط لازمی ہے
خصوصاً اس پر نقش کا کام کرنے میں بڑی ہوشیاری چاہئے- کیونکہ اسکے اندر بشمار
رگیں ہیں جن کو ہوا میں کھولنا بڑا نقصان دہ ہے- اوپل جو کثرت استعمال سے خراب
ہو جاتا ہے اگر پانی یا روغن میں کچھ عرصہ تک رکھا جاوے تو پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے +

(۵) قیمت

اس جواہر کی قیمت رنگت پر منحصر ہے- ہنگری کا اوپل سب اقسام سے

زیادہ قیمت پاتا ہے۔ چھوٹے دانوں کی قیمت ۱۰ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک فی قیراط۔ درمیانہ
مقدار کے عددوں کی ۲۰ روپیہ سے ۳۰ روپیہ فی قیراط۔ اور بڑے پتھروں کی ۳۰ روپیہ
سے ۵۰ روپیہ تک فی قیراط ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کی قیمت الماس کے برابر ہوتی
تھی۔ رومی اسکے بہت شائق ہیں۔ بہت بڑے نگ کمیاب ہونیکے باعث نہایت
بیش بہا ہوتے ہیں۔ اسکی قیمت پر رواج کا بھی اثر ہوتا ہے ۔

(۶) مشہور و معروف

کئی ایک ایسے اوپل ہیں جو خوش رنگت اور مقدار کے باعث نامزد عالم
ہیں۔ ان میں سے چند کا بیان ہدیہ ناظرین با تمکین کیا جاتا ہے :- (۱) نمائش گاہ - (۱)
۱۸۵۱ء میں ایک ہنگری کا اوپل ۲۶ ½ قیراط وزنی ۴۰ ہزار روپیہ قیمتی دیکھا گیا۔
(۲) کان ہنگری سے ۱۸۶۶ء میں دو بہت عمدہ کروی شکل اوپل نکلے۔ ایک ۱۰۶ قیراط
دوسرا ۱۹۰ قیراط وزنی تھا۔ (۳) پلائینی صاحب ایک عدد کے بارہ میں لکھتا ہے کہ "یہ
نگ سپاری کے برابر مقدار میں ۲ لاکھ روپیہ قیمتی سینیٹر نونیس Senator Nonws
کے پاس تھا۔ اس شخص مارک انٹو Marc Antony نامی نے یہ جواہر مانگا۔ لیکن
نونیس نے اسے دینا نہ چاہا۔ اور اسے لیکر بھاگ گیا (۴) شاہ دنیا کے جواہرات میں
ایک عدد ۱۰۰ اونس وزنی مشت کے برابر ہے (۵) آجکل سب سے عمدہ وہ اوپل ہے جو
ملکہ جوزفائن Josephine کے پاس ہے۔ اور اشعہ لمعان کے باعث برننگ
ٹرائی Burningtroy کے نام سے مشہور ہے۔ (۶) ایک اوپل پر لوس سنر جم
کی تصویر منقش ہے (۷) اور ایک عدد پر جوبا کی تصویر ہے۔ یہ مجمع الجواہرات ڈیوک
آف آرلینز میں ہے (۸) ہوپ کے جواہرات میں کئی نگ ہیں ایک ۱۱-انچ طول ۱½ عرض۔ بڑا شفاف و خوش رنگ ہے۔ اس پر اپولو کے سر کا نقش ہے۔ جسکے اردگرد

آتشی کرنیں حلقہ کے طور پر محیط ہیں ؁

فصل چہاردہم

(Chrysoprase)

سنگ ستارہ کا بیان

سنگ ستارہ بھی عقیق کی ایک قسم ہے بعض محققین اسے ببیکہم کی ایک قسم لکھتے ہیں۔ پلاینی کا بیان ہے کہ زمانہ سلف میں یہ جواہر مروج تھا۔ اور متقدمین اس سے ظروف بناتے تھے۔ اور یہ ہندوستان میں بکثرت پایا جاتا تھا۔ اسمیں کچھ کلام نہیں کہ زمانہ قدیم میں یہ جواہر خوب استعمال ہوتا تھا۔ جواہرات درجہ دوم میں یہ بڑا خوشرنگ جوہر ہے۔ چونکہ سنہری رنگ کے باعث نہایت خوشنما ہوتا ہے اس لئے اسے انگریزی میں چرائسوپریس اور ہندی میں سورناگی کہتے ہیں ؁

(۲) ماہیت

سنگ ستارہ کی ماہیت عموماً عقیق سی ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس کا رنگ سبز۔ نیلا یا سرخ ہوتا ہے۔ اور ساتھ سنہری رنگ کے داغ ہوتے ہیں۔ اس کی خاص علامت یہ ہے کہ کثرت استعمال سے اس کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ یا زردی مائل ہو جاتا ہے۔ گرمی اور دھوپ سے بھی اس کا رنگ اڑ جاتا ہے۔ کیونکہ آکسیڈ نکل اور پانی کے مرکب ہونیکے باعث سنگ ستارہ کا رنگ پیدا ہوتا ہے۔ گرمی کی تاب سے پانی کے دور ہونے اور مادہ نکل پر اثر ہونے سے رنگ میں فرق آتا ہے۔ اسی لئے سنگ ستارہ کو رنگنے کیلئے نائیٹریٹ آف نکل استعمال کرتے ہیں۔ اس جواہر میں ۵ر۹۷ حصہ سیلیکا۔ ۲۵ حصہ لاس مرکب ہیں۔ اور بعض مبصرین لکھتے ہیں کہ ۱۶ر۹۶ حصہ سیلیکا۔ آکسیڈ نکل ...

۲۸ حصہ چونا اور پانی مرکب ہیں ◆

(۳) مقامات پیدائش

یہ جواہر متصل کوسی میٹز Kosemetz واقع سیلیشیا گلاسن ڈورف (Glasendorf) بام گرٹن[1] (Baumgorten) متصل فرینکن سٹین (Frankenslein) اور متحدہ صوبجات میں سینٹ لارنس (St. Lawrence) کے متعدد سیسہ کی کانوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ نیویارک نیوبری وغیرہ مقامات سے بھی ملتا ہے ◆

(۴) کاٹنا۔ جلا دینا وغیرہ

اس جواہر کے کاٹنے۔ جلا دینے اور دیگر دستکاری کے لئے شہر ورم برن (WarmBrun) کے سنگ تراش مشہور ہیں۔ اس کی دستکاری میں اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ اسے زیادہ گرمی نہ لگے۔ کیونکہ زیادہ تاؤ سے اس کا رنگ بگڑ جاتا ہے۔ یا اوپر کی طرف سے ان کبوچن کاٹ کا کاٹا جاتا ہے۔ اس کے صندوقچے۔ چھڑیوں کے موٹھ اور اس قسم کی اور اشیا بنتی ہیں۔ بمقام پراگ Prague سینٹ وینزل St. Wenzel's Chapel کی عبادت گاہ میں اس پتھر کی ایک جڑاؤ دیوار بنی ہوئی ہے۔ فریڈرک اعظم نے سینس سوسی (Sans Souci) کی آرائش کے لئے اس پتھر کو جڑوایا۔ پوٹسڈم (Postdaum) نامی محل میں اس جواہر کی دو سلیں ہر ایک ۳ فٹ طول۔ ۲ فٹ عرض ۲۔ انچ موٹائی میں ہے۔ اس جواہر پر کیمیو اور انٹیگلیو دونوں قسم کا نقش ہوتا ہے۔ اور زمانہ سلف کے کئی منقش عدد دیکھے جاتے ہیں۔ ہوپ صاحب کے جواہرات میں ایک ہلکے سبز رنگ کا سنگ سلیمانی ہے۔

[1] یہ سیلیشا میں فرینکن سٹین کے متصل ۵۰ میل ۱۲ شرقاً ہے ۱۲

جس پر پاری ڈن (Aredon) کے سر کا نقش ہے ؛

(۵) قیمت

سنگ ستارہ کی قیمت رنگت اور بے داغ ہونے پر پڑتی ہے - یہ اب اس قدر قیمت نہیں پاتا جس قدر زمانہ سلف میں پاتا تھا - آجکل عمدہ نگوں کی قیمت ۵۰ روپیہ سے ۵۰۰ روپیہ تک پڑتی ہے - یہ جواہر عقیق کے تمام دیگر اقسام سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے ؛

فصل پانزدہم

Amethyst

امیتھسٹ کا بیان

یہ ایک عمدہ ارغوانی رنگ جواہر ہے - اور عقیق کی ایک قسم ہے بعض [illegible] رنگ کا جبکہم بیان کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ اس امیتھسٹ کے نام کا ایک جواہر ہے جو بنام مشرقی امیتھسٹ مشہور ہے اور نیلم کی ایک قسم ہے - یہ نافرمانی رنگ کا جواہر بہت قیمتی ہوتا ہے اور اس امیتھسٹ جواہر قسم دوم سے بہت مختلف ہے ؛

(۲) ماہیت

امیتھسٹ ماہیت میں عقیق سے بہت ملتا ہے - صرف فرق یہ ہے کہ اسکا رنگ ارغوانی - نافرمانی یا نیلا ہوتا ہے - یہ رنگ میگنیشیا کے مرکب ہونیکے باعث ہوتے ہیں - اکثر بے رنگ عدد بھی دیکھے گئے ہیں - اس میں ۹۷٫۵ سیلیکا - ۵ر لوہا - ۵ر میگنشیا و آکسیڈ لاس ۲۵ر الیومینا - گرمی پہنچانے سے یہ سفید یا دودھیا رنگ کا ہو جاتا ہے - ناگداختنی ہے ؛

(۳) مقامات پیدائش

یہ جواہر کئی پہاڑوں میں عقیق یا لوہے کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ سب سے عمدہ ارغوانی رنگ نگ ہندوستان۔ سائبیریا۔ سراندیپ۔ فارس۔ کارتھاگینا[1] Carthagena جزیرہ مئی[2] May Isla واقع آئرلینڈ اور برازیل میں پائے جاتے ہیں امریکہ میں یہ جوہر بڑی مقدار کا دستیاب ہوتا ہے۔ اس جگہ سے ایک بڑا نگ ۹۸ پونڈ وزنی ہندوستان میں آیا۔ ہسپانیہ کا امیتھسٹ کئی پرانے زیورات میں دیکھا جاتا ہے۔ اسکا رنگ عمدہ ارغوانی ہوتا ہے۔ عام امیتھسٹ قریباً تمام ممالک میں ملتا ہے۔

(۴) کاٹنا۔ نقش کرنا وغیرہ

امیتھسٹ کو کئی زیورات میں جڑنے کے لیے کاٹتے ہیں۔ کاٹنے کی وقت رنگ شوخ کرنیکے لئے اس پر کئی دل بنائے جاتے ہیں۔ اس جواہر پر بہت عمدہ جلا آسکتی ہے۔ سونے میں اسکی نہایت عمدہ جڑت ہوتی ہے۔ اس جوہر پر نقش کا کام بھی ہوتا ہے کئی نگوں پر زمانہ قدیم کا نقش دیکھا جاتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ نقش کے لئے زرد رنگ عمدہ پسند کئے جاتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس پر کھدائی کا کام بڑے شوق سے کیا جاتا ایک بڑے پتھر پر ٹراجن کے چہرے کا نقش ہے۔ یہ جوہر پہلے شاہ فرانس کے خزانہ میں تھا۔ لیکن نیپولین کے محاربہ میں لوٹا گیا۔ ایک اور گہرے ارغوانی رنگ عمدہ پتھر پر ریڈ وٹ کے سر کا نقش ہے۔ یہ جواہر ہندوستان سے نکلا تھا۔ افیلی کے جواہرات میں ایک عمدہ پر پان کے سر کا انٹیگلیو نقش ہے۔

[1] ہسپانیہ کے جنوب مشرقی ساحل پر ایک مشہور شہر، ۳۷ شمالاً اغرباً پر ہے۔ [2] آئرلینڈ کے مشرق کیطرف خلیج فرتھ فورتھ کے مقابل، ۵۶ شمالاً ۲ غرباً پر ہے ۱۲

(۵) قیمت

زمانہ قدیم میں اس جواہر کی بڑی قیمت پڑتی تھی - اب اس کی قیمت بہت کم ہوگئی ہے - ملکہ چارلٹ کی اماتھسٹ کی مالا اس امر کا شاہد ہے - اسمیں بہت عمدہ دانہ منسلک تھے - اور ۲۰ ہزار روپیہ قیمت تھی - اب اس مالا کو کوئی ہزار روپیہ سے بھی نہیں خریدتا - ہاں مشرقی اماتھسٹ اب بھی بڑی قیمت پاتا ہے - اس قسم کا ایک چھوٹا سا دانہ دس روپیہ سے بخوشی خریدا جاتا ہے - بڑے نگ سو روپیہ سے ایک ہزار روپیہ تک قیمت پاتے ہیں ؀

(۶) خواص عجیبہ سحری و فوائد طبی

اماتھسٹ کے کئی عجیب وغریب خواص بیان کئے جاتے ہیں - لوگوں کو خیال تھا کہ جو کل اس جواہر سے تعلق رکھتے ہیں - وہ دیگر ارواح کی نسبت کم رتبہ ہیں اور اسکے پہننے سے انسان ان سے رابطہ اتحاد پیدا کرتا ہے - یہ جواہر پلی کو بڑھاتا ہے اور عارضی پیاس کو دور کرتا ہے - حس ذائقہ کو بڑھاتا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں نشہ کے دور کرنیکی طاقت ہے - اور اس کے نام کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے - کیونکہ زمانہ قدیم میں میخوار اسے اپنی گردن میں لٹکاتے تھے کہ زیادہ سرور نہ ہو - شراب کا لفظ اسکے نام سے نکلتا ہے ؀

فصل شانزدہم

Bloodstone

جحرالدم کا بیان

جحرالدم بھی از قسم عقیق ہے - اور بعض اسے بھیکھم اور بعض سنگ یشم

کی ایک قسم بیان کرتے ہیں - اور کئی محققین لکھتے ہیں کہ یہ ہیمی ٹائیٹ Hematite
یعنی کچے لوہے کی ایک سخت قسم ہے اسکو انگریزی میں بلڈ سٹون Bloodstone
ہیلیوٹروپ Helrotrope یا ہیمی ٹائیٹ کہتے ہیں - یہ لفظ دو یونانی الفاظ سے
نکلا ہے - جنکے معنے آفتاب اور بدلنا ہیں - کیونکہ لوگوں کو خیال تھا کہ اگر اسے پانی میں
ڈبکوئیں - تو آفتاب کی صورت جو پانی میں سے معکوس ہوتی ہے - اسکے یمن سے خون
سے سرخ دکھلائی دیتی ہے - پلائینی لکھتا ہے کہ اسمیں کسوف بخوبی دیکھ سکتا ہے
متقدمین عیسائی اسکی پیدایش یوں لکھتے ہیں کہ عیسے مسیح کے صلیب دینے کے وقت
صلیب کے نیچے ایک سنگ یشم پڑا ہوا تھا - اس پر عیسے کے خون کے قطرات
پڑے جن سے کہ وہ ایک خاص قسم کا پتھر ہو گیا اور اسی باعث اس کا نام بلڈ سٹون
یعنی خون کا پتھر پڑا - بلکہ اب بھی لوگوں کا یہی خیال ہے کہ اس پتھر پر جو دھبے
ہیں وہ مسیح کے خون کے قطرات ہیں - زمانہ متوسطی میں لوگوں کو خیال تھا کہ اگر اسکو
شکم پر پہنیں تو معدہ کو تقویت دیتا ہے ◆

(۲) ماہیت

حجر الدم ماہیت کے لحاظ سے عقیق سے بہت ملتا ہے - صرف فرق
یہ ہے کہ اسکی سطح کی شکل گردہ کیطرح ہوتی ہے - اسکا شگاف نا مکمل ہوتا ہے سختی
۵ درجہ کی - اسکی چمک خراب دھاتی ہے - اسکا رنگ فولادی بھورے سے خون
کی طرح ہوتا ہے - اور بعض اسکا سفید - زرد - سیاہ - سبز رنگ بتلاتے ہیں - یہ تاریک ہے
اسمیں خالص آکسیڈ آہن یعنی ۶۹.۳۴ آہن - ۳۰.۶۶ آکسیجن مرکب ہے - یہ ناگداختنی
ہے - اگر سہاگہ کے ساتھ تیز آنچ دیجاوے تو جس حصہ پر آگ کے شعلے لگتے ہیں وہ سیاہی
مائل ہو جاتا ہے - اور سرد کرنے سے زردی مائل ہو جاتا ہے - اور اسکے مرکز میں سبز رنگ
نمودار ہوتا ہے ◆

(۳) مقامات پیدائش

یہ جواہر ہندوستان۔ بخارات تاتار۔ سائبیریا۔ بوہیمیا۔ فرانس۔ ہسپانیہ۔ جرمنی۔ کوہ ہارٹز[1] (Harlz) سالفیلڈ[2] Saalfeld والڈن برگ[3] Wallenberg جزیرہ روم[4] (Rum) روتھن فیلس (Ruthenfels) ہوہن برگ (Hohenberg) وغیرہ مقامات پر پایا جاتا ہے۔ کئی مقامات پر یہ بہت کثرت سے پایا جاتا ہے۔

(۴) دستکاری۔ وغیرہ

یہ جواہر زیورات میں کم جڑا جاتا ہے۔ اسکی خاتم بہت بنتی ہیں۔ اس سے اور جواہرات کو جلا دیجاتی ہے۔ جب اسکو عمدہ شکل کا بنا کر دستہ پر لگاتے ہیں تو یہ دیگر اشیاء کو جلا دینے کے کام آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ نقش کا کام پہلے پہل حجر الدم پر کیا گیا۔ زمانہ قدیم کے منقش عمدہ جو پہلے مصریوں کے پاس تھے تا حال دیکھے جاتے ہیں۔ پیرس کے جواہر خانہ میں ایک حجر الدم پر مسیح کا چہرہ اس صنعت سے کندہ ہے کہ رنگ کے سرخ نقاط خون مسیحا کے قطرے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ جواہر زیورات میں مزین نہیں ہوتا۔ اس لئے اسکی قیمت کم ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کی بڑی قیمت پڑتی تھی۔ حجر الدم انہیں اغراض کے لئے مستعمل ہے جن کے لئے عقیق کام آتا ہے۔

---

[1] جرمنی میں ۵۱ر۱۵ شمالاً ۱۰ شرقاً پر ہے [2] جرمنی میں تھورنگر والڈ کے متصل ۵۰ شمالاً ۱۱ شرقاً پر ہے [3] سیلشیا واقعہ پروشیا کا مشہور شہر ۵۰ شمالاً ۱۶ شرقاً پر ہے [4] سکاٹ لینڈ کے غرب میں ۵۷ شمالاً ۶ غرباً پر ہے ۱۲

فصل ہفتدہم

Quartz or Rockcrystal

بھیکم کا بیان

بھیکم جسے انگریزی میں کوارٹز یا راک کرسٹل کہتے ہیں۔ عقیق کے نوع میں ہے۔ متقدمین اس جواہر کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اور اہل یونان و اہل مصر اسکی خوشنمائی کے باعث اس کی قدر کرتے ہیں۔ پلاینی لکھتا ہے کہ اہل روما اسے اپنے گھروں میں جڑواتے اور اس کے جام شراب اور دیگر ظروف بناتے تھے۔ اُن لوگوں کو یقین تھا کہ یہ منجمد برف ہے۔ اس لئے اسکو زیادہ گرمی نہ پہنچاتے۔ کہتے ہیں کہ شاہ نیرو کے پاس اس جواہر کے دو پیالے تھے۔ جب اُس نے اپنی سلطنت کا زوال دیکھا۔ تو دونوں پیالے اس غرض سے توڑ ڈالے کہ کسی اور کے استعمال میں نہ آویں ؎

(۲) ماہیت

بھیکم خواص و ماہیت میں عقیق سا ہے صرف فرق یہ ہے کہ اس کا رنگ سفید۔ بھورے رنگ مائل سفید۔ زردی مائل سفید۔ زردی مائل بھورا ہوتا ہے اس کی طاقت انعکاس دوچند ہے یہ عمدہ شفاف ہے۔ ملنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے۔ اسمیں ۳ر۹۹ سیلیکا۔ ۷ر لاس مرکب ہیں۔ دھونکنی کے آگے کئی عددوں کا رنگ دور ہو جاتا ہے۔ اس میں سبز رنگ کی ملاوٹ بڑی خوشنما ہے۔ یہ سبز رنگ اس طرح نمایاں ہے۔ جس طرح گھاس کا پتا یا تازہ برف میں بند ہو۔ جوں جوں اس کو پھیرو یہ عجیب طرح کی صورتیں دکھلاتا ہے۔ جزیرہ مڈغاسکر سے ایک نگ آیا۔ جس میں ہزارہا ایسے سبز رنگ پتے دکھلائی دیتے ہیں اور رگڑنے

سے جلے ہوئے روغن کی بو آتی ہے +

ایک قسم کا اسپینا بھیکم سے بلحاظ خواص و ماہیت بہت ملتا ہے +

(۳) مقامات پیدایش

بھیکم کے مقامات پیدایش اسقدر ہیں کہ سب کا حیطہ تحریر میں لانا باعث طوالت ہے صرف چند مقامات لکھے جاتے ہیں - جو اس کی پیدایش کے لئے مشہور ہیں - سینٹ گوتھرڈ کے متصل یہ جواہر - مکا - ہارن بلینڈ - گرینا یٹ اور فیلسپار کے ساتھ پایا جاتا ہے - گرِمشل Grimsel سے تھوڑے فاصلہ پر یہ چوچلی برگ - (Chochleberg) زنکن سٹاک (Zenkenstalk) کی کانوں سے نکلتا ہے ۱۷۳۵ء میں صرف کان زنکن شاک سے ۲۲۵۰۰ روپیہ کے عدد برآمد ہوئے - بڑی مشہور کان و سپر تھال میں فش بک Fischback نامی ہے - یہاں سے ۱۷۹۷ء میں ایک بڑا عدد ۳ فٹ قطر کا ۸۰۰ پونڈ وزنی نکلا تھا - جو اب عجائب گا ویانا میں ہے - منٹ بلینک Mont Blanc کے نزدیک عمدہ خوبصورت عدد پیدا ہوتے ہیں - جن کو باشندگان چیمونی Chamouny نی خریدتے ہیں - یہ جواہر فریڈبرگ Friedberg سالزبرگ Satzberg روز تھل - ہنگری - فرانس سکاٹ لینڈ وغیرہ ممالک میں بھی پایا جاتا ہے - کیرارا[۱] (Carrara) کے سفید سنگ مرمر کے ساتھ عمدہ رنگت کے عدد ملتے ہیں - سراندیپ سے بھی عمدہ عدد نکلتے ہیں - یہاں لوگ ان کو اپنے مکانات میں مزین کرتے ہیں - میڈی غاسکر سے اسکے بڑے بڑے نگ آتے ہیں - اور یہاں کی ریت میں چھوٹے چھوٹے دانے پائے جاتے ہیں +

---

[۱] یہ شہر سوئیٹزرلینڈ میں ۴۶ شمالاً اور ۸ شرقاً پر ہے ۱۲

[۲] شمالی اٹلی میں ۴۴ شمالاً ۱۰ شرقاً پر ہے ۱۲

(۴) بھیکم کی صنعت

بھیکم سے ظروف اور دیگر اشیا بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے اسکو کاٹتے ہیں۔ اسکو برمینٹ یا ٹیبل کاٹ دیا جاتا ہے۔ یہ الماس سے کاٹا جاتا ہے۔ اس پر کیمیو اور انٹیگلیو قسم کا نقش ہوتا ہے۔ ایک بھیکم پر ہرکولیس اور انٹولس کا نقش کندہ ہے۔ ایک اورنگ پر ارہی سنو کا نقش ہے۔ ایک پتھر پر بہت عمدہ صنعت کی ہوئی ہے یعنے اس کی ایک صراحی بنی ہوئی ہے۔ جو ½ ۹۔ انچ قطر کی اور ۹۔ انچ بلند ہے۔ اور معہ پائدان ایک ہی پتھر سے بنی ہوئی ہے۔ اوپر لے حصہ پر نوح کی تصویر اس طرح منقش ہے کہ خود نوح سویا ہوا ہے۔ اور اُس کے بال بچے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ایک عورت نے ہاتھ میں میوہ جات کی ٹوکری لے رکھی ہے۔ یہ صراحی شاہ فرانس کے قبضہ میں ہے۔ اور اس کی قیمت ۴۰ ہزار روپیہ ہے۔ زمانہ قدیم میں ناتراشیدہ پتھروں کی انگشتریاں بنتی تھیں۔ حکمائے یونان زخموں کے جلانے کیواسطے اسکی بتی بناتے تھے۔ پہلے اس کے پیالوں کی بڑی قیمت ہوئی لیکن چونکہ اب یہ بن سکتا ہے اسکے باعث نایاب نہیں رہا اس لئے اس کی قیمت کم ہوگئی ہے۔ یونانی لوگ عمدہ بگیر عدووں کو رنگدار کی نسبت زیادہ قیمتی سمجھتے تھے ؛

فصل ہژدہم

Mocha stone

سنگ موچہ کا بیان

سنگ موچا جسے ہندی میں گنج کہتے ہیں بھیکم کی ایک قسم سمجھا جاتا ہے اور

بعض اسے عقیق کی ایک قسم بیان کرتے ہیں۔ چونکہ یہ پتھر شہر موچہ واقعہ عرب میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام سنگ موچہ پڑا۔ اس کا رنگ بھورا ہوتا ہے۔ اسمیں آکسائڈ آہن و میگنشیا مرکب ہیں جن کے باعث اسکی ساخت تبالی معلوم ہوتی ہے ؛

فصل نوزدہم

(Tourmaline)

ترمری کا بیان

ترمری جسے سنسکرت میں گندھ ہیا اور انگریزی میں ٹورمی لائن کہتے ہیں ایک عمدہ جواہر ہے سیکسنی میں اس کو شورل (Schorl) اسواسطے کہتے ہیں کہ اس نام کے گاؤں کے اردگرد یہ جواہر پایا جاتا ہے۔ قریبا ایک صدی گذری ہے۔ کہ اہل ہالینڈ اس کو سراندیپ سے لائے اسکا بیان پہلی پہل ایک کتاب موسومہ کیوریس سیکولیشنس آف سائیپلیس نائنٹس میں درج ہوا۔ جو ۱۷۰۷ء بمقام لیپزگ شائع ہوئی ہے۔ جو جواہر ۱۷۰۳ء میں سراندیپ سے لنڈن کو ارسال ہوئے انکی فہرست میں بھی یہ جواہر درج ہے ؛

مختلف رنگت اور مقامات پیدائش کے رو سے اسکے مختلف نام ہیں۔ (۱) سائبیریا کا ترمری۔ رنگ نہایت سرخ۔ قرمزی۔ ارغوانی۔ گلابی اور نیلا ہوتا ہے۔ اگر اسے جلا دیجاوے تو اسکی چمک مشرقی یاقوت کی طرح ہوتی ہے۔ اسے غلطی سے برازیل کا یاقوت بھی کہتے ہیں۔ یہ سائبیریا۔ سراندیپ۔ آوا۔ کوہ یورال سیکسنی۔ جزیرہ دالبا۔ اور متحدہ صوبجات امریکہ میں پایا جاتا ہے۔ جو عمدہ پیرو سے آتے ہیں وہ یاقوت سے بہت ملتے ہیں ؛

(۲) سبز ترمری۔ یہ گہرے نیلگوں و سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ اس پر بہت

عمدہ جلا آسکتا ہے۔ یہ مانس گیراس۔ جزیرہ البا۔ یورال اور سینٹ گوتھرڈ میں پایا جاتا ہے (۳) زردی مائل سبز رنگ زمرد۔ جسے سرندیپ کا کارکیتیک بھی کہتے ہیں۔ زبرجد کے بہت مشابہ ہے۔ اور سرندیپ و برازیل کے دریاؤں کی تہ میں پایا جاتا ہے (۴) بھورے رنگ کا زمرد۔ یہ زیورات میں جڑا نہیں جاتا ہے۔ اور سرندیپ و سوئٹزرلینڈ سے آتا ہے ؀

(۲) ماہیت

زمرد کی شکل کانی مسدس یا مستطیل ہوتی ہے۔ اسکا شگاف نادرست ہے (۲) سختی ۷ سے ۵ر۷ درجہ (۳) چمک بلورین (۴) رنگ خاکستری۔ زرد۔ سبز (۵) وزن مخصوص ۲ر۹ سے ۳ر۳ تک (۶) شفاف و سبک (۷) طاقت انعکاس دوچند۔ اسمیں ملنے سے طاقت انعکاس سے روشنی اسقدر ہے کہ اس کے ٹکڑے خوردبین میں جڑے جاتے ہیں جس سے دیگر پتھروں کی طاقت دوربینی معلوم ہوتی ہے۔ (۸) ملنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے۔ اور ہر ایک گوشہ میں مختلف طرح کی ہوتی ہے (۹) اسکے مرکبات کیمیائی یہ ہیں۔ سیلیکا ۸۵ر۳۰۔ الیومینا ۳۲ر۳۲ میگنشیا ۹ر۱۳۔ تیزاب سہاگہ ۲۵ر۰۔ فلورائن ۲۸ر۲۔ چونا ۶ر۱۔ سوڈا ۲۸ر۱۔ آکسیڈ آہن و لاس ۲ر۲۔ کھار سجی ۲۶ر۰ ؀

(۳) مقامات پیدائش

زمرد کے اقسام کے مقامات پیدائش تو بیان کرچکے ہیں اب عام زمرد کے مقامات پیدائش بیان کئے جاتے ہیں۔ سبز و نیلے عدد برازیل سے۔ سیاہ بوہیڈ متحد صوبجات امریکہ۔ گرین لینڈ اور بعض مقامات انگلستان سے آتے ہیں۔ اور سفید عدد جزیرہ البا و دیگر ڈولومائیٹ کوہستان میں پائے جاتے ہیں ؀

(۴) کاٹنا۔ جلادینا وغیرہ

ترمری زیورات میں اسقدر مستعمل نہیں ہوتا جسقدر آلات بصیری۔ مثلاً دوربین خوردبین وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسکو سیسہ یا جست کے چکر پر کرنج سے کاٹتے ہیں۔ اور ٹریپولی سے جلا دیتے ہیں۔ عمدہ عدودوں کو ٹریپ کاٹ کا بناتے ہیں۔ اور کاٹ کر اسکو دوربینوں میں لگاتے ہیں ٭

(۵) قیمت

ترمری کی قیمت۔ رنگ مقدار اور چمک ومک پر منحصر ہے۔ ایک عمدہ ۵ قیراط وزنی عدد کی قیمت ۲۰۰ روپیہ ہوتی ہے۔ اس کے دھوکے میں کبھی کم قدر پتھر بھی بیچے جاتے ہیں لیکن یہ اپنی ماہیت کے لحاظ پر تمیز ہو سکتا ہے۔ جرمنی کے سوداگر اس کے بہت شایق ہیں اور وہی اسے خریدتے ہیں ٭

فصل ہفتم

(Amber)

کہربا کا بیان

کہربا اگرچہ از قسم معدنیات گنا جاتا ہے لیکن اس کے مرکبات کیمیائی اور دیگر خارجی حالات سے پایا جاتا ہے کہ اس کا اصل مادہ نباتات اور رال وغیرہ ہیں۔ چونکہ یہ اکثر بھورے رنگ کے کوئلے اور نفت آمیز چوب کے پاس پایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ دلیل زیادہ تر قرین قیاس سمجھی جاتی ہے۔ اس جواہر میں کیڑے کوڑے۔ نباتات اور سنگریزوں کے ٹکڑے دیکھے جاتے ہیں۔ حال کے محققین نے اس کی اصلیت

یوں دریافت کی ہے کہ اسمیں جو نہایت لیسدار رال اور نفت مرکب ہے اُس میں کیڑے مکوڑے۔ چھوٹے چھوٹے پتے وغیرہ اشیا ز چمٹ جاتے ہیں۔ اور بتدریج سخت ہوتے ہوتے پتھر بنجاتی ہے بعض کیڑوں کے صرف بازو بعض کے پر اور بعض کے سارے جسم اسمیں چپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسمیں چار ٹانگوں والے کیڑے مثلاً بھڑ۔ زنبور وغیرہ کم ہیں۔ اور دو بازوؤں والے مثلاً مکھی۔ مچھر وغیرہ زیادہ ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی کیڑا اسمیں چمٹتا ہے تو اپنے آپ کو چھوڑانے کے لئے زور لگاتے ہیں اسکے ہاتھ پاؤں ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور اس لئے اسمیں کیڑوں کے ٹوٹے پھوٹے اعضا جسم دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن جو عہد زمانہ قدیم کے ہیں اُن کے اندر کے کیڑے رال کے باعث ویسے ہی رہتے ہیں۔ یعنے اُن کے جسم ٹوٹتے نہیں ان ہیں طرح طرح کے کیڑوں کے اجزا پائے جاتے ہیں جو زمانہ قدیم میں گذرے ہیں جو نباتات کہربا میں دیکھے گئے ہیں۔ وہ ساحل بحیرہ شمالی کے جنگلات کی نباتات سے مختلف ہیں۔ بحیرہ روم کے ساحل کی نباتات ان سے کچھ ملتے ہیں۔ خوردبین کے ذریعہ اچھی طرح منکشف ہوتا ہے کہ اس میں کیا کیا کیڑے اور نباتات مرکب ہیں متقدمین کا خیال تھا کہ جب فوئنین کی بدبختی و بدانجامی پر اُس کی بہنوں نے بہت آہ وزاری کی تو فرشتوں کو اُن پر رحم آیا۔ اور اُن کو درخت بنا دیا۔ اُن کے آنسو گر کر کہربا بنجاتے ہیں۔ آتش پرستوں کا عقیدہ ہے کہ ایک سمندری جانوروں کے آنسوؤں سے کہربا بنے ہیں۔ چنانچہ اُن کا ایک شعر اس امر کا شاہد ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ " خوشنما کہربا سے تو مزین ہوگا جو کہ سمندری جانور کے آنسوؤں سے بنا ہے " اسی طرح کئی اور بیان ہیں۔ متقدمین میں سے خاصکر اہل روما اس جواہر کی بہت قدر کرتے ہیں۔ چودھویں صدی تک اس سے چاقو۔ کانٹے اور دیگر اشیاء بنیں جن سے کہ امیر لوگ اپنی خوراک اور پھل پھول کاٹتے ہیں۔ یونانی لوگ اہل

دُنیا سے اسکی زنجیریں خریدتے ہیں۔ کسی وقت یہ سونے سے بھی زیادہ قیمتی تھا ؛

(۲) ماہیت

اس کی شکل کانی ہے (۲) سختی ۲ سے ۲٫۵ (۳) رنگ زرد۔ سفید۔ بھورا۔ سبز۔ زیتونی سا سرخ۔ سیاہ اور نارنجی ہوتا ہے (۴) وزن مخصوص ۱٫۰۷ (۵) شفاف۔ براق۔ سبک (۶) چمک بلورین (۷) رگڑنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک خاص بُو آتی ہے۔ طاقت برقی یعنے طاقت کہربائی پہلے پہل اسی جوہر سے معلوم ہوئی چنانچہ لفظ انگریزی الیکٹرسٹی Electoricity (طاقت برقی) کا مصدر ایک یونانی لفظ الیکٹرن Electron ہے جسکے معنے کہربا ہیں (۸) اسمیں سکسنک ایسڈ۔ Succinic acid والےٹائل آئل، Voltile oil (روغن کافوری) اور دو رالیں مرکب ہیں۔ اور بعض محققین اس کے مرکبات یہ بیان کرتے ہیں۔ ۷۸٫۸۲ کاربن۔ ۱۰٫۲۲ ہائیڈروجن۔ ۱۰٫۹ آکسیجن۔ اگر اسے گرمی پہنچا دیں تو یہ پگھل جاتا ہے۔ اور بہت پھولتا ہے۔ اور اس میں سے سکسنک ایسڈ۔ پانی۔ روغن اور ایک جلنے والی گیس نکلتی ہے۔ زیادہ گرمی پہنچانے سے ایک بے رنگ روغن نکلتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ آنچ دینے سے ایک موم سی زرد شے نکلتی ہے ؛

(۳) مقامات پیدایش

یہ جواہر پرشیا میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ ساحل پرشیا پر جو کہ بحیرہ بالٹک کیطرف ہے۔ کہربا کی کان کنی ہوتی ہے۔ یہاں ریت اور مٹی کے نیچے پتھر پایا جاتا ہے۔ اور پھر ۲۰ فٹ گہرائی تک نفت آمیز چوب کی تہ ہے جو ۴۰ سے ۵۰ فٹ تک سیاہی لئے ہوئے بھورے رنگ کی ہے۔ اسکے نیچے کہربا ۱۰۰ فٹ گہرائی تک

کھودا جاتا ہے۔ یہ اب میمل[1] Memel اور کونگسبرگ[2] Konigsberg کے درمیان پائے جاتے ہیں۔ سمندر کے نیچے کوئلہ کی تہ ہے۔ وہاں سے ہی طوفان آنے پر کہربا اچھل کر ساحل پر آپڑتے ہیں۔ غوطہ زن ان کو نکالتے ہیں۔ یہ لوگ چمڑے کے کپڑے پہنکر سمندر میں کود پڑتے ہیں۔ اور جو عدد سطح پر تیرتے ہوتے ہیں۔ اُن کو اکٹھا کرتے ہیں۔ ریت میں ۱۲۰ فٹ تک گڑھے کھود کر اس کی کان نکالتے ہیں۔ دریاؤں پر کئی جگہ ان کی کان کنی ہوتی ہے۔ پرشیا کے مشرق اور مغرب میں کوئی ایسا گاؤں نہیں جہاں یہ نہ پایا جاتا ہو۔ بمقام کیٹینیا[3] Catania بہت عمدہ ارغوانی رنگ دانے نکلتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ سرکار پرشیا کو ان سے ۷۰۰۰ اڈولر سالانہ مالیہ ملتا ہے۔ ساحل ڈنمارک۔ گلیشیا متصل لمبرگ۔ میوزین واقع پولنڈ۔ روس۔ سوئٹزرلینڈ۔ ساحل سسلی۔ جنوبی جرمنی۔ فرانس۔ اٹلی۔ سویڈن۔ ناروی۔ ساحل کیسپین۔ سائبریا۔ کیمسکٹکا۔ چین۔ ہندوستان۔ مڈغاسکر۔ شمالی امریکہ۔ گرین لینڈ۔ ہالینڈ۔ ہسپانیہ۔ ساحل اڈریاٹک۔ بحیرہ بالٹک۔ جاپان۔ جزائر فلیپائن وغیرہ میں۔ برطانیہ میں یہ سمندر سے اُچھلکر ہائیڈرو بارک۔ ساحل نارفوک[4] (Norfolk) سفوک[5] (Suffolk) اسیکس[6] Essex اور کینگٹن میں پایا جاتا ہے ۔

(۴) کاٹنا۔ جلا دینا وغیرہ

[illegible] جواہر کی انگشتریاں۔ حقہ کے [illegible] نال اور دیگر اشیاء بنتی ہیں۔ ایسے

---

[1] یہ مشہور شمالی پرشیا میں ۵۵ شمالاً ۲۱ شرقاً پر ساحل بالٹک پر واقع ہے۔ [2] شمالی پرشیا میں ۲۰ شرقاً ۵۴ شمالاً پر مشہور شہر ہے [3] یہ شہر سسلی میں ۳۷ شمالاً ۱۵ شرقاً پر ہے [4] انگلستان کا مشہور صوبہ ۵۲ شمالاً ۱ شرقاً پر ہے ۱۲ [5] انگلستان میں ۵۲ شمالاً ۱ شرقی پر ہے ۲ [6] انگلستان میں ۵۱ شمالاً پر ہے ۱۲

خراد پر سکہ کے چکر سے کاٹتے ہیں۔ اور پھر سان پر درست کرتے ہیں۔ اور خراد پر
پانی اور کھریا مٹی سے جلا دیتے ہیں۔ اور فلالین پر صاف کرتے ہیں۔ چونکہ انہیں
طاقت برقی بہت ہے۔ اس لئے جلا دینے میں کئی عدد ٹوٹ بھی جاتے ہیں۔ کہتے
ہیں کہ رگڑنے کیوقت اسقدر طاقت برقی پیدا ہوتی ہے کہ رگڑنے والے کے اعصاب
بازو کلائی میں رعشہ پڑ جاتا ہے۔ اس جواہر کی مالا۔ دوربین کے شیشے۔ اور دیگر
آلات بنتے ہیں۔ اس جواہر کو صاف اس طرح کرتے ہیں کہ اسے ریت کے ساتھ آہنی
ہانڈی میں ڈال دیتے ہیں۔ اور ۳۰ گھنٹہ تک آنچ دیتے ہیں۔ اگر کہربا کے دو ٹکڑوں
کو روغن السی سے تر کرکے کوئلوں پر رکھیں اور اوپر سے دبا دیں تو وہ جڑ جاتی ہیں۔

(۵) قیمت

کہربا کی تجارت زمانہ قدیم سے ہوتی چلی آتی ہے۔ کئی سالوں سے
جواہر برسیلو کو بھیجا جاتا ہے۔ آجکل اسکی بڑی تجارت آڈیسہ۔ برلین۔ قسطنطنیہ
پرشیا۔ ویانا۔ کونگس برگ۔ ڈنٹزک۔ سسلی۔ کیلی میا (Calamia)
سٹولپ[1] (Stolpe) لیوبک[2] (Lubeek) مصر وغیرہ ممالک میں ہوتی ہے
صرف شہر سٹولپ میں سالانہ قریباً ایک لاکھ روپیہ کی تجارت ہوتی ہے۔ اسکی
قیمت مقدار۔ رنگت وچمک پر پڑتی ہے۔ قیمت ڈالنے سے پہلے اس امر کا خیال
رکھنا چاہیئے کہ یہ اصلی تو ہے۔ کیونکہ میلائیٹ Mellite (ایک قسم کا پتھر جو شہد
سا ہوتا ہے) اور کوپال Copal (ایک قسم کا گوند) اس سے ایسے ملتے ہیں کہ
اچھے اچھے مبصر بھی دھوکا کھا جاتے ہیں۔ شناخت یہ ہے کہ میلائیٹ ناگداختنی
ہے۔ اور اگر کوپل کو گرمی پہنچائی جائے۔ تو یہ پگھل جاتا ہے۔ اور اس سے قطرے گرتے

[1] پرشیا کے شمال میں ۵۶ شمالاً ۱۶ شرقاً پر ہے [2] پرشیا کے شمال مغرب میں ۵۳ شمالاً ۱۰.۲ شرقاً

ہیں درحالیکہ کہربا چھینٹے اور چنگاریاں مارتا ہوا اور بہتا ہوا جلتا ہے۔ آرمینا کے
سوداگر فارس مصر اور جاپان میں اسکی تجارت کرتے ہیں۔ ترک اس جواہر کے
بڑے شائق ہیں اور اسے اپنے حقہ کے آگے لگاتے ہیں۔ اور پٹھان اسے
مقوی سمجھکر بطور دوائی استعمال کرتے ہیں۔ اسکی قیمت وہاں فیتولہ ہے سے
ما روپیہ تک ہوتی ہے۔ ایک عدد ایک پونڈ وزنی کی قیمت ۵۰ ڈالر ہوتی ہو
اور ایک نگ ۱۳ پونڈ وزنی کی قیمت ..... ۳۰ ڈالر پڑی ؛

(۶) فوائد طبی وخواص عجیبہ سحری

کہربا کے خواص سحری اس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ اس سے ناسور۔
ورم وغیرہ امراض کو شفا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسمیں روح ہے۔
اور اس کو گلے میں باندھنے سے جادو۔ سحر اور زہر وغیرہ کا اثر نہیں ہوتا ؛

فصل بست ویکم

Moonstone

حجر القمر کا بیان

حجر القمر زمانہ قدیم کے جواہرات میں سے ہے۔ مختلف حکما متقدمین کے
اس جواہر کی مختلف روایات ہیں۔ لیکن سب متفق الرائے تھے کہ اس میں چاند
کا چہرا دکھلائی دیتا ہے۔ چنانچہ انڈریس بکیس *Andreas Baccws*
نامی حکیم کی رائے ہے کہ " حجر القمر میں چاند کی ایسی تصویر ہے جو چاند کے گھٹنے
اور بڑھنے کے مطابق گھٹتی بڑھتی ہے " یونانی زبان میں اس جواہر کو اپروسیلین

Aphroselene کہتے ہیں جسکے معنے "درخشانی مہتاب" ہیں۔ اہل روما اسے لونریز Lunaris انگریز مون سٹون Moonstone یا سیلی نائیٹ اور سنسکرت میں چندر کانت کہتے ہیں۔ ان سب الفاظ کے معنے سنگ قمر یعنے حجر القمر ہیں۔ غرضکہ ہر ایک فرقہ کے لوگ اسکا تعلق چاند سے بتلاتے ہیں ۔

پلائنی لکھتا ہے کہ "حجر القمر میں بہت ایک برکات ہیں۔ اس کے بین سے درخت ثمر آور اور کوڑھی شفا یافتہ ہو جاتے ہیں اور یہ رات کیوقت بہت تابندہ ہوتا ہے یہ کسی اور سے نور اقتباس نہیں کرتا بلکہ از خود منور ہے" اسی طرح دیگر علماء ٹرلیس۔ ماربودس وغیرہ کے بیانات ہیں۔ پلائنی صاحب اسکی چار اقسام لکھتے ہیں۔ قسم اول ٹوئنٹ۔ بیضوی شکل۔ سفید رنگ۔ دوم مذکر۔ بیرونی رنگ سرخی مائل۔ سوم عمدہ رنگدار۔ چہارم الینین (Laenian) مصنف مذکور لکھتا ہے کہ ان سب سے عمدہ قسم وہ ہے جو آشیانہ عقاب میں پایا جاتا ہے اور اسی لئے اسے سنگ عقاب کہتے ہیں ۔

حجر القمر کا ایک اور قسم فشز آئی Fisheseye (چشم گربہ) نامی ہے۔ اور اسی قسم کا ایک اور پتھر ہے۔ جو حجر الشمس کے نام سے مشہور ہے۔ حکمائے یونان اسکے یہ خواص و افعال بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ چاندی کو جذب کرتا ہے مزاج اسکا سرد و خشک ہے۔ ایک سور کے برابر باریک پیسکر نا س بیاصرع کے لئے مجرب ہے۔ جنون، خفقان۔ نزف الدم کو مفید۔ اور کمر میں منڈھ کر لٹکانا باعث قبول و عزت ہے۔ اور خوف وڈر کا دافع۔ اگر خرما کے درخت پر باندھیں تو پھل زیادہ ہوتے ہیں اور محفوظ رہتے ہیں۔

(۲) ماہیت

حجر القمر کا رنگ نیلا یا سفید ہوتا ہے۔ اسکی شکل منجمد پانی کی طرح ہے اسکی چمک

بہت عمدہ چاندی ہے - اس میں ۹ ر ۳۲ چونا ۳ ر ۴۶ تیزاب گندھک ۸ ر ۲ مٹی مرکب ہیں ٭

(۳) مقامات پیدائش

یہ جواہر مقدونیہ ہندوستان کے بلند پہاڑوں - عرب اور سراندیپ میں پایا جاتا ہے ٭

Sunstone

(۴) حجر الشمس کا بیان

حجر الشمس کو متقدمین یورپ سن سٹون یا اڈولیریا *Adularea* کہتے تھے - پلائنی صاحب اسکی بابت لکھتا ہے کہ "یہ بے رنگ ہے - اور اس کے گرد آفتاب کی طرح روشنی کا حلقہ ہے - اس تعریف میں اڈولیرین فیلسپار *Adularean felspar* بھی آجاتا ہے" لیکن بعض مبصرین کی رائے ہے کہ زیادتی صلاحیت کے باعث یہ فیلسپار سے مختلف ہے - ہاں اگر اسے ببکیم کا ایک قسم لکھیں تو بجا ہے - حکیم آرفیس *Orpheus* حجر الشمس کے دو نوع لکھتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ "اسکے دونوں اقسام میں درخشاں بالوں کی طرح مستقیم شعاعیں تابان ہیں - لیکن دونوں کے رنگ علیحدہ علیحدہ ہیں - بلحاظ رنگ ایک بلور اور دوسرا ... رنگ سے بہت ملتا ہے - فوٹس *Phaetus* نے ان میں دو جن ذاتے ہوتے ہیں جن کے پہن سے پہننے والے کو عزت و رفعت حاصل ہوتی ہے - حجر القمر اور حجر الشمس میں فرق یہ ہے کہ حجر القمر کا رنگ ہلکا نیلا سا سفید اور حجر الشمس کا شوخ مصوراً زردی لئے ہوئے ہوتا ہے - اور اسکی زمین کا رنگ زردی مائل نیلا بھی

ہوتا ہے - حجر الشمس کوہ اڈولا Mt Adula (سینٹ گوتھرڈ) اور سراندیپ میں پایا جاتا ہے ؛

فصل بست و دوم

Jade
سنگ یشم کا بیان

یہ پتھر عمدہ رنگ کا ہے - اس کو انگریزی میں جیڈ یا نفرآئیٹ Nefhrite کہتے ہیں - نفرآئیٹ ایک یونانی لفظ سے نکلا ہے جس کے معنے گردہ کے ہیں۔ کیونکہ لوگوں کو وہم ہے کہ یہ تمام امراض گردہ کو شفا دیتا ہے - چین میں یہ عموماً سبز رنگ کا ہوتا ہے اور اسے یو کہتے ہیں - اس کے دو اقسام ہیں - ایک عام سنگ یشم جسے نفرآئیٹ بھی کہتے ہیں اور دوم جسے سوسوائیٹ Sausocrite کہتے ہیں - اس کا رنگ سبزی لئے ہوئے سفید ہے - اسکی چمک بلوریں یا مرواریدی ہے اسکا وزن مخصوص ۲ر۳ سختی ۵ر۵ ہے ؛

(۲) ماہیت

یہ بڑا کڑا اور مضبوط جواہر ہے (۲) سختی ۶ ہے (۳) چمک بلوریں (۴) رنگ سفید - ملائی سا سفید - دودھیا - سبز - نیلا (۵) براق (۶) وزن مخصوص ۲ر۹ سے ۳ر۱ (۷) اسمیں ۵۷ر۷ سیلیکا - ۲۲ر۰ میگنیشیا - ۱۷ر۴ چونا اور الومینا - آکسیڈ آہن - آکسیڈ کروم - پانی اور سجی مرکب ہیں - تا گداختنی - وہ کمنی کے آگے سفید ہو جاتا ہے ؛

(۳) مقاماتِ پیدائش

سنگ مذکور مصر۔ کورسیکا۔ شمالی امریکہ و غربی امریکہ۔ نیوزلینڈ اور چین میں پایا جاتا ہے ؛

(۴) صنعت و قیمت

ہندوستان۔ چین اور مصر میں اس قسم کی تلواریں۔ بُت۔ زیورات اور دیگر ظروف بنتے ہیں۔ جاپان سے اس کے زیورات بنکر یورپ کو جاتے ہیں۔ اہل نیوزیلینڈ اسکے کلہاڑیوں کے دستے اور برچھیوں کے پھالے بناتے ہیں۔ اس کے ہتھوڑے ہاون دستہ اور دیگر آلات کیمیاگری بنتے ہیں۔ اس کو کارنیلین کی طرح جلا ہوتی ہے نمائش گاہ ۱۸۵۱ء میں اس کے کئی زیورات تھے۔ زرد و سبزی مائل بھورے رنگ کے بہت قیمتی ہوتے ہیں۔ ایک قسم کا کم قیمت پتھر جسے انگریزی میں سوپ سٹون (soap stone) کہتے ہیں غلطی سے سنگ یشم کے نام سے خریدا جاتا ہے لیکن کم سخت ہونیکے باعث اس سے متمیز ہو سکتا ہے۔ سنگ یشم بمشکل دستیاب ہونیکے باعث بہت قیمتی ہے ؛

فصل بست و سوم

(*Peridot or chrysolite*)

پیریڈٹ کا بیان

یہ ایک قدیمی جواہر ہے جو کسی وقت الماس سے بھی زیادہ قیمتی تھا۔ کئی صدیوں تک یہ زیورات میں مزین ہوتا رہا۔ یہ جواہر سونے میں جڑا ہوا بہت

عمدہ دکھلائی دیتا ہے اور جسقدر اس کا رنگ زیادہ شوخ ہو۔ اسی قدر اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ اسکا دوسرا نام چراُسولٹ بھی ہے۔ جسے بعض غلطی سے چراُسو بیلا کر دیتے ہیں[1] ؛

(۲) ماہیت

پیرڈیٹ کی معدنی شکل تشبیہ معین ہے۔ پہلے پہل اسکی اصلی شکل معلوم نہ تھی کیونکہ پانی کے زور سے گھسنے کے باعث اس کی شکل بدل جاتی ہے لیکن اب کوہ ویسوویس سے اسکے سالم عدد ملنے سے [illegible] معلوم ہوگئی ہے (۲) اس کی سختی ۶، ۵ (۳) چمک بلوریں (۴) رنگ زردی [illegible] زیتونی سبز (۵) شفافیت و براق (۶) وزن مخصوص ۴، ۳ (۷) طاقت انعکاس دو چند (۸) رگڑنے سے طاقت برقی پیدا ہوتی ہے (۹) [illegible] ۱۳، ۵۰ میگنیشیہ ۳۰، ۳۹ سیلیکا - ۱۹، ۹ - پروٹوکسائیڈ آہن [illegible] ۹ - آکسائیڈ میگنیشیہ ۲۲ [illegible] اور [illegible] ۳۲ - اگر اسے تیزاب [illegible] میں ڈالیں تو یہ لعاب سا ہو جاتا ہے -

(۳) مقاماتِ پیدایش

یہ جواہر [illegible] واقع برازیل میکسیکو - جنوبی افریقہ - آسٹریلیا - اور دیگر ممالک میں پایا جاتا ہے - [illegible] مقامات پر اسکے چھوٹے چھوٹے سنگریزے ملتے ہیں زمانہ متوسطی کے [illegible] دستیاب ہوتے ہیں - کرائسوکیٹ قسطنطنیہ - ویسوویس - جزیرہ بوربو [illegible] ایس آئیلی[2] Expaeby واقعہ آورن[3] (Auuergne) واقع مصر - ذوبلز واقعہ سکسنی - ایلی[4] ایسنی[5] Esnek

---

[1] دیکھو [illegible] ۴۸ درجے عرض بلد شمالی ۲ درجہ طول شرقی [illegible] [2] [illegible] اس کے جنوب میں ایک صوبہ ہے ۴۵ درجات عرض بلد شمالی ۳ درجہ طول شرقی پر [3] مصر میں دریائے نیل پر ۲۵ درجات عرض بلد شمالی ۳۲ درجات طول شرقی پر واقع ہے [5] کاٹلینڈ کے صوبہ فائف میں [illegible] ۵۶ درجہ ۱۲ دقیقہ عرض شمالی ۲ درجہ ۵۰ دقیقہ طول غربی پر [illegible]

واقعہ فائف *Elie* کئی مقامات بوہیمیا سے پایا جاتا ہے۔ ارغوانی *Fife* رنگ عدد جو گرین لینڈ سے آتے ہیں۔ انکی دو بینی طاقت بہت تیز ہوتی ہے۔ چونکہ یہ جواہر نرم ہوتا ہے۔ اسلئے اسے حفاظت کے ساتھ پہننا چاہئے۔ ورنہ اسکی جلا دور ہو جاویگی۔ اسے ایسے تانبے کے چکر پر کاٹتے ہیں جس پر تھوڑا سا تیزاب گن کا ڈالا ہوا ہوتا ہے ٭

(Olivine)

(۴) اوسلے وائین

لفظ کرائسولیٹ میں تو تمام شفاف زردی مائل رنگ کے عدد شامل ہیں لیکن اوسلے وائین جو زیتونی سبز رنگ کے باعث اس نام سے مشہور ہے کم رنگ اور کم صفائی کا ہوتا ہے اور زیادہ تاریک ہوتا ہے۔ یہ ویسو ویس۔ انکل *Unkal* واقع دریائے رائین۔ جزنی آرتھرسیٹ *Arthurs seat* و دیگر مقامات سکاٹ لینڈ و جنوبی افریقہ میں پایا جاتا ہے ٭

فصل بست وچہارم

Malachite

میلی کائیٹ کا بیان

یہ پتھر زمانہ قدیم کا مشہور اور قیمتی جواہر ہے۔ پلائنی صاحب کی تصنیفات میں اس کا نام موے کاٹیس *Malachitis* لکھا ہے اور درج ہے کہ یہ اس کا

[1] آسٹریلیا کے صوبہ وکٹوریا میں ۳۸ درجہ غرباً عرض و ۱۴۴ درجہ شرقاً طول پر واقعہ ہے [2] اسکا مصدر مالا ہے جسکے معنے ایک قسم کا رنگ ہیں ٭

رنگ زمردی سبز ہے۔ زمانہ سلف میں اس کی مُوریں بنتی تھیں۔ اور لڑکوں کے گلے میں پہنایا جاتا تھا کیونکہ لوگوں کو خیال تھا کہ اس کے پہننے سے سب بلائیں رد ہوتی ہیں۔ ہندوستان کے لوگ اس جواہر سے کم واقف ہیں ٭

(۲) ماہیت

میلی کائیٹ کی شکل بہت ہی عمدہ ہوتی ہے۔ لیکن اکثر اسکی قلمیں اور پتھروں سے رگڑ رگڑ کر اور شکل کے ہو جاتے ہیں۔ اس کی ابتدائی شکل سے دیکھی جاتی ہے (۲) سختی ۵ر۳ سے ۴ تک (۳) چمک۔ الماسی۔ بلوریں (۴) رنگ ایکا سبز۔ اور زردی مائل ہوتا ہے۔ اور دھاریاں بھی ہوتی ہیں (۵) براق تاریک (۶) وزن مخصوص ۴ (۷) اجزا آکسیڈ تانبا ۷۰۔ کاربونک ایسڈ ۱۸۔ پانی ۱۱ مرکب ہیں۔ جب اسے شیشہ کی نلی میں گرمی پہنچائی جاوے تو پانی دور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔ سوہاگہ کے ساتھ آنچ دینے سے یہہ پگھل کر [illegible] رنگ کا گولا بن جاتا ہے۔ اور تانبہ کا منکا معلوم ہوتا ہے ٭

(۳) مقامات پیدائش

میلی کائیٹ۔ سائبیریا۔ مولڈیویا (*Moldaura*) سافیلڈ پرشیا بمقام چیسی *Chessy* متصل لائنس (*Layons*) پولنڈ۔ کارنوال اور کوئنس لینڈ وغیرہ مقامات میں پایا جاتا ہے ٭ یورال میں ایک عمدہ شکل کا میلی کائیٹ پایا جاتا ہے جسمیں آکسیڈ آہن بھی مرکب ہوتا ہے ٭

(۴) صنعت وقیمت

چونکہ اس جواہر کا سنگ بہت عمدہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ جواہر زیورات میں جڑا جاتا ہے۔ اسے ٹین کے پتر پر جڑ کر پھولوں سے جلا دیتے ہیں۔ اس [illegible]

کام بھی ہوتا ہے۔ اور یہ ظروف اور دیگر اشیا میں مزین ہوتا ہے۔ آجکل یورپ میں اسکی رنگت اور رواج کے مطابق بہت قیمت پاتی ہے ؛

(۵) مشہور و معروف عدد

(۱) سینٹ پیٹرس برگ میں ایک سنگ ساڑھے تین فیٹ مربع ہے اس کا رنگ زمردی سبز ہے اور وزن ۹ پونڈ اور [illegible] ۹۲۰۰۰ روپیہ کا ہے ؛

(۲) ہوپ صاحب کے جواہرات میں ایک عجیب ہیلی کائیٹ تھا جو [illegible] شکل اور دورنگا تھا نصف پتھر کا رنگ [illegible] نصف حصہ کا رنگ ہلکا سبز تھا اور ان دونوں رنگوں [illegible] ایک [illegible] رنگین منحنی خط تھا سیاہی مائل حصہ میں پھیکے رنگ کے چھلکے تھے (۳) شہر نژنے ناگلسک Nischne Tayelsk کی کانوں سے ایک خوشنما سبز رنگ کا تختہ ۱۶ فٹ طول ۷ فٹ عرض کا نکلا (۴) شہر برلن کی عجائب گاہ میں ایک عمدہ ظرف اس پتھر کا بنا ہوا ہے اس پر نہایت صنعت سے [illegible] کی ہوئی ہوئی ہے ولیم سویم شاہ پروشیا کے حکم سے یہ ظرف بنایا گیا تھا (۵) ایک عمدہ [illegible] قدیم کا نقش کیمیو ہے یعنی اِس نامی دیوی کے سر کا نقش ہے اور ایسی صنعت سے کھدا ہوا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی

فصل بست و پنجم

Porphyry

سنگ سماق کا بیان

یہ جواہر عمدہ سبز رنگ کا ہے کتب سنسکرت میں یہ پتھر جواہرات قسم دوم

میں درج کیا گیا ہے۔ انگریزی میں اس کو پورفری اور ہندی میں پنڈ کہتے ہیں۔ اس کا رنگ سبز سرخی مائل یا زردی مائل سرخ ہوتا ہے اور اس پر زردی مائل سبز سفید یا سرخ داغ ہوتے ہیں۔ حسب رنگ ڈھنگ اسکو فیلسپار سنگ سیماق کواٹز سنگ سیماق وغیرہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ سکاٹ لینڈ میں دان وراری *Inverary* کے متصل اور بنیوس کی چوٹی پر پائے جاتے ہیں ✦

فصل بست و ششم

(*Labrador*)

لیبری ڈور کا بیان

اہل ہسپانیہ نے غرب الہند کے وحشی اقوام کے زیورات اور مکانات میں یہ پتھر جڑا ہوا دیکھا اور چونکہ یہ ساحل لیبری ڈور پر بکثرت ملتا ہے۔ اس لئے اس کا نام لیبری ڈور پڑا۔ پہلے پہل ۱۷۷۵ء عیسوی میں اسکا ایک پتھر داخل یورپ ہوا اسکے بعد کئی اور عدد آئے ✦

(۲) ماہیت

لیبری ڈور کی معدنی شکل مثلث سی ہوتی ہے (۲) اسکی چمک بلوریں یا مرواریدی ہوتی ہے (۳) اسکا رنگ بھورا یا سبز ہوتا ہے۔ اکثر کئی اور رنگوں کے پتھر بھی دیکھے جاتے ہیں لیکن سبز اور نیلے رنگ کے زیادہ ہوتے ہیں (۴) یہ براق ہے (۵) اسکے مرکبات کیمیائی یہ ہیں۔ ۵۵٫۷۵ سیلیکا۔ ۲۶٫۵ الیومینا۔ ۱۱ چونا۔ ۴ سوڈا۔ ۱٫۲۵ آکسیڈ آہن۔ ۰٫۵ پانی اور اصلہ لاس ✦

(۳) مقامات پیدایش

عمدہ عمدہ لیبری ڈور - جزیرہ سینٹ پال St - Paul J. اور فلینڈ سے نکلتے ہیں ۱۸۷۱ء میں ایک عمدہ ملک روس سے برآمد ہوا اسکے بعد دو اور سلیں ایک ایل Ell طول[1] میں اور دوسرے ۱۰ اپونڈ وزنی پال کول دریا کے کنارے پر پائے گئے *

فلینڈ سے بڑی بڑی سلیں نکلتی ہیں *

(۴) کاٹنا

اس پتھر کے کاٹنے میں بڑی احتیاط چاہیے کہ اسکا رنگ خراب نہ ہو اور اس لیے اسمیں گوشہ نہیں کاٹنے چاہئیں اس پتھر کے بڑے بڑے عمدہ بڑی بڑی قیمت پاتے ہیں *

فصل بست وہفتم

جواہرات قسم دوم مندرجہ کتب سنسکرت

کتب سنسکرت کے رو سے جواہرات قسم دوم مفصلہ ذیل ہیں :-

(۱) روچک (۲) پارس بھدر (زبرجد کا ایک قسم)۔ (۳) سورناگی (سنگ ستارہ) (۴) اُت پل (۵) پالنک (سنگ سلیمانی)۔ (۶) گندہ شیشہ (۷) پنڈ (سنگ سیماق) (۸) جیوتی رس (رنج الدم)۔ (۹) پلیو (سنگ سم) (۱۰) سیس (۱۱) گنج (سنگ وچھ) (۱۲) گندھرب (ترمری)۔ (۱۳) شکھری اور (۱۴) نیلانگ *

---

[1] روسی گز جو ہمارے سو اگز کے برابر ہوتا ہے ۱۲

ان میں سے پارس بھدر۔ سورناگی۔ پانک۔ پنڈ۔ جیوتی رس۔ پیلو۔ گنج اور گندھرب اور شکھری (ٹاپک کا ایک قسم ہے) تو ذکر ہو چکا ہے۔ بقیہ ۶ جواہر کا بیان کتب سنسکرت سے اخذ کر کے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے ؛

(۱) وچک کا بیان

یہ جواہر زرد۔ سبز۔ سرخ۔ اور گندم کے رنگ کا ہوتا ہے اور خطہ کشمیر میں پایا جاتا ہے ؛

(۲) اوت پل

یہ نیلے رنگ کا کنول سا ہوتا ہے اور خوشنما شفاف اور کڑا ہوتا ہے ؛

(۳) گندہ شیشہ

یہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے اور اس پر سفید رنگ دھاریاں ہوتی ہیں۔ یہ سفید رنگ بھی ہوتا ہے۔ اس پر عمدہ جلا نہیں آسکتی ؛

(۴) سیس

اس کا رنگ چوہے کی طرح ہوتا ہے۔ اس لئے اسے فارسی میں سنگ موش کہتے ہیں۔ اس پتھر کے تلوار کے قبضے اور دیگر ظروف بنتے ہیں ؛

(۵) نیلانگ

یہ گہرے نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اور اس کے رنگ میں سرخی کی لاوٹ بھی ہوتی ہے۔ اس کو انگریزی میں وائلیٹ روبی Violet Ruby یعنے (ارغوانی یاقوت) کہتے ہیں ؛

باب چہارم

جواہرات قسم سوم کے بیان میں

قسم سوم کے اُن پتھروں کا بیان جن کا ماخذ کتب انگریزی ہیں

فصل اوّل

(*Lapis Lazuli*)

لاجورد کا بیان

یہ جواہر خوش رنگت کے باعث بہت مشہور ہے - پلائنی اس کا نام نیلیم رکھتا ہے - اور اس کی رنگت کو صاف نیلے آسمان سے تشبیہ دیتا ہے - زمانہ قدیم میں یہہ بڑا قیمتی تھا - کیونکہ اسی پتھر سے نقش و نگار کے لئے لاجوردی رنگ نکالا جاتا - نکل صاحب کا بیان ہے کہ " اسوقت اس پتھر کی قیمت ۱۰۰ روپیہ فی پونڈ ہے - کیونکہ عمدہ ٹکڑے ایک پونڈ وزنی سے ۱۰ اونس رنگ نکلتا ہے - جس کی قیمت فی اونس ۲۰ کرون پڑتی ہے لوگوں کو خیال تھا کہ اس سے جادو کا اثر نہیں ہوتا - اور یہ کئی امراض کا علاج ہے ؛

(۲) ماہیت

لاجورد کی شکل معدنی مثلث (۲) صلابت ۵ ر ۵ (۳) چمک بلورین (۴)

رنگ زردی مائل آسمانی سے گہرا نیلا۔ بعض میں سبز رنگ کی ملاوٹ بھی ... ہوتی ہے۔ اس پر سفید اور سنہری رنگ کے داغ ہوتے ہیں (۵) وزن مخصوص ۲ء۳ (۶) شفاف ہے (۷) اس کے مرکبات کیمیائی کے بارہ میں کئی رائیں ہیں بعض مصرین کا بیان ہے کہ اس میں ۵ء۴۵ سیلیکا - ۹ء۵ تیزاب گندھک ۷۶ء۳۱ - البومینا ۹ء۰۹ سوڈا - ۵۲ء۳ چونا - ۰۸۶ لوہا - ۲ء۴ کلورائن - ۹۵ گندھک اور ۱۲ اَحصہ پانی مرکب ہیں - اور بعض لکھتے ہیں کہ اسکے مرکبات کیمیائی یہ ہیں :-

۸۱ء۴ تیزاب فوسفورک - ۳۷ء۳۳ البومینا - ۴۳ء۹ میگنشیا - ۱ء۲۴ سیلیکا - ۴۶ء۲ آکسیڈ آہن - ۲ تیزاب گندھک اور ۶ء۰۶ حصہ پانی اور سوڈا ء

اس میں کچھ کلام نہیں کہ اس کی خوش رنگت سیلیکا اور گندھک کے باعث ہے - یہ دھونکنی کی آگ سے بڑی وقت سے پگھلکر بے رنگ شیشہ کی طرح ہوجاتا ہے - اگر شورہ کے ساتھ گرمی پہنچادیں تو اس کا عمدہ سبز رنگ نکل آتا ہے - فیلڈ صاحب کی رائے ہے کہ جو قسم مقام کارڈی لرس سے آتا ہے اُس کا رنگ گرمی سے دُور ہوجاتا ہے - اور سرد کرنے سے پھر ویسا ہی ہوجاتا ہے +

(۳) مقامات پیدائیش

یہ پتھر کوہ کارڈی لرس *Cordlleras* پر دریائے رائوگرینڈ (*Riogrande*) کے معاون وائیس *Vios* اور کنیراڈیرو *Cazrdero* کے منبعوں کے متصل پایا جاتا ہے - ارجنٹائن ریپبلک *ArgentineRepulli* نامی شاہ راہ کے تھوڑے فاصلہ پر لاجورد چونا کی تہ میں پایا جاتا ہے - اس چونے کے پرت کے نیچے سلیٹ کا طبقہ ہے - اور اسکے اوپر خام لوہے کی تہ ہے

جنوبی امریکہ میں ۱۲ جنوبی ۵۰ غربی پر واقعہ ہے ۱۲

جس میں پلک بھی پایا جاتا ہے اور اسکے اوپر لی گرینائیٹ کی تہ پہاڑ کی چوٹی پر ہی
سائبیریا میں دریائے شو وا نامی پر ہوتا اور جھیل بیکال کے متصل خصوصاً پایا جاتا ہے
مارکو پولو Mareopolo صاحب نے جب ۱۲۷۱ء میں تاتار کی سیر کی تو دریائے
آموں پر آہن کے ساتھ اس پتھر کو نکلتے دیکھا۔ یہاں سے ہی سوداگران آرمینیا اسکو
مشرقی روس اور ایشیا میں لیجاتے ہیں۔ ... کئی موجبات ہیں۔ اور یہ پتھر بخاریا Bucharia
میں ابرق دار چونا کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اور دریائے سندھ میں بطور سے
رنگ سنگریزہ و خام آہن میں ملتے ہیں۔ علاوہ ازیں تبت۔ بدخشان۔ فارس۔
صوبہ آرمینیا میں واقع ہے۔ ... پایا جاتا ہے۔ اس کی کانیں ہیں۔ بدخشان کے پہاڑوں
میں بڑی زرخیز کانیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اسکا شہرہ یہیں سے آیا ہے +

(۴) صنعت

اس پتھر کے کئی اشیاء اور ظروف بنتے ہیں۔ چین میں اسکے ظروف۔
ڈبیہ۔ بوتام۔ پیالے وغیرہ اشیاء بنتی ہیں۔ اور ظروف چینی کو اسی پتھر سے رنگ
دیتے ہیں۔ اس کی انگشتریاں۔ بالی۔ چھڑیوں کی موٹھ۔ شمعدان۔ اور دستے بھی بنتے
ہیں۔ سینٹ پیٹرزبرگ کے جنوب مغرب میں زارسکو Zarskapalau نامی
ایک محل ہے جس کا ایک کمرہ لاجورد اور کہربا کا بنا ہوا ہے۔ زمانہ قدیم میں لاجورد
پر نقش کندہ کیا جاتا اور انگشتریوں میں جڑا جاتا تھا۔ اور کئی منقش لاجورد جو حال میں دیکھے گئے ہیں۔
اس امر کا شاہد ہیں۔

(۵) خواص و افعال طبی

مزاج گرم و خشک ... جالی ہے۔ خلطوں کو لطیف ... کرتا ہے
سودا اور خون میں ملی ہوی غلیظ خلطوں کا مسہل ہے۔ خصوصاً امراض سوداویہ کا

واقع اور حوالی قلب کے سوداکو دُور کرتا ہے۔ مقوی قلب ہے مفرح۔ قوت قبض بھی
رکھتا ہے۔ نفوخ اس کا نکسیر کو بند کرتا ہے۔ سرمہ آشوب چشم اور آنسو بہنے کو
مفید۔ پلکوں کے گرنیکا مانع۔ شرب درد گردہ کو مفید۔ مدر بول وحیض۔ فرزجہ اسکا روغن
زیتون کے ساتھ حمل کا محافظ۔ اسکے چھڑکنے سے زخم صاف وخشک ہوتا ہے۔ جذام
خارش تر وخشک کو مفید۔ مسوں کا دافع۔ برص کو نافع خصوصاً سرکے کیساتھ ؛

فصل دوم

Crystal

بلوز کا بیان

یہ بڑا مشہور اور خوشنما پتھر ہے۔ اس کے پیالے۔ دُوربینیں جھاڑ۔ فانوس
اور دیگر اشیاء بنتی ہیں۔ زمانہ سلف میں لوگوں کو وہم تھا کہ یہ منجمد پانی ہے۔ اور اس لئے
انگریزی میں اسے کرسٹل کہتے ہیں جس کا مصدر ایک لفظ ہے جسکے معنے برف کے
ہیں۔ نیز زمانہ قدیم میں لوگوں کو خیال تھا کہ اسے پہننے سے بدخوابی نہیں ہوتی۔ اسے
نظر کے سامنے رکھنے سے امراض چشم کو فایدہ پہنچتا ہے۔ جس عورت کا دُودھ سُوکھ
گیا ہو اگر اسکی پستان پر اسے ملیں تو بہت دودھ پیدا ہو جاتا ہے۔ بکری کے دُودھ
میں بھگونے سے یہ مصفا ہو جاتا ہے۔ یہ اتنے مقامات میں پایا جاتا ہے کہ سب کا
مفصل لکھنا باعث طوالت ہے ؛

(۲) ماہیت

اس کی شکل معدنی مسدس ہوتی ہے (۲) سختی ۷ (۳) چمک بلورین نا شفاف
عددوں کی روغنی (۴) رنگ عموماً سفید (۵) شفاف بعض عدد ناشفاف بھی ہوتے

ہیں (۶) وزن مخصوص ۵ر۲ سے ۸ر۲ (۷) طاقت انعکاس دوچند (۸) گھسنے کی طاقت برقی پیدا ہوتی ہے (۹) اس میں ۴ر۵۸ سیلیکا - ۶ر۹۶ آکسیجن مرکب ہیں - بجز تیزاب ہائیڈرو فلورک اور کوئی تیزاب اس پر اثر نہیں کرتا - یہ دھونکنی کے آگے بھی نہیں پگھلتا - اگر ایک ٹکڑہ بلور کو دوسرے سے گھسیں تو خواص نوسفوری پیدا ہونگے - اور اسمیں سے کسی سڑی ہوئی شے کی بو آویگی ۔

خواص طبی

اسکا سرمہ آنکھ کی سفیدی اور پلکوں کی خارش کے لئے مفید ہے - اور اس کا گلے میں لٹکانا لڑکوں کے ڈرنے اور خواب میں چونکنے کیلئے مفید ہے ۔

فصل سویم

قسم سوم کے اُن پتھروں کا بیان جو کتب فارسی اور عربی سے اخذ کئے گئے

(۱) بسّد کا بیان

بسّد جسے عربی میں خاصف - لاطینی زبان میں کلورین اور یونانی میں کوجن تن کہتے ہیں - مرجان کی جڑ سمجھا جاتا ہے - کتب علوم مشرقیہ میں اکثر اس کا ذکر آیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ " یہ ایک نہایت کڑا پتھر ہے - اور اس میں بھڑ کے چھتے کی طرح سوراخ ہیں - سمندر کی لہریں اسکو ساحل پر گرا دیتی ہیں - اسوقت چونکہ نرم ہوتا ہے - اس لئے بعض اُسے سمندری کھار سمجھتے ہیں - کنارے پر ہوا کے جذب کرنے سے یہ سخت ہوجاتا ہے - چونکہ مرجان بھی سمندر سے نکلتا ہے اور بسّد سے بہت ملتا ہے - اس لئے انہیں مشکل سے تمیز ہوتی ہے - بعض مبصرین اسکی شناخت کا یہ طریق بیان کرتے ہیں - کہ دونوں پتھروں کو پیکر علیحدہ علیحدہ دو ظروف

میں ڈالدو اور ان میں پانی بھر دو جس برتن میں مرجان ہوگا اُسکے نیچے کچھ عرصہ بعد
سرخ سی شے بیٹھ جاویگی۔ بسد کے عمدہ عمدہ صاف سرخ رنگ اور سفید رنگ کے ہوتے
ہیں۔ سفید رنگ عمدوں میں عکسی طاقت آئینہ سے ہوتی ہے۔ سیاہ بسد بہت کم ملا
ہوتا ہے اور اس میں گرمی درجہ اول اور یبوست درجہ دوم ہے۔ اگر اسکو دوائی کے
طور پر استعمال کیا جاوے تو یہ بڑا مفرح و قابض ہوتا ہے۔ اور پیشاب کی زیادتی
کو دُور کرتا ہے۔ اور تمام اقسام کے ناسور صرع۔ جنون صفراوی و بلغمی۔ بدہضمی کینکری
پلی۔ بواسیر۔ جریان خون۔ بندش بول وغیرہ امراض کو فایدہ پہنچاتا ہے۔ نیم مشقال
یعنے ۴½ ماشہ وزنی بسد کو اگر نیم کے درخت کی گوند۔ اور بیضہ مرغی کی سفیدی کے
ساتھ ملاکر کھاویں تو جریان خون کے لئے عمدہ علاج ہے۔ اور پلی کی ترقی کو روکتا
ہے۔ اگر بسد کو ناسور پر لگاویں تو زخم کو شفا دیتا ہے۔ اگر کشتہ مرجان کے سفوف
کو مسوڑوں پر لگاویں تو اُن کو مضبوط کرتا ہے۔ اور ورم کو شفا دیتا ہے۔ اگر
اس کا سرمہ بناکر آنکھوں میں ڈالیں تو نور چشم کو تیز کرتا ہے۔ اور امراض چشم کو فائدہ
پہنچاتا ہے کشتہ بسد کے سفوف کے استعمال سے خارش دُور ہوتی ہے۔ اسے
روغن بلسان کیساتھ کان میں ڈالنے سے بہراپن دُور ہوتا ہے۔ اگر چار دانگ
کشتہ بسد کو سکنجبین کے ساتھ ملاکر پئیں تو پلی اور ورم کو شفا ہوتی ہے لیکن چونکہ
اس نسخہ سے امراض معدہ کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے اس لئے اس نسخہ میں ۴ ماشہ
کتیرا گوند ملا لینی چاہئے۔ اگر اسے سینہ پر لٹکا دیں تو امراض جگر ہی کو فایدہ ہوتا ہے
اگر کوئی شخص اس پتھر کے ہموزن سونا اور چاندی لیکر جب آفتاب اور قمر زہرہ
میں داخل ہوں تو ان تینوں دھاتوں کو پگھلا کر انگوٹھی بنواوے تو اسے جادو کا اثر
کبھی نہ ہوگا۔ اور اسکے پہننے کے یمن سے صرع دُور ہوگی۔ اگر کوئی شخص سیاہ بسد
کے کشتہ کو پانی میں ملاکر غسل کرے تو اُسے بڑی طاقت حاصل ہوگی۔

بسد کے کشتہ بنانیکی ترکیب - بُسد کے ٹکڑے کو ایک کورے برتن میں ڈالکر تمام رات کسی جلتے تنور میں رکھو۔ علی الصباح ٹکڑوں کو نکالکر خوب باریک کرو کشتہ بنجائیگا۔
بسد ملک یمن - انبان - فارس - مالدیپ اور دیگر جزائر میں پایا جاتا ہے ❖

(۲) حجر الاحمر کا بیان

یہ الماس کا ایک قسم ہے - رنگ بیچ مرجان سا - کھانے میں یہ زہر کا حکم رکھتا ہے ❖

(۳) حجر الاشفا - اس پتھر کا بہت عمدہ سفید رنگ ہوتا ہے - اس کی یبوست اور حرارت درجہ دوم کی ہے - اسمیں بھاری خواص یہ ہیں کہ مندار اشیاء کو خشک کر دیتا ہے - اس کا سفوف استفراغ خون - ناسور اور ورم کو شفا دیتا ہی اگر اسے شربت یا شراب کے ساتھ بقدر ۲ دانگ یا ۳۲ جو ملاکر پئیں تو لنگری کے لئے عمدہ علاج ہوتا ہے ❖

(۴) حجر الاشاکف - یہ پتھر سرخ - سیاہ یا زرد رنگ کا ہوتا ہے - اس کا بیرونی رنگ خواہ کچھ ہو توڑنے سے اسکا اندرونی رنگ ہمیشہ سیاہ آسمانی دیکھا جاتا ہے - یہ پاپوش ساز کے کام اکثر آتا ہے اس لئے اس کا نام حجر الاشاکف (یعنے موچی کا پتھر) پڑا ❖

(۵) حجر الفریقی - یہ پتھر بہت وزنی نہ بہت ہلکا ہے - یہ افریقہ میں پایا جاتا ہے اگر یہ زرد رنگ ہو تو بہت عمدہ ہوتا ہے اسکا سفوف پانی کیساتھ ملاکر ناسور کو لگاتے ہیں - اور دوالی جگہ پر لگانیسے زیادہ ورم ہوتا ہے اس لئے اسکے ساتھ شراب یا شہد ملا لینا چاہیئے - اگر اسکے سفوف کو موم کے ساتھ استعمال کریں تو ناسور کو فایدہ پہنچاتا ہے - اس میں یبوست بہت تھوڑی ہے ❖

(۶) **حجر البرقی** - یہ پتھر کوڑی کی طرح ہوتا ہے - اور کوندہ وغیرہ مقامات میں سیال برقی سے پیدا ہوتا ہے - جب یہ سیال زمین کی درزوں کے پانی میں گرتا ہے تو کچھ عرصہ تک اوپر تیرنے کے بعد پانی میں ڈوب جاتا ہے - اور پانی کے خشک ہونے پر نمودار ہوتا ہے - استسقا - سوزش معدہ وناف اس سے دور ہو سکتے ہیں - اگر اس پتھر کو کوٹ کر سفوف بنا دیں - اور اس میں پانی ملا کر دھوپ میں خشک کریں - اور یہی عمل جاری رکھیں - حتےٰ کہ سفوف پہلے سے چوگنا پانی جذب کر لے اور پھر سفوف کو سوزش ناف پر لگا دیں ؛

(۷) **حجر البہاری** - یہ پتھر گول - سفید اور کرڑا ہے - اسمیں دانے ہوتے ہیں جو پتھر کو ہلانے پر چھنکتے ہیں - یہ ہمیشہ سمندر کے کناروں پر پایا جاتا ہے - بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ایک قسم کا سمندری جانور ہے - جو مر جانے کے بعد ساحل پر آجاتا ہے - اسکی خوراک بقدر ۲ دانگ یا ۲ - ۳ حبہ کنکری کو شفا دیتا ہے ؛

(۸) **حجر البقر یا گودہن** - یہ مہرہ گائے کے صفرا میں پایا جاتا ہے - اسکی ہیئت بیضہ کی زردی سی ہوتی ہے - اس کا ذائقہ بہت کڑوا ہوتا ہے - جب اسے گائے کے معدہ سے نکالتے ہیں تو یہ خشک ہو کر بڑا سخت ہو جاتا ہے - اسکا رنگ سیاہ ہوتا ہے - اور اس کے جرم پر جھریاں سی ہوتی ہیں - یہ پتھر لمبا - گول مثلث شکل کا ہوتا ہے جب نکلتا ہے تو بہت نرم ہوتا ہے - اس کا وزن ایک سے چار مثقال تک ہوتا ہے - جس گائے میں یہ پتھر ہوتا ہے وہ بتدریج کمزور اور زرد رنگ ہوتی جاتی ہے - اور اس کی آنکھیں زرد اور سفید ہوتی ہیں اور وہ ہر وقت چلاتی رہتی ہے - ان علامات کی گائے میں سے بھی فیصدی ۲ میں سے یہ پتھر نکلتا ہے اسمیں بیبوست درجہ بلغم اور حرارت درجہ اول ہے ؛

یہ پتھر ناسور - کنکری - ورم - دنبل - امراض بول و حیض - یرقان کو دور

کرتا ہے۔ آنکھوں میں ڈالنے سے جالے کو دُور اور ابصارت کو تیز کرتا ہے۔ اگر اسے
بدن پر ملیں تو بواسیر۔ ناسور۔ سفید صرع کو فایدہ پہنچاتا ہے۔ اسکے کشتہ کا سفوف
مسوڑوں کو سخت کرتا ہے۔ اور بدبو دہن دور کرتا ہے۔ اگر پانی میں دھنیا بھگو کر
اس کو اُس میں رگڑیں اور اس پانی کی بدن پر مالش کریں تو خارش اور دیگر بدلی
بخارات سے نجات ملتی ہے۔ اگر اُن بالوں کو جن کا رنگ جذام سے بھورا ہو گیا ہو۔
اصلی رنگ کا بنانا منظور ہو تو پہلے اُن بالوں کو اُکھاڑ دینا چاہئے اور پھر اس پتھر کو
شراب کے ساتھ ملا کر اور لیوی بنا کر اُس پر لگانا چاہئے۔ اگر اسے مسور کے
دانہ کے برابر چقندر کے شراب کیساتھ ملا کر نسوار بنائی جاوے تو امراض سر کو فائدہ
پہنچاتا ہے۔ اگر غسل کے بعد موٹھ کے برابر اسکے دو دانہ چقندر و نمک کھا دیا
اور اسکے پیچھے کوئی مقوی غذا مثلاً گوشت وغیرہ کھا دیں تو ضعیف بہت جلدی قوی
ہو جاتا ہے۔ اگر اسکے ساتھ کتیرہ گوند نہ ملائیں تو اسکے کھانے سے شکایات معدہ کا اندیشہ
ہوتا ہے جو پتھر گاؤ کے صفراسے نکلتے ہیں وہ اُن پتھروں کی نسبت جو گاؤ کے جگر سے
پیدا ہوتے ہیں زیادہ فایدہ مند ہوتے ہیں +

(۹) **حجر البار**۔ یہ ایک سفید اور گول پتھر ہے۔ اور ملک حجاز کے بحیرہ جات
میں پایا جاتا ہے۔ اگر اسے پانی میں رگڑ کر پئیں تو بندش بول دور ہوتی ہے۔ اگر اسے مثانہ پر
رکھیں پتھری نکالدیتا ہے اور پیشاب کی ناپاکی دُور کرتا ہے +

(۱۰) **حجر البرام**۔ یہ سیاہ رنگ ہے اور خراسان میں پایا جاتا ہے۔ اسکے کھانے سے جریان
خون بند ہوتا ہے اور اسکا منجن مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے +

(۱۱) **حجر البوہری**۔ یہ سیاہ رنگ پتھر ایسا نازک ہے کہ تھوڑی سی آنچ سے بھی بہت گرم
ہو جاتا ہے مگر اسے دیگر ادویات کے ساتھ استعمال کریں تو یہ ناسور اور ورم کو شفا دیتا ہے +

(۱۲) **حجر الحیہ**۔ سار مہرہ نمردہ کے معدن سے اور بعض سانپ کے سر سے نکلتا ہے۔ رنگ سبزی مایل سیاہی

بچھو۔ زہر سانپ کے لئے مفید ہے۔ جالینوس نے اسکے فعل سے انکار کیا ہے۔ پلانا سنگ مثانہ کے اخراج میں نہایت نافع اور اس کا لٹکانا درد سر اور غش کیلئے مفید ہے ٭

(۱۳) حجر النور۔ یعنے سونا مکھی۔ سنہری اور روپہلی۔ تانبے کے رنگ کی۔ مزاج گرم خشک۔ فعل۔ محلل۔ جالی۔ قابض ہے۔ اس میں سمیت ہے۔ کھانا جائز نہیں۔ لڑکوں کے گلے میں لٹکانا باعث دفع خوف۔ سرمہ اس کا آنکھ کا مجلی۔ طلا اسکا رانتیج کی ساتھ ورم سخت کا محلل۔ ہڑتال کے ساتھ زاید گوشت کا قاطع۔ سرکہ کیساتھ برص و بہق کو سودمند ہے۔ نہایت لطیف اور گرمی اس کی کم ہو جاتی ہے۔ استسقا و بواسیر کو مفید ہے ٭

(۱۴) حجر الیہود۔ سنگ جہوداں اس میں طولاً خطوط ہوتے ہیں۔ نر و مادہ ہوتا ہے۔ نر کا رنگ مائل بسفیدی اور مادہ کا سرخی۔ درجہ اول گرم۔ دوم خشک۔ فعل پیشاب کثرت سے لاتا ہے۔ پتھری کو توڑ کے نکالتا ہے۔ اور اسکے پیدا ہونیکو روکتا ہے۔ مثانے میں جمے ہوئے خون کو گھلا کے نکالتا ہے طریق نوش یہ ہے کہ قریب پونے دو ماشہ کے پانی کے ساتھ پتھر پر گھسیں اور ۴½ ماشہ روغن بادام تلخ اور پاؤ سیر پانی ملا کے نوش کریں۔ چمگادڑ کے خون کیساتھ لگانا پلکوں کے بال پیدا کرتا ہے اور خود اس کا زخموں کا مجفف اور شہد کے ساتھ ضماد ورموں کا ملین ہے ٭

(۱۵) حجر الحوت یا سنگ سرماہی۔ ایک قسم کی مچھلی سے نکلتا ہے مزاج سرد و خشک۔ سفید مثلث شکل۔ گردے کی پتھری کو ریزہ کر کے نکال دے۔

(۱۶) حجر الخطاطیف یا سنگ ابابیل۔ ابابیل کے بچے کے شکم میں پیدا ہوتا ہے گرم و خشک مزاج فعل۔ یرقان اور خفقان کے لئے مفید۔ سنگ گردہ و مثانہ کو نکالنے والا۔ خواہ طلا کریں۔ یا پئیں۔ یا لٹکائیں۔ اور اسکا گلے میں لٹکانا باعث

فتح بخوابی ہے ؛

(۱۷) حجر النار - پتھری لوہے پر مارنیسے آگ نکلتی ہے۔ رنگ سفید سرخ - سیاہ - بھورا باریک پسا ہوا کمیندے کو مفید - اور خراب زخموں کو جلدی بھرتا ہے کپڑے میں باندھکر عورت کی ران پر باندھنا بچہ کی ولادت کا ذریعہ ہے لیکن ولادت کے بعد جلد کھول دینا چاہئے

(۱۸) حجر الارمنی - ایک نرم پتھر ہے لاجوردی و سرخ - مزاج گرم و خشک بالخصوص مفرح قلب ہے - گردے اور مثانے کا جالا - جذام کے لئے مفید - چاہئے کہ مغسول کرکے استعمال کریں ؛

فصل چہارم

قسم سوم کے اُن پتھروں کا بیان جو جوہریان ہند بیان کرتے ہیں

جوہریان ہند کل ۸۴ پتھر بیان کرتے ہیں - ان میں سے علاوہ ہیری (الماس) لہسنیا - مروارید - گومید - مونگا - پنا (زمرد) پکھراج - نیلا (نیلم) ترمری - سنگ یشم - عقیق - سنگ سلیمانی - بلور - سنگ موش - پیٹونیا (حجر الدم) سنگ سماق - زبرجد - فیروزہ - سنگ ستارہ اور لاجورد کے جن کا بیان پیشتر ہو چکا ہے ۶۴ اور یہ پتھر ہیں :-

(۱) پارس - ہندی میں اسے سپرس منی کہتے ہیں - رنگ سیاہ ہے - اس پر عمدہ جلا نہیں ہوتی ؛

(۲) لالڑی - یاقوت کا ایک ادنے قسم - رنگ گلابی - ۲۴ رتی سے زیادہ ہو تو لعل کہلاتا ہے ؛

(۳) لیلی - ایک ادنے قسم کا نیلم اس کا رنگ زرد اور سرخی مائل ہوتا ہے ؛

(۴) ترشاوا۔ بڑا نرم پتھر ہے۔ اس کا رنگ زرد اور سرخی مائل ہوتا ہے ۔

(۵) سنیلا۔ ایک ادنےٰ قسم کا پکھراج۔ اس کا رنگ سنہری ہے ۔

(۶) دہونیلا۔ اگر سنیلا کا دودھیا رنگ ہو تو دہونیلا کہلاتا ہے ۔

(۷) نرم۔ یاقوت کا ایک قسم۔ اس کا رنگ زرد اور سرخ ملا ہوا ہے ۔

(۸) سیندوریا۔ اس کا رنگ گلابی ہوتا ہے۔ اور اس پر سفید رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں ۔

(۹) کھیلا یا جاموُنیا۔ اس کا رنگ سیاہ اور سرخی مائل ہوتا ہے ۔

(۱۰) تامڑا۔ اس کا رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے ۔

(۱۱) سنگ گوری۔ مختلف الالوان۔ اس پر سفید رنگ دھاریاں ہوتی ہیں۔ اس کے پیالے بنتے ہیں ۔

(۱۲) گاؤدنت۔ اس کا رنگ گائے کے دانتوں کی طرح زردی مائل سفید ہوتا ہے

(۱۳) اِمنی۔ اس کا رنگ سیاہی مائل گہرا سرخ ہوتا ہے۔ اہل اسلام اس کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ محمد شاہ نے ایک عدد ۱۰ رتی وزنی پانچسو روپیہ پر خریدا تھا۔ اور ایک جوہری کو شناخت کے لئے دیا۔ اس نے بادشاہ کے روبرو اسکے گرد دھاگہ باندھکر آگ میں ڈالدیا۔ سوت نہ جلا ۔

(۱۴) پٹیک بوچھاوا۔ بلور کا ایک قسم ہے۔ رنگ سفید۔ رائے لچھمی پت سنگھ بہادر نے مرشد آباد کے مندر میں اس پتھر کا ایک بُت بنوا کر رکھا ہے ۔

(۱۵) سنگ رات۔ ایک قسم زمرد۔ اس کو عمدہ جلا نہیں ہوتی۔ اس کی گول رکابیاں پیالے بنتے ہیں ۔

(۱۶) سنگلی۔ یاقوت کا ایک قسم ہے۔ اس کا رنگ سرخ اور سیاہ ملا ہوا ہوتا ہے ۔

(۱۷) الیمانی۔ سلیمانی اگر خاکی رنگ ہو تو الیمانی کہلاتا ہے ۔

(۱۸) حجر الحیاہو - اس کا رنگ مٹی سا ہوتا ہے - امراض بول کیلئے عمدہ علاج ہے ◆

(۱۹) تیلیا - اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے - اور اس کی شکل چکنی ہوتی ہے ◆

(۲۰) پیروج - زمرد سے کم سبز رنگ ہوتا ہے - بعض اسے توڑا کہتے ہیں - اس کی کان [illegible] ... ستان [illegible] ہے ◆

(۲۱) ممرگوج - زمرد کا ایک قسم ہے - رنگ عمدہ سبز عمدہ آبدار نہیں زمرد کی کم قیمت کا ہوتا ہے

(۲۲) حدید - اس کا رنگ خاکی سیاہ ہوتا ہے - اور یہ بڑا وزنی ہوتا ہے - اس کی مالا کے دانے بنتے ہیں ◆

(۲۳) سنگ وھیڑی - اس کا رنگ سیاہ ہے - اسکے پیالے تلواروں کے دستے اور دیگر اشیاء بنتی ہیں ◆

(۲۴) آہن فرنگ - اس کا رنگ سیتی ہوتا ہے - اس کی تین قسمیں ہیں - ان کی شناخت یہ ہے کہ فولاد کے ایک ٹکڑے پر لیموں کا رس ڈالو اور اس پر اس پتھر کو ملو - اگر اس پر ملنے سے اس پر تیل سے داغ نمودار ہوں - تو اسے لوکرائی کہینگے - اگر نقرئی رنگ داغ ہوں تو مصری اور اگر سنہری رنگ کے داغ ہوں تو تیلیائی کہتے ہیں ◆

(۲۵) سنگ مرمر - اس کا رنگ خاکی ہوتا ہے - کان سوکر انگرا ور جیپور میں پایا جاتا ہے - اگر اس کے رنگ میں سرخی اور سبزی کی ملاوٹ ہو تو اسے موکمانا کہتے ہیں - عربی میں حجر السطریطہ کہتے ہیں - جلائے ہوئے منجن مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے - ضماد اس کا راتینج اور زفت کے ساتھ ورم محلل اور موم روغن کے ساتھ ورد فم معدہ کا دافع - مزاج سرد و خشک ◆

(۲۶) سوہن مکھی - رنگ نیلا - بعض پر سنہری رنگ داغ ہوتے ہیں - اس پر عمدہ جلا نہیں ہوتی ◆

---

[1] سدہ نی پتھر - سنگ خطا چین سے آتا ہے - سب سے بہتر [illegible] (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۴۰۸)

(۲۷) پای زہر۔ سنگ خاکی سفید۔ جو ناسور زہر کے باعث ہو اس پر ملنے سے فائدہ پہنچاتا ہے

(۲۸) زہر مُہرہ۔ رنگ سفیدی مائل سبز۔ اسکے پیالے میں زہر کا اثر نہیں ہوتا۔ فارسی میں پادزہر کانی۔ اور عربی میں فادزہر معدنی کہتے ہیں +

(۲۹) سنگ قدرت۔ سیاہ رنگ پتھر ہے۔ اور اسمیں زرد رنگ کی رگیں ہوتی ہیں

(۳۰) گوبا۔ سفید رنگ۔ سنگ گوری سے بہت مشابہ ہے لیکن نرم زیادہ ہے +

(۳۱) کسوٹی۔ رنگ سیاہ۔ سونے کی شناخت کیلئے مستعمل ہے +

(۳۲) سنکھیا۔ اس کا رنگ کوڑی جیسا ہوتا ہے +

(۳۳) دُری نجف۔ رنگ سبز۔ اسکی جڑت انگشتریوں میں ہوتی ہے۔ اس کا رنگ زبرجد سے بھی زیادہ شوخ ہوتا ہے۔ اس پر جلا عمدہ ہوسکتی ہے +

(۳۴) سنگ جراحت۔ رنگ مٹیلا قدرے سبز۔ اسکے کھلونے بنتے ہیں۔ اسکی [illegible] زخموں پر لگائی جاتی ہے مزاج سرد و خشک۔ تمام اعضا سے خون بہنے کا مانع۔ زخموں کو خشک کرتا ہے۔ شربتاً خصوصاً گل ارمنی۔ اور گل ملتانی کے ساتھ خون کے دستوں اور سہال کو مفید۔ مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔ آنتوں کی خراش کا دافع۔ منہ کے چھالوں کو مفید +

(۳۵) وار چینی۔ اس کا رنگ دار چینی سا ہوتا ہے اس کی تسبیح کے منکے بنتے ہیں +

(۳۶) سنگ مکڑی۔ رنگ سیاہ۔ اس کا سطح عنکبوت کی جالی کی طرح دکھلائی دیتا ہے +

(بقیہ حاشیہ) کہ نیم کے پتے کے ساتھ پییں تو کھنی سم کو دور کرے۔ مزاج معتدل مائل بحرارت افعال۔ تمام قوی اور ارواح کا مقوی ہے۔ اکثر زہروں کا تریاق ہے۔ وبا کے کا دافع۔ باہ۔ اعصاب اور مفاصل کو قوت دیتا ہے۔ ورموں کا محلل۔ گلاب یا عرق بید کے ساتھ پینا امراض مالیخولیا۔ ضیق النفس۔ غم۔ وحشت۔ خفقان۔ ضعف معدہ و دل۔ دست و قے۔ ہیضہ میں مفید ہے۔ پانی میں حل کر کے گولیاں بنائیں۔ اور ایک تیراط ہر روز چالیس روز تک کھائیں تو صحت کا محافظ۔ اعصاب و باہ کا مقوی ہے۔ سیاہ مرچ کے ساتھ زہر دار جانور کے کاٹنے کے مقام پر لگائیں تو زہر کا دافع ہے ۱۲

(۳۷) لودھیا۔ اس کا رنگ سنگ مقناطیس کی طرح سرخ ہے۔ اسکی انگشتریاں بنتی ہیں ٭

(۳۸) سنگ بانسی۔ اس کا رنگ سبز ہلکا ہے۔ اسکو عمدہ جلا ہو سکتی ہے ٭

(۳۹) احباس۔ اس کا رنگ سبز سنہری مائل ہے۔ اسے عمدہ جلا نہیں ہو سکتی ٭

(۴۰) سفری۔ رنگ آسمانی۔ آشیانہ زاغ کی صورت کا ہوتا ہے ٭

(۴۱) آبری۔ رنگ سیاہی مائل سنہری۔ اس کی انگشتریاں بنتی ہیں ٭

(۴۲) چٹی۔ اس کا رنگ سیاہ ہے اور اس پر سنہری داغ اور سفید دھاریاں ہوتی ہیں ٭

(۴۳) پاتھری۔ اس کا رنگ مٹیلا ہوتا ہے ٭

(۴۴) سنگ لاس۔ یہ سنگ مرمر کا ایک قسم ہے ٭

(۴۵) سنگ سیبار۔ اس کا رنگ سبز۔ اور اس پر خاکی رنگ کے ڈورے ہوتے ہیں ٭

(۴۶) جارمانی۔ اس کا رنگ خاکی ہے اور سلیمانی کی ایک قسم ہے ٭

(۴۷) دانتلا۔ اس کا رنگ زردی مائل سفید ہے اور کوڑی کی طرح ہوتا ہے ٭

(۴۸) پن گہن۔ رنگ سیاہ۔ سبزی کی ملاوٹ۔ اس کے کھلونے بنتے ہیں ٭

(۴۹) رتکسوپار توا۔ سرخ رنگ۔ اگر اسے گردن پر باندھیں تو دردسر اور بخار کو دور کرتا ہے ٭

(۵۰) گونڈی۔ یہ دلق فقرا کی طرح مختلف الالوان ہے ٭

(۵۱) مریم۔ اس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ اس پر عمدہ جلا ہو سکتی ہے ٭

(۵۲) اجوا۔ اس کا رنگ گلابی ہے۔ اس کی سطح پر بڑے نقطہ اور داغ ہوتے ہیں ٭

(۵۳) دمڑی ۔ اس کا رنگ کتھے سا ہوتا ہے۔ اس کے کئی طرح کے برتن بنتے ہیں ✦

(۵۴) املیا ۔ اس کا رنگ سیاہی گلابی ہوتا ہے۔ اسکے کئی ظروف بنتے ہیں ✦

(۵۵) ہالن ۔ رنگ زردی مائل گلابی۔ ہندوستانی بڑ کی طرح چمکدار ہوتا ہے ✦

(۵۶) اوپل ۔ اسکے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ عموماً اس کا خارجی رنگ نیلا ہوتا ہے ✦

(۵۷) سنگ جز ۔ اس کا رنگ سیاہی مائل سبز ہوتا ہے ✦

(۵۸) کہارا ۔ رنگ سبزی مائل سیاہ۔ اس پتھر کے ہاون دستہ میں دوادن کو کوٹتے ہیں ✦

(۵۹) کانسلا ۔ رنگ سبزی مائل سفید۔ عمدہ آبدار نہیں۔ الماس کی کانوں میں پایا جاتا ہے ✦

(۶۰) مقناطیس ۔ اس کا رنگ سیاہی مائل سفید ہے۔ لوہے کو کھینچتا ہے ✦

(۶۱) عقیق کلہار ۔ زردی مائل سبز رنگ۔ یہ پانی میں ہوتا ہے۔ اسکے تسبیح کے منکے بنتے ہیں ✦

(۶۲) سنگ سرمہ ۔ رنگ سیاہ۔ تیز سفید۔ بڑا چمکیلا ہے۔ اسی کو کوٹ کر سرمہ بنتا ہے ✦

سلہ بحر ہند میں پایا جاتا ہے۔ درجہ اول میں گرم۔ رنگ سرخ مائل بہ سیاہی۔ فعل فالج۔ درد مفاصل۔ عرق النسا کے لئے مفید ہے۔ جگر و طحال کو قوت دیتا ہے۔ سنگ مثانہ کا مخرج اور عسر ولادت کا دافع۔ شہد کے ساتھ گاڑھی خلطوں کا مسہل۔ قابضات کے ساتھ قابض ہے۔ اور زہر دار اس کا اس زخم جو کبھی زہر دار آلہ سے ہو فائدہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۳)

(۶۳) سنگ سیاہ - اس کا رنگ سیاہ ہے - اس پتھر کے بُت بنتے ہیں *

علاوہ بریں ملکا۔ سبز - وقوبکا - زردا - وتھرسی وغیرہ کچھ بیان کیے جاتے ہیں جو ایسے کم قدر اور عام ہیں - کہ ان کا بیان لکھنا باعث طوالت ہے *

تمام شد

(بقیہ حاشیہ) کرتا ہے - خون کو روکتا اور زخم کو بھرتا ہے

۵۷ سب سے عمدہ اصفہان کا ہوتا ہے - مزاج سرد خشک ز فعل - قابض بینائی کا مقوی - جریان حیض کو مفید - مشک کے ساتھ بینائی کو قوت دیتا ہے - موتی و مصری کے ساتھ جالے کا دافع - رسوت و سماق کے ساتھ درد آنکھ کی خارش کے لئے مجرب - اقلیمیا و شہد کے ساتھ ملا کر آنکھ میں لگانا درد سر کا دافع - وپیپل اور کافور کے ساتھ ملا کر لگانے سے آنکھ کو چیچک سے محفوظ رکھتا ہے - پیشانی پر لیپ نکسیر کو مفید - اور ذرور اس کا بجنسہٖ زخم قرینہ کا اور حمول اس کا خون حیض کا حابس ہے *

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ (۱۱۰)

اس خیال کی بنا پہ ہے کہ الماس کوہ آتش فشاں کے در زمین شگافوں میں بیٹھ گئے ہیں - اور عام خیال ہے کہ بڑے بھاری شہاب ثاقب کے گرنے سے یہ شگاف گڑھے پڑگئے ہونگے اور ان شہابوں کے الماس گر کر انہیں بکھر گئے ہونگے - لیکن یہ امر کبھی بطور یقین ثابت نہیں ہوا ممکن ہے کہ یہ الماس اپنے مقامات کے اجزائے کیمیائی کے باعث مقامی پیدائش ہوں مگر اس میں شک نہیں ہے کہ جیسا کہ اجزاء کیمیائی زمین پر ہیں ایسے ہی ان اجسام سماوی میں بھی ہیں جو کہ آسمان میں زمین کے گرد ہیں - اسلئے اعلیٰ درجہ کی حرارت میں اجزا کیمیاوی کی ترکیب بدلنے سے ایک شہاب ثاقب میں بھی الماس کا پیدا ہونا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ انہی حالات میں یعنے جس فعل و طاقت سے کان کمبرلے میں الماس پیدا ہوتے ہیں اسی سے زمین کے اوپر آسمان میں بھی پیدا ہو سکتے ہیں - دوران پیدائش میں لوہا بھی بطور مادہ تحصیل کے کام دیتا ہے - کچھ عرصہ کے بعد یہ ہوا یا پانی کی تاثیر سے خارج ہو جاتا ہے اور صرف پاسہ الماس رہجاتا ہے - صوبہ اری زونا (Arizona) کے ایک ضلع کی طبعی حالت کے ملاحظہ سے بیان بالا کی تائید ہوتی ہے - یہاں ایک میدان میں جو کہ پانچ میل محیط ہے ہزارہا دیہاتی آہن کے گولے بندھے ہوئے ہیں جو کہ وزن میں ایک اونس سے نصف ٹن تک ہیں - قیاس ہوتا ہے کہ یہاں کسی زمانہ میں بھاری بارش تارے ٹوٹنے کی ہوئی - اور ایک بڑا دزنی پتھر اس قطعہ کے وسط میں گرا جس نے کہ زمین میں بڑا گڑھا کر دیا - اس جگہ کا نام کینن ڈایابلو (Canon Diablo) یا ڈیول گلچ (Devil Gulch) ہے اور اس جگہ کی دہات کو بطور عجائبات کے بہت سے اشخاص نے جمع کر کے رکھا ہوا ہے - عام اوزاروں سے یہ دہات کٹتی نہیں جاتی - اور کٹنگ کے اوزار بھی کام نہیں دیتے ہیں کیونکہ لوہے میں کوئی نہایت سخت مادہ موجود ہے جو کسی اوزار کی

گہر جا نہیں جاتا - اِس مادہ کے اجزا و علیحدہ کرنے سے پایا گیا کہ اِس میں تین
درجہ کے الماس ہیں - تمام الماس گریفائیٹ انارفس کاربن Grafhite
Anarfus Carbon یعنے کاربن غیر قلمی - ۱۸۸۶ء میں ملک روس میں ایک
تارہ ٹوٹا - جس میں کہ ایک فیصدی مادہ الماس کچی صورت میں تہا - ۱۸۴۶ء
میں ایک تارا بنام آدا ملک ہنگری میں گرا - جس میں کہ قلمی گریفائیٹ روشن
و تاریک شکل میں پایا گیا - ایسے الماس کو جو شہاب ثاقب میں گرتے ہیں لیٹی
آرک ڈایامنڈ (Arch Diamond) کہتے ہیں ✣

؎ ایک قسم کاربن دیکھو صفحہ ۱۴۱ اسکو سنگ سرمہ بھی کہتے ہیں ۱۲

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰ | اور ایک جوہری کو دکھلایا - جو کہ اُسکی شکل و چمک دیکھکر حیران رہگیا -
یہہ خبر جلد پھیل گئی - اور گولکنڈہ کے دولتمند سوداگران نے کان کنی شروع کی - اور مالا مال
ہوگئے - اور شہر گولکنڈہ دو صدی تک الماس کی خریداری کیلئے شہرۂ آفاق رہا۔
صاحب موصوف اُس زمانہ کی کان کنی کا حال بیان کرتے ہیں - نیز مذہبی رسوم جو شروع
کان کنی سے پہلے ادا کیجاتی تہی - زمین کہودنے کی جگہہ کے متصل سخت چونا گچ چبوترے
بنائے جاتے تہے - اور ۱۰ سے ۱۴ فٹ تک زمین میں گڑہے کہودے جاتے تہے - ان
گڑہوں کی تمام مٹی اور پتہر تنیں چبوترہ میں ڈالے جاتے تہے - اور اوپر پانی ڈالا
جاتا تہا - اِس طرح ایک دو دن تک اسکو رکہا جاتا تہا - اور پہر چبوترہ میں سوراخ
کرکے پانی نکالدیا جاتا تہا - باقیماندہ کچرا کو صاف کیا جاتا اور زمین پر پہیلا یا جاتا
بڑے بڑے ہتہوڑوں سے کوٹا جاتا - اور پہر صاف کیا جاتا - اور پہر ہاتہ سے ٹٹول
کر ہیروں کو نکالا جاتا - پورانے چونا گچ چبوترے جو کہ کرشنا کے مقامی سلیٹ کے بنے
ہوئے تہے ابتک موجود ہیں - اور اسکے گرد گول پتہروں کے ڈہیر ہیں -

سلہ ایک چٹان کئی ایک پتھروں کے ٹکڑے اُس میں شامل ہوتے ہیں اسے سنگلاخ
بہی کہتے ہیں - یہ ایک قسم کا سنگ مرمر ہے -

حاشیہ متعلق صفحہ (۱۲۱)

سلہ چند سال ہوئے کہ ایک کمپنی بنام حیدرآباد دکن کمپنی واسطے تلاش الماس قائم ہوئی
اور انہوں نے نظام کی مدد میں کان کنی بڑی کوشش سے شروع کی اور موقعہ قسمتی
کان کنی کو جسکو اب کنی پارٹیل Curnea Patcel کہتے ہیں اسطے کان کنی پسند کیا۔ بڑے
بڑے تجربہ کار کان کن مقرر کیئے گئے۔ اور انگلستان سے جدید عمدہ کلیں منگالی گئیں۔
اور اگرچہ بڑی چہان بین سے پرانے موقعوں کا کان کنی میں تلاش کیئے گئے لیکن معلوم ہوا
کہ متقدمین کان کن نے اپنے بہدے ہتھیاروں سے اور موٹے طریق سے خوب ہاتھ
صاف کر چکے ہیں۔ اور کمپنی کو صرف چند ہزار قیراط والے خورد الماس ہاتھ آئے۔
لیکن اب بھی بعض محققین کی رائے ہے کہ اگر کوئی ایسا موقعہ معلوم ہو جائے جہاں کہ
سطح زمین کی تہ اور گرد کی تمام علاقہ کے پانی کے سے مترشح لیول کے نیچے ہو تو بہت
بڑے الماس ۔ کوہ نور جیسے ملنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ متقدمین کو ایسی ہی جگہ سے دستیاب
ہوئے ہونگے کہ انکے پاس طاقتور پمپ تھے جس کہ پانی ہٹا سکتے۔ ملک دکن میں کان کنی کا
مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اسکو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر یہ قیاس ہی کیا جائے کہ اب وہاں بیش قیمت
الماس ختم ہو گئے ہیں جسمیں بڑا شک ہے پھر بھی وہاں کے علاقے موجود ہیں
جو الماس پیدا کرنے والے مشہور ہیں۔ اور سائنٹیفک اصول پر کان کنی کرنے سے پوری کامیابی
کی امید ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر کنگ Dr. King ماہر اورگی Orekn Okogy
کی بھی تقریر اسکی تائید میں ہے وہ کہتے ہیں کہ ان موقعوں کی دیکھ بھال اور جانچ پر تابل
سے انکو بظاہر یہاں الماس کا مادہ پوری شکل نہیں ہوتا۔ لیکن اسکے باور کرنے کے وجہ نہیں کہ یہ مقامات
الماس سے خالی ہیں۔ اور یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ جدید کلیں اور سائینس کے طریق سے استعمال کرنے سے
کانوں سے گولکنڈہ کی پرانی دولت مل پڑے۔

چند تصویریں صفحہ پر دیگئی ہیں جسے ظاہر ہو کہ دکن میں کس طرح اور کس
طریق سے کان کنی ہوتی ہے۔ تصویر نمبر ۳ ٹوکلوں سے ہیرے نکالنا اور پانی اُلیچنے کی ہے
اگلی تصاویر بھی کہ چٹان کان الماس والے نظر آتے ہیں۔

کان ہائے نیلم واقعہ ریاست کشمیر

ریاست جموں وکشمیر میں کان ہائے نیلم بعہد سری مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر ظاہر ہوئی - یہ جموں کی سرحد پر دور دراز دشوار گذار پہاڑوں میں جموں سے ۱۹۰ میل کے فاصلہ پر ۳۵ - ۷۶ درجہ طول و ۳۰ - ۳۳ درجہ عرض ہیں جموں سے یہاں تک راستہ نہایت خطرناک و دشوار گذار ہے - یہ کانیں صرف حسن اتفاق سے اس طرح ظاہر ہوئیں کہ عرصہ قریباً ۱۳ سال کا ہوا تہا کہ پہاڑ سے ایک ٹیلہ گرا جیسے کہ نیلم والا پارہ کوہ یعنی وادی میں آگرا - ان ناگذر کوہستان میں صرف بھٹے قوم کے گڈرئے ماہ جولائی اگست ستمبر میں واسطے شکار یا چرانے بھیڑوں کے آتے ہیں - ان خوبصورت چمکیلے پتھروں کو دیکھکر حیران ہوئے - اور گو ان کو جواہرات نہ سمجھا لیکن چند پتھر جو عمدہ شکل کے اور بیرنگ تھے جمع کئے - کہ اسکے عوض نمک و مصری لی جائیگی جو وہاں نہایت کمیاب ہے اور بڑی گراں قیمت پر بیوپاریاں پنگی - چمبہ - اور شملہ سے ملسکتی ہے - ان گڈریوں نے جب دیکھا کہ بیوپاریاں ان پتھروں کے عوض نمک - مصری - لوہا اور دیگر ضروریات بڑی خواہش سے دیدیتے ہیں تو انہوں انکے ہمراہ ایک خاصہ باقاعدہ لین دین شروع کر دیا - جنہوں نے ان وحشی گڈریوں کی لاعلمی کی وجہ سے بہت فائدہ اُٹھایا - اور ریاست کشمیر کو نقصان پہونچایا - اسی اثنا میں جبکہ یہ ناجائز بیوپار زور و شور سے جاری تہا تو چند نگ ایک دہلی کے جوہری کے ہاتھ لگے - جو کہ انکو دیکھکر نہایت متعجب ہوا - کہ ایسے عمدہ نیلم کوہ ہمالیہ کی طرف سے بیوپاریان پنگی - و چمبہ کی معرفت ہاتھ آتے ہیں - بیع کے طور پر دریافت کرنے سے اُسے پتہ لگ گیا کہ ان پتھروں کا اصل منبع کہاں ہے - انعام کثیر حاصل کرنے کی خاطر اس نے سری مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر کو اطلاع دی کہ ایک بیش بہا خزانہ ان کی ریاست میں ہے - جو کہ گڈریوں کے ذریعہ ظاہر ہوا ہے

اور جسکو کہ بیوپاریاں چھوٹی چھوٹی چیزوں کے عوض اڑا رہے ہیں۔ مہاراجہ صاحب مرحوم نے جب سنا کہ ان کے علاقہ میں کان نیلم ہے تو چند معتبر اراکین ریاست کو اس طرف بھیجا۔ اور تمام نیلم جو مل سکے جمع کرائے جو لاکھوں روپیہ کے تھے۔ اور وہاں پہرہ بٹھلا دیا۔ کہ آئندہ نقصان نہ ہووے۔ عیاں ہوتا ہے کہ راستہ میں کچھ نیلم اوڑ لیے گئے لیکن پھر بھی کثیر تعداد جموں پہونچ گئے۔ اور خزانہ ریاست میں رکھے گئے۔ اسی طرح بہت سالوں کے بعد نیلم کی ناجائز فروخت و لوٹ بند کی گئی۔ جب ابتدا ہی میں پہاڑ گرا تو بہت قیمتی پتھر پہلے گڈریوں نے اٹھا لئے۔ لیکن بعد میں کان کنی وغیرہ سے ہی ایک یا ڈیڑھ کروڑ قیمتی نیلم نکلے ہونگے۔ پہلے تو نیلم کے پتھر جو کہ صندوقوں میں بند کر کے ریاست کی طرف سے فروخت کئے جاتے تھے۔ اور عموماً نیلم کے ٹکڑے دہلی بھیجے جاتے تھے۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر کی وفات کے چند سال بعد کان ہائے کا ٹھیکہ دو سال کے لئے ایک کمپنی کو دیا گیا۔ جس نے بہت سے نیلم لکھو کھہا روپیہ کی کان کنی سے حاصل کئے۔ لیکن یہ کمپنی متمول نہ تھی اسکی میعاد ٹھیکہ تھوڑی تھی کان کنی میں بہت ہی مشکلات کا سامنا ہوا۔ سال میں صرف تین ماہ کام ہو سکتا تھا۔ کہ کانہائے پندرہ ہزار فٹ کی بلندی تھیں۔ جہاں ہمیشہ برف رہتی ہے اس لئے کمپنی نے مجبوراً کام چھوڑ دیا۔

مسٹر جے گاڈون صاحب (Mr. J. Goducen) سابق مائننگ اینڈ اگیس پلورنگ افسر (Mining & Exploring Officer) ریاست کشمیر تحریر کرتے ہیں کہ میں نے جب ان کانہائے کا ۱۹۰۶ء میں ملاحظہ کیا۔ تو پہلے اس امر کی دریافت کی کہ آیا سابقہ کان کنی وجہاں ہیں سے کچھ نیلم بچ رہی ہے۔ جو کہ دریافت نہیں ہوئی۔ لیکن مایوسی ہوئی کہ ایک پتھر یا رنگ بھی نہیں بچی۔ جسے کہ نیلم نکال نہیں لیا گیا ہو۔ پھر میں نے اصلی کان کو دیکھنے کا ارادہ کیا۔ اسپر چڑھکر پہونچنے کے لئے

پہاڑی پُر پیچ راستہ ہے۔ میں اس راستہ پر چڑھتے ہوئے اس پہاڑی کی بناوٹ
کو بھی دیکھا جو کہ عموماً پلوٹونک (Plutonic) قسم کی ہے۔ اور جس کا اصل
اکوئیس (Acqueoigneons) قسم کا ہے۔ اور بعض موقعہ (لاکولائٹس)
(Laccolites) قسم کے پتھر سے پائی جاتی ہیں۔ اس تنگ راستہ سے چڑھتے ہوئے
میں نے بغور دیکھا کہ آیا چٹان میں کوئی رگ یا لمبی دھاری ہے۔ اور آخر میں نظر آیا۔ کہ
سفید دھاری از قسم فیلڈ سپار (Feldsper) چٹان میں دور تک چلی گئی ہے۔ جس میں
کہ چھوٹے چھوٹے پارہ نیلم کی ہے۔ اور زیادہ تر چٹان کے سامنے رخ پر جو کہ اصلی کان
سے کچھ فاصلہ نیچے ہے۔ اس طبقہ میں کمپنی نے تھوڑا عرصہ کان کھدائی کیا۔ لیکن
دو سال ٹھیکہ میں صرف ۶ ماہ کام ہو سکا۔ اور اسے ۶ یا ۸ فٹ سے زیادہ طبقہ میں
دسترس نہ ہو سکی۔ اس طبقہ سے جو نیلم نکلی گو بہت چھوٹی اور معمولی رنگ کی تھی لیکن
اسکی برآمدگی بہت امید دلانیوالی تھی۔ میں نے اس طبقہ و دیگر طبقہ ہائے کا معائنہ
کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ طبقے صرف دھاریاں شاخہائے ہو رہی ہیں جو کہ ایک وسطی
منبع یا ذخیرہ مادہ نیلم سے نکلی ہیں۔ اور اس خزانہ نیلم کے حاصل کرنے کے لئے روپیہ
محنت و استقلال کی ضرورت ہے۔ چڑھائی کو طے کر کے میں اصلی موقعہ کان پر پہونچا
جو کہ ۱۴۵۰۰ فٹ سطح سمندر سے بلندی پر ہے۔ میں نے دیکھا کہ چٹانوں کو بہت
بے طرح بارود سے اوڑایا گیا ہے۔ اور کوئی نشان کسی دھاری کا باقی نہیں چھوڑا
گیا ہے جس سے کہ آگے رہنمائی ہو سکے۔ اس کان سے پانچسو فٹ اور اونچا گیا اور ایک
قدرتی گڑھا دیکھا۔ جس کی معدنی بناوٹ اس پہاڑی جیسی ہے اور جو برف سے
ڈھنپا ہوا ہے۔ ایک پہاڑی نے مجھے بتلایا کہ اس جگہہ سے بہت سے جواہر
گلو وغیرہ کے لوگ چورا کر لے گئے ہیں۔ جو علامات ان پتھروں کی بتلائی گئی۔
ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک اعلیٰ قسم کی کارنڈم ہو نگی چونکہ مجھے ریاست کی طرف

مٹی سے دھوکر الماس نکالے جا رہے ہیں اور سا انجن اور کلو سے

حیدرآباد دکن کی الماس کی کانیں

مقام پارشل کی کانہائے الماس میں انجنوں کے ذریعہ سے کان کنی کیجارہی ہے

دو بڑے الماس کلی نن اس جڑت میں لگے ہوئے ہیں۔ جو کہ ملکہ معظمہ بطور آویزاں پہنتی ہیں:
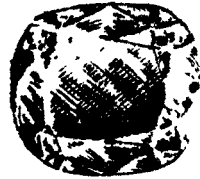
یوجینی۔ وزنی ۵۱ قیراط۔ شہزادی یوجینی کی ملکیت میں تھا اور ۱۵ ہزار پونڈ کو سابق گائیکواڑ بڑودہ کے ہاتھ فروخت ہوا۔

ہوپ بلیو۔ وزنی ۴۴ قیراط ۱۸ ہزار پونڈ کو خریدا گیا۔ قیمتی ۳۰ ہزار پونڈ۔ ڈچس آف نیوکاسل نے اسے ۲۵ ہزار پونڈ کو خریدا۔

پولر سٹار (قطب تارا) وزنی ۴۰ قیراط۔ روس کے شاہی جواہرات میں سے ہے۔ قیمتی ۱۵ ہزار پونڈ۔

دستہ عصائے شاہی جسمیں کہ الماس کلی نن اعظم اپنی اصلی جگہ پر نمای